ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
PDFBOOKSFREE.PK
[redacted]
دلوں کو لرزا دینے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں
کفن نمبر

ماہنامہ لاہور
خوفناک ڈائجسٹ

کالا کفن نمبر کی جھلکیاں

مایہ کال
قسط نمبر 3
4

کانٹے
آخری قسط
32

ناگ کا انتقام
قمر نشاد، فتح جنگ
56

شیطان چال
ایم آفریدی، مانسہرہ
66

پراسرار آدمی
کشور کرن، پتوکی
82

آخری چیخ
عابدہ نسیم
86

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

وہ رات
عامر ندیم
100

رات کا پچھلا پہر
محمد خالد شاہین، صادق آباد
92

قاتل چڑیلوں کا مسکن
محمد نواز، قصور
111

خونی پنجہ
غلام اکبر شاہ
120

پھانسی
عاصم نسیم بٹ
128

آدم خور مردے
عامر ندیم
136

انجام مسافر
محمد وقاص احمد، سہگل آباد
149

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

مایہ کال ریوالوڈ

---تحریر۔ محمد وارث آصف۔ واں بھچراں۔ قسط نمبر۳---

اس نے دھویں کی شکل اپنائے رکھی اچانک بوڑھی عورت نے اونچی آواز میں کلمہ کا ورد کیا تو اس کی سب شکتی جواب دے گئی اس کا اپنایا ہوا دھویں کا شکل غائب ہوگئی اور وہ سعد کی شکل میں دھڑام سے مکان کے فرش پر گرا وہ تڑپنے لگا اور لوٹ پوٹ ہونے لگا بوڑھی عورت اس اچانک صورت حال سے بالکل نہ گھبرائی اور سعد پر کلمہ پڑھ کر پھونک ماری تو آسیب کے منہ سے غراہٹیں نکلنے لگیں آواز کی شدت ایسی تھی کہ جیسے اسے سخت تکلیف ہو رہی ہو وہ اچھل اچھل کر کمرے کی دیوار سے ٹکرانے لگا شدید اذیت سے اس کے منہ سے غراہٹیں نکلنے لگیں عورت مزید ورد پڑھ کر سعد پر پھونکا اچانک سعد کا سویا ہوا دماغ ایک دھماکے سے جاگ گیا اس کے کانوں میں اللہ کا کلام گونجنے لگا آہستہ آہستہ اس کا تاریک ذہن ورنی ہونے لگا اس کی آنکھیں کھلنے لگیں دھندلی دھندلی روشنی اسے نظر آنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ کچھ سنبھلا تو اسے اپنے اندر کسی اور جسم کی اذیت ناک غراہٹیں اور حرکت معلوم ہوئی وہ سمجھ گیا کہ اس کے اندر کوئی غیر انسانی مخلوق گھسی ہوئی ہے جو اس وقت شدید اذیت میں ہے سعد نے ایک نوارنی منتر پڑھ کر اپنا منہ کھولا اور انگلی منہ میں ڈال کر اس بلا کا جسم پکڑ لیا اور اسے کھینچ کر منہ کے راستے باہر لانے لگا اس کام میں اسے ذرہ بھی تکلیف نہ ہوئی تھوڑا سا جسم باہر آتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چکنا جسم تیزی سے باہر کو کھینچ لیا دبی دبی چیخوں سے آسیب کا جسم منہ کے راستے سعد نے باہر کھینچ لیا دھندلی روشنی میں وہ اس کے سراپے کا ٹھیک سے مشاہدہ نہ کر سکا البتہ اسے اتنا ضرور لگا کہ اس کا جسم کسے خونخوار کتے جیسا ہے سرخ آنکھیں کالا سیاہ جسم وہ اس کو دیکھ کر ہولے ہولے غرا رہا تھا بوڑھی عورت ہونقوں کی طرح بیٹھی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی سعد ابھی تک طلسم کے زیر اثر تھا مگر تیزی سے اس کا ذہن صاف ہو رہا تھا اور اسے یوں لگا کہ اسے ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت لگ جائے گا اس نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے خونی آسیب کی گردن پر گرفت تیز کر دی آسیب اس کے ہاتھ میں تڑپنے لگا اس نے بھاگنے کی بہت کوشش کی مگر اس کی سب طاقتیں اس سے جدا ہوگئی تھیں غراہٹوں میں تیزی آ گئی تھی سعد نڈھال ہو رہا تھا مگر وہ کسی بھی قیمت پر اسے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا گرفت تنگ سے تنگ ہوتی جا رہی تھی اور آخر کار اسی آسیب نے اس کے ہاتھوں میں تڑپتے تڑپتے جان دے دی اس کا جسم ڈھیلا ہو گیا اور وہ اس کے ہاتھوں میں جھول گیا سعد نے پھر بھی گرفت ڈھیلی نہ کی تھوڑی دیر بعد جب اسے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی مر چکا ہے تو اس نے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا باہر والا دروازہ اندر سے کھول کر وہ باہر آیا اور پاس ہی پڑے ہوئے گوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر اسے پھینک دیا اس پر اب بھی غنودی طاری تھی وہ کسی شرابی کی طرح جھول رہا تھا اس کے ذہن سے تیزی سے اندھیرا اچھٹ رہا تھا اس سے پہلے کہ اس کا ذہن مکمل طور پر بیدار ہوتا اچانک اسے ایک تیز چیخ سنائی دی اور اس کی پاؤں کے نیچے سے زمین ہٹ گئی اور ایک کنواں سا نمودار ہوا اور وہ اس کنویں کی تاریک گہرائی میں گرتا چلا گیا گہرائی بہت ہی زیادہ تھی کافی دیر تک وہ فضا میں معلق گرتا رہا وہ جیسے جیسے گر رہا تھا اس کا ذہن ویسے ویسے ہی بیدار ہو رہا تھا وہ سب کچھ محسوس کر رہا تھا اس کے ہوش مکمل طور پر کام کر رہے تھے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

مہاراج اگر آپ کو برا نہ لگے تو ایک بات کہوں۔ دیگال نے مایہ کال کو شراب پیتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے کہا کہو دیگال۔ کیا بات ہے۔ مایہ کال نے گھونٹ پیتے ہوئے کہا مہاراج میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے

دشمن کو زیر کرنے کے لیے اپنی تمام تر توجہ اسی کی جانب مبذول کیے ہوئے ہیں اور ہانیہ پر آپ کا دھیان نہیں جا رہا ہے اور رانی نے بھی مجھ سے کئی بار شکوہ کیا ہے کہ مہاراج نے اسے یہ آگیا بھی نہیں دی کہ آیا اسے سعد کی بات مان کر ہانیہ کا ساتھ چھوڑ دینا چاہیے یا کہ مہاراج کی آگیا سے اسی طرح ہانیہ سے چپک جانا چاہیے۔ اور دو دن ہو گئے آپ کالج بھی نہیں گئے مہاراج میرے خیال میں یہ سب ٹھیک تو نہیں۔ اوں ٹھیک ہو تم بھی اپنی جگہ پر دیگال۔

واقعی اپنے بیری سے میں اس قدر الجھا ہوا تھا کہ میرا ذہن چند لمحے کے لیے اس طرف سے ہٹ گیا مگر اب میں اپنی تمام تر توجہ اسی جانب مبذول رکھوں گا تم رانی سے کہہ دو کہ وہ بلا خوف وخطر ہانیہ کے ساتھ رہے ایک ایک پل اس سے رابطے میں رہے اور ایک لمحہ بھی اس سے دور نہ ہو میں کل ہی ہانیہ سے اس کے رشتہ کی بات کرتا ہوں اور پھر جلد سے جلد اس سے شادی کر کے اس سے اس خونی مورتی کا راز اگلواتا ہوں اس کے بعد اس کی بلی دے کر میں ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤں گا اور میرے خیال میں مجھے دیر نہیں کرنی چاہیے ایک عام سے انسان سے اس منزل تک مین نے بہت کچھ کھویا ہے اپنا پریوار اپنا علاقہ اور سب کچھ میں نے شیطان آقا پر قربان کر دیا۔ نجانے کتنی کتنی مصیبتیں میں نے برداشت کیں کیا کیا غم نہیں جھیلے موت کا منہ کئی بار دیکھا حتیٰ کہ کئی بار تو مجھے ایسا لگا کہ اب بس میری زندگی کے دن ختم ہو گئے مگر آقا نے مجھے ہمیشہ مشکل وقت سے نکالا اور سیوکوں میں مجھے وہ مقام دیا جو آج تک اتنے کم سمے میں کسی دوسرے سیوک کو نہیں ملا جی اوش مہاراج۔ دیگال نے تائید کی۔ مگر ایک غلطی مجھ سے ہو گئی تھی اگر وہ غلطی مجھ سے نہ ہوئی ہوتی تو حالات آج کچھ اور ہوتے۔۔ کونسی غلطی مہاراج۔۔ دیگال نے نہ سمجھتے ہوئے کہا سعد کو زندہ چھوڑنے والی غلطی۔۔ اس سمے وہ بالکل ہی کمزور تھا اس کے پاس اس سمے پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ میں اس سمے اس کے ساتھ جیسے بھی چاہتا کر سکتا تھا میں نے اسے اذیتیں بھی کافی دیں تھیں اس کے جسم کا سارا خون بھی میری دی ہوئی اذیتوں سے شاید نکل گیا تھا اور جس سمے میں نے نوشین کی بلی دے کر اسے گھسیٹ کر اس غار سے باہر پھینکا تھا مجھے اتنا اندازہ تھا کہ وہ شاید مر گیا ہے اور نہیں بھی مرا تو غار سے زمین تک جتنی اونچائی تھی گر کر وہ یقیناً مر جائے گا اور میں نے اسے کسی پتھر کی طرح اٹھا کر پھینکا تھا۔۔ اس کے پھینکتے ہوئے وقت ایک بازو اور ٹانگ بھی شاید ٹوٹ چکی تھی غار کی اونچائی سے زمین کی گہرائی تک جانے میں اس کا زندہ بچ جانا ایک انہونی سی بات تھی ایک چمتکار تھا اور وہ بچ گیا اسے ایک مسلے شیر محمد نے بچا لیا۔ اور اسے ہسپتال لے جا کر اس کا علاج کروایا پھر اس سے چلے کروائے اور اسے نورانی طاقتیں دیں اور آج وہی لڑکا ایک شکتی شالا بن کر دوبارہ مجھ سے ٹکر لے رہا ہے۔ پرنتو۔ جیسا حال میں نے اس مسلے شیر محمد کے ساتھ کیا جس قدر اذیت موت میں نے اسے دی اس سے بھی زیادہ اذیت ناک موت میں اسے دونگا۔ اس سمے تو وہ مجھ سے بچ گیا تھا مگر اب کی بار وہ نہیں بچے گا مایہ کال کا قہر اسے لازمی دبوچے گا ایک دردناک موت اس کا انتظار کر رہی ہے اور کسی بھی وقت کسی بھی سمے وہ اس سے دوچار ہو جائے گا اور اس سنسار پر صرف صرف مایہ کال کی ہی حکومت ہوگی اور ایسا ہونا طے ہے۔ اس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

دیگال۔ تم رانی کو بلاؤ۔ مایہ کال نے اسے حکم دیا جی مہاراج ابھی بلاتا ہوں یہ کہہ کر اس نے جھک کر مایہ کال کو تعظیم دی اور پھر آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھر جھٹ سے آنکھیں کھول دیں تو تھوڑی ہی دیر بعد رانی تیزی سے ظاہر ہوئی اس نے آتے ہی مایہ کال کو سجدہ کیا اور سجدے میں ہی اس نے کہا مہاراج مایہ کال کو رانی کا پرنام۔ رانی نے پرنام کیا اور پھر اٹھ کر دیگال کے ساتھ کھڑی ہو گئی رانی ہانیہ کا کیا حال ہے۔ مہاراج میں اس کے ساتھ تو نہیں تھی پرنتو اپنی ایک پرچھائی میں نے ہانیہ کے ساتھ لگا دی تھی جب سے سعد نے مجھ پر

اتیا چار کیا میں نے دیگال سے کئی بار کہا کہ اگر مہاراج مجھے آگیا دیں اپنے آشیرباد سے تو میں دوبارہ ہانیہ کے ساتھ ساتھ رہوں۔ ورنہ۔ میں بغیر مہاراج کی آشیرباد سے ہانیہ کے ساتھ نہیں رہوں گی پرنتو آپ اپنے بیریوں سے اس قدر الجھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس سمے بھی نہیں تھا اس لیے دیگال نے مجھ سے انتظار کرنے کو کہا اور اس وقت تک میں نے اپنی پرچھائی کو ہانیہ کے ساتھ لگا دیا پرنتو میں ہانیہ سے غافل نہیں ہوں ہانیہ جہاں بھی رہے گی میری نظر میں ہوگی رانی نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

ہوں ٹھیک ہے رانی ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ اسی طرح سے ہانیہ سے چپک جاؤ جیسے کہ تم پہلے اس کے ساتھ ساتھ تھی مجھے ایک لمحہ بھی ہانیہ اکیلی نہیں چاہیے تم کو کسی سے بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرا آشیرباد تمہارے ساتھ ہے وہ مسلا تمہارا کچھ بھی نہیں کر سکتا اگر ذرہ بھر بھی تم کو کوئی مسئلہ لگے فوراً دیگال کو اطلاع کرو اب تم جاؤ اور اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ رہو۔ شیر محمد کے مرنے کے بعد سعد لازمی غصے میں ہوگا تم کو ہوشیار رہنا ہوگا رانی۔ اوش مہاراج۔ ایسا ہی ہوگا مجھے آپ کا آشیرباد مل گیا ہے بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے دھنے واد ہو مہاراج مایہ کال کی۔ رانی نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا اور غائب ہو گئی دیگال۔ جی مہاراج۔ پرسوں ہر صورت میں ہ رانی کے ساتھ ہانیہ کے گھر جائیں گے رشتے کے لیے۔ تم تیار رہنا۔ ٹھیک ہے مہاراج میں تیار رہوں۔ اس کے ساتھ ہی مایہ کال تخت سے غائب ہو گیا۔

اگلے دن وہ ایک زبردست سی لگژری پراڈو میں کالج کے گیٹ سے داخل ہوا اس کی نظریں ہانیہ کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں اس نے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کی اور سیدھا کنٹین کی جانب گیا اس وقت وہ ایک زبردست اور انتہائی قیمتی تھری پیس سوٹ میں تھا اس نے اپنی شکل اور حلیہ ایسا ڈھالا تھا کہ سارا کالج ہی اس کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ خاص کر لڑکیاں تو اسکی دیوانی تھیں اور اس سے بات کرنے کا بہانہ ڈھونڈتی تھی مگر وہ صرف اور صرف ہانیہ یا کبھی کبھی وہ عفیفہ رانی کے ساتھ دیکھا جاتا تھا ورنہ اسے اگر ڈھونڈنا ہوتا تو وہ لائبریری میں ملتا تھا کنٹین میں آ کر اس نے چائے پی ہمیشہ کی طرح ویٹر کو بھاری ٹپ دی اور چائے آدھی چھوڑ کر چلا گیا اس کی کلاس لگ گئی تھی وہ سب سے آخر میں کلاس میں داخل ہوا تھا تو سب کی نظریں اس پر چپک گئیں ہائے ایوری باڈی اس نے مسکراتے ہوئے بلند آواز میں کہا ہائے ہینڈسم۔ لڑکیوں نے تیز آواز میں کہا اسے دیکھ کر تمام لڑکوں نے منہ بنا لیا کیونکہ نہ تو وہ اتنے امیر تھے اور نہ ہی اس کی طرح خوبصورت۔ اور اسی لیے وہ اس سے جلتے تھے مایہ کال یہ سب کچھ جانتا تھا مگر اس نے کبھی بھی کسی سے زیادہ کھل کر بات نہ کی نہ ہی لڑکیوں کو ہٹایا اس لیے لڑکے بھی اس کی اس عنائیت کے مشکور تھے۔ اس کی نظروں نے بالآخر ہانیہ کو ڈھونڈ ہی لیا وہ درمیان میں پہلی لائن میں بیٹھی ہوئی تھی مایہ کال نے اسے مسکرا کر سلام کیا ہانیہ بھی جوابی مسکراہٹ سے اسے سلام کیا۔ اتنے میں پروفیسر عثمان آ گئے اور انہوں نے لیکچر دینا شروع کر دیا خالی پیریڈ میں وہ اٹھ کر لائبریری میں چلا گیا ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ پوری کلاس کی توجہ کا مرکز بنا رہا اور لڑکیوں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی اسے معلوم تھا کہ ہانیہ بھی وہاں ہوگی لائبریری میں جا کر اس نے اشارے سے ہانیہ کو باہر بلایا اور کالج کے صحن میں جا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد اسے ہانیہ بھی آتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے گھوم کر دیکھا تو واقعی وہ آ رہی تھی اتنے دن گم تھے۔ وجہ جان سکتی ہوں میں۔ اس نے آتے ہی کہا۔ جی جی حضور والا کیوں نہیں اس نے قدرے مسکرا کر کہا دیکھو ہانیہ دلبر مجھے دلبر دلبر مت کہو بس۔ میں تمہاری کچھ نہیں لگتی۔ اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

پلیز۔۔ پلیز میری بات سنو سناؤ۔ تم جانتی ہو کہ میرے والدین ملک سے باہر ہیں دو دن پہلے وہ وطن واپس آئے ہیں اتنے عرصے بعد والدین آئے ہیں زیادہ دن نہیں تو کم سے کم دن دو دن تو مجھے ان کی خدمت کرنی

چاہیے ناں۔ اس لیے میں ان کی خدمت میں لگا رہا اور تم کو میں نے ایک سرپرائز بھی تو دینا تھا۔ کون سا سرپرائز۔ ۔سرپرائز یہ کہ ہم کل تمہارے گھر آ رہے ہیں تمہارا رشتہ لینے کے لیے۔ کیا۔ واقعی۔ ۔ جی واقعی۔ ۔ میں نے بابا سے ساری بات کر لی ہے وہ رضامند ہو گئے ہیں اور میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا ہے اپنے اور تیرے بارے میں۔ ۔ بس اب دیر ہے تو سرکار کے فیصلے کی۔ کیا خیال ہے جناب کا۔ جی نہیں۔ ۔ کیا۔ ۔ ارے نہیں نہیں۔ ۔ ویسے ہی مذاق کر رہی تھی کیوں نہیں ہو گی کل کس ٹائم آؤ گے۔ کل سنڈے ہے ناں تو عصر کے بعد آئیں گے تم انتظار کرنا اور دعا کرنا کہ جلدی سے ہاں ہو جائے۔ اور جھٹ سے میں تم کو اپنے گھر لے جاؤں اس نے بے صبری سے کہا اور ہانیہ کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اتنے میں نئے پیریڈ کی گھنٹی بجی اور وہ دونوں کلاس روم میں چلے گئے پورا دن ہانیہ کا کوشگوار گزرا اس نے یہ خبر عفیفہ کو سنائی تو عفیفہ نے اسے بہت مبارک دی کیونکہ دو پیار کرنے والوں کا ملن ہو رہا تھا اور عمران اتنا امیر تھا کہ اسے ساری زندگی بس عیش ہی کرنا تھی ہانیہ کا تو خوشی کے مارے برا حال تھا اسے امید تھی کہ اس کے والدین انکار نہیں کریں گے اور ویسے بھی وہ ان کی لاڈلی بیٹی تھی اور اکلوتی تھی

❁❁❁

۔دیگال۔ جی مہاراج۔ میں نے اس چھوکری کو بتا دیا ہے کہ کل بعد دوپہر کو اس کے گھر آ رہے ہیں رشتہ لینے۔ تم نے میرے باپ بن کر جانا ہے اور رہی بات ماں کی تو ناشی چڑیل جو کہ میری خاص طاقت ہے اسے بلاؤ اور اسے سب کچھ سمجھا دو اسے میری ماں بن کر جانا ہے میں آج رات شیطان آقا کی پوجا کروں گا اور ان سے مدد کی پرانتا کروں گا کیونکہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے اور دشمن ہمارا کام بگاڑ بھی سکتا ہے لہذا تم سب تیار رہنا اور ہاں تم نے اپنے ذرائع سے ہانیہ کے گھر والوں کو بتا دیا ہے کہ ہم آ رہے ہیں کس کام کے لے۔ جی مہاراج یہ کام میں نے آج کر دیا تھا ان کو معلوم ہے کہ ہم کیوں آ رہے ہیں ٹھیک ہے تم جاؤ۔ دیگال نے سر ہلایا اور چل دیا۔ مایہ کال تخت سے غائب ہو کر اپنے شہر والے گھر میں آ گیا۔

اگلے دن وہ سب دو عالیشان گاڑیوں میں سوار ہو کر ہانیہ کے گھر میں موجود تھے اور اس وقت چائے پی رہے تھے مایہ کال ناشی چڑیل اور دیگال ہی وہاں رہ گئے تھے دیگال اس وقت مایہ کال کے باپ کے روپ میں تھا نفیس سوٹ سفید رنگ ہلکی ہلکی سی داڑھی جو کہ آدھی سے زیادہ سفید تھی اور سر کے بال بھی ایسے ہی تھے ناشی چڑیل روائتی گھریلو عورتوں کے حلیے میں موجود تھی۔ بس جی خاور صاحب اس کی ذات کا کرم ہے اس نے اتنا کچھ دے رکھا ہے ہم باہر ہوتے ہیں وہاں کافی سارا بزنس ہے وہ سنبھالتے ہیں ادھر ملک میں ملازم رکھے ہوئے ہیں وہ سنبھالتے ہیں اور عمران بیٹا بھی نگرانی کرتا رہتا ہے ہم نے اسے بہت کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ مگر یہ کہتا ہے کہ نہیں ابو میں اپنے ملک میں ہی رہوں گا جو کچھ بھی ہے مگر میرا اپنا ملک تو ہے۔ دیگال نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا ہاں جی یہ بات تو ہے۔ اپنا ملک اپنا ہوتا ہے چاہے جیسا بھی ہو خاور نے جوابی ہاں ملائی۔ خاور بھائی ہم کو اپنے چاند سے بیٹے کے لیے آپ کی چاند سی گڑیا چاہیے بس۔ ناشی چڑیل نے کہا بچوں کی خواہش بھی ہے اور ویسے بھی یہاں عمران کا اور کوئی بھی نہیں ہے اکیلا بزنس سنبھالے گا اور دونوں اکیلے ہی رہیں گے ہمارا تو جوگیوں والا پھیرا ہوتا ہے کبھی کبھار ہی آتے ہیں ہمیں اپنے بیٹے کی خوشی بہت عزیز ہے اور اسی خوشی کے لیے ہم نے کبھی کچھ نہیں کسی سے مانگا پہلی بار آپ سے مانگ رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ ہمیں واپس نہیں کریں گے خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گے اور میرے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا لیں گے۔

پلیز خاور بھائی اب انکار مت کرنا ہمیں بڑی امید ہے آپ سے اسی طرح کی ڈھیروں باتیں ان کے درمیان ہوتی رہیں اور وہ واپس تب مڑے جب نوشی چڑیل نے ہانیہ کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دی دیگال نے جلد سے

جلد شادی پر اصرار کیا اس کا کہنا تھا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں وہ اپنے بیٹے کی خوشی دیکھنا چاہتا ہے اور یہاں سے واپس تب جائے گا جب وہ شادی کر لیں گے اور ان کو تیاری کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے بعد دن رکھنے کا کہہ کر وہ رخصت ہو گئے ہانیہ کی ماں اس رشتے سے بہت خوش تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اتنے بڑے گھر میں اور اتنی امیر اور سلجھی ہوئی فیملی میں اس کی بیٹی بیاہ کر جائے گی اور لڑکا بھی خوبصورت اور جائیداد کا اکلوتا وارث اس کو عمران اور ہانیہ کی جوڑی بہت پسند آئی تھی۔

رات کو خاور اور وہ دیر تک عمران اور اس کے گھر والوں کی باتیں کرتے رہے رانی اس دوران مسلسل ہانیہ کے ساتھ رہی اس نے مایہ کال کو پل پل کی خبر دی ہانیہ کے گھر والوں کے ساتھ ساتھ مایہ کال کا خوشی سے برا حال تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب اس پراسرار مورتی کو ہانیہ کے دماغ سے اس کا راز نکال کر اسے حاصل کر لے گا۔ پھر ہانیہ کی بلی دے کر وہ امر ہو جائے گا اور دنیا پر حکومت کرے گا اسے انتظار تھا تو بس اس دن کا کہ جب وہ ہانیہ سے راز اگلوائے گا جو انجانے میں ہانیہ کے ساتھ رونما ایک واقعے کی صورت میں اس کے ذہن میں چلا گیا تھا اسے پورا یقین تھا کہ ہر صورت میں وہ ہانیہ سے وہ راز اگلوائے گا اسے کسی سے بھی کوئی مسئلہ نہ تھا بس اسے سعد کی طرف سے فکر تھی مایہ کال نے اس کا سارا خاندان کو عبرتناک موت سے دوچار کیا تھا سعد کی منگیتر نوشین جو کہ چاند گرہن کے وقت پیدا ہوئی تھی ایک مشکل جاپ کر کے اور نوشین کی بلی دے کر وہ آج اس مقام تک پہنچا تھا اس نے اپنی راہ کے کانٹے شیر محمد کو بھی عبرتناک موت سے دوچار کیا تھا اور اب صرف سعد ہی باقی تھا جس کے پاس نورانی طاقتیں تھیں پہلے تو وہ عام سا لڑکا تھا مگر شیر محمد کے ساتھ رہنے کے بعد اس کی حالت بدل گئی مشکل سے مشکل حالات کے باوجود اس نے کئی خطرناک اور جان لیوا چلے کئے اور روحانی طاقتیں حاصل کیں اور آج وہ ایک عام سے لڑکے کی بجائے ایک طاقتور تھا۔

❁❁❁

سعد اس وقت ہیر وارث شاہ کی اس کتاب کو پڑھ رہا تھا جب اس نے آخری مصرا۔ رب بے وارث کر مار دا ای۔ پڑھا تو بے اختیار اس کی آنکھیں بھیگ گئیں وارث شاہ نے اس کے جذبات کی بھرپور عکاسی کی تھی واقعی رب نے اسے بے وارث کر دیا تھا لیکن وہ خدا سے تو نہیں لڑ سکتا تھا ناں۔ شیر محمد نے اسے ہمیشہ یہ سمجھایا تھا کہ چاہے جو بھی ہو جائے تم ہمیشہ اپنے رب کی شکر گزاری کرنا کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا اور تم اگر ہماری شکر گزاری کرو گے تو ہم تم کو اور زیادہ دیں گے اور وہ اسی بات کو ذہن میں اس مشکل کی گھڑی میں بھی اپنے رب کا شکر ادا کر رہا تھا اسے برابر نوشین کی یاد ستا رہی تھی وہ اس کے لیے حد سے زیادہ بے چین بے قرار تھا کتاب کو سائیڈ پر رکھ کر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر حجرے کی جلی ہوئی دیوار پر پھونک ماری تو وہاں ایک سکرین بن گئی اس سکرین میں ایک کوٹھی کا منظر نمایاں ہوا اور اس میں اسے ایک خوش شکل اور امیر ترین ایک نوجوان تیار ہوتے دیکھایا گیا سعد نے اس خوبصورت نین ونگار والے نوجوان کا چھپا ہوا دوسرا روپ بھی دیکھ لیا وہ مایہ کال ہی تھا جو اس وقت کہیں جا رہا تھا سعد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ سکرین پر پھونک ماری تو سکرین دیوار سے غائب ہو گئی پھر اس نے کوئی منتر پڑھ کر ہوا کو حکم دیا کہ ہوا نے اسے غائبی حالت میں اٹھا کر اسی کوٹھی کے پاس جا اتارا اس کوٹھی کے اردگرد کوئی آبادی نہ تھی البتہ پاس سے ایک مصروف شاہراہ گزر رہی تھی اور اسے اس پر کافی دراز ایک بڑی پجارو جاتی ہوئی دکھائی دی اس پجارو میں مایہ کال ہی تھا جو اس وقت بہروپیہ بن کر ہانیہ کے گھر جا رہا تھا سعد نے فورا منتر پڑھ کر پھونکا اور فوراً ہی اس کے سامنے ایک لگژری مرسڈیز کار کھڑی تھی سعد نے ادھر ادھر دیکھا سڑک پر کوئی بھی نہیں تھا اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ گیا کار میں چابی

پہلے سے موجود تھی اس نے چابی گھمائی کار کو اسٹارٹ کیا اور تیزی سے مایہ کال کی جیپ کے پیچھے دوڑا دیا۔ کار کے پہیے تیزی سے چرچراہٹ کی آواز پیدا کرتے ہوئے گھومنے لگے اس نے سپیڈ بڑھانی شروع کر دی اور تیز رفتاری سے وہ مایہ کال کا پیچھا کرنے لگا اس کے ذہن میں اس وقت آندھیاں سی چل رہی تھیں شیر محمد کی لٹکتی لاش اس کی نظروں کے سامنے گھوم رہی تھیں غم و غصے کی شدید لہر اس کے سراپے میں دوڑ چلی تھی انتقام کا لاوا ابل رہا تھا آج وہ ہر حال میں مایہ کال کو عبرت ناک موت سے دوچار کر کے اپنے سالوں سے جلنے والی انتقام کی آگ بجھانا چاہتا تھا مایہ کال کے اس کے خاندان اس کی محبت اور شیر محمد پر ٹوٹنے والے ظلم و ستم کے دریا اب وہ مایہ کال کی جانب موڑنا چاہتا تھا۔

آج وہ مایہ کال کو مارنے کی سب پلاننگ تیار کر کے بیٹھا ہوا تھا اس کے ذہن میں سب کچھ تھا کہ وہ اسے کیسے مارے گا وہ اسے ایک بار نہیں بار بار اذیت دے دے کر مارنا چاہتا تھا ایک ایک ظلم کا اس سے حساب کتاب لینا چاہتا تھا اسے بھی وہ ایسے ہی اذیت دینا چاہتا تھا جیسی اذیت مایہ کال نے اسے دی تھی اس کے زخم ابھی تازے تھے ان کا مرہم صرف اور صرف مایہ کال کی اذیت ناک موت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا تھوڑی دور جانے کے بعد اسے پجارو کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی جس اسپیڈ سے وہ جا رہا تھا اسے امید تھی کہ وہ دو منٹ سے قبل مایہ کال کی پجارو کو جا لے گا اور ایسا ہی ہوا تھا اس کی کار مایہ کال کی پجارو کی تھوڑی سے فاصلے پر موجود تھی اس نے فوراً منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا اور جیپ کی جانب پھونک ماری کار سے ایک زرد رنگ کا دائرہ سا نکلا اور پجارو کی جانب تیزی سے بڑھا دائرہ پجارو کے اوپر آ کر مستطیل نما ہو کر پجارو کے چاروں طرف پھیل کر ختم ہو گیا سعد کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ رینگ گئی اس نے مایہ کال کو اور اس کی پجارو کو نورانی دائرے میں قید کر لیا تھا اب وہ بنا اس کی مرضی سے پجارو سے نہیں نکل سکتا تھا اب وہ اس کی قید میں تھا وہ جانتا تھا کہ یہ دائرہ عارضی ہے مایہ کال اسے توڑ سکتا ہے مگر ایسا کرنے میں ٹائم لگے گا اور اسی تھوڑے سے ٹائم میں وہ اسے اذیتیں دینا چاہتا تھا خوف دینا اور دیکھنا چاہتا تھا انتقام کے جذبے کو تھوڑا سا ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا اس کی کار اور مایہ کال کی جیب میں بمشکل بیس فٹ کا ہی فاصلہ تھا اس نے فوراً اسپیڈ بڑھائی اور مایہ کال کی پجارو کو بیک ٹکر ماری کار اور پجارو کو زبردست سا جھٹکا لگا اور اسٹیرنگ بے قابو ہونے لگا مگر دونوں نے پھرتی سے قابو کیا اب کی بار مایہ کال نے اسپیڈ بڑھا دی اور پجارو تیزی سے کار سے دور ہونے لگی مگر سعد نے بھی تیزی سے اسپیڈ بڑھائی اور پجارو کا تعاقب کرتے ہوئے اسے جا لیا اور سائیڈ میں لگا کر پوری اسپیڈ سے اتر گئی خوبصورت پجارو کی سائیڈ میں بے شمار بڑے بڑے ڈنٹ پڑ گئے اور وہ بدنما ہو گئی کار کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا سڑک کے اردگرد گھنی جھاڑیاں تھیں مایہ کال نے لازمی اس صورت حال کو سمجھ لیا ہو گا جبھی تو اس نے فوراً سڑک پر چڑھا دی پجارو سڑک پر جیسے ہی آئی اس نے دوسری طرف سے ٹرن لیا اور فل اسپیڈ سے سائیڈ میں پجارو سے کار لگا کر چپکا دی اور اسے مخالف سمت دھکیلنے لگا سائیڈ میں لگاتے ہوئے اس نے مایہ کال کے سراپے پر ایک نگاہ بھی ڈالی جو اس وقت شدید گھبرایا ہوا تھا خوف نے اس کا خوبصورت چہرہ بگاڑ دیا تھا وہ برابر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا چونکہ پجارو نورانی حصار میں بند تھی اس لیے مایہ کال نہ تو پجارو کو غائب کر سکتا تھا اور نہ ہی خود غائب ہو سکتا تھا یا فرار کی راہ اختیار کر سکتا تھا یہ صورت حال اس کے لیے انتہائی حیران کن تھی اور پریشان تھی۔

یہ سب کچھ اچانک ہی ہو گیا تھا جس کی اسے ذرہ بھر بھی توقع نہ تھی مخالف سمت دھکیلتے دھکیلتے وہ اسے سڑک سے نیچے لے گیا اور پھر تھوڑا سا کار کو سائیڈ میں لے کر پوری قوت سے ٹکر ماری پجارو ایک جھٹکے سے سڑک کے کنارے پر موجود ایک بڑے درخت سے ٹکرا گئی جس سمت سے پجارو ٹکرائی تھی وہ سمت قدرے اندر کو بڑھ گئی

پجارو کا حشر نشر ہو گیا تھا مایہ کال نے فوراً ہی پجارو کو اسپیڈ میں ڈالا اور چلاتے ہوئے سڑک پر لے آیا وہ کسی بھی قیمت پر اس عذاب سے نکل جانا چاہتا تھا کار کی حالت کافی خراب تھی بے شمار ڈنٹ پڑ گئے تھے اگلی بتیاں ٹوٹ چکی تھیں اور لٹک رہی تھیں بونٹ بھی ٹیڑھا ہو کر اوپر کو اٹھ چکا تھا سائیڈ والا دروازے کے دونوں شیشے بھی ٹوٹ چکے تھے دروازہ اندر کو گھس گیا تھا رنگ بھی اتر گیا تھا صرف پیچھے والا حصہ سلامت تھا سامنے والا شیشہ میں جھریاں سی پڑ گئی تھی ایک آدھ ٹکر کے بعد وہ بھی شاید ٹوٹ جاتا انجن میں سے دھواں نکل رہا تھا پجارو کی بھی پیچھے والا حصہ ٹوٹ پھوٹ چکا تھا سائیڈ والا دروازہ لٹک رہا تھا سڑک پر آ کر اس نے پجارو کو سپیڈ دی مگر پہلی کی طرح اس نے سپیڈ نہیں پکڑی۔

فضا میں گاڑی کے ٹوٹے حصوں کے بجنے کا شور بھی ہونے لگا تھا ایک بار پھر کار نے پیچھے سے اسے ایسی زور سے ٹکر ماری کہ پجارو بے قابو ہو کر سڑک سے اتر گئی اور سامنے موڑ میں ایک بڑے درخت سے پوری قوت سے ٹکرائی ٹکرانے کی قوت اتنی زیادہ تھی کہ اگلے بونٹ کا حصہ سکڑ کر سامنے والے شیشے میں گھس گیا انجن ٹوٹ گیا اور سامنے والا سارا حصہ اکٹھا ہو کر شیشے کے ساتھ آ لگا۔ شیشہ ٹوٹ کر مایہ کال کو زخمی کرتا چلا گیا اگلے حصے کے ٹیڑے ہونے سے اسے شدید تکلیف محسوس ہوئی اس کی ٹانگوں جسم کے دیگر حصوں اور سر میں شدید زخم ہو گئے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ بے ہوش ہو گیا۔ سعد نے کار سائیڈ پر کھڑی کی اور دروازہ کھولنا چاہا مگر جس انداز سے ٹیڑھا ہو چکا تھا اس کا کھلنا محال تھا ایک دو بار ٹرائی کرنے کے بعد وہ نہ کھلا تو اس نے تھوڑا سا سائیڈ پر ہو کر اپنی ٹانگ زور سے دروازے پر ماری دروازہ جو پہلے ہی ٹوٹا ہوا تھا یہ برداشت نہ کر سکا اور اڑتا ہوا روڈ پر آ گرا کار سے نکل کر وہ سیدھا جیپ کی جانب آیا جیپ یا پجارو کی اس وقت جو حالت تھی اسے دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ اس کے اندر والا زندہ بچا ہو گا۔ اس نے مایہ کال کو اسٹیرنگ پر سر رکھے بے ہوش پایا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر کے بالوں کو زور سے پکڑا اور باہر کی جانب کھینچا مگر ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے کافی ساری چیزیں اس کے راستے میں حائل تھیں تب سعد نے منہ میں کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ مایہ کال سمیت وہاں سے غائب ہو چکا تھا سعد مایہ کال کو وہاں سے سیدھا مرگھٹ کی جانب لایا مرگھٹ میں اس وقت کئی ایک ہندوؤں کی چتائیں جل رہی تھیں اردگرد خاصی گھنی اور خونخوار جھاڑیاں تھیں ہر طرف راکھ ہی راکھ تھی چاروں جانب ہو کا عالم تھا سعد اسے گھسیٹتا ہوا مرگھٹ کے چبوترے کی جانب لایا وہ ابھی تک بے ہوش تھا خون کی لکیریں اس کے سر اور جسم کے دیگر حصوں سے نکل رہی تھیں مگر وہ جانتا تھا کہ خون کے نکلنے یا نہ نکلنے سے مایہ کال کو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ غار میں بھی ایسا ہی ہوا تھا گولیاں مارنے کے بعد مایہ کال کے جسم سے جتنا خون نکلا تھا اس سے کم سے کم نہیں تھا بوتلیں خون کی بھری جا سکتی تھیں مایہ کال کو چبوترے پر لٹا کر اس نے اسے سیدھا کیا اور پھر اسے چھوڑ کر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا بڑبڑاتے بڑاتے وہ اپنے سر کو دائیں بائیں ہلاتا جا رہا تھا منتر پڑھتے ہوئے اس کی آواز بلند ہو گئی پھر اس کی آواز آہستہ آہستہ مدہم ہو گئی۔

اس دوران مایہ کال کا جسم جو اس وقت بے ہوش تھا اور بے حس تھا وہ تین بار اوپر اچھلا اور پھر بے حس ہو گیا سعد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اب مایہ کال مکمل طور پر اس کے قبضے میں تھا اب وہ جیسے چاہتا اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا پھر سعد نے مایہ کال کو دوبارہ بالوں سے پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا چبوترے سے نیچے آ گیا دھڑام کی آواز کے ساتھ اس کا جسم زمین پر گرا اور پھر اسے وہ گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا جنگل کے کانٹوں سے بھرے راستے ہندو مردوں کی چتاؤں میں جلنے والی لکڑیوں اور انگاروں پر وہ اسے گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا چلتے چلتے وہ جنگل کے درمیان آیا اس نے دوبارہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو سامنے ایک چتا سی نمودار ہوئی جس پر صنوبر کی

لکڑیاں قرینے سے رکھی ہوئی تھیں سعد نے اسے ہاتھوں میں اٹھایا اور چتا پر رکھ دیا رکھنے کے بعد اس نے ادھر ادھر سے موٹی لکڑیاں بھی اٹھا کر مایہ کال کے بے حس جسم پر رکھ دیں اب وہ مکمل طور پر اک مردے کی شکل میں تھا اور چتا پر تھا جسے اب جلایا جانے والا تھا چتا پر رکھنے کے بعد سعد نے دوبارہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری تو مایہ کال کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی سعد نے منتر کے ذریع چتا کو آگ لگا دی آگ نے تیزی سے لکڑیوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کو جلانا شروع کر دیا بڑھتے بڑھتے آگ مکمل طور پر پھیل گئی اور مایہ کال بھی اسی آگ میں جلنا شروع ہو گیا۔

آگ کی تپش سے اس کے بدن میں حرارت پیدا ہوئی تو اس نے تیزی سے آنکھیں کھولیں اس کے چاروں سمت شعلے ہی شعلے تھے اس نے گھبرا کر اٹھنے کو کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے اسے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی چتا پر جلنے میں ہی مجبور ہے تو خوف سے اس کی آنکھیں سفید ہو گئی اس نے اپنی پوری قوت اٹھنے میں صرف کر دی مگر وہ سوائے اپنے س کے دائیں بائیں زور سے ہلانے لگا تو جسم کو بھی حرکت نہ دے سکا۔ شاید اس کا نچلا دھڑ بے جان کر دیا گیا تھا اس نے منتروں سے مدد لینی چاہی مگر اس کا دماغ سفید کاغذ کی طرح ہو چکا تھا یہ دیکھ کر اس کی گھبراہٹ میں شدید اضافہ ہو گیا اس نے سر کو تھوڑا سا اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا تو اسے کچھ ہی دوری پر سعد کھڑا نظر آیا جس کی آنکھوں میں اس وقت شعلے ابل رہے تھے اس نے کچھ بولنا چاہا مگر سوائے اوں۔۔ اوں کرنے کے وہ منہ سے کچھ نہ نکال سکا آگ پوری طرح جل رہی تھی اور پھر اس کا جسم بھی جلنا شروع ہو گیا شدید اذیت کے مارے وہ اوں۔۔ اوں کرنے لگا اپنے جسم کو برابر حرکت دینے لگا مگر وہ کچھ نہ کر سکا وہ زندہ چتا میں جل رہا تھا اس کے سر کے بال ایک لمحے میں ہی جل گئے تھے اس کا جسم جلنے کی وجہ سے پہلا سرخ ہو گیا پھر اس میں ابلے سے نمودار ہونے لگے اس کے سر بازو جسم اور غرض ہر ایک ظاہر عضو پر سفید رنگ کے آبلے نمودار ہوئے جو پل بھر میں پھٹ گئے پھر اس کے جسم کا رنگ تیزی سے کالا ہونے لگا اس دوران اسے شدید سے شدید اذیت کا سامنا تھا جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا اس کی زبان بند تھی ورنہ اسے جس قدر درد ہو رہا تھا اس کی چیخیں سارے جنگل میں گونجتیں۔

کٹ۔ کٹ کی آوازوں کے ساتھ آگ برابر جل رہی تھی اور اس کی تکلیف میں اضافہ کر رہی تھی وہ رحم طلب نگاہوں سے سعد کو دیکھنے لگا مگر اس کی التجا کا سعد کو ٹھنڈا کر رہا تھا مایہ کال کے چیخنے کی ہولناک اور کان کے پردے پھاڑ دینے والی چیخیں اس کے اندر ہی گونج رہی تھیں آگ کے جلنے کی آواز اور اس کی اوں۔۔ اوں۔ کی آوازیں ایک دوسرے سے زیادہ آواز پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف تھیں آگ مکمل طور پر اس کے جسم کو راکھ بنا رہی تھیں مگر اس کا جسم صرف کالا ہوا تھا راکھ نہیں بن رہا تھا اگر راکھ بننا ہوتا تو اس وقت کب کا بن چکا ہوتا اس کا جسم اس وقت سعد کے کنٹرول میں تھا آ کی شدت کم ہونے لگتی تو سعد مزید لکڑیاں ڈال دیتا جس سے وہ پھر سے جل اٹھتی جلتے جلتے دو دن گزر گئے مسلسل دو دن تک مایہ کال آگ میں مسلسل جلتا رہا اور سعد نے بس نہ کی جس شدید اذیت سے مایہ کال گزر رہا تھا سعد سب جانتا تھا وہ چاہتا تھا کہ مایہ کی تکلیف سے کافی زیادہ تھی جواب ٹھنڈی ہو رہی تھیں مگر وہ اسے اتنی جلدی موت نہیں دینا چاہتا تھا اسے ابھی اور اذیت کا سامنا کرنا تھا آگ برابر اس کے جسم کو جلا رہی تھی اور اس کے درد میں اضافہ کر رہی تھی ابھی نجانے کتنا اسے اور جلنا تھا۔ تھوڑی دیر اسے اور جلانے کے بعد سعد نے پھونک ماری تو ساری کی ساری آگ بجھ گئی مایہ کال کا جسم کالا ہو چکا تھا اس کا خوبصورت بہروپ والا چہرہ شدید اذیت اور تکلیف سے مسخ ہو چکا تھا اس کی آنکھوں میں شدید درد کے آثار نمایاں تھے اور ادھر ادھر تیزی سے ہلتا ہوا سر اس بات کی ضمانت تھا کہ اس وقت وہ کتنی اذیت میں ہے سعد نے پھر کچھ پڑھ کر پھونک ماری

تو وہ اصل حالت میں آ گیا اس کا کالا جلا ہوا جسم ٹھیک ہو گیا تھا نیچے والی آگ بھی غائب ہو گئی تھی مایہ کال نے تشکرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا مگر سعد اسے پر اسراری مسکراہٹ سے دیکھا پھر اسے اسی طرح بالوں سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا مایہ کال پر ایک بار پھر درد نے حملہ کر دیا مگر اس بار اس کی شدت کم تھی اس کی آواز اب بھی بند تھی۔

کافی دیر چلنے کے بعد وہ شہر میں آ گیا وہ دونوں غائبی حالت میں تھے دو پہر کا ٹائم تھا سڑک پر لوگوں کا رش تھا گاڑیاں بھی آ جا رہی تھیں وہ اسے اسی طرح گھسیٹتا ہوا روڈ پر لے آیا سامنے ایک بڑا ٹرک آ رہا تھا جو شاید لکڑیوں سے لوڈ تھا سعد نے ٹرک کو دیکھ کر کچھ سوچا اور پھر مایہ کال کو ٹرک کے راستے پر روڈ پر درمیان میں رکھ دیا مایہ کال نے اس کا مطلب سمجھ لیا کہ اب وہ اسے ٹرک کے نیچے دے گا پھر ایک بار اس پر خوف کے دورے پڑنے لگے ٹرک اگر اس کے اوپر سے گزر جاتا تو اس کے جسم کا قیمہ بنا سکتا تھا اس نے اک بار پھر زور زور سے چیخنا چاہا مگر وہ بول نہ سکا وہ خوفزدہ نگاہوں سے ٹرک کو دیکھنے لگا جو لحہ لحہ قریب ہوتا جا رہا تھا سعد روڈ کی سائیڈ پر ہو کر یہ تماشہ دیکھنے لگا ٹرک کا ڈرائیور اس بات سے انجان تھا کہ اس کے راستے میں کوئی وجود ہے جو غائبی حالت میں ہے ٹرک نے اسی رفتار سے مایہ کا اپنے ٹائروں اور وزنی لکڑیوں کے ساتھ پوری قوت سے کچلا اور آگے بڑھ گیا مایہ کا جسم قیمہ بن گیا اس کی دونوں ٹانگیں اور سینہ بری طرح سے کچلا گیا اس کے جسم کے اندرونی اعضا باہر نکل آئے مگر حیرت انگیز طور پر وہ نہ صرف یہ کہ زندہ تھا بلکہ دیکھ بھی رہا تھا اسے ایسے لگا کہ جیسے اس کے جسم کو کسی نے بھی آرے سے کاٹ دیا ہو یا وزنی پتھر اس کے اوپر ڈال دیا ہو جس نے اس کے جسم کو قیمہ بنا دیا ہو اپنی اذیت کو وہ لفظوں میں ڈھال بھی نہیں سکتا تھا پھر تھوڑی دیر اسی طرح پڑا رہنے کے بعد ایک ایک کر کے اس کا جسم اپنی جگہ آنا شروع ہو گیا اس کے جسم کے تمام حصے دوبارہ جڑ گئے اور وہ اسی طرح ہو گیا سعد نے اسے دوبارہ گھسیٹا اور روڈ پر گھسیٹتا ہی چلا گیا پتھر نے اس کے جسم کی کھال پھاڑ دی انتیاں نظر آنے لگیں پھر رگڑ کھا کھا کر وہ بھی ٹوٹ گئی دوسرے اعضا نظر آنے لگے مگر اسی طرح اس کا جسم جڑ جاتا اور پھر پتھر اسے رگڑ رگڑ کر ویسا کر دیتا کافی دور تک وہ اسے ایسے ہی گھسیٹتا رہا دوسری جانب چڑیلوں کی سردار ناشی چڑیل سے مایہ کال کی یہ حالت پوشیدہ نہیں تھی وہ سعد کو مایہ کال پر یہ سب کرتا ہوا دیکھ کر مایہ کال کو بچانے کے لیے کالی دیوی سے پرانتا کے بعد اور دیوی کی جانب سے دیئے گئے چلے کو پورا کر رہی تھی جو مسلسل تین دن اور تین راتوں کا تھا آج اس کا دوسرا دن تھا وہ چلہ کالی دیوی کے استھان پر ہی کر رہی تھی اسے پوی امید تھی کہ وہ یہ چلہ کر کے صرف پل بھر کے لیے مایہ کال پر سے چھائی ہوئی نورانی شکتیوں کو قابو کر لے گی اس کے بعد مایہ کال کی شکتیاں بیدار ہو جائیں گی اور پھر وہ دونوں مل کر سعد کے خلاف کچھ کریں گے جس کا اسے پہلے سے کچھ سوچ رکھا تھا اور اب اسی سوچ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ مسلسل اپنا دھیان چلے پر رکھے ہوئے تھی۔

سعد اسے گھسیٹتا ہوا ورویرانے میں لے آیا مایہ کال شدید اذیت میں تھا اس کا جسم کئی بار جڑ چکا تھا مسلسل اذیت نے اسے ہوش اڑا دیئے تھے وہ اس وقت سعد کے رحم و کرم پر تھا جو اسے طرح طرح اذیتیں دے رہا تھا شاید وہ بس نہیں کرنا چاہتا تھا مایہ کال کی کالی طاقتیں سعد کی نورانی شکتیوں کے آگے بے بس تھیں اور اس کی کالی طاقتوں کو سعد نے سلب کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس وقت وہ عام سا پجاری بن گیا تھا اور مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھا تھوڑے سے فاصلے پر اسے ایک کھنڈر نما عمارت کے آثار نظر آنے لگے اس نے اپنے بڑھنے کی رفتار تیز کر دی اور کھنڈر نما عمارت کے قریب آ کر اس نے زور سے مایہ کال کو پٹخ دیا اور عمارت کی دوسری جانب سیاہ اونچے ستونوں کی جانب ایک تنگ سی راہداری جا رہی تھی اس کے آگے دیوار نے اس راہداری کو بند کر دیا تھا اس

دیوار میں اک گول سرنگ کا سرہانہ تھا جو بہت بڑے پتھر سے بند تھا سعد نے چند لمحے اس دیوار کی جانب دیکھا اور پھر گھوم کر مایہ کال کی جانب دیکھا اور کہا جانتا ہے اسے ۔۔اس نے انگلی سے اشارہ کیا اسے موت کی سرنگ کہتے ہیں یہاں جانے والا زندہ نہیں واپس آتا تو نے میرے خاندان کو میری ماں ۔میرے باپ ۔ممانی ۔ماموں اور صوفی صاحب کو جواذتیں دی ہیں ان کا حساب میں نے پورا کر دیا ہے مسلسل تین دن تک تجھے آگ میں جلا کر ٹرک کے تلے کچل کر اور گھسیٹ کر تیرے بدن کے ایک ایک خلیے سے اپنا حساب بے باک کر دیا ہے میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو چکی ہے مگر ابھی ایک حساب رہتا ہے مجھے دینا میں سب سے عزیز ۔میری محبت ۔میری چاہت میری دھڑکن اور میرا سب کچھ نوشین کی دردناک موت اور بلی جو تو نے چڑھائی وہ باقی ہے اوسر موت کی سرنگ اس کا بدلہ ہے تجھے شاید معلوم ہوگا کہ موت کی سرنگ میں کیا ہوتا ہے ۔جا میں نے تجھے آزاد کیا ۔اب تو بول بھی سکتا ہے چل بھی سکتا ہے اور میرے طلسم سے آزاد ہے موت کی سرنگ ہی تیرا آخری مقام ہے یہاں پر تجھے موت میں نہیں یہ موت کی سرنگ ہی دے گی تجھے موت ملے گی اور مجھے سکون ملے گا ۔میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے دینا سے ایک ظالم کا خاتمہ ہوگا اور اس کے بعد نہ تو کوئی معصوم نوشین کی بلی چڑھے گی نہ سعد جیسا انسان اس کے لیے ترسے گا یہ ہی ہانیہ جیسی معصوم مایہ کال کے بہکاوئے میں آئے اس نے دھاڑتے ہوئے کہا مایہ کال کی آنکھیں سفید ہو گئی۔

اپنی موت کی جاب پیش قدمی نے اس کا سارا نشہ درد بھلا دیا مم ۔مجھے معاف کر دو مہاراج ۔۔مجھے معاف کر دو تم واقعی مہان ہو مجھ سے بھول ہو گئی تھی جو میں تیرے راستے میں آیا مجھ سے واقعی بھول ہو گئی ہے میں تم سے پرانتا کرتا ہوں مجھے معاف کر دو اپنے خدا کے لیے مجھے معاف کر دو تم نے مجھ پر میرے ہونے والے ظلموں سے بھی بڑھ کر ظلم کیا ہے ۔بس اتنا ہی کافی ہے مجھ پر اور میں جان گیا ہوں کہ میری شکتی تمہاری نورانی شکتی کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے خدا کے لیے ۔خاموش ۔سعد دھاڑا چوہے ایک ہی دن میں رو دیا ہے تمہاری منتیں کی تھیں واسطے دیئے تھے مگر تم نے تم نے وہی کیا جو تم سے ہوا اور اب میں بھی ویسا ہی کروں گا اس نے کہہ کر مایہ کال کے بالوں کو پکڑا اور اسی طرح گھسیٹتا ہوا پتھر کے قریب لے گیا مایہ کال برابر اس کی منتیں کرنے لگا تھا مگر سعد پر ان کا کچھ بھی اثر نہ ہو رہا تھا اس نے کچھ پڑھ کر پتھر پر پھونکا تو پتھر اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرکا اتنی جگہ بن گئی کہ ایک آدمی وہاں سے گزر سکتا تھا سعد نے اس کی تمام گزارشوں کو سائیڈ پر رکھا اور اسے اٹھا کر اندر پھینک دیا مایہ کال کے اندر جاتے ہی پتھر اسی طرح بند ہو گیا خس کم ۔جہاں پاک وہ بڑبڑایا اور واپس چل دیا راستے میں اس نے پھر منتر پڑھا اور ہتھیلی پر پھونک ماری ہتھیلی میں بھی ایک بار پھر سکرین بن گئی اور اس میں اسے رانی دکھائی دی جو اس وقت ہانیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی خوش گپیوں میں مصروف تھی اس نے پھر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو اسے دیگال نظر آیا جو شیطان کے کالے بت کے سامنے سجدے میں پڑا تھا ۔اس کے ساتھ ہی دو انسانوں کی کٹی ہوئی گردنیں بھی پڑی تھیں اور شیطان کا کال سیاہ بت خون میں نہایا ہوا تھا یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھینچ گئے معصوم انسانوں پر یہ ظلم اسے برداشت نہ ہوا اس نے فورا ہوا کو حکم دیا کہ مجھے دیگال کے پاس پہنچاؤ ہوا نے اسے اٹھایا اور ایک قدیم عمارت کے سامنے اتار دیا جنگل میں بنی ہوئی یہ ویران عمارت دور سے کسی آدم خور بھوت کی طرح لگ رہی تھی جو منہ کھولے کھڑا ہو سعد تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی جاب بڑھا تو اچانک اک شیر کہیں سے نمودار ہوا کر گیٹ کے پاس آ کر اس کے راستے میں حائل ہو گیا شیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا اور گرج کر انسانی آواز میں پوچھا ۔اے آدم زاد ۔تم کون ہو۔

یہاں آنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی تمہارا باپ اور اپنے باپ اپنے گھر پوچھ کر نہیں آتا سعد نے غصے میں کہا

اور کچھ پڑھ کر اپنا بازو سیدھا کیا اور پھر بازو ایسے جھٹکا جیسے اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو اس کے جھٹکتے ہی شیر کے منہ سے ایک چنگھاڑ نکلی اور وہ اڑتا ہوا گیٹ سے ٹکرایا گیٹ سمیت اندر جا گرا سعد نے پھر بازو کو گول سمت میں گھما کر عمارت کی جانب کیا اور ہوا میں ہی ایک کمرے کی کھڑکی سے گزرتا ہوا وہ راہداری میں آیا اور پھر راہداری کے سامنے والے کمرے میں دروازے کو توڑتا ہوا ایک کالے سیاہ بت سے اس زور سے ٹکرایا کہ اس کا سارا جسم پھٹ گیا اور بت کرچیوں میں بٹ گیا عجیب عجیب اور ڈراؤنی چیخیں بلند ہو کر کان کے پردے پھاڑنے لگیں گھبرا کر دیگال سجدے میں اٹھا۔

سامنے کا منظر اس کے لیے حیران کن تھا پلک جھپکتے ہی شیطان دیوتا کا بت ایک لمحے میں ہی محافظ بدروح جو اس وقت شیر کے روپ میں تھی کے لگنے سے ٹوٹا اور پھر کمرے میں رونے کی آوازیں گونجنے لگیں آوازوں کی شدت کان کے پردے پھاڑ رہی تھی مایہ کال کی غیر موجودگی اسے سعد کے ہاتھوں کسی بھی طرح واپس لانے کے لیے دیگال جو مسلسل دوسرے دن سے چلے کر رہا تھا شیطان بت کے ٹوٹتے ہی وہ بھی ٹوٹ گیا مگر سوال یہ تھا یہ سب کیسے ہوا ۔وہ ابھی اسی سوچ میں ہی تھا کہ اچانک اس کمرے میں اسے ایک آواز سنائی دی میں بتاتا ہوں یہ سب کیسے ہوا دیگال اس آواز کے مالک کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ سعد ہی ہے ہوا یوں کہ دراصل تمہارے باپ مایہ کا دو دن تک آگ میں جلانے ۔۔اسے بری طرح گھسیٹ کر اس کا جسم کا ایک ایک خلیہ سے بھی اپنا حساب کتاب وصول کرنے کے بعد اور اسے موت کے غار میں ڈالنے کے بعد میں نے جیسے ہی اپنی نورانی طاقت کی مدد سے تم کو دیکھا تو تم شیطانی بت کے سامنے دو معصوم انسانوں کو مار کر سجدے میں گم تھے بس یہ مجھ سے برداشت نہ ہوا میں سیدھا تمہارے پاس آیا تو عمارت کے باہر شیر نے میرا راستہ روکا اور پوچھا کہ کون ہو تم اور ادھر آنے کی ہمت کیسے کی بس میں نے غصے میں آ کر کہہ دیا کہ تمہارا باپ ہوں اور باپ اپنے گھر کسی سے پوچھ کر نہیں آتا اور اسے گھما کر ہوا میں اچھال دیا اب مجھے کیا پتہ تھا کہ ہیلی کاپٹر بن کر تمہارے آقا پر شیلنگ کرے گا ۔سعد نے دیگال کے قریب آ کر قدرے مسکراہٹ سے کہا پھر اس نے اردگرد کا معائنہ کیا اور کہا لگتا ہے تم میں شیطانیت کچھ زیادہ ہی ہے اور سفاک بھی حد سے بڑھ کر ہو کیوں دیگال ۔سعد تم نے شیطان آقا کے بت کو توڑ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے تم آقا کے عتاب سے نہیں بچ سکو گے ۔تم کو ان کا حساب دینا ہوگا اور شیطان آقا ارے رے رے ۔۔ایک منٹ ایک منٹ سعد نے اسے جلدی سے ٹوکا میں تمہارا فقرہ پورا کر دیتا ہوں شیطان آقا مجھے نہیں چھوڑے گا یہ کر دے گا یا وہ کر دے گا بس اور تو کوئی بات نہیں ہے ناں ۔سعد نے اس کا تمسخر اڑایا تو دیگال چپ چپ کھڑا اسے یکھتا رہا وہ جانتا تھا کہ شکتی کے مقابلے میں وہ سعد کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے وہ اگر چاہے تو اس کی شکتی کو پل بھر میں سلب کر سکتا ہے لہذا اس کا خاموش رہنا ہی ٹھیک ہے اچانک سعد نے کسی خیال کے تحت کہا دیگال میرے پیچھے آؤ ۔وہ اس کا جواب سننے بغیر ہی مڑا اور ساتھ والی راہداری میں جا کر ایک بڑے کمرے میں چلا گیا جو مایہ کال کا تھا اور جس میں تخت تھا جس پر مایہ کال بیٹھ کر شراب پیا کرتا تھا سعد اردگرد دیکھتا ہوا اسی تخت کے نزدیک آ کھڑا ہوا چند لمحے تک تو وہ تخت کو دیکھتا رہا پھر اس پر بیٹھ گیا تخت ہوا میں جھومنے لگا کافی آرام دہ اور سکون دینے والا تخت ہے دیگال اس کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے میں آ کر اسے تخت پر بیٹھا ہوا دیکھ کر غصے سے لال ہو گیا مگر وہ مجبور تھا۔۔

واہ بھئی واہ دیگال ۔۔بڑا آرام دہ تخت ہے واہ مزا آ گیا آؤ تم بھی بیٹھو ۔۔آؤ ۔۔آؤ شاباش سعد نے اسے پیار سے بلایا تو اس نے نفی میں سر ہلایا ٹھیک ہے ۔ٹھیک ہے تمہاری مرضی نہ بیٹھو اور وہ رانی میرا مطلب ہے کہ عفیفہ وہ کہاں ہے ۔۔اسے بلاؤ ۔جلدی ۔آخری لفظ پر سعد نے زور دیا تو دیگال نے نا چاہتے ہوئے بھی منتر پڑھنا

شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد رانی نمودار ہوئی کیا بات ہے دیگال ۔ مجھے اس سے کیوں بلایا ہے میں اور ہانیہ اس کا فقرہ ۔ منہ میں ہی رہ گیا اور سعد کو دیکھ کر اس کی رگوں میں خون جم گیا اس نے حیران کن نگاہوں سے دیگال اور پھر سعد کو دیکھا تو اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال سا نمودار ہوا ہاں ہاں ۔۔ بولو ناں تم اور ہانیہ ۔ سعد نے تیزی سے کہا تو وہ خاموش ہو گئی اور اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی ۔

رانی ۔۔ رانی میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ دوبارہ تم ہانیہ کے نزدیک مت جانا مگر تم نے شاید ٹھیک سے میری بات سنی نہیں تھی اور اسے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا تھا اور پھر اسی طرح اس بے چاری کو اپنے چنگل میں پھانستی رہی اور یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں چاہوں تو کیا کر سکتا ہوں پھر اس نے پاس ہی پڑی شراب کی ایک بوتل اٹھا کر شیطان کے دوسرے بت کی جانب دی بوتل اڑتے ہوئے پوری شدت سے بت سے جا ٹکرائی اور بت کا سر ٹوٹ کر زمین پر آ گرا سر کے ٹوٹتے ہی باقی ماندہ حصے بھی ایک ایک کر کے ٹوٹنے لگے اور بت کرچیوں میں بٹ کر زمین پر آ کر پاش پاش ہو گیا رانی اور دیگال کی حالت دیدنی تھی ان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا وہ اس وقت انتہائی بے بس تھے اور غصیلی نگاہوں سے سعد کو دیکھ رہے تھے جو ان کی اس حالت سے محظوظ ہو رہا تھا مہاراج ۔ دیگال زور سے بولا یہ سچ ہے کہ ہماری شکتی آپ کے سامنے کچھ نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کریں آپ کو جو بھی ہمارے ساتھ کرنا ہے وہ کریں مگر وہ دوبارہ ہمارے آقا کے بت کو توڑنے کی ہمت مت کریں ورنہ ہم جو بھی بگاڑ سکے آپ کا بگاڑیں گے اس کے لہجے میں صاف صاف دھمکی تھی تب سعد زور زور سے ہنسنے لگا اور بولا تم میرا کچھ نہ پہلے بگاڑ سکے تھے دیگال نہ بگاڑ سکتے ہو اور نہ بگاڑو گے میں تم کو زندہ چھوڑ دیتا مگر معصوم انسانوں کے قاتل ہو اور قاتل کی سزا صرف موت ہے اور مجھے تمہاری موت کا راز پاتال کی آگ ہے اور اس میں تم کو جلنا ہوگا میں یہاں بیٹھ کر تمہارا تماشہ دیکھوں گا ہاہاہا ۔۔ ہاہاہا ۔

سعد نے یہ کہہ کر ایک طرف کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہاں سے زمین مین دراڑیں پڑ گئیں اور پھر تھوڑی دیر بعد ان مین ہلکی نیلی آگ نکل کر لہرانے لگی آگ کو دیکھ کر رانی خوفزدہ ہو گئی وہ فورا سعد کے سامنے گڑگڑانے لگی رانی کی دیکھا دیکھی دیگال نے بھی ایسا ہی کیا مگر سعد نے منتر پڑھ کر پھونک ماری تو رانی اور دیگال کی پاؤں میں لوہے کے زنجیر پڑ گئے جن میں ان کے پاؤں جکڑے گئے یہ دیکھ کر وہ اور زور زور سے گڑگڑانے لگے سعد نے آگ کے اوپر چھت پر پھونک ماری تو وہاں ایک لوہے کی بڑی سی نال نمودار ہو کر فضا میں معلق ہو گئی پھر اس نے انگلی کا رخ رانی کی جاب کر کے اوپر کیا اور انگلی کو آگ کے اوپر نال کی جان لے جانے لگا رانی کا جسم ہوا میں بلند ہوا وہ سیدھی ہوئی اور فضا میں اڑتی ہوئی نال کی جانب گئی آگ کے اوپر آ کر وہ الٹی ہو گئی زنجیر نال کے گرف لپٹنے لگا رانی کا سر آگ کے بالکل قریب تھا آگ نے پل بھر میں اس کے بال جلا دیئے اس کی چیخوں سے کمرہ گونجنے لگا پھر اس نے دیگال کی جانب رخ کیا دیگال بھی چیختا ہوا رانی کے ساتھ الٹا لٹک گیا اس نے اآگ پر پھونک ماری تو آگ تیزی سے بھڑکنے لگی اور ان کے سروں کے ساتھ آ لگی آگ کی تپش نے ان کے دماغوں کو کھولنا شروع کر دیا وہ دونوں برابر چیختے چلاتے رہے اور معافیاں مانگتے رہے پاتال کی آگ نے ان کے سروں کی چمڑی کو راکھ بن دیا اور ان کے سر پھٹ گئے جن سے انکا دماغ پگھل گیا اور کرتے کرتے وہ ان کے پاؤں تک آ پہنچی شعلوں نے انکا باقی ماندہ جسم بھی جلا ڈالا ان کے خاتمے کے بعد وہ اٹھا باہر آ کر اس نے عمارت کو چاروں طرف گھوم کر دیکھا ساتھ میں کچھ بڑبڑاتا بھی گیا واپس اسی جگہ آ کر اس نے پھونک ماری تو عمارت میں چاروں طرف سے آگ بھڑک اٹھی جس نے عمارت کو ایک دائرے کی صورت میں ٹھہر گیا اور اسے جلانے لگی تھوڑی دیر بعد آگ پوری

عمارت میں پھیل گئی اور عمارت کے اندر مختلف قسم کے بیر اور شر پسند جنات دھڑا دھڑ جلنے لگے ان کی چیخوں سے علاقہ گونج اٹھا ۔ پتلی اور بھاری آوازوں میں چیخوں نے ماحول میں عجیب سا سماں پیدا کر دیا چنگل کے پرندے ان ہولناک آوازوں کو سن کر تیزی سے درختوں سے اڑ گئے درندوں اور چوپائیوں میں بھی سنسنی پھیل گئی اور وہ بھی اپنے ٹھکانوں سے نکل کر بھاگنے لگے آگ نے مکمل طور پر اس کالے کرتوتوں کی عمارت کو جلا کر راکھ کر دیا وہ چند لمحے تک جلتی ہوئی عمارت کو دیکھتا رہا پھر وہاں سے واپس چل دیا اب اس کا رخ چڑیلوں کی سردار ناشی چڑیل کی جانب تھا ۔

❁❁❁

مایہ کال سرنگ یا غار کے اندر گرا تو پتھر نے غار کا منہ بند کر دیا وہ چند لمحوں تک ویسے ہی پڑا رہا وہ آنکھیں کھول کر سرنگ کو دیکھنے لگا غار میں مکمل تاریکی تھی وہ اٹھ بیٹھا غور سے دیکھنے پر اسے دھندلا دھندلا سا دکھائی دینے لگا اٹھ کر وہ کھڑا ہو گیا اوت ٹٹول ٹٹول کر وہ غار میں چلنے لگا وہ بڑی اختیاط سے قدم اٹھا رہا تھا ساتھ میں وہ چھت کا جائزہ بھی لے رہا تھا اس کا ذہن ابھی تک سفید کاغذ ہی تھا لاکھ کوشش کے باوجود اسے کوئی بھی منتر یاد نہیں آ رہا تھا سعد نے اس سرنگ کو موت کا سرنگ کہا تھا مگر ابھی تک ایسے کوئی آثار نہیں آئے تھے جو یہ ثابت کرتے ہوں اس نے سوچا شاید وہ اسے غار میں بند کر کے مارنا چاہتا ہو سرنگ ایک جانب مڑ گئی وہ مڑا اور ذرا آگے جا کر اسنے دیکھا تو غار میں ایک مشعل جل رہی تھی وہ تیزی سے اس جلتی ہوئی مشعل کی جانب بڑھا تو جیسے ہی وہ روشنی میں آیا اک زبردست سے دھماکے کی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے ایک چٹانی دیوار نے گر کر راستہ بند کر دیا تھا وہ گھبرا گیا اور تیزی سے آگے بڑھا تو چھ یا سات قدموں کے بعد اس کے ہاتھ دیوار سے ٹکرائے اس نے ٹٹول کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ راستہ آگے بند ہے اور آگے پھر پتھر کی دیوار کھڑی ہے وہ غار کی کشادہ قبر میں بند ہو گیا تھا وہ واپس آ کر مشعل کی روشنی میں بیٹھ گیا شاید یہی وہ قبر تھی جسے موت کی سرنگ کہا گیا تھا اس کشادہ قبر سے وہ کبھی نکلے گا بھی کہ نہیں ۔۔ وہ مسلسل اپنے شیطانی دماغ کو گھمانے لگا تھوڑی دیر بعد اسے بھنبھناہٹ سی آواز سنائی دی اس نے تیزی سے آواز کی سمت دیکھا اسے کوئی خاص شئے نظر نہ آئی مگر حیرت انگیز طور پر بھنبھناہٹ کی آوازیں تیز ہونے لگی تھیں اور لحہ بہ لحہ قریب ہونے لگی تھیں وہ حیران ہو کر کبھی دیواروں کو دیکھتا کبھی غار کی چھت کو ہر شئے اپنی جگہ ویسی کی ویسی تھی مگر بھنبھناہٹ کی آواز برابر بڑھتی جا رہی ہے اچانک اس کی نظر سات آٹھ قدم کے فاصلے پر غار کی دوسری بند دیوار کی جانب اٹھی تو اسے مشعل کی دھندلی روشنی میں اسے ایسا لگا کہ جیسے سیاہ رنگ کی لمبی سی لکیر اسکی جانب بڑھتی چلی آ رہی ہو وہ جلدی سے اٹھا اور غور سے اس لکیر کو دیکھنے لگا بھنبھناہٹ کی آواز سے غار کی بند فضا گونجنے لگی تھی لکیر ذرا قریب آئی تو ایک دم اس کے حواس باختہ ہو گئے ۔ یہ کالے رنگ کے سینکڑوں ہزاروں بچھو تھے جو کالے پانی کی سیاہ لہر کی طرح زمین کے ساتھ لگے تیزی سے اس کی طرف آ رہے تھے ۔

غار میں ان بچھوؤں سے بچنے کے لیے دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی مگر دیوار کی سطح ہموار تھی وہ دائیں طرف کو ہو گیا بچھو اس طرف سے بھی آ رہے تھے وہ بائیں طرف کو ہو گیا مگر بچھو ہر سمت سے آ رہے تھے ہزاروں بچھوؤں کی وجہ سے زمین کالی ہو گئی تھی سیاہ چادر سی پھیل گئی تھی اسے اور تو کچھ نہ سوجا اچھل کر دیوار پر لگی ہوئی مشعل کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ کافی بلندی پر تھی وہاں اس کا ہاتھ نہ جا سکا اس دوران بچھو اس کے انتہائی قریب آ گئے کچھ بچھو دیوار پر چڑھ کر اس کی جانب بڑھ رہے تھے وہ بے اختیار ہو کر ان کو اپنے پاؤں سے کچلنے لگا لیکن ان کی تعداد کافی زیادہ تھی وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا قریب آ کر انہوں نے یک بار اس پر حملہ کر دیا بچھو اس کی ٹانگوں پر چڑھ گئے اور اسے

ڈسنا شروع کر دیا ان کے ڈسنے سے اسے شدید اذیت ہوئی بھیانک چیخ بند غار میں پوری قوت سے گونجی دو تین بچھوؤں کے ڈسنے سے مایہ کال کا جسم سن ہو گیا اور وہ کٹے ہوئے درخت کی ٹہنی کی طرح زمین پر آ گرا اس کے گرتے ہی سب بچھو اس کے اوپر چڑھ گئے۔

بچھوؤں نے مایہ کال کے جسم کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیا بچھوؤں کے ڈنگ کے زہر سے مایہ کال کا جسم بالکل بے حرکت ہو گیا تھا اس کے چلانے کی آواز بند ہو گئی تھی وہ صرف دیکھ سکتا تھا اور سن سکتا تھا تڑپ سکتا تھا مگر ہل نہیں سکتا تھا ایک کالی چادر سی اس کے جسم پر چھا گئی تھی بچھوؤں نے اس کے ہر عضو کو ڈسا اور اپنا زہر اس میں منتقل کیا بچھوؤں کے ڈنگ میں شدید قسم کا زہر تھا جس نے اس کے سارے جسم میں آگ لگا دی تھی اس کے جسم کے ہر ہر ذرے مین جیسے آگ لگی ہوئی تھی موت کی غار میں ملنے والی اذیت اس کی برداشت سے باہر تھی پہلے والی اذیتیں اس کے مقابلے میں کچھ نہیں تھیں اس کا ہر ہر انگ درد سے بے حال تھا اس نے آج تک ایسی اذیت کا سامنا نہیں کیا تھا اسکی آنکھوں کے سامنے بچھو اس کے جسم کو کتر کتر کر کھا رہے تھے اور وہ چپ چاپ دیکھ رہا تھا اس وقت وہ نہایت بے بسی اور کسمپرسی ک حالت میں اپنے جسم کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھ رہا تھا اس کے سارے جسم پر بچھو چمٹے ہوئے تھے اور اپنی بھوک مٹا رہے تھے اس کے حلق سے گونجنے والی المناک چیخیں کراہوں میں تبدیل ہو گئیں اور آہستہ آہستہ یہ کراہیں بھی دم توڑ گئیں بچھو اس کی گردن سے ہوتے ہوئے اس کے چہرے پر آ گئے اور ناک میں گھس کر ڈنگ مارنے لگے کچھ بچھو ماتھے پر چڑھ گئے البتہ آنکھوں پر کسی نے ڈنگ نہیں مارا بچھو اس کے چہرے کا سارا گوشت کھال سمیت کھا گئے صرف آنکھوں کے ڈیلے باقی رہ گئے اس کے حلق سے بلبلاہٹ کی لرزہ طاری کرینے والی آواز نکلی اور بچھو ایک ایک کر کے اس کے جسم سے اترنے لگے بچو ایک ایک کر کے اس کے جسم سے اترے اور بھنبھناہٹ کی آواز کے ساتھ جس طرف سے آئے تھے اسی طرف چلنے لگے اور غائب ہو گئے مایہ کال نے ڈیلے گھما کر اپنے جسم پر نگاہ ڈالی وہ خوف کے مارے اپنی آنکھیں بھی بند نہیں کر سکتا تھا کیونکہ بچھو اس کی آنکھوں کی پلکیں اور پپوٹے بھی کھا گئے تھے مشعل کی روشنی میں اسے اپنے جسم میں صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں نظر آئیں جسم پر کسی بھی ہڈی پر گوشت کا نام ونشان نہ تھا اندرونی اعضا ابھی تک ویسے کے ویسے ہی تھے سینکڑوں ہزاروں بچھوؤں کے ڈنگ سے اس کی ہڈیاں سیاہ ہو گئی تھیں دہشت کے مارے مایہ کال پر غشی طاری ہو گئی اسے کوئی ہوش نہ رہا وہ کب تک اس حالت میں رہا اسے کچھ خبر نہیں تھی اسے جب ہوش آیا تو اس نے ڈیلے گھمائے اس کا جسم ویسے کا ویسے ہی پڑا تھا اچانک اسے پھر سے بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دی اس کی نگاہیں سرنگ کی اس دیوار کی جانب اٹھ گئیں جہاں سے کچھ دیر پہلے بچھوؤں کی فون نمودار ہوئی تھی اس نے دیکھا کہ اب کی بار اسی طرح سینکڑوں ہزاروں بچھو کالے پانی کی لہر کی طرح پھر سے دوڑے چلے آ رہے تھے وہ ایک بار پھر اس المناک اذیت سے گزرنے والا تھا جس میں سے وہ پہلے بھی گزر چکا تھا خوف کے مارے اس کی ہڈیاں کانپنے لگیں اور ان سے عجیب عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں اپنے دل کو تیزی سے خوف کی وجہ سے اچھلتا ہوا وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا فوج اس کے قریب آ گئی اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ ایک انچ بھی نہ ہل سکا بچھو اس کے جسم پر چڑھ گئے اور اس کے پیٹ میں گھس گئے۔

وہ اس کے اندرونی اعضا کو کاٹ کاٹ کر کھانے لگے اور وہ درد سے بلبلانے لگا اس بار کی اذیت پہلے والی اذیت سے کافی زیادہ تھی جسے وہ زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کا جسم صرف اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی تھا اس کے اندرونی اعضا غائب تھے صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں اس بار اس کی ہڈیون کا رنگ نیلا ہو چکا تھا خوف کے مارے ایک بار پھر اس پر دہشت طاری ہو گئی سعد نے نوشین کا اس سے

خوب انتقام لیا تھا وہ درد سے بلبلا رہا تھا پھر اس پر غنودی طاری ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا اسے جب ہوش آیا تو اسے غار میں چاروں طرف اندھیرا ہی دکھائی دیا اس نے غور سے دیکھا تو مشعل بند تھی اس نے سائیڈ کو گھما کر دیکھنا چاہا تو حیرت انگیز طور پر اس کے جسم نے موونگ کی یعنی وہ اپنے جسم کو حرکت دے سکتا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور اس کا سر چھت سے جا ٹکرایا وہ حیران ہوا کہ سرنگ اتنی جلدی نیچی کیسے ہو گئی اس نے بازو سے ٹٹول کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ غار میں ہی ہے مگر وہ سکڑ کر پہلے سے زیادہ تنگ ہو گئی ہے اس نے پیچھے بھی ٹٹول کر دیکھا غار پیچھے سے بھی بند تھی وہ غار میں پورا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اس نے جھک کر سرنگ کی دوسری جانب آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔

اسے اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ سرنگ کی دونوں دیواروں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے جا رہا تھا سرنگ یا غار حد سے زیادہ سمٹ گئی تھی اچانک گرم ہوا کا ایک جھونکا سا اسکے جسم سے ٹکرایا تو اسے محسوس ہوا کہ سامنے سے چٹانی دیوار گرنے سے جو راستہ بند ہوا تھا وہ اب کھل چکا ہے اسے کافی خوشی محسوس ہوئی وہ اور تیزی سے اپنے ڈھانچے کو سرکانے لگا دوسری بار جب اسے گرم ہوا کا جھونکا چھوا تو اسے یقین ہو گیا کہ راستے میں آگے دیوار نہیں ہے اور شاید آگ جل رہی ہے وہ تیزی سے اور چلنے لگا سرنگ یا غار سیدھی جا رہی تھی غار کی بند فضا پر گہری تاریکی چھائی تھی جیسے جیسے مایہ کال آگے جا رہا تھا غار کی فضا گرم ہو رہی تھی اسے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اسی طرح چلتے چلتے وہ شاید کھولتے ہوئے لاوے یا آتش فشاں میں نہ گر پڑے یہ سوچ کر وہ محتاط قدموں سے چلنے لگا غار کی فضا دھیرے دھیرے گرم ہونے لگی تھی اور اس کا وہاں سے آگے جانا دوبھر ہو گیا تھا سرنگ یا غار کی فضا شدید گرم ہونے پر وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہئے واپس جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ ساری غار گرم ہو چکی تھی آگے ضرور کھولتا ہوا پانی تھا یا لاوہ ابل رہا تھا مایہ کال کا جسم گرم ہونے لگا وہ واپس مڑنے لگا اس پر شدید قسم کی مایوسی طاری ہونے لگی واپس مڑتے ہوئے اس نے دیوار پر اپنی استخوانی ہاتھ رکھا تو دیوار اسے شدید گرم محسوس ہوئی اسے یقین ہونے لگا کہ اسی گرم تپش میں اس کا ہڈیوں والا جسم پانی بن کر بہہ جائے گا اچانک اسے دور سے انہی بچھوؤں کی معدوم سی بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دی تو اس پر خوف کا سماں پیدا ہو گیا ہو بہو وہ انہی بچھوؤں کی آواز تھی اور وہ ایک بار پھر اس پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے تھے بھنبھناہٹ کی آواز تیز ہونے لگی تھی وہ آگ کی شدت تو کسی طور برداشت کر لیتا مگر بچھوؤں کے ڈنگ کی اذیت اس کی برداشت سے باہر تھی وہ واپس بھاگا اور بھنبھناہٹ کی آواز بھی قریب سے قریب تر ہونے لگی اس بار وہ کسی بھی صورت خود کو ان بچھوؤں کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ گرم غار کی پرواہ کئے بغیر واپس پوری قوت سے بھاگا۔

غار حد سے زیادہ گرم ہو رہی تھی اور اس کے جسم کی ہڈیاں بھی گرم ہو گئی اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ان ہڈیوں میں آگ لگ گئی تھی بھنبھناہٹ کی آواز قریب سے قریب تر ہو رہی تھی اور دوسری طرف اس سے آگے جانا محال ہو رہا تھا مایہ کال وہیں ٹھہر گیا وہ آگ کی تپش مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا اسے ہر صورت خود کو ان بچھوؤں کے حوالے کرنا تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی بھی چارہ نہ تھا دھندلے دھندلے اندھیرے میں اس نے کالی لکیر اپنی جانب بڑھتی واضح دیکھ لی تھی جو اس سے تھوڑے سے فاصلے پر تھی اچانک غار میں ایک دھماکہ ہوا مایہ کال کے سامنے والی دیوار ایک جھٹکے سے گر گئی اور غار میں ایک آواز گونجی مایہ کال۔۔ جلدی سے جہاں سے دیوار ٹوٹی ہے وہاں سے باہر نکل آؤ نہیں تو اس بار اگر ایک بھی بچھو نے تم کو ڈس لیا تو تم ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاؤ گے جلدی کرو دائیں چلتے آؤ۔ اس گونجتی آواز کو سن کر مایہ کال تیزی سے اٹھا اور اندر چھلانگ لگا دی تقریباً وہ دوڑتا ہوا داخل ہوا

سیدھے چلتے آؤ اور ہاں آگے تم کو ایک زینہ ملے گا زینے پر چڑھ گئے تو آگے دروازے پر ایک کالا ناگ پہرہ دے رہا ہو گا تم اس سے بولو گئے جئے بھولے ناتھ کی۔ تو وہ راستہ چھوڑ دے گا جلدی کرو بچھو تم سے قریب تر ہو رہے ہیں اس راستے میں پراسراری روشنی پھیل گئی اور وہاں آگ کی تپش بالکل بھی نہیں تھی وہ دھندلی روشنی میں دوڑتا گیا۔

یہاں بھی اس کی دونوں جانب دیواریں تھیں اور چھت بھی تھی مطلب یہ بھی غار ہی تھی اس کی اونچی چھت پر کہیں کہیں دیئے جل رہے تھے جن کی مدہم روشنی نے وہاں کی فضا کو پراسرار سا بنا دیا تھا آگ سے زیادہ گرم سے نکلنے کے بعد مایہ کال اس سرنگ میں خوشگوار ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا اسے ابھی تک ڈر تھا کہ کہیں پھر سے کالے بچھوؤں کی تازہ کمک اس پر حملہ نہ کر دے تھوڑا سا آگے چلنے کے بعد اسے ایک زینہ نظر آیا اور وہ تیزی سے زینہ چڑھنے لگا اوپر بند دروازے کے پاس پہنچا تو اسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی اسنے اک کالا ناگ دیکھا جو پھن کھولے اس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اچانک اس نے مایہ کال پر حملہ کر دیا تو وہاں سے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور بولا جئے بھولے ناتھ کی یہ سن کر کالا ناگ ایک طرف چلا گیا اس کے جاتے ہی دروازہ کھل گیا اور وہ تیزی سے باہر نکلا باہر سورج اپنی پوری تمازت سے چمک رہا تھا اور ہر سو روشنی ہی روشنی تھی اچانک اسے ایکطرف سے کالا دھواں سا آتا ہوا نمودار ہوا اس کے جسم میں سمانے لگا کافی دیر تک ایسا ہی ہوتا رہا پھر جیسے ہی دھواں چھٹا مایہ کال اپنے پورے وجود کے ساتھ موجود تھا یہ کالا دھواں اس کی کالی شکتیاں تھیں جو اس کے باہر نکلتے ہی اسے واپس مل گئیں اس نے شیطان آقا کی جئے ہو کا نعرہ مارا اور دوسری جانب دیکھا اسے وہاں ناشی چڑیل کھڑی نظر آئی جو اس کی جانب مسکرا کر دیکھ رہی تھی شیطان آقا کی دھنے واد جس نے میرا چلہ سویکار کیا اور تم کو تمہاری شکتیاں واپس کیں اور ساتھ میں موت کے غار سے بچایا مایہ کال۔ اگر مجھے ذرہ بھر بھی دیر ہو جاتی تو بچھو تمہارے جسم کو کھا گئے ہوتے اور تم فنا ہو گئے ہوتے ناشی چڑیل میں تمہارا احسان مند ہوں جو تم نے مجھے موت کے منہ مین جانے سے بچایا تم واقعی ہی مہان ہو۔۔ میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا مگر اس موت کی غار کا کیا راز تھا مایہ کال نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پوچھا تو ناشی نے کہا کوئی بات نہیں مایہ کال۔۔ دراصل یہ موت کی غار ایک قسم کی قبر ہیں قید کی مانند ہے جس میں جس کو سزا دی جاتی ہے اسے غار میں قید کر دیا جاتا ہے اور اگن طاقت والیکالے بچھو اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ایک بار حملہ کر کے اس کا اوپر گوشت کھاتے ہیں اور اپنے اگن ڈنگ سے اس کی ہڈیوں کو کالا کر دیتیہیں پھر دوسری بار حملہ کر کیاس کے جسم کا سارا گوشت کھا کر اس کے جسم کو نیلا کر دیتے ہیں پھر غار کا بند دہانہ کھل جاتا ہے اور غار سکڑ جاتی ہے اور اگن کنویں کا راستہ کھول دیا جاتا ہے جس میں سے اگن کی حرارت اس سزا پانے والے جسم کو گرم کر دیتی ہے اور اگن بچھو تیسری بار حملہ کر کے اس کے جسم کو پانی بنا دیتے ہیں ناشی نے تفصیل بتائی تو مایہ کال نے جھرجھری لی اور کہا ہوں۔۔ مطلب اس نے مجھ سے انتقام لینے کا انوکھا طریقہ سوچا تھا۔

خیر ایسا ہوتا ہے اب تم دیکھنا کہ میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں جیسا حال اس نے میرا کیا ہے اس سے زیادہ اذیت میں اسے نہ دوں تو کہنا ہر ہر منٹ اس کا میں اذیت ناک بنا دوں گا۔ اسے کتے کی موت دوں گا میں ہر ہر زخم اذیت کا میں بدلہ لوں گا اور اس کا انجام سب کے لیے مثال بنا دوں گا مایہ کال نے غراتے ہوئے کہا ہاں بالکل اور اس کا توڑ بھی میرے پاس ہے ناشی نے خوشی سے کہا اور مایہ کال کو ساری چلے کی تفصیلات بتا دیں اور چلے کے بعد دیوی کے مندر سے حاصل ہونے والے اس منتر کے بارے میں بھی بتلا دیا جو اسے دیوی نے دیا تھا ساتھ میں سعد کو قابو کرنے کا طریقہ بھی بتلا دیا مایہ کال کو ناشی چڑیل نے دیگال اور رانی کی موت اور حویلی کے جلنے

والا واقعہ بھی بتلا دیا جس سے مایہ کال پیچ و خم کھا کے رہ گیا اس نے شیطان کی قسم کھائی کہ وہ سعد کو عبرتناک انجام سے دوچار کرے گا اور اسے جس قدر اذیت کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ اس سے بھی زیادہ اذیت اسے دے گا جسے وہ سہہ نہیں سکے گا غم و غصے کے مارے مایہ کال کے اندر چنگاڑیاں نکل رہی تھیں اور وہ اس کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب تھا ناشی چڑیل اسے ساتھ لے کر دیوی کے مندر پر آ گئی۔

❀❀❀

ناشی چڑیل کو چلے کی حالت میں دیکھ کر وہ واپس آ گیا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی واپس مڑا وہ ناشی کا چلہ نہیں توڑ سکتا تھا اس لیے وہ واپس اپنے مسجد کے پاس آیا نماز ادا کی اور حجرے میں سو گیا آج کافی عرصے بعد اسے چین کی نیند آئی تھی اپنے دشمن مایہ کال کو انجام تک پہنچا دینے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ وہ چین سے سویا تھا وہ جانتا تھا کہ ناشی چڑیل کے پاس بھی کال طاقتیں ہیں جن کا توڑ اس کے پاس ہے اتنا عرصہ انتقام کی آگ میں جلنے کے بعد اب اس کے اندر خاموشی اور سکون تھا مگر نوشین کی یاد اسے برابر جلا رہی تھی کسی بھی لمحے وہ اسے دل سے بھلا نہیں سکا تھا اور شاید ایسا ہونا بھی ناممکن تھا مگر پھر بھی وہ اس خیال میں رہا کہ کہیں سے نوشین آ جائے اور اس کے بھرے دل کو قرار ملے بقول سمیر

مجھے کچھ پل دے قربت کے فقیرم تیری چاہت کے۔
جلے بے چین دل کب تک ملے کچھ بھی پل تو راحت کے

اچانک اسے بے چینی سی محسوس ہوئی اور اس کا سانس گھٹنے لگا اور اس کے سینے میں آگ سی لگنے لگی وہ تیزی سے اٹھا اور اسی تیزی سے منتر پڑھنے لگا مگر اسے ایسا لگا کہ جیسے اس کا ذہن تاریک ہوتا جا رہا تھا اور آہستہ آہستہ یہ تاریکی اس کے سارے دماغ میں پھیل گئی اور وہ دھڑام سے گرا۔ اسے جب ہوش آیا تو اس کے سارے بدن میں شدید درد تھا اسنے ہولے ہولے آنکھیں کھولیں اور اردگرد کا منظر دیکھا تو اسے یہ سب انجانا سا محسوس ہوا وہ حیران رہ گیا کہ وہ تو اپنے حجرے میں تھا اور یہاں کیسے آیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ کس طرح اس کے ذہن میں تاریکی چھا گئی تھی اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا تھا اس نے اپنے ذہن کو ٹٹولا جو کہ ایک دم سے صاف تھا اور اس میں کالی پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں وہ جان گیا کہ وہ اس وقت کالی دیوی کے سب سے بڑے جادو کے دائرے میں ہے اور یقیناً یہ ناشی چڑیل نے ہی کیا ہے اور اب وہ ان کے رحم و کرم پر ہے اور اس کا خود پر کوئی کنٹرول نہیں ہے اس نے ٹھنڈا سانس لیا اور اردگرد دیکھا یہ اونچی چھت والا چھوٹا سا کمرہ تھا دیواروں پر آمنے سامنے دو مشعلیں جل رہی تھیں درمیان مین ایک قالین بچھا ہوا تھا جس پر ایک سنہرے بالوں والی عورت سولہ سنگھار کیے تکیے پر نیم دراز تھی اس نے سعد کی طرف دیکھ کر کہا۔

میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ عورت کی نیلی آنکھوں میں زبردست کشش تھی اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں جن سے وہ اسے مسلسل تک رہی تھی اس عورت کے حکم پر وہ کسی روبوٹ کی مانند اٹھا اور جا کر بیٹھ گیا تمہاری سب نورانی طاقتیں سلب ہو گئی ہیں اور یہ سب دیوی کی کرپا ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہاری نورانی طاقتیں دیوی کی طاقتوں سے لڑنے میں مصروف ہیں اور اگر تم پر مزید جادو نہ کیا گیا تو کسی بھی لمحے نورانی طاقتیں حاوی ہو جائیں گی مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گی تم نے مایہ کال مہاراج پر جو اتیاچار کیا ہے اس کا تم کو حساب دینا ہو گا اور مہاراج نے یہ سب میرے ذمے لگا دیا ہے تم کو ان کو جو موت کے غار میں عبرت ناک موت مرنے کے لیے پھینکا تھا وہاں سے میں نے ان کو نکال لیا ہے اور یہ سب کالی دیوی جی کی کرپا سے ہوا ہے یہ سب تم کو بتانے کا مقصد تم کو تمہاری ہار سے آگاہ کرنا ہے اور کسی بھی قسم کی خوش فہمی سے دور کرنا ہے میرا نام ناشی چڑیل ہے میں تم سے اپنے کئی کام بھی لوں

گی جو میں خود نہیں کر سکی اور مہاراج کا بدلہ بھی لوں گی یہ کہہ کر ناشی اٹھ کھڑی ہوئی اور سعد سے بولی میرے ساتھ آؤ اس نے تیزی سے سعد کا ہاتھ تھام لیا۔

سعد نہ چاہتے ہوئے طلسم کے زیر اثر اٹھ گیا اور اس کے پیچھے چل دیا سامنے والی دیوار میں ایک تنگ دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اس کے آگے زینہ تھا جو نیچے کی جانب جا رہا تھا شاید تہہ خانہ ہو گا تہہ خانے کی دیواروں پر مشعلیں جل رہی تھیں مشعلوں کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ تہہ خانہ کافی بڑا تھا اس کی دیواروں میں طاق جن میں ہندو دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی ہوئی تھیں ایک طاق میں کسی بڑی دیوی کی مورتی رکھی ہوئی تھی جن کے پاؤں تلے لوبان سلگ رہا تھا تہہ خانے میں لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اس بڑی مورتی کے پاس فرش پر دو ارتھیاں ایک ساتھ پڑی تھیں ارتھیوں کے دونوں جانب ایک ایک نیم عریاں لباس میں دو لڑکیاں بھی کھڑی تھیں دونوں کے بال کھلے اور شانوں پر بکھرے ہوئے اور ساتھ میں ان کے ہاتھوں میں کٹورے تھے جو شاید خون سے بھرے ہوئے تھے۔ شاید کسی انسان کا ہی یہ خون ہو گا دونوں لڑکیاں بالکل ساکت کھڑی تھیں ناشی اسے لے کر ارتھیوں کے پاس آئی اور بولی سعد تم اس سمے کالی دیوی کے طلسم میں جکڑے ہوئے ہو لہذا تم اس سمے اپنا دفاع نہیں کر سکتے اگر کوشش بھی کی تو بے کار ہو گا ارتھی پر لیٹ جاؤ۔ سعد کا ذہن اس وقت ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا وہ فوراً سر ہلاتا ہوا ارتھی پر سیدھا لیٹ گیا ناشی طاق کے پاس رکھی بڑی مورتی کے پاس گئی اور مورتی کے پاؤں میں سلگتی ہوئی لوبان کی طشتری اٹھائی اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی دونوں ارتھیوں کے ارد گرد چکر لگانے لگی ارتھی پر لیٹا ہوا وہ چپ چاپ اس کی ان حرکتوں کو دیکھ رہا تھا کچھ دیر تک چکر لگانے کے بعد ناشی چڑیل نے طشتری مورتی کے قدموں میں رکھ دی پھر دونوں ہاتھوں سے لوبان کے اٹھنے والے دھویں کو ہاتھوں کی مدد سے اپنے چہرے پر ملنے لگی پھر اس نے پلٹ کر اپنا چہرہ دیوی کی مورتی کی جانب اٹھایا اور دونوں بازو پھیلا کر بلند آواز میں کہا۔ کالی دیوی۔ کالی دیو۔۔ مجھے وردھان دے۔۔۔ جئے ہو۔ جئے ہو۔ ماتا دیوی کی جئے ہو اس کی آواز میں آواز ملا کر ہاتھوں میں کٹورے لیے بت بنی کھڑی دونوں لڑکیاں بھی اس کی آواز میں آواز ملا کر جئے ہو کا نعرہ بلند کیا۔

ناشی چڑیل پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی سعد کے ساتھ والی ارتھی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی پھر وہ جھکی اور سیدھی ہو کر ارتھی پر لیٹ گئی اس نے لیٹے لیٹے سعد کا ہاتھ تھام لیا اور پراسراری آواز میں منتروں کا جاپ کرنے لگی اس کے ہاتھ کی گرفت خاصی مضبوط تھی تھوڑی دیر بعد سعد کو محسوس ہوا کہ اس کا ہاتھ گرم ہونے لگا ہے اور آہستہ سے یہ گرمی اس کے بدن میں بھی سرائیت کرنے لگی ہے وہ خاموشی سے یہ سب برداشت کیے لیٹا تھا وہ چاہتا بھی تو اٹھ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ شدید قسم کے جادو کے زیر اثر تھا اس میں دفاعیت نام کی کوئی چیز بھی نہیں تھی ناشی چڑیل تیزی سے منتر پڑھے جا رہی تھی اور آہستہ آہستہ اس کی آواز بھی بلند ہونے لگی۔ بلند ہوتے ہوئے آواز معدوم ہو گئی سعد کے جسم میں گرمی کی لہریں دوڑنے لگیں یہ لہریں ناشی کے ہاتھ سے نکلتیں اور اس کے بدن میں سرائیت کر جاتیں اس کے بعد اس کے جسم کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگنے لگے تھوڑی دیر بعد اس کے بعد اس کے جسم کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگنے لگے تھوڑی دیر بعد یہ جھٹکے بھی بند ہو گئے اس کا جسم کانپنے لگا اور کانوں میں عجیب عجیب سی آوازیں گونجنے لگیں کبھی آوازیں اتنی تیز ہو جاتیں کہ کان کے پردے پھٹنے لگتے اور کبھی معدوم ہو جاتیں منتروں کے جاپ کے دوران ناشی نے چیخ جیسی آواز میں جئے ہو کالی دیوی کا نعرہ بلند کیا اس کے فوراً بعد دونوں لڑکیوں نے بھی ایسا ہی نعرہ بلند کیا۔ اور خون سے بھرے ہوئے کٹورے تھامے ارتھیوں کے پاؤں کی طرف آ گئیں وہاں آتے ہی دونوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے وہ خاموشی سے ان کو منتر پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا ناشی چڑیل بالکل خاموش ہو گئی تھی اچانک

لڑکیوں نے منتر پڑھتے پڑھتے خون کے کٹورے میں ہاتھ ڈال کر خون کے چھینٹے ان پر گرانے شروع کر دیئے چھینٹا اس کے چہرے پر پڑا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

دونوں لڑکیاں تھوڑی دیر بعد منتروں کا جاپ کرتے ان دونوں پر چھینٹے مار رہی تھیں کرتے کرتے کٹورے میں سارا خون ختم ہو گیا تو دونوں لڑکیاں دس قدم پیچھے ہٹ گئیں خون کے قطرے سعد کے ہونٹوں پر بھی لگے تھے جس سے اسے خون کا ذائقہ محسوس ہو رہا تھا اس کے ہاتھ کی مدد سے خون صاف کرنا چاہا تو اس پر انکشاف ہوا کہ وہ ہاتھوں کو حرکت نہیں دے سکتا صرف آنکھیں ہی ہلا سکتا ہے اس کا ہاتھ ابھی تک ناشی کے ہاتھ میں بند تھا اس نے لیٹے لیٹے ناشی کی جاب دیکھا وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف پہلو بدل رہی تھی وہ ایسے پہلو بدل رہی تھی کہ جیسے یہ سب کچھ خواب میں کر رہی ہو اچانک وہ ایک طرف کو جھکتے ہوئے اس کے اوپر آ گری سعد کو ایسا لگا کہ جیسے اس کے اوپر کوئی درندہ آ گرا ہو جس کے جسم پر ہزاروں لمبے لمبے کانٹے ہوں یہ کانٹے اس کے جسم میں چبھ گئے تھے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا پھر اسے ایسا لگا کہ جیسے اس کا جسم آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہا ہے ساتھ میں یہ بھی کہ ناشی چڑیل کا کانٹوں بھرا جسم اس کے جسم میں پیوست ہو رہا تھا اسے تکلیف ہونے لگی مگر وہ چیخ نہیں سکتا تھا پھر ایک دم اس کے کانوں میں انہی دو لڑکیوں کے منتر پڑھنے کی تیز آوازیں گونجنے لگیں اور اس کا اوپر کو اٹھتا ہوا جسم نیچے آ گیا اور آنکھوں کے گرد چھایا ہوا اندھیرا بھی چھٹ گیا اس نے دیکھا کہ اس کا جسم ناشی چڑیل کے جسم سے نکل کر ارتھی سے کافی اوپر آ گیا ہے اور ناشی کا جسم اسی ارتھی پر پڑا ہے لڑکیوں کے تیز تیز منتر پڑھنے کی آوازیں تیز ہونے لگیں منتروں کے شور میں اس کا فضا میں معلق جسم اپنے آپ بائیں طرف ہٹ گیا تھا پھر آہستہ آہستہ اس ارتھی پر آ گیا جس ارتھی پر ناشی چڑیل لیٹی ہوئی تھی سعد کو ابھی تک اپنے جسم میں کانٹوں کی چبھن محسوس ہو رہی تھی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا چڑیلوں کی سردار ناشی چڑیل ارتھی سے اٹھ کر اس کی ارتھی کے پہلو میں آ کر کھڑی ہو گئی تھی اور اس کی جانب گھور گھور کر دیکھ رہی تھی لڑکیوں کے منتر پڑھنے کی آوازیں بند ہو گئی تھی سعد کو اپنا جسم جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور اس کا سانس آہستہ آہستہ چل رہا تھا اس کے دل کی دھڑکن مدھم ہو رہی تھی اور اس کی آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھیں وہ انہی پتھرائی ہوئی ان آنکھوں سے ناشی چڑیل کو دیکھ رہا تھا اس کے چہرے اور جسم پر خون کے چھینٹوں کے بڑے بڑے دھبے پڑے ہوئے تھے اور اس کے چہرے پر بھی خون کے ہی نشانات تھے اچانک ناشی نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اس کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا اس کی خوبصورت شکل بدلنے لگی اس کا گورا رنگ کالا سیاہ ہو گیا اس کی نیلی آنکھیں سرخ ہو گئیں آنکھوں کے گرد کالے سیاہ حلقے نظر آنے لگے اس کے شنہری بال سیاہ ہو کر اس کے سر پر گچھا سا بن گئے اور ان بالوں میں سعد نے سانپوں اور بچھوؤں کو رینگتے ہوئے دیکھا وہ ایک حسین چڑیل کا روپ دھار چکی تھی اس کی انگلیوں کے ناخن نوکیلی چھریاں بن گئے جن سے خون ٹپکنے لگا تھا وہ اپنے اصل روپ میں آ گئی تھی ناشی نے دہشت زدہ آواز میں سعد کو گھورتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھا کر کہا اپنی ارتھی سے اٹھا جاؤ اور میرا ہاتھ تھام لو اس کی آواز نہایت ہی بھدی ہو چکی تھی اور ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے بلیاں چیخ رہی ہوں۔

سعد کی قوت ارادی مفلوج ہو چکی تھی کالے جادو نے اسے بری طرح اپنی گرفت میں لے لیا تھا اس کے احساسات ختم ہو چکے تھے وہ اپنے آپ کو نوشی چڑیل کا خادم سمجھنے لگا تھا اس کے سوچنے کی صلاحیت ختم ہو چکی تھی اسے یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کون ہے اور کدھر سے آیا ہے اس کے دماغ پر ایک خیال ہی حاوی تھا کہ وہ ناشی چڑیل کا غلام ہے اور اسے وہی کرنا ہے جو اس کو ناشی کہے گی اس پراسرار عمل سے ناشی نے اسے اپنا غلام بنا لیا تھا اب وہ جیسے چاہتی اس کے ساتھ ویسا ہی کر سکتی تھی سعد کا جسم ارتھی پر پڑا تھا ناشی نے دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا تو

وہ وہاں سے چلی گئیں جئے ہو کالی دیوی کی ناشی نے بلند آواز سے نعرہ مارا اور بولی سعد اب تم میرے غلام ہو میں جو چاہوں جیسے بھی چاہوں تمہارے ساتھ کر سکتی ہوں اور تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ۔۔ ہاہاہا ۔۔ ہاہاہا ۔۔ اتنے میں تہہ خانے کے دروازے سے مایہ کال نمودار ہوا اسے دیکھ کر ناشی نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا مایہ کال ۔ دیکھ لو اپنے بیری کو یہی ہے وہ جس نے تم پر اتیاچار کیا اسی نے تم کو موت کے حوالے کیا اب یہ میرا غلام ہے میں جو چاہوں اس کے ساتھ کرونگی ۔ اس کی نورانی شکتیوں کو سلب کر کے میں نے اس پر قابو پالیا ہے ۔ واہ ناشی واہ ۔۔ تم نے میرے بیری کو غلام کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے اسے اس حالت میں دیکھ کر اب میں اس سیا پنے زخموں کا حساب لوں گا جس کا میں نے سوچ رکھا ہے اور ایسا بدلہ لوں گا کہ سارا سنسار دیکھے گا اس کی حالت اور اس پر تھو تھو کرے گا لعنت بھیجے گا اس پر اسے جتنی تکلیف ہوگی مجھے اتنی خوشی ہوگی اسے تو میں تڑپا تڑپا کر ماروں گا بہت برا حال کروں گا میں اس کا ۔

اس نے غصے سے سعد کو گھورتے ہوئے کہا جو خالی خالی نگاہوں سے چھت کو گھور رہا تھا جو دل آئے کرو مہاراج ۔ غلام حاضر ہے ناشی نے تیزی سے کہا ٹھیک ہے ناشی تم دیکھتی جاؤ یہ کہہ کر مایہ کال اس کے قریب آ کر چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اسنے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانا شروع کر دیا کافی دیر تک وہ بڑبڑاتا رہا اور برابر سعد پر پھونکیں مارتا رہا آخر تھوڑی دیر بعد اس نے آخری پھونک ماری تو سعد کا جسم جھٹکے کھانے لگا اس کی آنکھیں بند ہو گئیں کافی دیر تک جھٹکے کھانے کے بعد اس کا جسم ساکت ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں خون کے رنگ جسی سرخ ہو چکی تھیں اور اسی سرخ نگاہوں سے وہ مایہ کال کو گھور رہا تھا کون ہو تم ۔۔ مایہ کال نے تیزی سے پوچھا میں خونی آسیب ہوں مجھے کیوں بلایا گیا ہے میں نے تم کو اس انسان کا جسم دیا ہے اور جب تک میں تم کو حکم نہ دوں تم اس جسم سے نہیں نکلو گے مایہ کال نے بھاری آواز سے اسے حکم دیا مہاراج آپ میری خونی شکتی کو نہیں جانتے میں اس انسان کو پیٹ چاک کر کے باہر نکل جاؤں گا تمہارے طلسم مجھے اس کے جسم میں قید نہیں کر سکتے اچانک مایہ کال نے پھر منہ میں کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا اور تیزی سے کہا میں نے تم پر گنیش دیوتا کا منتر پھونک دیا ہے تم اس کے جسم سے باہر نہیں نکل سکتے ۔ جاؤ بدروحوں کے مرگھٹ کو اپنا ٹھکانہ بناؤ آپ مجھے پھر بھی نہیں جانتے میں خونی ہوں میرے سامنے جو بھی آئے گا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا تم نے میری خونی بھوک کو بیدار کر دیا ہے مجھے بہت بھوک لگی ہے تم نے صرف اور صرف مسلمانوں کا ہی خون کرنا ہے اور جتنا مرضی کرو مگر میرے حکم تک تم اس کے جسم سے باہر نہیں نکلو گے ۔

خونی آسیب سعد کے دل و دماغ پہ قبضہ کر چکا تھا اب وہ سعد نہیں تھا بلکہ خونی آسیب تھا وہ اس حکم پر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کھڑا ہوتے ہی سعد کی آنکھوں سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے اور وہ دھوئیں کی لکیر بن کر سانپ کی طرح پیچ و خم کھاتا ہوا غائب ہو گیا خونی آسیب وہاں سے غائب ہو کر ایک اجاڑ اور ویران جگہ آ گیا جو شاید بدروح وغیرہ کا مسکن تھی یہ جگہ سنسان اور بھورے رنگ کے خشک بنجر ٹیلوں کے ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات کی صورت میں تھی جو نا جانے کب سے ویران تھی اس طرف نہ تو کوئی آتا تھا نہ جاتا تھا لوگوں میں مشہور تھا کہ یہاں رات کو ہندو لوگوں کی بدروحیں آتی ہیں اور جو بھی وہاں سے گزرتا ہے اسے کھا جاتی ہیں لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ یہاں سے آدھی رات کے بعد عورتوں کے رونے کی آوازیں آتی ہیں یہ ویران شکستہ کھنڈر بدروحوں کے مرگھٹ کے نام سے مشہور تھا سعد کے روپ میں خونی آسیب یہاں آ کر ظاہر ہو گیا دیکھنے میں وہ ایک انسان کی شکل میں تھا صرف اس کی آنکھوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے وہ اب سعد نہیں تھا سر سے پاؤں تک خونی آسیب کے کنٹرول میں تھا خونی آسیب پاتال کی سب سے خطرناک مخلوق تھی جسے مایہ کال نے اپنے زبردست طلسمی منتروں سے باہر نکال

لایا تھا اسے سعد کا جسم دے دیا تھا اور اس کی خونی بھوک بھی بیدار ہو گئی تھی اسے ہر روز ایک انسان کی ضرورت تھی جس کی کھوپڑی توڑ کر وہ اس کے دماغ سے اپنی بھوک مٹاتا تھا بدروحوں کے مرگھٹ میں دینا میں اس کی پہلی رات تھی اور اسے انسانی دماغ کی بھوک بے چین کر رہی تھی اس آسیب میں اتنی شکتی تھی کہ وہ جس کی بھی چاہتا شکل اختیار کر سکتا تھا ۔

مرگھٹ کے کھنڈر کی ایک کوٹھڑی میں آ کر وہ لیٹ گیا اس کوٹھڑی میں ایک کالا ناگ بھی رہتا تھا اسے جب خونی آسیب کی بو آئی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا آسیب آنکھیں کھولے بے حس و حرکت سیدھا لیٹا ہوا تھا جب رات کا اندھیرا مکمل چھا گیا سعد وہاں سے اٹھا اس نے اپنی خون جیسی سرخ آنکھوں سے چھت اور مکڑی کے جالوں کو دیکھا وہ اندھیرے میں بھی واضح دیکھ سکتا تھا انسان کے دماغ کی بھوک نے اسے ستانا شروع کر دیا وہ مرگھٹ کے نام مشہور تھا سعد کے روپ میں خونی آسیب یہاں آ کر ظاہر ہو گیا دیکھنے میں وہ ایک انسان کی شکل میں تھا صرف اس کی آنکھوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے وہ اب سعد نہیں تھا سر سے پاؤں تک خونی آسیب کے کنٹرول میں تھا خونی آسیب پاتال کی سب سے خطرناک مخلوق تھی جسے مایہ کال نے اپنے زبردست طلسمی منتروں سے باہر نکال لایا تھا اسے سعد کا جسم دے دیا تھا اور اس کی خونی بھوک بھی بیدار ہو گئی تھی اسے ہر روز ایک انسان کی ضرورت تھی جس کی کھوپڑی توڑ کر وہ اس کے دماغ سے اپنی بھوک مٹاتا تھا بدروحوں کے مرگھٹ میں دنیا میں اس کی پہلی رات تھی اور اسے انسانی دماغ کی بھوک بے چین کر رہی تھی اس آسیب میں اتنی شکتی تھی کہ وہ جس کی بھی چاہتا شکل اختیار کر سکتا تھا مرگھٹ کے کھنڈر کی ایک کوٹھڑی میں آ کر وہ لیٹ گیا اسکوٹھڑی میں گیا آسیب آنکھیں کھولے بے حس و بے حرکت سیدھا لیٹا ہوا تھا جب رات کا اندھیرا مکمل چھا گیا تو سعد وہاں سے اٹھا اس نے اپنی خون جیسی سرخ آنکھوں سے چھت اور مکڑی کے جالوں کو دیکھا وہ اندھیرے میں بھی واضح دیکھ سکتا تھا انسان کے دماغ کی بھوک نے اسے ستانا شروع کر دیا وہ مرگھٹ سے نکلا اور انسانوں کی بستی کی جانب ہو لیا بنجر میدان سے گزرنے کے بعد اسے دور ایک روشنی سی دکھائی دی وہ ایک چھوٹا سا گاؤں گا جہاں مسلمانوں کی تھوڑی سی آبادی تھی سعد ایک مکان کے سامنے جا کر رک گیا اسے مکان کے اندر سے انسان کی بو آ رہی تھی انسانی بو پا کر اس کی بھوک بیدار ہو گئی اس نے آگے بڑھ کر مکان پر دستک دی اندر سے کوئی آواز نہ آئی سعد نے دوسری بار بھی دستک دی تو اندر سے کسی مرد کی آواز سنائی دی ۔

آتا ہوں بھیا سعد خونی آسیب خاموش رہا یہ گاؤں کے ایک مسلمان پنساری کا مکان تھا جو اس وقت اپنے گھر میں روٹی کھا کر چارپائی پر ابھی لیٹا تھا اس نے بند دروازے کے پاس آ کر پوچھا کون ہے بھائی سعد نے کوئی جواب نہ دیا اور بت بنا کھڑا رہا پنساری نے دروازہ کھول دیا اور باہر جلتی ہوئی لالٹین کی روشنی میں اپنے اپنے سامنے ایک نوجوان کو کھڑے دیکھا کون ہو بچے ۔ کیا بات ہے اس بدنصیب انسان کی شاید یہ آخری آواز تھی سعد نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا ہاتھ رکھتے ہوئے اس کا جسم برف کی طرح سرد ہو گیا وہ بے ہوش کر سعد کے بازوؤں میں آ گرا سعد نے اسے لٹایا اور ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب اس کے دماغ پر کی اس کی کھوپڑی دو ٹوٹے ہو گئی اور اس کا خون آلود مغز نظر آنے لگا ۔ سعد نے جھک کر اپنا منہ اس کے مغز پر رکھا اور زور سے اسے اپنے اندر کھینچا تیز اسانس نے اس کے دماغ کو کھینچ لیا اور کھوپڑی خالی پیالے کی طرح نظر آنے لگی سعد کے روپ میں موجود خونی آسیب کے ہونٹ لال ہو گئے وہ اپنی زبان سے خون چاٹتا ہوا بدروحوں کے مرگھٹ کی طرف چل دیا چھوٹا سا گاؤں کا سب جلدی سو جاتے تھے کسی کو بھی پتا نہ چلا کہ مسلمان پنساری شعیب کے ساتھ کیا ہوا ہے دن ہوا تو شعیب کی لاش اس حالت میں ملی کہ دھڑ آدھا اندر تھا اور آدھا باہر اور کھوپڑی میں سے دماغ

غائب تھا خون کیا یک نالی سی ارد گرد کو رنگین کر چکی تھی گاؤں میں شور مچ گیا لاش دیکھ کر سب پر سکتہ طاری ہو گیا لوگوں نے اسے کسی پرانی دشمنی کا نتیجہ مانا اور اسے دفن کر دیا گیا سارا دن سعد گھنڈر میں سیدھا لیٹا چھت کو گھورتا رہا رات ہوئی ت اس کی بھوک جاگ اٹھی وہ اٹھا اور رات کی تاریکی میں نکل کر کھنڈرات سے ہوتا ہوا گاؤں کی طرف چل دیا۔

شعیب کی موت کے بعد سارے گاؤں میں سناٹا طاری تھا شام ہوتے ہوئے ہی سب اپنے گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر دیئے تھے خونی آسیب سعد کی شکل میں گاؤں میں داخل ہوا تو وہاں ہو کا عالم تھا بند مکانوں پر تاریکی چھائی ہوئی تھی آسیب نے اڑتے ہوئے گاؤں کا چکر لگایا کسی بھی مکان کا دروازہ کھلا ہوا نہیں تھا پھر سعد نے ایک بند مکان کے دروازے پر دستک دی اندر سے کسی نے بھی جواب نہ دیا خونی آسیب نے دوسری تیسری بار دستک دی مگر جواب ندارد گھر کے سب لوگ جاگ رہے تھے مگر وہ حد سے زیادہ ڈرے ہوئے تھے آسیب نے ساتھ والے بند مکانکے دروازے پر دستک دی اس مکانسے بھی جواب نہ ملا تو سعد نے اپنا روپ بدلہ اور دھوئیں کی ایک پتلی لکیر میں ظاہر ہو گیا دھویں کی پتلی لکیر سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی مکانوں کے گرد چکر لگانے لگی ایک مکان کے روشندان میں سے لالٹین کی ہلکی روشنی نکل رہی تھی سعد دھویں کی شکل میں روشندان سے اندر داخل ہو گیا یہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی جہاں پر گاؤں کا نمبردار وقاص لالٹین کی روشنی میں کھاتہ کھولے گاؤں کے لوگوں کے مالیہ کا حساب کتاب کر رہا تھا اسے اپنے کان میں ایسی آواز سنائی دی جیسے کہ ایک مکھی نے اس کے کان کے قریب آ کر بھنبھنائی ہو اس نے ہاتھ جھٹکا دیا مگر بھنبھناہٹ ختم نہ ہوئی اس نے نگاہ اٹھا کر دائیں بائیں دیکھا وہاں کوئی مکھی نہ تھی اچانک اس کی نظر سامنے والی دیوار پر پڑ گئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ روشندان میں سے سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی اور رینگتی ہوئی دھویں کی لہر اتر رہی تھی وہ حیران ہو کر اسے تکنے لگا پہلے وہ سمجھا شاید کوئی سانپ ہے لیکن دوسرے ہی لمحے دھویں کی لہر دیوار سے ہٹ کر اس کی ہمت لہراتی ہوئی بڑھی تو نمبردار وقاص گھبرا کر چارپائی سے اٹھ گیا ابھی وہ سنبھلنے ہی نہیں پایا تھا کہ دھویں کی لہر اس کی گردن سے لپٹ گئی اور اس کا دم گھٹنے لگا اس سے پہلے کہ وقاص کے منہ سے کوئی آواز خارج ہوتی دھویں کی لہر نے پھانسی کے پھندے کی طرح زور سے اس کی گردن کو ایک جھٹکا دیا اور بے چارے نمبردار کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں اور وہیں چارپائی کے پاس ڈھے گیا دھویں کی لہر نے اس کی گردن کو چھوڑ دیا اور وہ سعد کے روپ میں آ کر خونی نگاہوں سے نمبردار کو دیکھنے لگا۔ اس انے بے ہوش نمبردار کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا اور ہاتھ کے ہتھوڑے جیسی ضرب سے اس کی کھوپڑی کا اسرار اڑا دیا کھوپڑی ایک پیالہ بن گئی جو بدقسمت نمبردار کی کھوپڑی خالی ہو گئی اور ایسے ہو گئی کہ جیسے کبھی دماغ یا مغز تھا ہی نہیں آسیب اپنی زبان ہونٹوں پر پھیرتا ہوا اور خون چاٹتا ہوا پیچھے ہٹا اور اسی طرح دھویں کی لہر کی شکل میں روشندان سے نکل کر اپنے مسکن جا پہنچا۔

نمبردار کے اندوہناک قتل کی کسی کو کان دکان خبر نہ ہوئی دوسرے دن اس ٹوٹی ہوئی خالی کھوپڑی والی لاش دیکھی گئی تو گاؤں میں کہرام مچ گیا اسی وقت ساتھ والے بڑے قصبے سے پولیس آ گئی اور دونوں طرف سے لوگوں نے پنساری اور نمبردار کیساتھ ہونیوالے سلوک سے آگاہ کیا پنساری کے قتل نہ بتلانے پر تھانیدار نے لوگوں کو خوب برا بھلا کہا لاش کو دیکھ کر سپاہی اور تھانیدار بھی حیران رہ گئے آخر وہ کون تھا جو انسان کو خون کر کے دماغ غائب کر لیتا تھا تھانیدار نے موقع واردارت کا معائنہ کیا قاتل کو کوئی نام و نشان نہ تھا ایک سب انسپکٹر نے کہا سر یہ کسی چڑیل وغیرہ کی کاروائی لگتی ہے جو انسانوں کا دماغ لے جاتی ہے تھانیدار نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا فضول باتیں مت کرو اپنی ڈیوٹی پر دھیان دو قتل کی رپوٹ درج کر کے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے شہر بھجوا دی گئی

وارداتوں میں خوفناک قتل کی دو وارداتیں ہو گئی لوگوں میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا انہوں نے ایک آدمی کو چوکیدار مقعر کر دیا تیسری رات خیریت سے گزر گئی خونی آسیب نہ آیا چوکیدار کی لاٹری نکل آئی اس نے جھوٹ موٹ کا فرضی قصہ بنا کر لوگوں میں مشہر کر دیا اور لوگوں کو کہا کہ آسیب میرے ڈر سے گاؤں میں سے بھاگ گیا ہے لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ آسیب کو بھوک نہیں لگی اس لیے وہ نہیں آیا چوتھی رات خونی آسیب پھر سے کھنڈرات سے نکل کر گاؤں کی جانب لپکا۔

آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی گاؤں میں سناٹا چھایا ہوا تھا صرف کسی وقت چوکیدار کی آواز سنائی دے جاتی وہ زمین پر زور سے لٹھ مارتے ہوئے جاگتے رہو کی صدا لگاتا تھا خونی آسیب اسی طرح سعد کے روپ میں آ رہا تھا اسے آسانی سے گاؤں میں شکار مل جاتا تھا اس روات وہ گاؤں ے دوسے کنارے کی جانب آیا مکانوں کے دروازے اندر سے بند تھے کوئی سو رہا تھا کوئی ڈر کے مارے جاگ رہا تھا کسی مکان کے باہر لالٹین جل رہی تھی سعد انسانی بھوک سے بے قابو ہو کر اڑتے ہوئے جیسے ہی ایک مکان کی جانب آیا اسے زمین پر لٹھ مارنے اور کسی کے جاگتے رہی کی صدا سنائی دی تو وہ رک گیا اس نے اس جانب دیکھا جہاں سے آواز آ رہی تھی اچانک گاؤں کی گلیوں سے چوکیدار نکل کر اس کے سامنے آ گیا سعد اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اسے خونی نگاہوں سے تکنے لگا چوکیدار نے ایک آدمی کو کھڑے دیکھا تو جی اکڑا کے غصے سے پوچھا کون ہو تم۔ یہاں کیا کر رہے ہو۔ خونی آسیب کے منہ سے غڑاہٹ کی دھیمی آواز نکلی چوکیدار نے لٹھ اوپر اٹھا لیا اور بولا کون ہو جلدی سے بتاؤ ورنہ لٹھ مار کے لہولہان کر دوں گا سعد نے موٹے چوکیدار کے دماغ میں مغز کو صاف دیکھ لیا تھا اس کی بھوک چمک اٹھی وہ دونوں ہاتھ اس کی جانب بڑھا کر بڑھا چوکیدار نے جلدی سے ایک قدم پچھے ہٹایا اور لتھ کو پوری طرح قوت سے سعد کی ٹانگوں پر مارا سعد یعنی خونی۔ آسیب کی ٹانگوں سے لٹھ لگ کر دو ٹکڑے ہو گئی چوکیدار کو ایسی آواز آئی جیسے لٹھ کسی سخت پتھر کی چٹان سے لگ کر ٹوٹا ہو اس کے ہاتھ میں آدھا بانس کا ٹکڑا رہ گیا چوکیدار نے اسی سے آسیب پر حملہ کر دیا اس بار اس نے ٹوٹے ہوئے لتھ کا ٹکڑا اس کے سر پر زور سے مارا مگر لٹھ چوکیدار کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا خونی آسیب اسی طرح کھڑا رہا چوکیدار گھبرا گیا وہ اب بھاگنے کی کرنے ہی والتھا کہ سعد نے اچھل کر اس کی گردن پکڑ لی جیسے ہی خونی آسیب کے سعد کے روپ میں خونی ہاتھ چوکیدار کی گردن پر پڑے اس کا جسم یک لخت ٹھنڈا ہو گیا اور وہ گر پڑا اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی اس کے اندر ہی جم گئی آسیب نے اسی طرح چوکیدار کی کھوپڑی اڑائی مغز سے پیٹ بھرا اور اس نے گردن چھوڑ دی چوکیدار بیچارے کی کھوپڑی خالی ہو گئی اس کا صحت مند اور کافی بڑا دماغ ہڑپ کرنے کے بعد دو دن تک سعد اسی طرح پرا رہا تیسرے دن اسے بھوک لگی تو وہ مرگھٹ سے نکل کر گاؤں کی جانب چل دیا۔

اس وقت رات کا پچھلا پہر تھا گاؤں ویران و سنسان پڑا تھا کہیں بھی کوئی دیا بتی یا لالٹین روشن نہیں تھا ہر سو تاریکی تھی خونی آسیب گاؤں کی ویران گلیاں ناپنے لگا اسے کہیں سے بھی انسان کی بو محسوس نہ ہوئی وہ گلی سے باہر آ گیا اور باہر سے کچے مکانوں کی جانب بڑھنے لگا ایک مکان سے اسے انسانی بو محسوس ہوئی خونی آسیب کی خونی آنکھیں چمکنے لگیں اسے شکار مل گیا یہ مکان گاؤں کی مسجد کے عبادت گزار امام صاحب کا تھا جو رات کے اس پہر اٹھ کر وضو کر کے قرآن پاک کھول کر تلاوت ہی کرنے والے تھے خونی آسیب بھوک سے دیوارنہ وار ہو کر جیسے ہی مکان کی جانب بڑھا مکان کے اندر سے اسے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آنے لگی اس آواز کو سنتے ہی اسے ایک جھٹکا لگا وہ الٹ کر پیچھے گرا اور زمین پر لڑھکتا ہوا پیچھے کی جانب گرتا چلا گیا اس کے جسم پر لرزہ طاری ہونے لگا آسیب نے محسوس کیا کہ تلاوت سے جس انسان کے جسم میں وہ موجود ہے اس انسان نے جھرجھری لی اور اس کا

ذہن روشن ہونے لگا ہے اسے انسان کے جسم میں مدافعت کی ہلکی سی حرکت معلوم ہوئی وہ لرز اٹھا اور وہاں سے دوڑ لگدی اسے محسوس ہونے لگا کہ انسان اسکے خلاف مدافعت کرنے لگا ہے اور اسے دوڑنے میں زیادہ زور لگانا پڑ رہا ہے پھر اس نے غائب ہونے کی کوشش کی مگر اس کے غائب ہونے کی شکتی جواب جواب دے چکی تھی وہ اسی طرح لرزتا ہوا اور کانپتا ہوا اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا گاؤں کی حدود سے نکلنے کے بعد اس کی شکتی واپس آ گئی مگر انسان کی مدافعت بڑھتی جانے لگی اور دماغ روشن ہوتا گیا وہ اڑتا ہوا اسی طرح دھویں کے مرغولے کی شکل میں گاؤں سے دیوانہ وار اڑتا ہوا جانے لگا بدروحوں کی مرگھٹ میں آ کر وہ ویران گھنڈر کی کھوٹھری میں جا کر لیٹ گیا اس کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔

مکان سے آنے والی تلاوت کی آواز نے اسے شدید اذیت دی تھی اسی لمحے اسے یہ علم ہوا کہ اس سے پہلے جو اس نے مسلمانوں کے مغز کھائے وہ کمزور عقیدے کے تھے اور یہ سچا مسلمان تھا اور اسی مسلمان کی تلاوت کی وجہ سے جس انسان کے جسم میں وہ تھا اس کا دماغ بھی روشن ہونا شروع ہو گیا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ یہ انسان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر آسیب خوفزدہ ہو گیا تھا وہ اب اس گاؤں میں شکار نہیں کرنا چاہتا دن نکلنے سے پہلے پہلے وہ اس کھنڈر سے دھویں کی شکل میں اڑا اور مغربی جانب چل دیا آسیب زیادہ دیر تک بھوک برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ دن کے وقت کافی دور جا کر ایک ویران جنگل میں اتر گیا اس سے بھوک برداشت نہیں ہو رہی تھی رات تک اس نے بڑی بے صبری سے کال لیا اس دوران اس نے راستے میں جانوروں پر حملہ کیا اور ان کا مغز بھی کھایا مگر اس کی بھوک آدھی رہ گئی تھی جیسے ہی رات ہوئی وہ دھویں کی شکل میں جنگل سے نکلا اور قریبی گاؤں میں جا اترا سب سے پہلے مکان پر اسے انسانی بو آئی تو وہ بے اختیار ہو گیا تیزی سے وہ دھویں کی شکل میں مکان میں گیا اور روشندان سے دھویں کی شکل میں وہ اندر اتر گیا اندر ایک بوڑھی عورت تسبیح پڑھ رہی تھی عورت نے پہلے کلمے کی ایک چکر پورا کرنے کے بعد اپنے اوپر پھونک ماری تو آسیب کو جیسے آگ لگ گئی اس کا جسم جو دھویں میں بند تھا ہچکولے کھانے لگا جیسے تیسے کر کے وہ وہاں سے بھاگا مگر روشندان سے ٹکرا کر وہ سعد کی شکل میں گرنے لگا مگر تیزی سے منتر پڑھ کر اس نے دھویں کی شکل اپنائے رکھی اچانک بورھی عورت نے اونچی آواز میں کلمہ کا ورد کیا تو اس کی سب شکتی جواب دے گئی اس کا اپنایا ہوا دھویں کا شکل غائب ہو گئی اور وہ سعد کی شکل میں دھڑام سے مکان کے فرش پر گرا وہ تڑپنے لگا اور لوٹ پوٹ ہونے لگا بوڑھی عورت اس اچانک صورت حال سے بالکل نہ گھبرائی اور سعد پر کلمہ پڑھ کر پھونک ماری تو آسیب کے منہ سے غراہٹیں نکلنے لگیں آواز کی شدت ایسی تھی کہ جیسے اسے سخت تکلیف ہو رہی ہو وہ اچھل اچھل کر کمرے کی دیوار سے ٹکرانے لگا شدید اذیت سے اس کے منہ سے غراہٹیں نکلنے لگیں عورت مزید ورد پڑھ کر سعد پر پھونکا۔

اچانک سعد کا سویا ہوا دماغ ایک دھماکے سے جاگ گیا اس کے کانوں میں اللہ کا کلام گونجنے لگا آہستہ آہستہ اس کا تاریک ذہن ورنی ہونے لگا اس کی آنکھیں کھلنے لگیں دھندلی دھندلی روشنی اسے نظر آنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ کچھ سنبھلا تو اسے اپنے اندر کسی اور جسم کی اذیت ناک غراہٹیں اور حرکت معلوم ہوئی وہ سمجھ گیا کہ اس کے اندر کوئی غیر انسانی مخلوق گھسی ہوئی ہے جو اس وقت شدید اذیت میں ہے سعد نے ایک نوارنی منتر پڑھ کر اپنا منہ کھولا اور انگلی منہ میں ڈال کر اس بلا کا جسم پکڑ لیا اور اسے کھینچ کر منہ کے راستے باہر لانے لگا اس کام میں اسے ذرہ بھی تکلیف نہ ہوئی تھوڑا سا جسم باہر آتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چکنا جسم تیزی سے باہر کو کھینچ لیا دبی دبی چیخوں سے آسیب کا جسم منہ کے راستے سعد نے باہر کھینچ لیا دھندلی روشنی میں وہ اس کے سراپے کا ٹھیک سے مشاہدہ نہ کر سکا البتہ اسے اتنا ضرور لگا کہ اس کا جسم کسے خونخوار کتے جیسا ہے سرخ آنکھیں کالا سیاہ جسم وہ اس کو دیکھ کر

ہولے ہولے غرا رہا تھا۔

بوڑھی عورت ہونقوں کی طرح بیٹھی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی سعد ابھی تک طلسم کے زیر اثر تھا مگر تیزی سے اس کا ذہن صاف ہو رہا تھا اور اسے یوں لگا کہ اسے ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت لگ جائے گا اس نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیئے خونی آسیب کی گردن پر گرفت تیز کر دی آسیب اس کے ہاتھ میں تڑپنے لگا اس نے بھاگنے کی بہت کوشش کی مگر اس کی سب طاقتیں اس سے جدا ہو گئی تھیں غراہٹوں میں تیزی آ گئی تھی سعد نڈھال ہو رہا تھا مگر وہ کسی بھی قیمت پر اسے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا گرفت تنگ سے تنگ ہوتی جا رہی تھی اور آخر کار اسی آسیب نے اس کے ہاتھوں میں تڑپتے تڑپتے جان دے دی اس کا جسم ڈھیلا ہو گیا اور وہ اس کے ہاتھوں میں جھول گیا سعد نے پھر بھی گرفت ڈھیلی نہ کی تھوڑی دیر بعد جب اسے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی مر چکا ہے تو اس نے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا باہر والا دروازہ اندر سے کھول کر وہ باہر آیا اور پاس ہی پڑے ہوئے گوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر اسے پھینک دیا اس پر اب بھی غنودی طاری تھی وہ کسی شرابی کی طرح جھول رہا تھا اس کے ذہن سے تیزی سے اندھیرا اچھٹ رہا تھا اس سے پہلے کہ اس کا ذہن مکمل طور پر بیدار ہوتا اچانک اسے ایک تیز چیخ سنائی دی اور اس کی پاؤں کے نیچے سے زمین ہٹ گئی اور ایک کنواں سا نمودار ہوا اور وہ اس کنویں کی تاریک گہرائی میں گرتا چلا گیا گہرائی بہت ہی زیادہ تھی کافی دیر تک وہ فضا میں معلق گرتا رہا وہ جیسے جیسے گر رہا تھا اس کا ذہن ویسے ویسے ہی بیدار ہو رہا تھا اور اچانک نیچے ایک نرم سطح پر آ گرا جگہ بہت ہموار تھی مگر گرنے سے اسے کسے بھی قسم کی کوئی چوٹ نہ آئی حالانکہ گہرائی بہت زیادہ تھی مگر گرنے کی وجہ سے ایک بار پھر اس کے ذہن میں تاریکی نے غلبہ طاری کر دیا اور وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو گیا نا جانے کتنی دیر تک وہ کنویں میں پڑا رہا تھا جب اسے ہوش آیا ایک بار اس کا ذہن سفید خالی کاغذ تھا اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا نہ منتر اور نہ ہی اور کچھ اس سمے وہ ایک عام انسان تھا اس نے چاروں جانب نظریں گھما کر دیکھا تو اسے اندھیرا ہی نظر آیا چانک اسے کنویں کی دیوار کی دوسری جانب شور سا سنائی دی اس نے آواز پر غور کیا وہ آواز آہستہ آہستہ گڑگڑاہٹ میں تبدیل ہو گئی تھی اچانک ایک دھماکے سے کنویں کی دیوار چھٹ گئی اور وہاں ایک غار نمودار ہو گئی۔

سعد نے چند لمحے تک تو اس انہونی پر غور کیا پھر وہاں سے نکلنے کی غرض سے وہ غار میں داخل ہو گیا غار کافی اونچی تھی اور لمبی بھی وہ آرام سے اس میں کھڑا ہو سکتا تھا حیرت انگیز طور پر غار میں دھندلی دھندلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور ایک شور سا بدستور سنائی دے رہا تھا وہ چل پڑا غار کی اونچی چھت اور دیواروں کے ساتھ گدلے رنگ کے گھرے کا غلاف سا چمٹا ہوا تھا اس نے دیوار کو چھورا تو اسے گرم لگی اس نے جلدی سے ہاتھ کو پیچھے کر لیا وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا پھر گرم لگی اس نے جلدی سے ہاتھ کو پیچھے کر لیا وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا پھر اچانک چلتے چلتے اس کے پاؤں زمین سے دو فٹ بلند ہو گئے۔ وہ حیران رہ گیا کوئی شیطانی قوت اسے اپنے آپ آگے دھکیل رہی تھی شور اسے کافی قریب لگا اچانک شور اتنا قریب اور تیز ہو گیا کہ اس کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے اس نے کانوں پر دبا کے ہاتھ رکھ دیا مگر شور بلند سے بلند تر ہو گیا سعد کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے یہ عجیب سا شور اسکے جسم سے ہی آ رہا تھا اس کی رفتار خود بخود تیز ہو گئی کچھ ہی لمحوں بعد وہ غار کی دھند میں تیز شور کے اڑنے لگا اس کا اپنے اوپر کوئی اختیار نہ رہا اس نے خود کو حالات کے سپرد کر دیا غار کی فضا کبھی سرد ہو جاتی اور کبھی گرم ایک بار فضا اتنی گرم ہو گئی کہ اس کا جسم جھلسنے لگا اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں پھر اچانک ہی غار سے سرد ہو گئی اور وہ جھٹکے سے باہر آ گرا وہ جہاں گرا تھا وہاں تاریکی ہی تاریکی تھی اس نے ایک ہاتھ سے زمین کو ٹٹولا اچانک اس کا ہاتھ کسی استخوانی ہاتھ نے پکڑ لیا سعد نے گھبرا کر ہاتھ کھینچا مگر گرفت مضبوط تھی اس نے جلدی سے ہاتھ کو جھٹکا دیا تو اس کا ہاتھ آزاد ہو گیا وہ

جلدی سے اٹھ گیا اس نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی اسے اندھیرے میں زمین پر پڑے انسانی ڈھانچے کھوپڑیاں واضح نظر آنے لگیں اس کے جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی وہ نہتا ہو گیا تھا اس لیے گھبرا گیا اس نے تیزی سے اوپر دیکھا اور اوپر اسی طرح چھت تھی آہستہ آہستہ اسے اندھیرے میں نظر آنا شروع ہو گیا اس نے اردگرد توجہ سے دیکھا تو اسکے خوف میں حد درجہ اضافہ ہو گیا اور اس کا جسم کانپنے لگا اس نے دیکھا کہ انسانی ہڈیوں کے پنجر اس طرح پڑے تھے کہ کوئی آدھا پنجر زمین میں دھنسا ہوا تھا کسی کی صرف گردن باہر تھی کسی ڈھانچے کے صرف بازو باہر تھے یا کسی کی صرف پاؤں باہر تھے۔

یہ منظر اس کے لیے اذیت ناک تھا سامنے سے غبار اٹھ رہا تھا سعد اس منظر سے جان چھڑانے کے لے ادھر بڑھا وہ غبار میں داخل ہو گیا سخت ناگوار بدبو میں اس کا سانس بند ہونے لگا یہ دیکھ کر وہ پوری قوت سے دوڑنے لگا اور سانس بند کیئے وہ مشکل سے خود پر کنٹرول کیے ہوئے وہ بالاخر غبار سے نکل گیا اب وہ ایسی جگہ تھا جہاں پر قدرے روشنی تھی وہ روشنی چلتا ہوا میں ایک طرف ہو گیا اس نے تیزی سے پیچھے مڑ کر دیکھا جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا اندھیرا پچھلے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا اسے سوائے اندھیرے کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا نجانے کون سے علاقے میں وہ تھے اس کی نوارنی طاقتیں ایک بار پھر اس سے علیحدہ تھیں مگر اس بار وہ مکمل ہوش و حواس میں تھا اس کے احساسات جذبات اپنی جگہ پر تھے اسے پتہ تھا کہ وہ کون ہے البتہ اسے پچھلے واقعات سب بھول گئے تھے اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس جگہ کیسے آیا۔ سعد نے اپنے ذہن پر بہت زور دیا مگر اس کا ذہن بالکل خالی تھا چلتے چلتے وہ ٹیلوں کے پاس آ گیا جن کی چوٹیاں تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں وہ ذرا آگے گیا تو اسے ان ٹیلوں کے درمیان ایک جھیل دکھائی دی جھیل کی سطح تارکول کی طرح سیاہ تھی وہ رک گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کہاں جائے جھیل کی سطح پر دھند کی پتلی لہریں حرکت کر رہی تھیں اچانک اسے انہی لہروں میں ایک کشتی اپنی طرف آتی ہوئی دیکھائی دی وہ غور سے اس کشتی کو دیکھنے لگا کشتی ذرا قریب آئی تو اس نے دیکھا کہ کوئی کشتی میں ہے اور اسے چپوؤں کی مدد سے چلا رہا ہے کشتی بہت ست رفتاری سے آگے بڑھتی آ رہی تھی جب کتی ذرا قریب آئی تو سعد نے دیکھا کہ کشتی میں کوئی عورت بیٹھی ہے جو بہت زور لگا کر دونوں ہاتھوں سے کشتی چلا رہی ہے کشتی کنارے آ کر ایک جگہ رک گئی جہاں سعد کھڑا تھا۔

کشتی والی عورت کچھ دیر تک غور سے سعد کو دیکھتی رہی عورت نے سیاہ رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی اور اس کے شانوں پر بال بکھیرے ہوئے تھے سعد حیران رہ گیا کہ ان مردوں اور خوفناک ڈھانچوں کی وادی میں یہ زندہ عورت کہاں سے نمودار ہو گئی۔ عورت بالکل زندہ حالت میں تھی اور اس کی سیاہ آنکھوں مین زندگی کی چمک تھی تب سعد کو خیال آیا کہ شاید وہ کسی دور افتادہ علاقے میں ہے اور مردوں اور خوفناک ڈھانچوں کے علاقے سے وہ دور آ گیا ہے یہ خیال آتے ہی اس کے اندر سے سارا خوف جاتا رہا ایک زندہ عورت کو سامنے دیکھ کر اس کے اندر زندہ رہنے کے سارے جذبے اور توانائیاں بیدار ہو گئیں اس نے عورت سے کہا۔ مجھے جھیل سے پار اتار دو میں راستہ بھول گیا ہوں کشتی والی عورت سعد کو تکتی رہی اور کچھ نہ کہا تو سعد نے دوسری بار التجائیہ لہجے میں کہا و بولی کشتی میں بیٹھ جاؤ۔ سعد فوراً کشتی میں بیٹھ گیا اس نے محسوس کیا کہ اس کے بیٹھنے سے کشتی ذرہ بھر بھی نہیں ڈگمگائی وہ عورت سعد کو پراسراری لگنے لگی تھی مگر اس عورت کی مدد نہ لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا وہ عورت ایک سرے پر بیٹھی اسے مسلسل تک رہی تھی سعد درمیان میں آ کر بیٹھ گیا یہ شہر کا کون سا علاقہ ہے۔ پہلے تو میں نے یہاں کوئی جھیل نہیں دیکھی۔ پراسرار عورت نے کوئی جواب نہ دیا اور کشتی کو گھما کر واپس لے جانے لگی تب سعد نے غور کیا کہ جھیل کا پانی جو کہ تارکول کی طرح ہے بہت گاڑھا اور بھاری ہے اور عورت کو چپو لگاتے ہوئے کافی زور

لگانا پڑ رہا ہے وہ حیران رہ گیا کہ جھیل کا پانی اتنا گاڑھا اور بھاری کیسے ہو گیا اس نے جلدی سے عورت سے کہا تم یہاں آ کر بیٹھ جاؤ میں چپو چلاتا ہوں عورت نے چپو چلاتے چلاتے ہاتھ روک لیے اور اس کا نام لے کر بولی سعد اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے رہو اسے ایک مرتبہ پھر حیرانی ہوئی عورت اس کا نام کیسے جانتی ہے مگر اس نے فوراً ہی اس خیال کو جھٹک دیا وہ دوبارہ چپوں کے ساتھ زور آزمائی کرنے لگی لگتا تھا کہ کشتی تاریک دلدل کے اوپر چل رہے کشتی رک رک کر کنارے کی جانب جا رہی تھی سعد کو یقین ہو گیا کہ وہ ایک بار پھر طلسمی چکروں میں پھنس گیا ہے اس نے ٹھنڈا سانس لیا کشتی کافی ست رفتاری سے کالی سیاہ دلدل پر جا رہی تھی سعد سے رہا نہ گیا وہ اس معمے کو حل کرنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں ہے یہ کون سا علاقہ ہے اور یہ سب کیا ہو رہا ہے اور وہ اس جگہ سے کیسے نکل سکتا ہے اس نے جلدی سے سوال پوچھا یہ کون سی جگہ ہے تم کون ہو اور میرا نام کیسے جانتی ہو۔

میرا نام آرتی ہے یہ پاتال کی وادی ہے اور تم اس وقت اوپری دینا سے بہت دور زیر زمین بدروحوں راکھشسوں اور گندی آتماؤں کے قبضے میں ہو یہاں ایک سے ایک خوفناک اور بھیانک چڑیل بدروح اور آتما ہے تم کو یہاں مایہ کال نے پھینکا ہے۔ سعد نے یہ سنا تو اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اسے ایسے لگا کہ جیسے اس کے ذہن میں اندھیرا چھانے لگا ہے آرتی کے یہ الفاظ اس کے ذہن مین ہتھوڑے برسانے لگے اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ اس کے بعد کیا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ ضرور پڑھیے۔

❁❁❁

اقوال زریں

g کسی بھی زخم یا دکھ کو بھلانے کے لئے وقت ایک مرہم ہے۔
g انسان کبھی برا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اس کی برائی بری ہوتی ہے۔
g اپنوں کا پھول غیروں کے کانٹوں سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔
g محنت کی کمائی کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔
g اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع مت کرو۔
g تم خود نیکی کرو مگر دشمن سے نیکی کی امید نہ رکھو۔
g اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو غم بھی نہ دو۔
g ماں ایک ایسی سہیلی ہے جو اولاد کے ہزاروں راز دل میں چھپا لیتی ہے۔

☆......خرم شہزاد-لیہ

دین اسلام

g قرآن مجید کی سورۃ اخلاص میں صرف ایک زیر آتا ہے۔
g اذان میں کل پندرہ فجر میں سترہ کلمات ہیں۔
g اذان میں تکبیر اللہ اکبر چھ بار کہی جاتی ہے۔
g سورۃ نمل میں بسم اللہ شریف دو مرتبہ آتی ہے۔
g پانچ نمازیں شب معراج کو فرض ہوئیں۔

☆......محمد ہارون قمر سیج پور ہزارہ

کانٹے

---- تحریر۔ رابی خان۔ پشاور شیخ آباد۔ آخری حصہ ----

علیزہ حیران تھی کہ وہ کھڑے کھڑے ویرانے سے گھر میں نمودار کیسے ہو گئے شانتا بولی ضاویال کیا تمہارے پاس بھی جادو کی طاقتیں موجود ہیں نہیں شانتا دراصل یہ نورانی طاقتیں ہیں اور میری یہ انگوٹھی دیکھ رہی ہو یہ سب اسی کی بدولت ہو رہا ہے غالبا اس کے اندر ایک نیک جن موجود ہے اسے میں جو کچھ بھی کہتا ہوں یہ وہی کرتا ہے اب ہمیں چلنا چاہیے اور ہاں تم گھر سے مت نکلنا ضاویال نے انگوٹھی کو حکم دیا کہ وہ ان کو سمرن جادوگرنی کے پاس پہنچائے ضاویال اور علیزہ غائب ہو گئے اور جزیرے کے اندر بنے ہوئے پتھروں کے گھر مین نمودار ہوئے ہر طرف افراتفری پھیل گئی جنات ادھر ادھر بھاگنے لگے شور کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹنے لگے یہ پتھروں کا بنا قلعہ تھا وہ اور علیزہ دونوں وہاں سے نکلے اور انگوٹھی کی وجہ سے وہ دونوں جنات کو نظر نہیں آ رہے تھے علیزہ نے ضاویال کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا وہ دونوں چلتے ہوئے سمرن جادوگرنی اور ارماش کے ٹھکانے تک چلے گئے جناتی سائے ہوا میں پورے سمندری جزیرے کے اوپر چکرا رہے تھے قلعہ سے باہر ایک دو منزلہ عمارت تھی جو بہت ہی مضبوط تھی اور اس میں ایک زندان بھی بنایا ہوا تھا جس میں زرلش اس وقت قید تھی دونوں اسی جادوئی عمارت میں داخل ہو گئے سمران جادوگرنی خود اس عمارت کے اندر کھڑی تھی اس کا لباس ہوا میں اڑ رہا تھا اور وہ کوئی منتر پڑھ رہی تھی عمارت کے باہر کئی جنات باہر پہرہ دے رہے تھے ضاویال نے انگوٹھی دروازے پر مرکوز کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا ضاویال اور علیزہ اندر داخل ہو گئے جو جنات پہرہ دے رہے تھے وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگے اور پھر ان جنات نے بڑا دروازہ جلدی سے بند کر دیا وہ دونوں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے رک جاؤ ایک آواز پر دونوں رک گئے ضاویال نے مڑ کر دیکھا تو بلوان کالا سایہ کھڑا تھا تم لوگ تو ہمارے غلام طاقتوں کو دھوکہ دے سکتے ہو مگر ہمیں نہیں بلوان ضاویال کی طرف بڑھنے لگا اور ضاویال نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ دیا انگوٹھی سے ایک دم جن نکلا اور اس نے بلوان کو پکڑ لیا اور اس کو اٹھا کر عمارت سے باہر پھینک دیا ارماش جو کی ایک جگہ پر پڑا ہوا تھا سمرن جادوگرنی اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی اور اس کی گردن سے زہر نکال رہی تھی سمرن کوئی منتر بھی پڑھ رہی تھی جبکہ اس کے ساتھ زرلش زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ چیخ رہی تھی ضاویال آگے مت بڑھ ورنہ تیری بیوی کو جان سے ماردوں گی سمرن جادوگرنی چیخ کر بولی ضاویال مجھے بچا لو یہ کچھ دیر قبل مجھے کوڑوں سے مار چکی ہے میرا پورا وجود درد سے کراہ رہا ہے یہ بہت ظالم ہے ضاویال اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس ناگن کے ساتھ یہاں سے دفع ہو جاؤ آگے ایک قدم بھی بڑھایا تو خیر نہیں ہو گی علیزہ کی متلاشی نگاہیں شہزاد کو ڈھونڈ رہی تھیں ضاویال اس سامنے والے کمرے میں ایک آدمی بھی اس کی قید میں ہے زرلش چیخ کر بولی علیزہ سمجھ گئی کہ وہی میرا شہزاد ہے جو اس ظالم جادوگرنی نے مجھ سے چھین کر اسے قید کر دیا ہے اے سن اس ناگن سے بھی کہو کہ اگر واپس جانا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں زرلش کو ماردوں گی وہ اس کی دھمکی سے لرز سے گئے لیکن جلد ہی اس نے اس کے خاتمہ کا ارادہ کر لیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

ارے تمہاری آنکھوں میں آنسو علیزہ نے علیان سے کہا آپ نے مجھے میری ماں باپ کی یاد دلا دی ہے اور میں انہیں جب بھی یاد کرتا ہوں اور اسی طرح میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اچھا علیزہ نے محسوس ہوا کہ

ضرور کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے تبھی تو عالیان نے یہ باتیں کی ہیں علیزہ بھی افسردہ ہوگئی کیوں کیا تمہارے ماں باپ اب اس دنیا میں نہیں ہیں علیزہ نے سوال پوچھا ہاں وہ چند ماہ قبل ایک مارکیٹ میں مارے گئے تھے علیزہ نے مزید اس سے کچھ افسردہ باتیں کیں اور پھر بولی علیان شام ہو رہی ہے ہمیں گھر بھی جانا چاہیے ہاں آؤ چلیں دونوں کچھ دیر کے بعد ایک عالی شان کوٹھے کے سامنے موجود تھے علیزہ اس گھر کو دیکھتی ہی رہ گئی ملازم نے عالیان کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے۔

تم مجھے اپنے دادو سے ملاؤ گے علیزہ نے پوچھا نہیں عالیان نے نفی میں سر کو جنبش دی میں تمہیں تمہارے کمرے تک لے کر جاؤں گا میں نے تم سے دادو جی کے بارے میں پوچھا ہے علیزہ نے سوال دہرایا علیزہ تم نہیں جانتی دادو کو امی ابو کی موت کی وجہ سے ذہنی صدمہ پہنچا ہے وہ پتہ نہیں الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہیں میں ان کے کمرے میں گھنٹوں بیٹھا رہتا ہوں مگر مجھ سے باتیں نہیں کرتی میں بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو منہ پھیر لیتی ہیں میں کیا کروں کئی ڈاکٹروں کو دکھایا وہ دوائیاں نہیں لیتی ملازموں کو مارتی پیٹتی ہے اچھا ٹھیک ہے میں دیکھ لونگی تم ادھر آؤ میرے کمرے اور مجھے میرا کمرہ دکھاؤ ٹھیک ہے دوسرا کمرہ تمہارا ہے کیونکہ یہ مہمانوں کا کمرہ ہے اس کمرے میں گویا دنیا جہاں کی ہر چیز موجود ہے ٹھیک ہے آؤ بیٹھو مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں وہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا علیزہ نے بیگ کھولا اور اس میں سے پیسے نکالے یہ اتنے سارے پیسے۔ عالیان نے کہا یہ گن لو کہ کتنے ہیں عالیان نے پیسے گنے یہ تو پورے پانچ لاکھ روپے ہیں پانچ لاکھ کتنے ہوتے ہیں علیز نے پوچھا عالیان حیران رہ گیا۔ اور یہ زیوارات۔ اگر تم کسی کے ہاتھے چڑھ جاتی تو یہ سب کچھ تو چلا جاتا تیرے ہاتھ سے علیزہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا عالیان نے پوچھا تمہیں گنتی نہیں آتی کیا دراصل عالیان تم مجھے پہلی ہی نظر میں شریف انسان لگے اس لیے میں نے پھر تم پر بھروسہ کیا اور تم سے وہ سب کچھ پوچھا عالیان دراصل میری یاداشت میں کچھ گڑ بڑ ہے اس لیے میں کچھ چیزوں کو عملی طور پر بھول چکی ہوں تم مجھے سمجھاؤ گے ہاں کیوں نہیں وہ اچھل کر بولا علیزہ نے پیسے رکھ دیئے اور بیگ بند کر دیا یہ کیا ہے علیزہ نے میز پر پڑے ہوئے اخبار کی طرف دیکھا یہ اخبار ہے کیا تم پڑھ سکتی ہو علیزہ کا دماغ بہت تیز تھا وہ ایک بار جو چیز دیکھ لیتی تو اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتی چلو میں تمہیں سکھاتا ہوں اور پڑھاتا ہوں علیزہ کو تین گھنٹے تک اس نے اخبار پڑھایا مختلف لفظوں کے بارے میں بتایا اور تب عالیان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب علیزہ نے اخبار خود پڑھ لیا عالیان میں پڑھ سکتی ہوں اس کی نیلی آنکھوں میں چمک ابری وہ انتہائی حسین و جمیل لگ رہی تھی عالیان کچھ دیر کے لیے اس کے حسن میں کھو گیا کل میں تمہیں انگلش اخبار بھی لا کر تمہیں پڑھا دوں گا ٹھیک ہے پھر علیزہ نے اسے تفصیل سے سب کچھ پوچھ جو اس دنیا کہ رسم و رواج کے مطابق تھا عالیان بھی اس کی باتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا ملازم نے کھانا اور جوس وغیرہ دو تین بار مہمان خانے میں لے کر آئیں اور پھر چلے گئے اب رات بہت ہو چکی ہے تم سو جاؤ میں اپنے کمرے میں جاتا ہوں

❁❁❁

رات کی کالی تاریکی نے ہر چیز پر گویا اپنا سحر قائم کر لیا تھا ویرانے میں زیبین اور شالو بیٹھی ہوئی تھی اور کچھ باتیں کر رہی تھیں شالو کو سر میں بدستور درد قائم تھا اور وہ زیبین سے بولی آج سولہویں رات ہے کہ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے کچھ تو کرو میں پاگل ہو رہی ہوں ایسا نہ ہو کہ میں اپنا ذہنی توازن کھو دوں اور تم دونوں کو نقصان پہنچاؤں زیبین شالو کی بات پر انگارہ ہو گئی اور غصے سے بولی کک کیا نقصان۔ شالو نے کہا کہ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں کہیں یہ حصار نہ توڑ دوں اس سے ضہاب اوت تمہیں شدید نقصان پہنچے گا ہے ناں۔ زیبین نے اس کی بات پر سر لایا جیسے کچھ کہہ کر چپ ہو گئی ہو پاگل مت بنو ایسا بالکل بھی مت کرنا کیونکہ اس سے ضہاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کنویں میں قید ہو جائے

گا۔ اور تمہاری یاداشت پھر کبھی بھی واپس نہیں آئے گی زیبین نے اسے انجام سے خبردار کیا اسی وجہ سے تو رکی ہوں ورنہ یہ درد تو میرے برداشت سے باہر ہے کب تک میں برداشت کرتی رہوں گی ایسا لگ رہا ہے کہ کسی نے سیخ کو انگاروں سے جھلسا کر میرے تن من سے لگائے ہوئے ہیں چلو میرے گود میں سر رکھ دو میں تمہارے سر میں بالوں کی کھنگی کر لوں مجھے ایک منتر بھی آتا ہے جس سے تمہیں فوری طور پر آرام آجائے گا اور تم سکون سے اس رات کے اندھیرے میں سو جاؤ گی زیبین تم جب بھی میرے سر پر دم کرتی ہو اس وقت تو ٹھیک ہو جاتا ہے مگر جب صبح ہوتی ہے تو وہ درد شدید نوعیت کا ہوتا ہے خیر شالو نے اپنا سر زیبین کی گود میں رکھ دیا اور وہ اس کے سر پر منتر پڑھ کر دم کرنے لگی فوری طور پر تو شالو نیند کی وادیوں میں پہنچ گئی اور سو گئی زیبین کے منتر نے کمال کر دکھایا۔

❁❁❁

اس رات کا چلہ بھی بخیر و عافیت سے ہو گیا وہ زرلش کے ستھ لیٹا ہوا تھا دونوں صبح دیر سے اٹھے تھے چار دن بعد عمل مکمل طور پر ختم ہو جائے گا زرلش ضہاد یال کی باتیں سن رہی تھیں اور بولی کل رات کوئی واقع تو رونما نہیں ہوا تھا نہیں کل رات تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا ضاویال نے جواب دیا اللہ کا شکر ہے کہ کل رات کچھ نہیں ہوا تھا ضاویال نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اور زرلش کی آنکھوں میں دیکھنے لگا دونوں چند ساعتوں میں کچھ گم صم ہو گئے مگر زرلش پلنگ سے نیچے اتر گئی کیا ہوا اٹھ جاؤ صبح کے بارہ بج رہے ہیں تو پھر ضاویال نے کندھے اچکائے مجھے کام کرنا ہے دراصل تم بھی فریش ہو جاؤ اور آفس کا چکر لگا لو ٹھیک ہے جو حکم سرکار کا لیٹ ناشتہ کرنے کے بعد ضاویال آفس چلا گیا جبکہ زرلش گھر کے کام کاج میں مصروف ہو گئی اچانک دروازے پر دستک ہوئی اس نے دروازہ کھولا تو شاہ تاج بابا اسے نظر آ گیا ارے بابا جی آپ۔ ہاں میں۔ آئیں اندر آئیے۔ زرلش راستہ سے ہٹ گئی بابا جی اندر داخل ہو گئے ضاویال بیٹا گھر پر ہے۔ نہیں بابا جی وہ آج دفتر گئے ہیں تھیک ہے وہ زرلش کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آیا بیٹا ضاویال کو بتاؤ کہ وہ ناگن اسی شہر میں ہے اور انسانی روپ میں آچکی ہے مجھے میرے عمل کی بدولت پتہ چل گیا ہے ضاویال کو چاہیے کہ اب عمل مکمل طور پر عمل پر توجہ دے کیونکہ یہ ان کی زندگی کا سوال ہے بابا جی ٹھیک ہے میں کہہ دوں گی آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں نہیں بیٹا تکلیف کی ضرورت نہیں ہے میں جلدی میں ہوں رات تک مجھے ایک دور دراز علاقے میں جانا ہے وہ اٹھ کر بولا ٹھیک ہے بابا جی ہے وہ چلا گیا اور زرلش نے بابا جی کی ساری باتیں اسے فون پر بتا دیں۔

❁❁❁

امرتیا نے دوسری رات کا عمل بھی کامیابی سے کیا اور ڈرم میں اس آدمی کا تازہ خون جمع کیا ساری رات اس نے عمل کیا تھا صبح کے وقت وہ جنگل میں اکیلی پھر رہی تھی اور پھر وہ صبح ہی صبح غائب ہو گئی وہ کسی دھندلے عکس کی مانند گائب ہو جاتی اب وہ کسی شہر کے بازاروں میں گھوم پھر رہی تھی اس نے کسی سیاح کا بہروپ اپنایا تھا وہ انتہائی حسین و جمیل لگ رہی تھی اس کے کندھے پر ایک بہت بڑا بیگ جھول رہا تھا اچانک۔ وہ ایک مرد سے ٹکرائی وہ آدمی جو دیہی لباس میں ملبوس تھا فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔

اوہ۔ معاف کیجئے گا وہ بھی مسکرائی کوئی بات نہیں اس سے پہلے کہ وہ اپنی راہ پکڑتا اور چلا جاتا سینے میں یہاں راستہ بھٹک چکی ہوں کیا تم مجھے راستہ سمجھانے میں مدد کر سکتے ہو ہاں کیوں نہیں اس نے شانے اچکا کر کہا کہاں جانا ہے آپ کو دراصل میں یہاں اس شہر کی نہیں ہوں اور میں سیر کی غرض سے یہاں آئی ہوں فلاں جگہ پر میرے ساتھیوں کا کیمپ لگا ہے میں ان سے بچھڑ گئی ہوں جگہ کا نام اور پتہ بتانے کے بعد اس مرد نے کہا یہ تو کوئی آدھے گھنٹے کی مسافت کی دوری پر واقع ہے کیا تم مجھے لے کر جا سکتے ہو اس ہوٹل میں امرتیا نے نہایت پریشان کن لہجے میں کہا ہاں میں آپ کی

مدد کرنا تو میرا فرض بنتا ہے آؤ چلیں امرتیا اس شخص کی بیوقوفی پر دل ہی دل میں ہنسی یہ شخص نہایت ہی تندرست تھا اور طاقتور بھی مگر عورت کے فریب میں مرد بہت ہی جلدی آجاتا ہے وہ آدمی تو صرف اس کی مدد کر رہا تھا صبح کا وقت تھا بازاروں میں لوگوں کا ہجوم نہیں تھا لیکن کچھ لوگ گھوم پھر رہے تھے دونوں ایک تنگ گلی سے جونہی گزرے امرتیا اور وہ گلی کی نکڑ پر غائب تھے وہ شخص بے ہوش تھا اور امرتیا اس کے ستھ بیٹھی ہوئی تھی اس نے چلنے والی جگہ پر اسے باندھ دی اوراس کے منہ پر ٹیپ لگادی وہ بیچارہ بے خبری میں مارا گیا امرتیا نے صبح سے شکار کا انتظام کرلیا تھا تا کہ رات کو اس کو آسانی ملے۔

❁❁❁

علیزہ اٹھ گئی تھی وہ صبح جلدی اٹھ گئی تھی اوراب دوپہر کا ٹائم تھا اس نے عالیان کے ساتھ دوپہر کا کھانا بھی کھالیا تھا عالیان کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا علیزہ گھر کے لان میں گھوم پھر رہی تھی دیواروں پر بیل لگی تھی رات کی رانی کے پودے کا بیل اس کی نگاہوں کا مرکز بن گیا وہ جھولتی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی باہر سے اچانک عالیان آ گیا اس نے علیزہ کو اس پودے کے قریب بیٹھے ہوئے دیکھا تو فوراوہاں چلا گیا یہاں مت بیٹھو کیوں علیزہ نے حیرانی سے کہا دراصل یہ پودا سانپوں کا مرکز ہوتا ہے کسی کوئی سانپ تمہیں ڈس نہ لے عالیان نے تشویش ظاہر کی علیزہ کی ہنسی نکل گئی تم ہی ہو بیوقوف عالیان نے کہا دراصل عالیان سانپ مجھے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے اسی لمحے پودے سے ایک سانپ باہر نکلا عالیان کی چیخ نکل گئی سانپ علیزہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی میں ابھی ملازموں کو بلاتا ہوں کہ اس کو ماردے نہیں رک جاؤ مگر عالیان نے شور مچادیا اور اندر بھاگ گیا۔

علیزہ نے اس سانپ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا اور کہا تم اب چلے جاؤ اور پھنکاریں ماری وہ سانپ فوری سمجھ گیا اور جھاڑی میں پودوں میں گھس گیا ملازموں نے لاٹھیاں برچھیاں اور کدالیں اٹھا رکھی تھیں عالیان نے پستول ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو وہ سانپ میں نے دیکھا وہ گھر کے باہر چلا گیا ہے وہ دیوار کے سہارے باہر ا[illegible] گیا علیزہ تم بھی کمال کرتی ہو ابھی تک یہاں پر بیٹھ ہو اگر خدانخواستہ وہ تمہیں ڈس لیتا تو پھر اچھا بابا پریشان مت ہو لو میں اٹھ جاتی ہوں یہ کیا ہے اس نے سرگوشی میں عالیان سے پوچھا یہ پستول ہے۔۔اس نے اسے مکمل طور پر سمجھا یا اچانک لاٹھی کے سہارے چلتی ہوئی ایک بوڑھی عورت بھی لان میں آگئی یہ میری دادی ہے پیار سے ہم انہیں دادو کہتے ہیں وہ بوڑھی عورت خاصی رعب دار شخصیت کے مالک تھی وہ ایک دم نوکروں پر برپڑی یہ شور کیسا تھا کیوں چیخ رہے تھے تم لوگ میرے آرام میں خلل ڈالا ہے تم لوگوں نے اب دفع ہو جاؤ میری نظروں سے وہ چیخ چیخ کر بولی تمام نوکر ادھر ادھر بھاگ گئے اچانک اس کی نظریں علیزہ پر جم کر رہ گئیں یہ کون ہے دادو یہ مہمان ہے مہمان کون مہمان اس نے بھنویں اچکا کر کہا دادو یہ میری مہمان ہے عالیان نے دل میں ڈر رہا تھا کہ کہیں دادو جی کا دماغ الٹ نہ جائے ورنہ پھر وہ کسی کی نہیں سنتی اور جو دل چاہتا ہے وہ کرتی ہے اچھا مہمان ہے تو باہر کیوں کھڑی ہے اندر آجاؤ ناں اور میرے کمرے میں آجاؤ عالیان نے شکرادا کیا کہ خلاف معمول دادی بی کا دماغ آج درست کام کر رہا تھا ورنہ وہ تو اس کے ساتھ ساتھ عالیان کو بھی دھکے دے کر نکال دیتی کچھ دیر کے بعد عالیان کے سامنے علیزہ دادو کے کمرے سے نکلی عالیان بہت ہی پریشان تھا کیونکہ کچھ دیر پہلے دادو ملازموں پر بری طرح چیخ رہی تھی مگر جب علیزہ سے اس کی نگاہیں چار ہوئی تھیں تو وہ ایک دم شانت ہوگئی تھی کیا بات ہوئی علیزہ سے عالیان نے پوچھا ارے عالیان تمہاری دادو تو بہت ہی اچھی ہے اور نہ اس کا دماغ خراب ہے بلکہ وہ اتنی شفقت سے پیش آئی کہ میں حیران رہ گئی اچھا یہ اتفاق کیسے ہوا بلکہ میں نے اسے اجازت بھی لے لی اس نے مجھے اس گھر میں رہنے کی اجازت بھی دے دی۔

لان میں ایک مچان بنائی ہوئی تھی اوراس کے نیچے ایک بڑا جھولا تھا جس میں خوبصورت تکیوں کے ساتھ ساتھ

فوم بھی رکھا ہوا تھا دونوں جھولے پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے سہ پہر تک وہ وہی مچان میں ہی رہے چلو عالیان ساحل پر چلتے ہیں سہ پہر کے وقت ساحل پر لوگوں کا ہجوم بہت بڑھ جاتا ہے اور بہت بھلا لگتا ہے دونوں ایک ساحل سمندر پر موجود تھے اور دونوں پانی کی لہروں سے کھیل رہے تھے مجھے پکڑو عالان نے کھڑے ہوکر کہا اور پانی چھینٹیں علیزہ کے چہرے پر ماری اور بھاگ گیا علیزہ اس کے پیچھے بھاگی اور بہت جلدی اسے پکڑ لیا اف علیزہ تم اتنی تیز بھاگ سکتی ہو حالانکہ میں حیران ہوں کہ میں دوڑ کے مقابلوں میں ہمیشہ اول آتا رہا ہوں مگر عجیب بات ہے کہ تم نے مجھے اتنی آسانی سے پکڑ لیا علیزہ نے سمندری لہروں کی طرف ہاتھ بڑایا اور پانی کی چھینٹیں اسپر دے ماری اب تم مجھے پکڑ کر دکھاؤ وہ اس کے پیچھے بھاگا اور بہت دیر تک اس کا پیچھا کیا مگر وہ جتنا تیز بھاگتا وہ اتنی ہی اس سے دور ہو جاتی وہ ایک جگہ تھک ہار کر بیٹھ گیا میں ہار گیا بس میں مزید نہیں دوڑ نہیں سکتا اوکے آرہی ہوں۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

❁❁❁

سمرن جادوگرنی نے جوگی اوماش کی طرد دیکھا تم یہاں بیٹھو میں ذرا شہزاد کی خبر لے لوں کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچا ہے وہ کچھ لمحوں میں دوسرے کمرے میں داخل ہوئی وہاں پر شہزاد بیٹھا ہوا تھا تو کیا سوچا تم نے سمرن نے معنی خیز انداز میں پوچھا شہزاد نے پوچھا کس بارے میں تم مجھے اپنانے کو تیار ہو کہ نہیں۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں شہزاد نے بے بسی سے کہا کیا مطلب ہے تمہارا سمرن کی گرجدار آواز گونجی مطلب بہت ہی سادہ ہے یعنی میری ناگن علیزہ سمندری لہروں سے نکل چکی ہے اور وہ بھی انسانی روپ میں آچکی ہے اور وہ چین سے تو نہیں بیٹھی ہوگی ضرور مجھے ڈھونڈ رہی ہوگی اور جب تک وہ مجھے نہیں ڈھونڈ لیتی وہ آرام وسکون سے نہیں بیٹھے گی وہ میری خاطر سمندری دنیا سے آئی ہے اور مجھے ڈھونڈ کر ہی اپنے ساتھ لے کر جائیگی سمرن جادوگرنی یہ سن کر غضب ناک ہوگئی اور بولی اچھا ٹھیک ہے اب وقت ہی بتائے گا کہ کس میں کتنا دم ہے مین آج ہی اپنی طاقتوں کا علیزہ ناگن کے پیچھے لگاتی ہوں وہ ضرور اسے ڈھونڈ لیں گے پھر دیکھنا کہ میں اس کو کیسی بے بس کرتی ہوں اور اس کا حشر کیا کرتی ہوں اس کی بات پر شہزاد مسکرا کے رہ گیا۔۔ٹھیک ہے جو تم کرنا چاہ رہی وکرو مگر میری بھی یہ بات یاد رکھو کہ اول تو تم اسے ڈھونڈ ہی نہ سکو گی اور اگر تم اسے ڈھونڈ بھی لو تو وہ تمہیں عالم بالاں میں پہنچادے گی یعنی جہنم میں شہزاد نے پھنکار کر کہا تمہارا دماغ خراب ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا اور میں اگر چاہوں تو تمہیں ابھی اتنا بے بس کر سکتی ہوں کہ تم مجھے سو بار بھی ڈس لو تو میں نہیں مروں گی بلکہ تمہاری یہ زہریلی سانسیں اور تمہارا زہر ختم کردوں گی مگر تم بھی مطمئن رہو فی الحال میں کچھ بھی ایسا نہیں کروں گی میں پہلے علیزہ کو شکست سے دوچار کروں گی تب تمہیں اپناؤں گی شہزاد ہنسا ٹھیک ہے سمرن اگر تم نے علیزہ کو شکست دے دی تو میں اپنا آپ تمہارے حوالے کردوں گا اور تم سے علیزہ کی موت کے بارے میں کچھ بھی نہیں پوچھوں گا میں تمہارا ہو جاؤں گا اور تم سے شادی کرلوں گا شہزاد نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا ٹھیک ہے یہ وعدہ ہم بھی کرتے ہیں تب تمہارے سامنے آئیں گے جب تک علیزہ کو کیفر کردار تک نہیں پہنچاتے یہ کہہ کر سمرن وہاں سے چلی گئی اور شہزاد کو کمرے میں بند کردی اکمرے میں پھنکاروں کی آوازیں گونجنے لگیں۔۔

❁❁❁

رات کی گہری تاریکی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اچانک علیزہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اس نے ٹیبل لیمپ جلایا تو تاریکی غائب ہوگئی اور کمرے میں روشنی پھیل گئی کا کا۔۔تا۔اور سرسر کی عجیب سی آوازیں اسے سنائی دیں وہ اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اس نے کچھ دیر پہلے خواب میں جو دیکھا تھا وہ خاصا بھیانک تھا اور اب حیران تھی کہ۔۔وہ ایک بار پھر خواب میں دیکھے ہوئے منظر پر غور کرنے لگی کوئی لڑکا عمل کر رہا تھا اور علیزہ اسکے عمل ختم ہونے پر بے بس ہوکر اس کے پاس چلی جاتی ہے اور وہ لڑکا اسے ناگ کے متعلق بتاتا ہے وہ یہ سن کر حیران ہو جاتی ہے کہ اس کا ناگ کسی

جادوگرنی کے قبضے میں ہے اور کئی لوگ جو سائے کے روپ میں علیزہ کو دیکھ تھے وہ بھی ناگ کے پیچھے پڑے ہیں وہ کچھ دیر سر پکڑ کر بیٹھی رہی اس کے بعد وہ بستر پر لیٹ کر سونے کی ناکام کوشش کرنے لگی مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کمرے کی کھڑکی کھلی تھی اور اس سے روشنی باہر نکل رہی تھی اچانک کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی علیزہ نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے عالیان کھڑا تھا کیا بات ہے عالیان اتنی رات گئے میرے کمرے میں کیسے آئے نیند نہیں آرہی تھی لان میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ تمہارے کمرے کی روشنی باہر آن پڑی اس لیے آ گیا علیزہ نے سکون کا سانس لیا وہ سمجھ رہی تھی کہ شاید عالیان کسی غلط ارادے سے آیا ہے ہاں اندر آ جاؤ علیزہ جب مجھے نیند نہیں آتی تھی تو میں اور پاپا شطرنج کھیلتے تھے مگر میں ہمیشہ ہار جاتا تھا ہاں تم میرے ساتھ کھیلو گی علیزہ کچھ نہ سمجھی یہ کیا ہوتا ہے علیزہ نے مرے مرے آواز میں کہا میرے ساتھ آؤ میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں باہر لان میں ہی رکھا ہے کچھ دیر کے بعد دونوں شطرنج کی بساط بچھائے ہوئے تھے عالیان نے صرف اس کو ایک بار سمجھایا تو مکمل طور پر سمجھ گئی اور اب عالیان کو علیزہ نے ہرانے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا اوہ میں جیت گئی علیزہ نے خوش ہو کر کہا عالیان بھی حیران تھا اور خوش بھی تھا کہ تم کیسے جیت گئی مگر اس نے عالیان سے کھیل جیت لیا تھا چلو اب سو جاؤ گڈ نائٹ۔

❀❀❀

جنگل میں گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا امرتیا نے اس شخص کو رسیوں سے باندھ دیا تھا اور جیسے ہی اس کا عمل ختم ہوا اس نے اس بے بس شخص پر پھونک ماری وہ وہوا میں معلق ہو گیا اور امرتیا کے ہاتھوں میں تیز دھار پھلوار چاقو نمودار ہوا وہ شخص چیخنا چاہتا تھا مگر چیخ نہ سکا وہ اس ڈرم کے اوپر معلق لیٹا ہوا تھا اس کے چہرے پر موت کی ہوائیاں اڑ رہی تھی امیرتیا نے بے دردی سے اس کے گلے پر چاقو پھیر دیا اور سرخ خون ڈرم میں گرنے لگا یہ عمل کا اثر تھا کہ اس شخص کا خون صرف اور صرف ڈرم میں گر رہا تھا ایک قطرہ بھی ادھر ادھر نہ گرا تھا امرتیا نے عمل مکمل کیا اور اس آدمی کا سارا خون ڈرم میں جمع ہو چکا تھا امرتیا نے خون پر منتر پڑھنا شروع کر دیا اور پھر وہ بے جان آدمی ڈرم سے زمین پر گرا اور امرتیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اس نے حصار توڑا اور بڑبڑائی اب آٹھ راتوں کا عمل باقی رہ گیا ہے پھر میں کامیاب ہو جاؤنگی صبح کی لو پھوٹنے والی تھی اور امرتیا حصار سے نکلکر ڈرم کے پاس آ گئی اس نے ڈرم پر منتر پڑھا تو اسکے اوپر آ گیا اور وہ بند ہو گیا اس کے اندر سرخ گرم خون تھا امرتیا پھر کسی شکار کے لیے نکل گئی وہ اب اپنی جگہ سے غائب ہو اور صبح تک کسی خاص آدمی تک پہنچنا چاہتی تھی۔

❀❀❀

زرلش اب صرف تین راتوں کا عمل باقی رہ گیا ہے واقعی ضاویال نوارنی طاقت میں بڑا کمال ہوتا ہے اب تک اس بھوتوں اور جادوگرنی کے غلاموں نے ہمیں بالکل بھی تنگ نہیں کیا ہے مگر وہ ضرور کوئی نہ کوئی چال چل رہے ہوں گے کیونکہ فطرت ہی ان کی شیطانی سوچ کی ہے بالکل صحیح کہہ رہی ہو تم یار صبح ہو گئی ہے میں سوچ رہا ہوں کہ عمل کے بعد نماز پڑھ کر سو جاؤں گا مگر تم نے سونے ہی نہیں دیا ضاویال نے لہجے میں شوخی بھرتے ہوئے کہا زرلش نے تمہیں خود نیند نہیں آرہی ہے میں کیا کرتی خیر اب صبح ہو گئی ہے میں ناشتہ بناتی ہوں اور تم سو جاؤ پھر دوپہر تک اٹھا دوں گی ٹھیک ہے جو حکم جناب کا ضاویال بستر پر لیٹ گیا جبکہ زرلش باورچی خانے میں چلی گئی اور گھر کے کام کرنے لگی وہ یقیناً ہلکے انداز میں مسکرا رہی تھی وہ صبح تک ضاویال سے باتیں کرتی رہی تھی ضاویال بھی آج بہت خوش تھا کیونکہ صرف تین راتوں کا عمل باقی رہ گیا تھا اور پھر وہ شیطان چیلوں کو کھل کر چیلنج کرتا وہ منزل کے بہت ہی قریب تھا زرلش نے تو بے شمار منتیں اور دعائیں مانگی تھیں اور اس میں وہ کامیاب بھی ہو رہی تھی اس نے کچن کے جالی کھڑکی سے باہر جھانکا تو اسے حیرت کے بیک وقت کئی جھٹکے لگے کیونکہ باہر بلوان کالے روپ میں کھڑا تھا اور ہاتھ

کانے

اشارے سے زرلش اپنی جانب بلا رہا تھا زرلش تمام سوچوں کو بھول گئی اور اس کو دیکھنے لگی پھر اس نے جالی دار کھڑکی کو بند کر دیا اور وہاں سے کمرے کے اندر آ گئی وہ گہری سانسیں لے رہی تھی شاید وہ بلوان کو دیکھ کر خوفزدہ ہو چکی تھی وہ ضاویال کو بتانا چاہتی تھی مگر وہ سو رہا تھا شاید بہت تھکا ہوا تھا۔

❀❀❀

بلوان ایک دم نمودار ہو گیا سمرن جادوگرنی اکاشن کے بانہوں کے حصار میں تھی بلوان کے یوں اچانک افتاد پر تلملا کر آکاش کے بانہوں سے اٹھ کر بلوان کو گھورا کیا خبر لائے ہو جادوگرنی جی وہ خبیث بوڑھے نے ان کے گھر خاص علم والا حصار قائم کر دیا ہے اس حصار کو صرف انسان پار کر سکتے ہیں میں نے آج کھڑکی سے زرلش کو دیکھا وہ ڈرپوک نکلی میں نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا مگر وہ تھر تھر کانپ اٹھی اس لیے میں حیران ہو کے یہاں آ گیا سفید سایہ بھی آنے والا ہو گا جادوگرنی میں نے ایک فیصلہ کر لیا ہے بلوان کالے سائے نے سمرن سے کہا کیسا فیصلہ میں کسی طرح زرلش کو گھر سے نکال کر اغوا کر لوں گا اور پھر اسے یہاں پر لے آؤں گا اس کے بعد ہم ضاویال کو مجبور کریں گے کہ اگر زرلش کو بچانا چاہتے ہیں تو عمل کو ادھورا چھوڑ دوں اور شاید جذبات میں آ کر وہ عمل مکمل نہ کرے اور یوں خود بخود وہ موت کے منہ میں چلا جائے گا اور زرلش کو بعد میں اپنے مقاصد کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں واہ کیا منصوبہ بنایا ہے بلوان تم نے تو میرا من خوش کر دیا ہے تم کسی طرح یہ چال کامیاب کر لو تو میں تمہیں شکتی مان بنا دوں گی تم کسی بہروپ میں جا کر زرلش کو اٹھوا لو میں تم سے بہت خوش ہوں گی اگر تم نے یہ کام کر دیا تو ہم اس رات جشن منائیں گے ٹھیک ہے جادوگرنی جی اچانک سفید سایہ بھی ظاہر ہو گیا وہ بھی شاید کوئی خبر لایا تھا۔

جوگی ارماش نے سفید سائے کی طرف دیکھ کر کہا کیا خبر لائے ہو اس ناگن کا کیا بنا سمرن جادوگرنی بھی اونچی آواز میں بولی جادوگرنی فی الحال تو وہ نہیں ملی اور شاید ملے گی بھی بہت جلد اگر وہ ناگن کے روپ میں ہو تو میں اس کو ایک لمحے میں نکال سکتا ہوں مگر وہ انسانی روپ میں ہے اور اسی وجہ سے میرا وسیع علم اس تک نہیں پہنچ رہا ہے ٹھیک ہے ایک معمولی کام تم نہیں کر سکے اب تم جاؤ مگر دو دنوں کے اندر اندر تم اس ناگن کو کسی بھی طریقے سے ڈھونڈ نکالو ٹھیک ہے جادوگرنی جی میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں سفید سائے نے کہا اور غائب ہو گیا۔ سنو سمرن جادوگرنی بولی سفید سایہ حاضر ہو گیا جی جادوگرنی جی دراصل وہ ضاویال کوئی عمل کر رہا ہے جس کے بدولت وہ ناگن اسے مل جائے گی اور عمل کی بدولت ضاویال کو ہمارے تمام منصوبوں کی خبر ہو جائے گی وہ ناگن کے ساتھ مل کر ہم سب کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم لوگ کسی طرح ان کے چلے کو بھی ناکام بنا دو وہ بلوان کے ساتھ ساتھ سفید سائے کو بھی مخاطب کر گئی اب جاؤ اور دفع ہو جاؤ دونوں ایک ساتھ غائب ہو گئے ان کے جاتے ہی پوشپا دائن کی روح نمودار ہوئی اسے دیکھ کر ارماش جوگی نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تم کیا خبر لائی ہو ارماش نے پوشپا سے پوچھا جوگی جی دراصل ضہاب جو آندھے کنویں میں عمل کر رہا ہے وہ عمل وہ بدروح زبین کے لیے رہا ہے۔

دراصل وہ شانتا یعنی شالو کو عمل کے آخری دن مار دے گیا اور اس کے شریر میں وہ بدروح زبین داخل ہو جائے گی نئے جنم پر اسے بے شمار طاقتیں مل جائے گی اور شاید پھر وہ ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گی میں نے کوشش کی تھی کہ وہاں کا حصار توڑ دوں مگر میں ایسا نہیں کر سکی کیونکہ ضہاب موت کے منہ یعنی کنویں میں ہے جب تک وہ اس کنویں سے نہیں نکلے گا کوئی بھی وہ حصار نہیں توڑ سکے گا ٹھیک ہے پوشپا ڈائن تم نے ہمیں بہت اچھی معلومات فراہم کی ہے اب تم جاؤ اور کچھ عرصے کے تم ہم اس ضہاب اور زبین کی چالوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

❀❀❀

بہوت سپیرے نے اور بتا کو آوازیں دیں اچانک ہوا کی طرح امرتیا نمودار ہو گئی اور گرو جی کے سامنے جھک گئی

کائے

اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ گروجی سخت اذیت میں مبتلا تھے اور بھوت حیرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے تھے بھوت کیا ہوا ہے گروجی کو یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں وہ سخت مضطرب نظر آئی، بھوت کچھ تو بتاؤ بھوت تھر تھر کانپ رہا تھا گروجی خون میں لت پت پڑا تھا اور ہچکیاں لے رہا تھا دراصل امرتیا جی گروجی اپنے عمل میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اس لیے گروجی کا یہ حال ہو گیا ہے ہاں گروجی تو عمل کر رہے تھے اور اسی وجہ سے۔۔اوہ میرے خدا۔۔اس نے گروجی کو جھنجھوڑ ڈالا گروجی جی جی۔۔اس نے خون کی ابکائی لی اور بری طرح کھانسنے لگا وہ نزع کی حالت میں تھا اس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں اور پھر اس کی ایک بھیانک چیخ نکل گئی اس کی زبان حلق سے باہر نکل گئی جیسے کسی نے زور سے کھینچی ہو گروجی کی گردن ڈھلک گئی اور اس کی روح جسم سے نکل گئی امرتیا دھاڑیں مار مار کر رونے لگی بھوت زمین سے اپنا سر ٹکرا کر مارنے لگا بھوت یہ سب کیسے ہوا دراصل یہاں پر وہ دو جن نما بھوت آئے تھے جو کہ غالباً سمرن جادوگرنی اور ارماش جوگی نے بھیجے تھے میں نے ان کے نام جان لیے ہیں زرددار اور فرنام کے تھے کیونکہ ان دونوں نے دھوکے سے میرا اور تمہارا بہروپ ایسا تھا اور گروجی کو عمل میں ناکام کر دیا امرتیا نے گروجی کو غور سے دیکھا وہ اب نہیں رہے تھے اس کی روح جسم سے جدا ہو گئی تھی امرتیا نے وچن لیا گروجی میں تیرے سر کی قسم کھاتی ہوں میں تیرے دشمنوں کی سروناش کروں گی اور انہیں کیفر کردار تک پہنچاؤں گی شام کے سائے پھیل چکے تھے اور امرتیا کو عمل کے لیے جنگل میں بھی جانا تھا دراصل وہ اب عمل ہر صورت میں مکمل کرنا چاہتی تھی اس کے سر پر خون سوار تھا اور وہ ارماش اور سمرن جادوگرنی کو تمام چیلوں کے ساتھ ختم کرنا چاہتی تھی گروجی کو ان دونوں نے آگ لگائی اور ان کی چتا کو صبح کے وقت کے لیے چھوڑ دیا گیا بھوت کل صبح کا سورج نکلتے ہی تم گروجی کی چتا کی راکھ کو دریا کی نظر کر دینا اب میں عمل کے لیے جا رہی ہوں اور امرتیا وہاں سے غائب ہو گئی اور بھوت وہاں اکیلا رہ گیا۔

❁❁❁

رات کی تاریکی ہر سو پھیل چکی تھی اور اب صبح ہونے کے قریب تھی زرلش کو آج نیند نہیں آ رہی تھی کیونکہ اس کا دل ڈر رہا تھا ضاویال عمل کے لیے گیا تھا یہ تیرواں دن تھا آج رات تھی اس کے بعد دو دن کا چلہ باقی رہتا تھا جیسے ہی صبح کی لو پھوٹی ضاویال کے آنے کا وقت ہو گیا دروازے پر دستک ہوئی زرلش نے دروازہ کھولا سامنے ضاویال کھڑا تھا شکر ہے ضاویال کہ تم آ گئے میں بہت ڈر رہی تھی اندر آؤ نہیں میں نے اس بلوان کالے سائے کو دیکھا ہے وہاں ضرور کچھ کرنے والا ہے شاید وہ ہمیں نقصان نہ پہنچا دے۔تم گھر سے باہر نکلو وہ کالے سائے کے ستھ سفید سایہ بھی کوئی چال چلنے والا ہے ضاویال نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا ضاویال تمہاری گاڑی کہاں ہے ہاں شکر ہے کہ میں بچ گیا کیونکہ میں جیسے ہی گاڑی سے باہر اترا تو گاڑی ہوا میں بلند ہوتی گئی اور وہ سفید سائے نے مجھے دھمکی دے کر کہا کہ یہ گاڑی میں ہوا کی بلندی سے چھوڑ کر تمہارے گھر کے آنگن میں پھینک دوں گا زرلش نے اوپر دیکھا تو اسے واقعی ہوا میں معلق گاڑی نظر آ گئی اور پھر کسی انجانی طاقت نے گاڑی چھوڑ دی زرلش اسی لمحے گھر سے باہر نکل گئی وہ انتہائی ڈری سہمی ہوئی تھی اور اس لمحے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا ضاویال کے روپ میں بلوان کھڑا تھا اور گاڑی بھی ایک دھوکے سے اس نے زرلش کو گھر سے باہر نکال دینا تھا بلوان سائے نے زرلش کو دبوچا اور اسے ہوا میں معلق کر دیا اچانک نیچے ضاویال کی گاڑی کے ٹائر چرمرائے زرلش چیخی۔

ضاویال بلوان نے زرلش کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے آسمان کی بلندیوں کی طرف لے جانے لگا ضاویال گاڑی سے نکلا اور اس نے اوپر دیکھا تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا بلوان نے زرلش کو پکڑ رکھا تھا اور پھر کہیں غائب ہو گیا ضاویال جلدی سے گھر میں داخل ہوا اس کو فرش پر زرلش کا تعویذ مل گیا غالباً اس کا دھاگہ ٹوٹا ہوا تھا اور بلوان نے موقع پا کر زرلش کو اغوا کر لیا مگر وہ گھر کے اندر داخل کیسے ہوا ضاویال بری طرح الجھ گیا

تھا مگر شاید زرلش گھر سے نکلی ہو مجھے فوراً بزرگ بابا کے پاس جانا ہوگا شاید وہ میری مدد کر سکے ضاویال فوراً کھڑا ہو گیا اور کچھ دیر کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور بزرگ بابا کی آستانے کی طرف جا رہا تھا صبح کا اجالا پھیل چکا تھا اور شہر فی الحال خالی تھا گاڑی تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی ضاویال پسینے میں شرابور تھا اچانک سامنے سے ایک گاڑی غیر متوقع پر آ گئی ضاویال نے بریک لگائی مگر سامنے سے آنے والی گاڑی تیز رفتاری سے ضاویال کی ہی طرف آ رہی تھی اور اگلے لمحے ضاویال کی چیخ نکل گئی گاڑی ضاویال ایسی گزری جیسے ضاویال کی گاڑی سڑک پر کھڑی نہ ہو یا وہ کوئی چلہ ہو کچھ دیر کے لیے ضاویال کے ہاتھ پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا مگر وہ جلدی ہی سنبھل گئے کیونکہ یہ ان جادوگروں کی کوئی چال تھی جو ضاویال کو خوفزدہ کرنا چاہتے تھے اس کے بعد ایک مرتبہ پھر اس کی گاڑی بزرگ بابا کے ٹھکانے کی طرف جانے لگی۔

❁❁❁

علیزہ نے آج صبح پھر وہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی لڑکا عمل کر رہا ہے اور اس کے عمل ختم کرتے ہی علیزہ اس کی جانب کھنچی ہوئی چلی جاتی ہے اور وہ علیزہ کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ اس کے ناگ متعلق اسے بتاتا ہے کہ ناگ کی جان خطرے میں ہے علیزہ نے گھٹنوں میں سر رکھا تھا اور اس کے لمبے بال گھٹنوں پر پھیل گئے تھے اچانک عالیان کمرے میں کمرے میں داخل ہوا علیزہ جی یہ کیا حال بنا رکھا ہے عالیان تم ہاں میں ہوں کوئی بھوت نہیں ہو جو تم حیرت سے مجھے دیکھ رہی ہو نن نہیں تو میرا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ میں نے کبھی پہلے یوں اچانک تم کو صبح سویرے اپنے کمرے میں نہیں دیکھا ہے علیزہ جی یہ کیا بات ہوئی دراصل میں سوچ رہا تھا کہ صبح صبح دادو جی کے کمرے میں جائیں علیزہ تم جب سے اس گھر میں آئی ہو دادی کا رویہ بدستور نارمل ہو رہا ہے چلے عالیان جیسی تمہاری مرضی کچھ دیر کے بعد دونوں دادو کے کمرے میں تھے اور دادو نماز پڑھ رہی تھی وہ دونوں آرام سے صوفے پر بیٹھ گئے تھے دادو نے جب نماز ادا کی تو عالیان نے دادو کو سلام کیا ارے میرے بچو جیتے رہو صدا خوش رہو علیزہ تمہیں یہ شیطان تنگ تو نہیں کرتا نہیں دادی جان یہ تو بہت اچھے ہیں بھلا کیوں مجھت تنگ کریں گے دادی جان ہمارے لیے دعائیں کریں کہ ہم اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو جائیں علیزہ نے دادی کے گرد دونوں بانہیں پھیلا کر کہا ارے میں تو تم دونوں کے لیے صبح شام دعائیں مانگتی ہوں دادی نے عالیان کو بھی اپنے پاس بٹھا کر کہا علیزہ مسکرا کر رہ گئی کچھ دیر دادی سے دلی باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں گھر سے باہر نکل گئے باہر بے شمار بنگلے قطار در قطار کھڑے تھے وہ دونوں جوگنگ کرنے لگے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کرنے لگے علیزہ کیا تم نے نوٹ کیا ہے کہ دادی کے لہجے میں تبدیلی کس بات پر آئی ہے عالیان مجھے تو نہیں پتہ ہے کیونکہ میں جب سے دادی سے ملی ہوں مجھے تو وہ ہمیشہ نارمل لہجے میں ملی ہیں۔ہاں وجہ تو ہے اور تم وہ وجہ ہو جس کی وجہ سے دادو نارمل حالت میں واپس آ گئی ہے شاید اس گھر میں ایک عورت کی کمی تھی جیسے دادو جان شدت سے محسوس کر رہی تھیں اور جب تم انہیں ملی تو وہ ایک پل میں ہی بالکل نارمل ہو گئی علیزہ عالیان کی یہ باتیں سن کر رک گئی ساتھ عالیان بھی رک گیا۔کیوں کیا ہوا عالیان نے مسکرا کر پوچھا کچھ نہیں عالیان مگر سوچ رہی ہوں کہ جب میں واپس چلی جاؤں گی مت کیا دادو پھر سے ویسی بن جائے گی عالیان کا مسکراتا ہوا چہرہ سنجیدہ ہو گیا اور علیزہ کو دیکھنے لگا تم اتنی جلدی کہاں جاؤ گی اور تم تو اکیلی بھی ہو پلیز جانے کی ابھی باتیں مت کرو عالیان بس بھی کرو چلو جاگنگ کریں دیر ہو رہی ہے میں تو بس یونہی کہہ رہا تھا اچھا واپس گھر چلتے ہیں مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے علیزہ نے کہا۔

❁❁❁

امرتیا نے تیسری رات کا چلہ مکمل کر دیا اور اب چوتھی رات کے لیے شکار پر جانے کی تیاری کر رہی تھی کچھ دیر کے بعد وہ شہر میں گھوم پھر رہی تھی شہر میں علی الصبح لوگوں کا رش کم تھا اور اکا دکا لوگ شہر کو رونق بخش رہے تھے امرتیا کی

نظریں تیزی سے کام کر رہی تھیں اچانک ہی اس کی نظریں ایک موٹر سائیکل سوار پر ٹھہر گئی وہ ایک جوان آدمی تھا قد کاٹ بھی زبردست تھا اور وہ اس وقت حیران ہو گیا جب چلتی ہوئی موٹر سائیکل ایک جھٹکے سے رک گئی وہ حیران ہو کر پلگ چیک کرنے لگ اور پھر کچھ توقف کے بعد اس نے کک ماری مگر بے سود موٹر سائیکل اسی طرح خرب تھا اچانک اس کے سامنے تن من کرتی امرتیا نمودار ہوئی اور بے دھیانی میں اس سے ہی ٹکرا گئی وہ آدمی پریشان تھا امرتیا کے یوں ٹکرانے سے مزید سیخ پا ہو گیا ساری وہ ماتھے پر بل ڈال کر امرتیا سے بولا بھائی صاحب کچھ لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں مجھے مدد کی سخت ضرورت ہے امرتیا نیاس کے بدلتے تیوروں کو نظر انداز کیا یہ سن کر آدمی کا رویہ بدل گیا مگر بی جی میری بائیک تو خراب ہے میں کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کک ماریں شاید سٹارٹ ہو جائے امرتیا نے امید بھری نظروں سے کہا جیسے ہی اس آدمی نے کک ماری تو حیرت انگیز طور پر بائیک سٹارٹ ہو گئی تمہیں کہاں جانا ہے وہ آدمی بولا مجھے یہاں نزدیک ہی جانا ہے گلاب ٹاؤن تک وہ آدمی مسکرایا اور بولا اتفاق سے میں بھی اسی علاقے میں رہتا ہوں اچھا پلیز جلدی چلیں اگلے لمحے بائیک فراٹے بھرتی ہوئی وہاں سے نکلی آگے ایک تنگ گلی تھی پلیز اسی گلی میں چلئے امرتیا نے مترجم آواز میں کہا اور اگلے لمحے جونہی وہ بائیک گلی میں مڑ گئی اس کی بائیک جنگل میں تھی اس نے بائیک روک دی اور پھٹی پھٹی نظروں سے امرتیا کو دیکھنے لگا ہر طرف بڑے بڑے تنا آور درخت تھے یہ میں یہ میں کہاں آ گیا ہوں اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا امرتیا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دی وہ ہوش کی دینا سے بیگانہ ہو گیا اور تاریکی میں ڈوبنے لگا۔

❀❀❀

ضاویال باباجی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور زرلش کی اغوا کی کہانی اسے سنا چکا تھا باباجی کچھ دیر تک جلالی نظروں سے خلا میں گھورتا رہا اس کے بعد اس نے ضاویال سے کہا بیٹا میں نے عمل کے لیے تمہیں کہا تھا اور آج تک تم نے عمل میں نہایت ہی کامیابی سے طے کیا ہے وہ لوگ زرلش کی وجہ سے تمہیں ڈرانا چاہتے ہیں تا کہ تم عمل میں ناکام ہو جاؤ اگر تم نے عمل ادھورا چھوڑا تب بھی موت تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی تم بس ثابت قدم رہو تا کہ تم اپنے دشمنوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر سکو اور تم بالکل بھی مت گھبراؤ وہ لوگ زرلش کو کچھ بھی نہیں کہیں گے بس دو راتوں کا عمل باقی ہے تم نے گھٹنے ٹیکنے نہیں ہیں بلکہ ان کی رواہ میں ڈٹ کر کھڑا ہونا ہے ٹھیک ہے باباجی میں ایسا ہی کروں گا اور ان جادوگروں سے اپنی زرلش کو بھی بچاؤں گا باباجی عمل ختم کرنے کے بعد مجھے طاقتیں ملیں گی جو قدم قدم پر تمہاری رہنمائی کریں گی تمہیں ایک ناگن کے ساتھ مل کر جادوگروں کے خلاف جنگ لڑنی ہے اور وہ ناگن تمہیں عمل یعنی چلہ مکمل کرنے کے بعد ملے گی اس کا ناگ بھی اس جادوگرنی کی قید میں ہے اور جادوگرنی اس سے شادی کی خواہش مند ہے مگر ناگ نے شاید جادوگرنی کو ٹال مٹول رکھا ہے میرا علم جہاں تک جاتا تھا میں نے دیکھ لیا ہے مگر اس عمل کی بدولت اب تم دونوں کی زندگیاں بچ سکتی ہیں بزرگ بابا نے جلالی انداز میں کہا اب تم جاؤ اور بے فکر رہو کیونکہ زرلش کو وہ لوگ فی الحال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ٹھیک ہے باباجی اب میں چلتا ہوں مگر آپ میرے لیے خصوصی طور پر دعا کریں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں بزرگ بابا نے ضاویال کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اللہ تمہیں تمہارے مقاصد میں کامیاب کرے آمین ۔ضاویال نے اوپر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اب تم جاؤ اور خدا سے اپنے لیے بھی خصوصی دعائیں مانگو بزرگ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا اور ضاویال وہاں سے چلا گیا۔

❀❀❀

زرلش کو سمرن جادوگرنی نے فرش پر پھینک دیا آہ۔۔آہ۔زرلش کا بازو بری طرح زمین پر رگڑا اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی خود بخود زرلش آتشی زنجیروں میں جکڑ گئی اب تم ہمارے قبضے میں ہو یہ کوئی بند کمرہ تھا جہاں پر گہری

تاریکی تھی تم کیا سمجھتی ہو کہ تمہارا شوہر ہمیں مار دے گا اب اگر اس میں ہمت ہے تو مقابلہ کرے اے نادان جادوگرنی تو کیا سمجھتی ہے کہ تو مجھے ڈرا سکے گی یہ تیری بھول ہے بلکہ ضاویال عنقریب تم سب کو نیست و نابود کر دے گا اور وہ اپنے عمل کے آخری مراحل میں ہے سمرن جادوگرنی قہر آلود ہو گئی اور اپنے دائیں ہاتھ سے زوردار تھپڑ زرلش کو مارا اور ہنستی ہوئی چلی گئی فی الحال پر پرزے نہ نکال تو میری قید میں ہے اگر میں چاہوں تو تمہیں ابھی اسی وقت بھوتوں کو تمہاری بوٹی بوٹی کھلا دوں مگر فی الحال ضاویال سے بھی تمہارے زریعے نمٹنا ہے ایک دم وہاں پر آرماش جوگی بھی نمودار ہو گیا سمرن یہ سندر لڑکی کون ہے شکر ہے کہ ارماش کے تم آ گئے یہ زرلش ہے ضاویال کی بیوی اس کو بلوان نے اغوا کرا لیا ہے یہ تو بہت اچھا ہوا ہے ارماش ہنسنے لگا مگر زیبین اور ضہاب کا کیا حال ہے ارماش جوگی فکر مند ہو کر بولا وہ اسی طرح حصار میں قید ہے اور سولہ راتوں کا عمل مکمل کر لیا ہے میں تو چاہتی ہوں کہ ان دونوں کو ختم کر دوں مگر پتہ نہیں ہم انکے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں سمرن جادوگرنی غضب ناک ہو کر بولی یہ بے بسی چند دنوں کے بعد ختم ہو جائے گی ارماش جوگی نے اسے دونوں شانوں سے تھامتے ہوئے کہا وہ کیسے ارماش جوگی ارماش وہ ایسے کہ میں نے بھی ایک طاقتور عمل شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے ویرانے میں قائم حصار ٹوٹ جائے گا اور ہم آسانی سے شالو کو وہاں سے غائب کر دیں گے اور زیبین کو اپنی قید میں کریں گے تمہارا چلہ کب تک ختم ہو گیا سمرن جادوگرنی بے چینی سے بولی بس ضہاب کے چلے سے پہلے پہلے ختم ہو گی مگر پہلے اس ضاویال سے نمٹ لوں اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ ہمیں کیا کرنا ہے وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور زرلش وہاں پر اکیلی رہ گئی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی تھی اور وہ بری طرح سے رو رہی تھی۔

❀❀❀

زیبین میرا دل بری طرح سے دھڑک رہا ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ میری یاداشت آنے کے بجائے مزید چلی جا رہی ہے میں نیم پاگل ہو رہی ہوں شالو یہ صرف وقتی تکلیفیں ہیں عنقریب یہ سب تکلیفیں ختم ہو جائے گی اور تم بھی مان جاؤ گی کہ ہم تمہارے لیے کتنا پریشان رہتے ہیں زیبین مگر میرا دل اس جگہ سے اکتا گیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اس حصار کو توڑ کر کہیں دور چلی جاؤں جب سے ضہاب نے یہ عمل شروع کیا ہے تب سے مجھے لگ رہا ہے کہ میں دن بدن کمزور ہو رہی ہوں زیبین نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا نہیں شالو اس حصار کو کبھی بھی نہ توڑ دینا اور یہ جو تکلیفیں اور گھٹن تمہیں محسوس ہو رہی ہے یہ وقتی ہے تم نے ابھی تک ان حالات کو بہت ہی بہادری سے برداشت کیا ہے اور تم بہت بہادر ہو شالو اگر میں تمہیں اپنی دل کی بات بتاؤں تو تم حیران رہ جاؤ گی شالو نے حیران ہو کر زیبین کو دیکھا تو زیبین بولی شالو میرا دل بھی بہت گھٹن محسوس کرتا ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ میں ایک جگہ قید ہو کر رہ گئیں ہوں مگر میں نے کبھی اپنے دل کا حال تمہیں بتایا ہے نہیں بتایا اس لیے کہ میں تمہیں پریشان کرنا نہیں چاہتی ہوں اور تمہارے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہوں تم حصار نہیں توڑو گی ہم اس حصار کے اندر محفوظ ہیں باہر تو وہ ہمارے کئی دشمن ہیں سمرن جادوگرنی پہنچانا چاہتے ہیں۔ہاں ٹھیک ہے زیبین میں کبھی بھی حصار نہیں توڑوں گی ویسے زیبین یہ ضہاب کنویں سے کب نکلے گا آج ستر واں دبن کا عمل مکمل ہو گیا ہے اور مکمل تیئس دنوں تک ہمیں مزید اسی جگہ پر رکنا ہے شالو زیبین کی باتیں سن کر اپنا دکھ درد بھول جاتی ہے اور آنے والے وقتوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتی ہے یقیناً مستقبل بہت شاندار ہو گا شالو زیر لب بڑبڑائی جبکہ زیبین دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ عنقریب میں پھر سے زندہ ہو جاؤں گی اور انسانوں جیسی جیون بسر کروں گی۔

❀❀❀

ضاویال نے آج چودھویں رات کا عمل بھی مکمل کیا اب صرف ایک دن کا عمل رہ گیا ہے وہ زیر لب بڑبڑایا

حیرت انگیز طور پر آج کا عمل انتہائی سکون و آرام سے گزر رہا تھا اور کوئی خاص قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا تھا وہ صبح ہونے سے پہلے پہلے گھر میں موجود تھا اور پلنگ پر اڑا اتر چھا لیٹا ہوا تھا اسے زرلش کی بہت یاد آ رہی تھی وہ کس حال میں ہوگی اس کی دل می دھڑکن بری طرح سے دھڑک رہی تھی زرلش کی یادیں اور باتیں اس کے ذہن میں گونج رہی تھیں آہ اس کے دل سے ایک سرد آہ ابھری میری زرلش کس حال میں ہوگی وہ شدت غم سے سرخ ہو گیا کل میری چلے کی آخری رات ہے اور پھر انشاء اللہ میں اپنے دشمنوں کے بارے میں جانلوں گا اور انہیں انشاء اللہ کیفر کردار تک بھی پہنچا دونگا اور بابا جی نے کہا تھا کہ عمل کی آخری رات میں مجھے ایک ناگن ملے گی جو انسانی سانچے میں ڈھلی ہوگی اور کئی نورانی طاقتیں بھی میرے وجود کا حصہ بنے گی اس کے ذہن نے اس کا دھیان چلے کی طرف موڑ دیا اور اب وہ ان ہی بارے میں سوچ رہا تھا ہاں پھر میری زرلش بھی رہا ہو جائیگی اور وہ میرے پاس آ جائے گی اس کی دل نے پھر زرلش کو گویا ابھارا جیسے رفتہ رفتہ دل اور دماغ میں جنگ چل رہی ہو اس کے دماغ نے پھر سے اسے وسوسوں میں گھیر لیا وہ ناگن میری ساتھی ہوگی اگر اس نے مجھے کوئی نقصان پہنچا دیا تو نن نہیں تو وہ مجھے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گی کیونکہ وہ میری دوست ہوگی اور دوست تو نقصان نہیں پہنچا سکتے وہ اسی سوچوں میں گم صم سو گیا پہلے پہل تو وہ کروٹ پر کروٹ لیتا رہا اور پھر بلا آخر سو گیا۔

❁❁❁

علیزہ کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو چکے تھے اور وہ ایک ہی خواب بار بار دیکھ رہی تھی آج بھی وہ ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکے کو دیکھ رہی تھی اور وہ کسی ویرانے قبرستان میں ویرانے میں تن تنہا بیٹھا ہوا تھا اور عمل کر رہا تھا اس لڑکے کو ایک لڑکی چیخ چیخ کر پکارتی ہے اس کا نام وہ ضاویال لے کر پکارتی ہے مگر پکارنے والی لڑکی کہیں بھی نہیں آتی اور پھر وہ لڑکا علیزہ سے مل جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہے وہ ایک دم ہڑ بڑا کر اٹھتی ہے اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور وہ بہت برا محسوس کر رہی تھی وہ تھر تھر کانپ رہی تھی مگر جب اس کی نظریں گھڑی پر پڑی تو صبح کے چھ بجے کا وقت تھا سورج نکلنے والا تھا وہ بھی جلدی سے اٹھ بیٹھی اور فریش ہو کر باہر نکلی باہر لان میں گھاس پر شبنم کے قطرے بہت ہی بھلے لگ رہے تھے وہ جھولے پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ سے جھولنے لگی اچانک عالیان کی دادی کمرے میں سے باہر نکل آئی اس نے علیزہ کو دیکھا تو اس کے پاس ہی آ گئی اور اس کے ساتھ جھولے پر بیٹھ گئی علیزہ بیٹھی کیسی ہو دادو میں ٹھیک ہوں اور آپ کیسی ہیں بس اللہ کا کرم ہے میں بھی صبح سویرے روز اٹھ کر یہاں آ جاتی ہو بڑی خوشگوار یت ہوتی ہے ہاں دادو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں ویسے دادو اگر ایک ہی خواب بار بار دیکھائی دے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے بیٹی اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ خواب سچا ہونے والا ہے کیا تم کوئی خواب دیکھ رہی ہو مسلسل نہیں دادو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اچھا میں ذرا ٹہلتی ہوں ۔دادو نے علیزہ کے ہاتھ پر شفقت بھرا ہوا ہاتھ پھیر کر کہا اور علیزہ بھی مسکرا کر رہ گئی مگر دادو کی بات اس کی ذہن کو کھٹکنے لگی کہ میں تو اس خواب کے نتیجے پر نہیں پہنچ سکی ہو کیونکہ جو خواب مجھے مسلسل دکھائی دے رہا ہے وہ یا تو میں ادھورا دیکھتی ہوں وہ بھی وہاں سے اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔

❁❁❁

عالیان صبح آٹھ بجے اٹھا اور فریش ہونے کے بعد وہ سیدھا دادو کے کمرے میں چلا گیا دادو آپ یاد کر رہی تھیں ہے ناں ہاں عالی پتر میں تجھے یاد کر رہی تھی شکر ہے کہ تو آ گیا ہے عالیان بیٹا میں نے ایک فیصلہ کیا ہے کیسا فیصلہ حیران مت ہو بتاتی ہوں دادو جی جو تسبیح پڑھ رہی تھی اس نے تسبیح کو میز پر رکھا اور عالیان کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر بولی عالیان بیٹا میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہے کیا علیزہ مان گئی ہے عالیان حیران ہو کر بولا وہ کیوں نہیں مانے گی دادو

اونچی آواز میں بولی عالیان وہاں سے تیزی سے اٹھ گیا اور دوڑتا ہوا دادو کے کمرے سے باہر نکل گیا ارے سن تو مگر وہ دادو کی آوازوں کو نظر انداز کرتا ہوا چلا گیا اور علیزہ کے کمرے کے دروازے کو زور زور سے پیٹنے لگا علیزہ ہڑ بڑا کر اٹھ گئی وہ گہری سوچوں میں گم تھی اور باہر سے دروازہ زور زور سے پیٹا جا رہا تھا پہلے تو وہ گھبرا گئی کہ کیا قیامت آ گئی ہے پہلے تو وہ ڈر گئی کہ کہیں ان لوگوں کو میرے بارے میں اصلیت تو معلوم نہیں ہو گی کیونکہ پہلے کبھی کسی نے اس گھر میں دروازہ اس طرح سے نہیں پیٹا تھا جیسے آج باہر سے پیٹا جا رہا تھا علیزہ نے ہمت کر کے دروازہ کھول دیا باہر عالیان کھڑا تھا اور وہ بہت ہی خوش دکھائی دے رہا تھا عالیان یہ کیا حرکت ہے۔

علیزہ تم جانتی ہو دادو جان میں میری شادی کرنا چاہتی ہیں آئی ایم سو ایکسائیڈ واؤ گریٹ کس سے علیزہ بھی خوش ہو کر بولی علیزہ میری آنکھوں میں جھانکوں وہ لڑکی تمہیں نظر آ جائے گی کیا مطلب علیزہ پیچھے ہٹ گئی علیزہ تم ہی تو ہو یعنی میرا مطلب ہے کہ تم سے دادو میری شادی کرنا چاہتی ہے علیزہ آئی لو یو علیزہ کو جیسے یہ سن کر ہزار والٹ کا کرنٹ لگا تم مجھ سے چادی کرو گی علیزہ نے کچھ بھی نہیں کہا۔ علیزہ میں بہت خوش ہوا عالیان میں تم سے محبت کرتا ہوں اور دیکھو میری محبت سچی نکلی کہ تم مجھے مل رہی ہو عالیان بس کرو میں تم سے شادی نہیں کر سکتی عالیان ایک دم ساکت ہو گیا پھر کچھ توقف کے بعد بولا مگر کیوں عالی اس کیوں کے پیچھے ایک لمبی کہانی ہے اگر تم وہ کہانے سنو گے تو پھر میں یہی نہیں رہ سکوں گی نہیں تم مجھے وہ کہانی ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے علیزہ چپ تھی اور عالیان کو شروع سے اپنی کہانی سنانی شروع کر دی۔

❁❁❁

علیزہ جو جو کہانی سنا رہی تھی عالیان گم صم ہو رہا تھا اور علیزہ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا اور غیر یقینی انداز میں سر ہلا رہا تھا علیزہ اب کیا ہو گا مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہی ہو اور شادی نہ کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی ہو مگر یہ اداسی عنقریب ختم ہو جائے گی علیزہ کو بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ایک نہ ایکدن اسے جانا تھا اور وہ اتنی بھی بے وفا نہیں تھی کہ بنا بتائے بغیر ان لوگوں کو بے خبری میں چھوڑ کر چلی جاتی ٹیکسی والے کو علیزہ نے ساحل سمندر کا پتہ بتایا اور ٹیکسی سمندر کی طرف رواں دواں تھی علیزہ سوچوں میں گم تھی وہ عالیان کو سوچ رہی تھی اس کے ساتھ وہ حسین لمحات اسے یاد آ رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی کاش عالیان تم ضد نہ کرتے تو چند دن میں تمہارے ساتھ اور گزار سکتی تھی اس کے دل سے ایک سرد سی آہ نکلی مگر ایک نہ ایک دن تو مجھے جانا ہی تھا کل نہ سہی آج ہی اس کے لبوں پر مسکان ابھر ٹیکسی میں بیٹھی تھی بی بی جی سمندر آ گیا ہے ٹیکسی والے نے علیزہ سے کہا علیزہ ٹیکسی سے نکل گئی اور ساحل سمندر کی طرف بڑھ گئی وہ ریت پر چلتی رہی اور ایسی جگہ جا پہنچی جہاں پر بہت کم لوگ تھے اور پھر سورج بھی سر پر چمک رہا تھا وہ مزید کچھ جگہ تیزی سے چلتی رہی اس نے بیگ کو ایک جگہ پر رکھا اور گہرے سمندری پانی میں چھلانگ لگا دی اور اس نے ناگن کی جون بدل ڈالی اور گہرائی میں اترتی چلی گئی اسے سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔

❁❁❁

دن کا سورج غروب ہو گیا اور شام کی تاریکی سیاہ چادر میں بدلنے لگی اور پھر رفتہ رفتہ اندھیرا پھیلنے لگا رات کی تاریکی ہر سو چھانے لگی اور ضاویال گھر سے نکل کھڑا ہوا گاڑی تیز رفتاری سے قبرستان کی جانب رواں دواں تھی دو تین جگہ تو ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا اور اس کے دماغ میں بجلیاں سی چل رہی تھیں ایک گھنٹے کا سفر اس نے آدھے گھنٹے میں طے ہو گیا گاڑی قبرستان میں داخل ہو گئی اور ضاویال گاڑی سے تیزی سے باہر نکلا اسکا رخ قبرستان کی جانب تھا وہ تیزی سے اپنے مقرر جگہ پر جا پہنچا آج کی رات کچھ زیادہ ہی کالی تھی آسمان گہرے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور گرج چمک کی بارش کا امکان تھا ضاویال دائرے میں بیٹھ گیا اور عمل شروع کرنے لگا دور سے گیدڑوں کی آوازیں سنائی دینے لگی کالے قبرستان میں ہر سمت تاریکی کا راج تھا الو کی چیخ نے ماحول کو مزید وحشت زدہ کر دیا اچانک تیز برستی

ہوئی بارش شروع ہوگئی اور ایسے لگ رہا تھا کہ زور کی آندھی کی وجہ سے قبرستان کے تمام درخت جڑوں سے اکھڑ جائیں گے اور ضاویال کے اوپر آگرے گیں۔ ضاویال مسلسل اپنے عمل میں مصروف تھا اور تیزی سے عمل پڑھ رہا تھا اچانک قبرستان میں روشنی پھیل گئی اور وہ روشنی کا وجود دھیرے دھیرے انسانی لبادے میں ڈھلنے لگا اور اس روشنی کے گرد چار سائے نمودار ہوگئے ان میں پوشپا ڈائن کی بدروح روشنی کی شکل میں تھی باقی دو جنات زردار جن اور فرنام تھے اور ان کے آگے پوشپا ڈائن کی بدروح کے ساتھ بلوان کا کالا سایہ کھڑا تھا۔

وہ تینوں زور زور سے ہنسنے لگے ان کی شکلیں انتہائی بدصورت تھیں اور قد کئی فٹ سے بھی زیادہ لمبا تھا آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں زردد اور فرنام جن کے بڑے بڑے سینگ تھے اور ماتھے سے خون کی لکیریں پورے چہرے پر پھیلی ہوئی تھیں پوشپا ڈائن کا وجود آگ اگل رہی تھی اور بلوان کا لاسایہ روشنی میں نہایا ہوا تھا اے لڑکے اگر تو یہ عمل پڑھنا بند نہیں کرے گا تو ہم تیری بیوی کا خون کردیں گے بلوان نے بھیانک آواز میں اسے دھمکی دی ضاویال انکو نظر انداز کرتا رہا اور اپنے عمل میں مصروف رہا وہ ایک ایک کرکے آگے آتے گئے اور دھمکیوں پر دھمکیاں دیتے رہ گئے مگر ضاویال نے ان کی کسی بات کو بھی دل پر نہیں لے لیا اور مسلسل اپنے عمل میں مصروف رہا انکے چہرے بد سے بدتر ہوتے گئے اور پھر پوشپا بولی ہم جارہے ہے تو سوچ ورنہ ہم اس گستاخی کی سزا تیری بیوی کو دیں گے وہ تینوں غائب ہوگئے اور ماحول پھر سے گہرے سناٹے میں تبدیل ہوگیا اس کے بعد چمگاڑوں کا بہت بڑا غول قبرستان کے اندھیرے میں گھومنے لگا ان کی آوازیں کانوں میں بہت بری لگ رہی تھیں۔

ضاویال نے محسوس کیا کہ بارش رک چکی ہے مگر آسمانی بجلی اب بھی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ اپنی خوفناکیت ظاہر کررہی ہے قبرستان میں گھپ اندھیرے کا راج تھا جب آسمانی بجلی چمکتی تو قبرستان میں دور دور تک روشنی پھیل جاتی اور ایسا لگتا کہ دنگی روشنی پھیل گئی ہو مگر یہ روشنی چند ساعتوں کے لیے ہوتی اس کے بعد پھر سے قبرستان میں اندھیرا پھیل جاتا ضاویال کے چلے میں ابھی آدھے گھنٹے کا وقت تھا کہ دور قبرستان میں ایک سایہ دکھائی دیا اور اس سائے کے پیچھے مزید تین چار بڑے قد والے سائے بھاگ رہے تھے اچانک ایک نسوانی چیخ کی آواز نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا اور اسی لمحے آسمانی بجلی روشن ہوگئی قبرستان روشن ہوگیا اور ضاویال کو وہ سایہ دکھائی دیا جو گرتی پڑتی ضاویال کی سمت میں آرہی تھی وہ زرلش تھی ضاویال کا خون منجمند ہوگیا وہ سن ہوکر اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا زرلش کے بال بکھرے ہوئے تھے دوپٹہ اسکے گلے سے نکل کر خاردار کانٹوں میں پھنس کر رہ گیا اور اس کی چیخوں کی آوازیں ضاویال نے سن چکی تھیں اسی لمحے پھر سے ماحول اندھیرے میں ڈوب ہوگیا ضاویال کو اندھیرے میں بھی وہ نظر آرہی تھیں وہ گرتی پھر کھڑی ہوجاتی اس کے پیچھے پوشپا ڈائن لگی ہوئی تھی اور بلوان کھڑا کھڑا زرلش کو دوڑا رہا تھا اس کے ذہن میں بزرگ بابا کیا باتیں یاد آئیں بیٹا اگر تو نے عمل ادھورا چھوڑ دیا تو تیری موت واقع ہوجائے گی وہ پھر سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا عمل کا دوسری شرط بھی بہت ہی خطرناک تھی عمل کے دوران مسلسل دوسری مخلوق کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا تھا اگر شروع کے دنوں میں بندے کی حالت غیر ہوجاتی تو پھر بھی خیر ہوجاتی مگر آخری دن میں کسی بھی مخلوق سے عمل کے دوران ہم کلام ہونے کی ضرورت نہیں تھی ضاویال نے عمل پر مکمل توجہ شروع کردی اور پھر سے حصار میں بیٹھ گیا کچھ ہی دیر میں زرلش گرتی پڑتی ضاویال کے بالکل سامنے پہنچ گئی ضاویال مجھے بچالو خدا کے لیے میری مدد کرو یہ لوگ میری جان لے لیں گے اور میں مرجاؤں گی ضاویال میری مدد کرو وہ بدروحیں اور جنات بھی زرلش کے سر پر پہنچ چکی تھی اور پوشپا ڈائن نے آتے ہی اسے دبوچ لیا اس کو بالوں سے پکڑلیا اور ہوا میں اٹھالیا اس کی چیخوں سے قبرستان لرزنے لگا دیکھ لڑکے ہماری بات مان جا اس میں تیری بھلائی ہے ورنہ ہم اس لڑکی کو زندہ دفن کردیں گے ضاویال نے انہیں نظر انداز کردیا اور پھر سے اپنے عمل میں مصروف ہوگیا آدھے گھنٹے کا وقت باقی تھا ضاویال نے انہیں نظر انداز

کردیا جبکہ ضاویال کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا پوشپا ڈائن نے زرلش کو چھوڑا وہ دھڑام سے زمین پر گرگئی کئی کانٹے اس کے جسم کو لہولہان کرگئے اس کے منہ سے خون نکلنے لگا زرلش چیخنے لگی بے غیرت تو تم آرام سے وہاں اس دائرے میں بیٹھے ہوئے ہو اور خود مزے سے عمل کررہے ہو جبکہ قربانی کا بکرا مجھے بنایا ہوا ہے میں تمہاری وجہ سے بے گناہ ماری جاؤں گی۔

بے غیرت اپنی بیوی کو بچالے ضاویال اس کو جواب دینا چاہتا تھا مگر کسی انجانی طاقت نے اس کے بولنے کی طاقت کو سلب کرلیا اور پھر اس کے دل میں کوندا سا لپکا عمل کے دوران کسی سے بھی بات کرنا منع تھی اس کے دل میں یہ خیال بجلی بن کر تیزی سے آیا اور ناکام ہونے کی صورت میں میری جان بھی جاسکتی ہے اس خیال کے آتے ہی اس نے اپنے عمل کو مزید توجہ دینی شروع کردی اور اونچی آواز میں عمل پڑھنے لگا تمہارا یہ شوہر بہت ہی بے غیرت ہے یہ تمہاری کوئی بات نہیں سنے گا اب ہم تمہیں زندہ درگور کریں گے پوشپا ڈائن نے زردار اور فرنام جن کو اشارہ کیا وہ دونوں اور کچھ ہی دیر میں قبر تیار ہوگئی اس بدبخت لڑکی کو اس قبر میں ڈال دیں پوشپا ڈائن نے ایک نیا حکم نامہ جاری کردیا بلوان سائے نے چیختی چلاتی زرلش کو اٹھایا اور قبر میں پھینک دیا اس دل فسوں منظر سے ضاویال نے آنکھ بند کرلی مگر اسے یہ سارا منظر بند آنکھوں سے بھی نظر آرہا تھا۔

اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ عمل چھوڑ دے اور زرلش کو بچالے دماغ نے فوراً اسے ٹوک دیا دونوں طرف موت ہے اگر سے بچالو گے تو دونوں کو ایک قبر میں دفن کردیا جائیگا اپنے عمل پر توجہ دو ضاویال زور زور سے عمل پڑھنے لگا زرلش کی دل خراش چیخیں پہلے سے بھی بلند آواز میں نکل رہی تھی پوشپا ڈائن بولی بے ضمیر لڑکا اس کو نہیں بچا سکے گا۔ اس پر مٹی ڈال دو اور دونوں جنوں نے زرلش کے اوپر مٹی ڈالنی شروع کردی اس کی چیخیں آسمان کو چھیرنے لگی اور کچھ ہی دیر اس کو منوں مٹی تلے زندہ دفنا دیا گیا اور پھر پوشپا ڈائن کی بدروح بولی ہم اس لڑکے سے بعد میں نمٹ لیں گے وہ چاروں ایک ساتھ غائب ہوگئے اور پھر وہاں پر گہرا سکوت طاری ہوگیا ضاویال پسینے میں شرابور ہوگیا اور اب عمل کے آخری ورد رہ گئے تھے اور کچھ ہی دیر میں اس نے عمل مکمل کرلیا وہ احتیاطاً طور پر اب بھی حصار میں بیٹھا ہوا تھا کچھ ہی دیر میں بابا جی نمودار ہوئے مبارک ہو بیٹا تم کامیاب ہوگئے ہو ضاویال کو عمل کی خوشی بھی تھی اور ساتھ ہی زرلش کی جدائی کا غم بھی بابا جی زرلش کو ان لوگوں نے ماردیا وہ کپکپاتے ہوئے بولا نہیں بیٹا زرلش زندہ ہے بابا جی مسکرا کر بولے ضاویال نے نفی میں سر ہلایا جیسے اس کو یقین نہیں آرہا تھا بیٹا جو کچھ تم نے دیکھا وہ سب نظر کا دھوکہ تھا وہ لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں کہ زرلش کو اتنی آسانی سے ماردیں کیونکہ وہ جادوگرنی جو ہے وہ بہت ہی شاطر ہے بابا جی اب مجھے نورانی طاقتیں کب ملیں گی تاکہ میں ان جادوگروں کا منہ توڑ جواب دے سکوں تھوڑا سا صبر کرلو بیٹا تمہیں آج رات یہ طاقتیں مل جائیں گی بابا جی نے کہا یہ موتی لو اور اسے سالم نگل جاؤ یہ ایک خاص طاقت ہے ضاویال نے فوراً ایسے ہی کیا تو اسکو اپنے جسم میں نئی توانائی کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی جسم میں فولادی طاقت محسوس ہونے لگی۔ بیٹا اس طاقت کی بدولت تم پر کوئی بھی جادو اثر نہیں کرے گا اور تم آسانی سے ان سے مقابلہ کرسکو گے جبکہ اچانک ایک دھماکہ ہوا تو زمین سے ایک خوبصورت آدمی نکلا اس کے سر پر دو عدد سینگ تھے بیٹا جی یہ جن ہے اور تمہیں ایک خاص طاقت دینے آیا ہے بابا جی بولے ضاویال نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور وہ جن بولا ہم نورانی علم کے خاندان سے ہے یعنی ہم مسلمان ہیں اور تم نے جو نورانی عمل کیا ہے اس کی بدولت ہم تمہیں چند جادوائی طاقتیں دیتے ہیں اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر میرے ہاتھ میں دو ضاویال نے جونہی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو جن نے اس کے ہاتھ میں انگلی ایک انگوٹھی پہنائی بیٹا اس انگوٹھی کی بدولت برے وقت میں نور کی طاقتیں تیری مدد کرے گی یہ کہہ کر وہ جن اسی طرح پتھروں کے زمین میں واپس غائب ہوگیا بیٹا مبارک ہو جب تمہیں کسی کی ضرورت ہو تو اس انگوٹھی کو اپنی آنکھوں سے لگا دینا ٹھیک ہے بابا جی۔

بابا جی مسکرائے اچانک ضاویال کو خیال آیا کہ وہ ناگن اسے ابھی تک نہیں ملی بابا جی وہ ناگن جس کا ذکر آپ نے کہا تھا وہ ابھی تک نہیں ملی بیٹا وہ بیچاری تو صبح سے ساحل سمندر پر بیٹھی ہے تو یوں کرو کہ خود اس کے پاس چلے جاؤ ضاویال مسکرایا اور اس نے دل ہی دل میں ساحل سمندر کا ذہن میں خیال لے آیا وہ فورا ساحل سمندر پر پہنچ گیا بابا جی بھی اس کے ساتھ تھے وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ناگن کی طرف بڑھ گئے ساحل پر کوئی بھی موجود نہیں تھا ناگن گیلی ریت پر لیٹی ہوئی تھی اور غالبا اس وقت سونے کی کوشش کر رہی تھی آسمان پر بادل تھے اس لئے رات تاریک تھی ناگن کسی سائے کی مانند رک رہی تھی اچانک ناگن بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی غالبا اس نے انسانوں کی بو سونگھ لی تھی تم ۔۔تو ناگن علیزہ ضاویال کو دیکھ کر بولنے لگی تو میرا مطلب ہے کہ تم ضاویال ہو نا ضاویال اس کے منہ سے اپنا نام سن کر حیران رہ گیا ارے آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں دراصل ۔۔علیزہ ساری کہانی ضاویال کو سنائی آپ روز میرے خوابوں یں آتے ہیں ضاویال مسکرایا اور بابا جی نے دونوں کو ساری کہانی ۔نائی بابا جی آپ تو کہہ رہے تھے کہ جب علیزہ مجھے مل جائے گی تو مجھے سب کچھ معلوم ہو جائے گا کہ میری زرلش اس وقت کہاں ہے ہاں بیٹا تم نے درست فرمایا میں ابھی اس جن زادی کو حاضر کرتا ہوں جو تم دونوں کو سب کچھ بتا دے گی بابا جی کچھ دیر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا رہا اور پھر ورد ختم کرنے کے بعد اس نے زمین پر تین بار پھونکیں ماریں تو زمین میں دراڑ پڑنے لگی اور اس میں سے ایک نقاب پوش لڑکی برآمد ہوئی کیسی ہو زہرہ العین بابا جی میں ٹھیک ہوں کہو کیسے مجھے یاد کیا ہے دراصل تمہیں ان کو ان کے دشمنوں کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنی ہے ٹھیک ہے بابا جی یہ دونوں جو پوچھنا چاہیں میں بتا دوں گی۔

ضاویال بولا اس وقت لوگ کہاں ہیں جس نے میری بیوی زرلش کو اغوا کر لیا ہے زہرہ العین ایک خوبصورت اور دلکش لڑکی تھی اس نے چہرہ مکمل طور پر نقاب میں چھپایا ہوا تھا اور اس کی کالی آنکھیں صرف نقاب میں سے باہر نکلی ہوئی تھیں وہ کچھ دیر بڑبڑاتی رہی اور پھر بولی وہ لوگ اس کالی ایک جزیرے علاقے میں ہیں۔اور ان کے قید میں ہیں ایک لڑکی زرلش قید ہے اور تمہارا ناگ بھی اس کے پاس قید ہے وہ علیزہ کی طرف دیکھ کر بولی وہ بھی اس وقت تمہاری طرح انسانی روپ میں ہے علیزہ نے اپنے ناگ کے بارے میں سن کر خاصی فکر مند ہو گئی وہ تو ٹھیک ہے ناں۔ وہاں ہاں علیزہ وہ جادوگرنی کی قید میں ہے اور جادوگرنی اسے زبردستی اپنانا چاہتی ہے مگر شہزاد تمہاری راہیں دیکھ رہا ہے کیونکہ میں لوگوں کے خیالات جانتی ہوں اور پڑھ سکتی ہوں کہ کون کیا ہے اچھا یہ بتاؤ کہ اس ناگ کے پیچھے تو اور کوئی جادوگر وغیرہ نہیں پڑے ہیں یعنی میرا مطلب ہے کہ کوئی دوسرے لوگ بھی اکثر اس قدر دوسری مخلوق کے پیچھے پڑ جاتی ہیں ہاں علیزہ تم نے بالکل درست کہا سمرن کی دشمن امریتا بھی ناگ کو حاصل کرنے کے ایک بھیانک عمل کر رہی ہے اور وہی لڑکی امریتیا جو خاص شیطانی قوتوں سے مالا مال ہے وہ بھی تمہاری دشمن ہے اس کو ضرور ختم کرنا ہے کیونکہ وہ انسانیت کے لیے خطرہ ہے وہ ناگ کو اس لیے حاصل کرنا چاہتی ہے کہ وہ مزید طاقتیں حاصل کرے اور اس کا ایک گرو جی بھی تھا جو سمرن جادوگرنی اور اس کے ساتھی جوگی ارماش کی مکاری وعیاری کی بھینٹ چڑھ گیا بس ان کو بھی ختم کرنا ہے اور امرتیا کو بھی یہ کہہ کر زہرہ العین خاموش ہو گئی پیاری اور اچھی زہرہ العین یہ بتاؤ کہ ہم جس لڑکی شانتا کی وجہ سے اس شیطانی کھیل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ کیا زندہ ہے یا مر گئی ہے اور کیا ہی کی لاش موت کے کنویں سے کبھی بھی میں نہیں نکال سکوں گا زہرہ العین کچھ دیر ہواؤں میں گھورتی رہی پھر بولی ہاں. وہ لڑکی اب شالو کے نام سے زیبین اور ضہاب چالباز اور شیطانی عمل کرنے والے لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے اور ضہاب اسی موت کے کنویں میں خوفناک عمل کر رہا ہے اگر اس نے عمل مکمل کر لیا تو شالو کی موت واقعی ہو جائے گی اور زیبین جو کسی زمانے میں ضہاب کی محبوبہ تھی وہ اب ایک بدروح ہے زیبین کی بدروح شانتا یعنی شالو کے جسم پر قبضہ کر لے گی اور یوں وہ دوبارہ اس عمل کی بدولت وہ نئی زندگی پالے گی جبکہ حیران کن طور پر اس عمل کی بدولت شالو کے جسمانی خدوخال بھی بدل جائیں گے

اور اس کا جسم زیبین کے نین نقشے کے مطابق ڈھل جائے گا اور کنویں جتنی روحیں قید ہیں وہ سب زیبین اور ضہاب کی غلامی میں آجائے گی اور وہ لوگ ان بدروحوں سے بہت بڑے بڑے کام لے سکیں گے زہرہ العین جیسے ہی چپ ہو گئی

ضاویال نے پھر ایک سوال کیا ہم ضہاب کو کیسے ناکام کر سکتے ہیں انہیں اس وقت تک کوئی بھی ناکام نہیں کر سکتا جب تک ان تینوں میں سے کوئی خود ویرانے کا حصار نہ توڑے اگر ان تینوں میں کوئی حصار توڑ دے تو وہ خود بخود ناکام ہو سکتے ہیں جبکہ ضہاب تو حصار توڑ ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ موت کے کنویں میں قید ہے شالو دو تین بار اظہار کر چکی ہے۔کہ وہ حصار توڑ دے مگر ہر بار زیبن نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے اور زیبین بھی حصار تو کبھی نہیں توڑے گی بائیس دنوں اور راتوں کا عمل باقی رہ گیا ہے اور میں تم لوگوں کو اس ویرانے میں پہنچا سکتی ہوں ٹھی ہے زہرہ العین اگر ہمیں کبھی آپ کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آپ کو کس طرح سے بلا سکتے ہیں نہیں میں سال میں صرف ایک ہی بار حاضر ہوتی ہوں اور تب اس شخص کے سامنے حاضر ہوتی ہوں جس نے نورانی عمل کیا ہو یعنی میرا مطلب ہے کہ جو نور کی طاقتوں کو جانتا ہو اور بابا جی کو بھی ایک سال سے پہلے میں حاضر نہیں ہوں گی میں نے ان کے پتے بھی تم کو بتا دیئے ہیں اب یہ تم لوگوں پر منحصر ہے کہ اپنی ذہانت سے اپنا دفاع کریں اور اپنے دشمن کا خاتمہ کر ٹھیک ہے آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں اتنی مکمل معلومات فراہم کی ہیں ضاویال نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا بابا جی آخر آپ کو کچھ پوچھنا ہے تو پوچھیں زہرہ العین نے بابا جی کی طرف دیکھا نہیں بیٹی مجھے کچھ بھی نہیں پوچھنا ہے البتہ اگر ان کو کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لیں بابا جی نے علیزہ اور ضاویال کی طرف دیکھ کر کہا۔ زہرہ العین اگر ہم ویرانے میں جائیں اور حصار سے ٹکرائیں تو کیا ہمیں وہ حصار نقصان پہنچائے گا ہاں بالکل جب تک ان کا حصار ٹوٹا نہ ہو تب تک اس حصار کے قریب نہیں جانا ہے ٹھیک ہے زہرو العین بیٹھی صبح کی لو پھوٹنے والی ہے اب مجھے جانا ہو گا زہرہ العین بولی اور پھر کچھ ہی دیر کے بعد وہ وہاں سے غائب ہو گئی بابا جی میں علیزہ کو اپنے گھر لے چلوں ابھی تو ناممکن ہے کہ میں سمرن جادوگرنی کے پاس چلا جاؤں وہاں میرے گھر میں ہم منصوبہ بنائیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے ٹھیک ہے ضاویال بیٹے اللہ تجھے کامیاب کریں اور اللہ آپ دونوں کو آپ کی بچھڑی ہوئی خوشیاں واپس لا دے بزرگ بابا جی نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور پھر ڈھیر ساری دعاؤں میں ان دونوں کو رخصت کر دیا اور بزرگ بابا جی غائب ہو گئے۔

❀❀❀

سمرن جادوگرنی لال پیلی پڑ گئی یہ ناممکن ہے اس لڑکے نے عمل کامیابی سے مکمل کر لیا اب کیا ہو گا آرماش کیا ہم کہیں اور چلے جائیں نہیں سمرن جادوگر نہیں ہم جہاں بھی جائیں گے وہ لڑکا ہمیں ڈھونڈ نکالے گا اور میں نہیں چاہتا کہ ہم کہیں بھاگ چلیں ہمارے پاس طاقتیں موجود ہیں ہم ان سے مقابلہ کریں گے اور ڈٹ کر ان کی راہ میں کھڑے ہو جائیں گے اس کی بیوی ہمارے پاس موجود ہے اگر وہ ہمیں مارے گا تو ہم اس کی بیوی کو مار دیں گے اور دوسری بات کہ وہ پانی کا ناگ بھی ہمارے پاس محفوظ ہے اور قید میں ہے اس کی وجہ سے ناگن بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی ان کی قیمتی متاع تو ہمارے قبضے میں ہے اور وہ دونوں ہمارے سامنے بے بس ہو جائیں گے ارماش یہ سب تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ ہم کامیابی کی آخری زینے پر کھڑے ہو جائیں گے بلکہ ہم ان دونوں کی راہوں میں کانٹے بچھائیں گے کہ ان راہوں پر چلتے چلتے وہ لہولہان ہو جائیں گے سمرن جادوگرنی کا قہقہہ ابھرا ابھی سے زرد دار اور فرنام کو تیار کرو اور جنگ تو ہمیں اب ہر حال میں کرنا ہے کیوں ناں ہم خود ہی اعلان جنگ کر دیں ارماش تمہاری یہ بات ہمارے دل کو لگی ہے میں اپنی تمام جادوائی طاقتیں ان کی راہوں میں کھڑی کروں گی اور ہم کسی بھی صورت میں ہار نہیں مانیں گے سمرن جادوگرنی مجھے بھی تم سے یہی توقع تھی ہم اسی جزیرے میں جنگ کریں گے۔

کچھ ہی دیر میں پوشپا ڈائن اور ان کے ساتھ سمرن جادوگرنی کے قریب آ چکے تھے ہماری اس جزیرے کے ردگرد کیڑے مکوڑوں کی طرح پھیل جاؤ اور کسی کو بھی دیکھو تو اس کا خاتمہ کر دوں ٹھیک ہے سمرن جی وہ سب ایک ساتھ غائب ہو گئے اور سمرن جادوگرنی کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی چلو ارماش بے فکر رہو تمہاری طاقتیں بھی ہوں گی ان سب کو اپنی حفاظت پر معمور کر دوں ٹھیک ہے تم نے سمرن جادوگرنی میں ابھی اپنی تمام غلام طاقتوں کو اپنی حفاظت پر معمور کرتا ہوں اور پھر اس کے اردگرد بے شمار بدشکل کالے رنگ مرد اور عورتیں ظاہر ہو گئیں وہ سب بہت ہی خطرناک اور خوفناک تھے یہ سب جوگی ارماش کی طاقتیں تھیں جو غائب تھیں اور اب ظاہر ہو گئی تھیں اور سب ایک ساتھ جوگی ارماش کے سامنے جھک گئے تھے کیا حکم ہے ہمارے لیے ایک بھاری آواز جوگی ارماش اور سمرن جادوگرنی کے کانوں میں گونجی تم لوگوں نے غائب ہو کر ہماری حفاظت کرنی ہے اور کسی کو بھی اس جزیرے میں نہیں چھوڑنا ہے اب تم سب ہر سمت میں پھیل جاؤ اور کسی بھی انجان طاقت کو یا کسی بھی انسان کو اگر دیکھو تو اسی وقت انہیں ختم کر دو ٹھیک ہے سرکار جو حکم آپ کا سب سے بڑا جو عمر میں بڑا تھا اور چہرے میں خوفناک وہ ارماش کے سامنے جھک کر بولا اور پھر سب مختلف سمتوں میں پھیل گئے دیکھا میرا کمال ارماش جوگی سمرن جادوگرنی کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اب ہمیں کوئی نہیں ہرا سکتا اور اس کے قہقہے کے ساتھ سمرن جادوگرنی کا قہقہہ بھی ابھرا۔

❀❀❀

علیزہ نے ضاویال کے گھر میں کئی گھنٹے یونہی ٹہلتے ہوئے گزارے وہ ضاویال کے ساتھ صبح سویرے اس کے گھر میں آئی تھی اور پھر ضاویال نے اسے کہا تھا وہ کسی کام کے سلسلے میں باہر جا رہا ہے اب شام ہونے والی تھی مگر ضاویال ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا علیزہ کے دل میں کئی وسوسے جنم لے چکے تھے اچانک گھر کا دروازہ کھلا اور ضاویال سامان سمیت اندر داخل ہو گیا ضاویال آپ کہاں گئے تھے میرے دل میں کئی بڑے خیالات آ رہے تھے اور آپ کو پتہ تو ہے اگر تمہارا یا مریا کوئی دشمن یہاں پر آ جاتا تو میں کیسے اس سے مقابلہ کرتی علیزہ پریشان لہجے میں بولی ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو مگر میں مجبور تھا کیونکہ مجھے کچھ ضروری سامان خریدنا تھا۔

کیسا سامان علیزہ الجھ گئی دکھاؤں تجھے یہ کچھ ضروری سامان تھا میں نے دو عدد خنجر خریدے ہیں اور کئی زہریلی بوتلیں یہ تیزاب کی بوتلیں ہیں اور دو عدد پستول بھی خریدے ہیں اور رسی کا ایک بڑا بنڈل خریدا ہے جبکہ میں نے عمل سے معلوم کیا ہے کہ ہم پہلے امرتیا کا خاتمہ کریں گے کیونکہ وہ اکیلی ہے اور اس کا ایک پجاری سپیرا ابھی اس کا ساتھی ہے یہ لڑکی پتہ نہیں کیا چیز ہے اس سے بڑے بڑے جادوگر پناہ مانگتے ہیں اور یہ تمہارے ناگ شہزاد کی دشمن بھی ہے اس لیے میں صبح سویرے شہر جاؤں گا اور اپنے علم سے اس خبیث لڑکی کو ڈھونڈوں گا یہ نوجوان لڑکوں کا شکار کرتی ہے اور ان کی خون کو جمع کرتی ہے اس لڑکی نے پانچ راتوں کا عمل مکمل کیا ہے آج کی رات اس کی چھٹی رات ہے امرتیا کو ختم کرنے کے بعد ہم سمرن جادوگرنی اور ارماش جوگی کی طرف جائیں گے علیزہ ضاویال کے باتوں کے جواب میں صرف سر ہلا کر رہ گئی اب بہت رات بیت چکی ہے تم سامنے والے کمرے میں سو جاؤ اور میں اس کمرے میں سوتا ہوں ٹھیک ہے میں بھی چلتی ہوں کل صبح تمہیں جلدی جانا ہو گا یہ کہہ کر علیزہ بائیں جانب بنے ہوئے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی اور ضاویال اس کے ساتھ ملحقہ کمرے میں سو گیا رات دھیرے دھیرے گزرتی رہی اور صبح کی آذانیں دور سے سنائی دی ضاویال اٹھ گیا اس نے صبح کی نماز پڑھی اور جیسے ہی صبح کی روشنی پھیل گئی وہ گھر سے نکل گیا آج بھی ان کے گھر کے گرد نورانی حصار قائم تھا وہ یہ بات علیزہ کو بتانا بھول گیا ورنہ وہ کبھی پریشان نہیں ہوتی وہ اپنی انگھوٹی کی وجہ سے مدد لے رہا تھا اس نے ایک عدد بیگ بھی ساتھ لیا تھا جس میں ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں اس نے شہری لباس پہن رکھا تھا اور اس کا دل سے وہ راستہ دیکھ رہا تھا جس پر امرتیا اس سے ملنے والی تھی وہ شہر کی سڑکوں پر رواں دواں تھا اور آدھے گھنٹے تک چلتا رہا اسے شہر میں ایک حسین وجمل لڑکی دکھائی دی انگوٹھی سے ایک شعاع نکلی اور اس نے انگوٹھی کی طرف دیکھا اس شعاع میں امرتیا کی شکل بن گئی۔۔ یہی ہے امرتیا ضاویال نے دل میں کہا اور اسی کی طرف بڑھ گیا اگلے لمحے وہ امرتیا سے ٹکرا گیا اور امرتیا نے اسے چونک کر دیکھا۔۔آپ کو لگی تو نہیں ضاویال تھوڑا سا پریشان ہو کر بولا۔۔نن نہیں تو امرتیا جلدی سے مترنم سی آواز میں بولی ویسے آپ خاصے جلدی میں ہے۔

ہاں تھا تو مگر اب پریشان ہو گیا ہوں میں گاؤں سے پہلی بار شہر آیا ہوں اور مجھے شہر کی ساری مارکیٹیں ایک جیسی لگتی ہیں کہیں آپ مجھے رستہ سیدھا دکھا سکتی ہیں امرتیا یہ سن کر دل ہی دل میں مسکرائی کام ہو گیا ہاں کیوں نہیں پتہ مجھے بتاؤ ضاویال نے اسے پتہ بتا دیا اور امرتیا اس کو راستہ دکھانے لگی دونوں ایک تنگ و تاریک گلی میں مڑ گئے اور پھر امرتیا نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا تو دونوں غائب ہو گئے اور پھر اسی لمحے جنگل میں نمودار ہو گئے ضاویال بھی دل میں مسکرایا اور اس نے امرتیا کی طرف دیکھا اور پریشان ہو گیا ہم کہاں آ گئے ہیں امرتیا زور زور سے قہقہے لگانے لگی ضاویال نے اپنے بیگ سے تیزاب کی بوتل نکالی اور امرتیا کے اوپر انڈیل دی اس نے یہ سب کچھ بہت ہی جلدی سے کیا امرتیا چیخنے چلانے لگی اور اچھل کود کرنے لگی اس کا حسین وجمیل چہرہ بھیانک حد تک بگڑ گیا ضاویال پر اس نے وار کرنے شروع کر دیئے مگر حیرت انگیز طور پر وہ حیران رہ گئی کیونکہ اس کے جادوائی وار ضاویال پر اثر نہیں کر رہے تھے ضاویال نے اس کے دل کے عین پیوست میں کر دیا پورا جنگل بھیانک چیخوں سے گونج اٹھا ضاویال نے اپنے علم سے مٹی کا تیل منگوایا اور امرتیا پر انڈیل دی اسے آگ لگا دی آخری لمحوں تک وہ جنگل میں دوڑتی رہی اور اس کے جسم سے آگ کے شعلے بلند ہوتے رہے امرتیا کا کام ختم ہو گیا تھا ضاویال نے انگوٹھی کو حکم دیا وہ فوراً اپنے گھر پہنچ گیا سورج خاصہ نکل چکا تھا علیزہ اٹھ گئی تھی اور چائے پی رہی تھی ضاویال کیسے ہو کیا چائے پیو گے ہاں پیوں گا کہو کیا ہوا علیزہ بولی علیزہ میں نے سمرن کا خاتمہ کر دیا ہے وہ شیطان کی بیٹی جیسی تھی اور اگر میرے پاس یہ نورانی انگوٹھی نہ ہوتی تو اس کے خطرناک وار سے مجھے ختم کر دیتے اور یہ سب کچھ اس انگوٹھی کی وجہ سے ہوا ہے علیزہ کو ضاویال نے ساری کہانی سنا دی اور پھر ضاویال بولا آج ہم دونوں ویرانے میں جائیں گے تاکہ اس دونوں کے حصار کو دیکھ سکے ٹھیک ہے ہم تھوڑی دیر بعد چلے گئے علیزہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

❀❀❀

شالو کا جسم جل رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اس کے پورے بدن میں آگ لگا دی ہو اس کے قریب زیبین بیٹھی ہوئی تھی جو گہری سوچوں میں گم تھی شلو کی آنکھیں سرخ ہونے لگی اور زبان بالکل پیاسی رہ گئی وہ اگلے لمحے وہاں پر لیٹ گئی آج سورج کی شعاعیں بھی خاصی تیز تھیں زیبین نے شلو کی طرف دیکھا اور پریشان ہو گئی ارے شالو کیا ہو گیا ہے زیبین مجھے بہت پیاس محسوس ہو رہی ہے تم میرے لیے پانی لاؤ زیبین اندر جھونپڑے میں گھس گئی اور وہاں سے پانی کا کٹورہ بھر کر لائی شالو نے ایک ہی سانس میں پانی پی لیا زیبین کو کٹورہ دے دیا وہ قدرے سنبھل گئی اور پھر سے بیٹھ گئی اگر زیادہ تکلیف ہو رہی ہے تو آؤ میں اندر چلی اندر لیٹ جاؤ میں تمہارا سر دبا دوں گی شالو نے نفی میں سر ہلایا اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا زیبین واپس اندر جھونپڑے میں داخل ہو گئی زیبین اندر کمرے میں کچھ ڈھونڈنے لگی شلو نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور نڈھال سی گر گئی اچانک اس کے ذہن میں کوندے سے لپکے اور پھر اس کے ذہن سے اندھیرا چھٹنے لگا غالباً یقیناً اس کی یادداشت واپس آ نے لگی اسے سب کچھ یاد آنے لگا وہ جو جو یاد کر رہی تھی وہ حیران ہو رہی تھی اس کے ذہن میں کئی چہرے ابھرنے لگے ضاویال اور زرلش کے چہرے وضی کا چہرہ اور ان سب کے سب واقعات جو اس کے ساتھ بیتے تھے وہ دیر تک اپنی ان واقعات پر غور کرنے لگی وہ ضاویال کا اسے گولی مارنا یہاں تک اسے سب کچھ یاد آیا وہ چونک گئی۔

میں شانتا دیوی ہوں میں شانتا ہوں میں یہاں کیا کر رہی ہوں وہ اٹھ گئی اور ویرانے میں سے باہر جانے لگی اچانک پیچھے سے زیبین جھونپڑے سے باہر نکل آئی شلو یعنی شانتا ویرانے میں حصار کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اور حصار توڑنے والی تھی کہ زیبین چیختی ہوئی بولی شالو رکو میری بت سنو مگر شانتا نے مڑ کر نہیں دیکھا اور حصار کے اوپر قدم رکھ دیا زیبین ہوا بن کر اڑ کر آئی اور شانتا کو پکڑنا چاہا مگر شانتا لمحے کے بارھویں حصے میں حصار توڑ چکی تھی زیبین کی بھیانک چیخ فضا میں گونج کر رہ گئی ویرانے میں بنے ہوئے حصار کے اردگرد دائرے کی صورت میں آگ لگ گئی زیبین حصار کے اندر رہ گئی اور شانتا اڑتی ہوئی کئی فٹ دور جا گری شانتا نے مڑ کر دیکھا تو خوف سے اس کی گھگی بند ہو گئی اسے گرنے کے دوران کئی خراشیں آ چکی تھیں اس کے چہرے پر خوف کی واضح تاثرات پھیل چکے تھے کیونکہ جو دائرے موت کے کنویں اور ویرانے کے گرد بنایا گیا تھا اس میں گول دائرے کی صورت میں آگ لگ چکی تھی اور زیبین نے بھٹکتی روحکی طرح اس بڑے آگ شدہ دائرے کے اندر اودھم مچا رکھا تھا وہ بلند ہوتی ہوئی چیختی اور واپس اسی آگ کے آلاؤ میں گر جاتی وہ رفتہ رفتہ کالی شیاہ ہو رہی تھی اچانک ایک دھماکہ ہوا اور کنویں پر رکھا ہوا ڈھکن دھماکے سے اڑ گیا اس میں سے ضہاب آگ میں جھلستا ہوا د باہر نکلا اس کی چیخوں سے فضا بھیانک ہو گئی تھی وہ دونوں آج خود اپنے خوفناک عمل کے بھینٹ چڑھ گئے تھے ان کی چیخیں رفتہ رفتہ مدہم ہوتی گئیں اور پھر دونوں کے وجود اسی آگ میں جھلتے ہوئے آسمانوں کی طرف اڑ گئے کنویں میں سے تمام قید روحیں باہر نکلیں اور آسمانوں کی طرف اڑنے لگیں اچانک ایک روح دھویں کے مانند لہراتی ہوئی شانتا کے اردگرد پھیل گئی شانتا کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔

شانتا نے اسے پہنچان لیا تھا وہ وصی کی روح تھی وصی تم مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ تم اس کنویں میں سے قید تھے اور تم مرے کیسے وصی نے اسے کہا۔ شانتا تمہارا بہت زیادہ شکریہ تم نے ہم سب روحوں کو بچایا ورنہ اس کی غلامی میں ہم کتنی زندگی مزید رہتے اور پھر وصی کی روح نے اس کو ساری کہانی سنائی اب میرا جانے کا وقت ہو گیا ہے شانتا نے اسے دیکھا اور وصی کی روح آسمانوں کی طرف پرواز کر گئی اچانک وہاں پر ارماش جوگی اور سمرن جادوگرنی نمودار ہوئے شانتا نے ان دونوں کو دیکھا مگر پہنچانا نہیں تھا دونوں اس تباہ شدہ مناظر کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے ارماش ہمارے دشمنوں کا خاتمہ کتنی آسانی سے ہو رہا ہے پہلے امریتا ختم ہو گئی پھر یہ دونوں سمرن جادوگرنی قہقہہ لگا کر بولی ہاہاہا۔۔ سمرن زیبین اور ضہاب نے کتنا پیارا تحفہ ہمارے لیے چھوڑا ہے شانتا ان دونوں کو گھور رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کرے تو کیا کرے اس کا دل بہت زیادہ دکھا تھا اس کے اردگرد سب نے مل کر سازشوں کا بڑا خوفناک جال بنا تھا جو وہ اس میں پھنس کر رہ گئی تھی وہ ضہاب اور زیبین کو اپنا ہمدرد اور ساتھی مانتی تھی مگر وہ دونوں بھی دل میں کھوٹ رکھتے تھے اسے ساری کہانی وصی کی روح نے بتائی تھی کہ وہ دونوں تمہیں استعمال کر رہے تھے اور تمہارے وجود پر چلہ کر رہے تھے وہ سوچ رہی تھی کہ اگر مجھے یاداشت یاد آ گئی تو وہ کتنی خوش ہو گی مگر جب اسے یاداشت آ گئی تو وہ زیادہ خوشی کی وجہ سے شالو کی زندگی بھول گئی ورنہ وہ کبھی بھی یوں حصار نہ توڑتی یہ سب تو وہ انجانے میں کر چکی تھی اور اب یہ نئی مصیبت جو نازل ہو چکی تھی اس نئی مصیبت سے وہ کیسے نمٹے وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ سمرن جادوگرنی آواز پر چونک پڑی ارماش جوگی اس لڑکی کو پکڑو اور یہاں سے نکلنے کی کرو میں محسوس کر رہی ہوں کہ کچھ یعنی کوئی آنے والا ہے نہیں بس تھوڑی دیر اور ٹھہرو میں ذرا اس جلی ہوئی جگہ کو دیکھ لوں کیونکہ کسی وقت اس ویرانے پر ہماری حکمرانی تھی اچانک ایک دھماکہ ہوا ارماش جوگی اور سمرن جادوگرنی نے آواز کی طرف دیکھا دونوں حیران رہ گئے۔

یہ آواز کنویں سے ابھری تھی کنویں کے منہ سے بڑے بڑے پتھر نیچے سرک کر گر رہے تھے او ہو ارماش یہ تو بہت برا ہو رہا ہے اس کنویں کو ہمیں یوں برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہیے یہ کنواں ہمارے لیے بہت کار آمد ہے میں نے

تو بہت کچھ اس کنویں کے بارے میں سوچ رکھا ہے سمرن جادوگرنی پریشان ہو کر بولی ہاں سمرن تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر یہ کنواں اب موت کا وہ کالا کنواں نہیں رہا ہے یہ عام کنویں میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اور اب خود بخود ہی بند ہو رہا ہے اس کے پتھر اس کے اندر گر رہے ہیں اور یہ ہمارے لیے اچھا ہے میں نے تو اب یہ سوچ شروع کر دی ہے کہ میں پھر اسی طرح ایک اور موت کا کنواں بناؤں گا اور اس میں انسانوں کی روحیں قید کروں گا وہ دونوں باتیں کر رہے تھے شانتا خوف کے ساتھ وہی کھڑی تھی اچانک وہاں پر ضاویال اور علیزہ نمودار ہو گئے وہ شانتا کے بالکل قریب نمودار ہو گئے سمرن جادوگرنی اور ارماش جوگی نے بھی ان دونوں کو مڑ کر دیکھا شانتا ضاویال کو دیکھ کر اس کی طرف بھاگی ضاویال مجھے ان درندوں سے بچا لو ضاویال ان لوگوں کو دیکھ کر پہنچان چکا تھا سمرن جادوگرنی منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگی ضاویال سمجھ گیا تھا کہ سمرن منتر پڑھ رہی ہے ضاویال آگے بڑھا اس نے سمرن کو بالوں سے پکڑ لیا چھوڑ دو مجھے میں کہتی ہوں مجھے چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گی ارماش جوگی نے ضاویال کے اوپر پھونک ماری تو خوفناک سانپوں کی فوج ضاویال کے جسم کی طرف بڑھنے لگی مگر ضاویال سے ٹکراتے ہی تمام سانپ غائب ہو گئے علیزہ ارماش جوگی کی طرف بڑھ گئی اور اس کے شاہ رگ میں اپنے زہریلے دانت گاڑھ دیئے ارماش جوگی نے ایک بھیانک چیخ ماری سمرن ضاویال سے خود کو چھڑا چکی تھی اچانک ارماش نے منتر پڑھا اور سمرن جادوگرنی کے ساتھ غائب ہو گیا علیزہ تم نے کیا کی اس جوگی کے ساتھ جو اس کی حالت غیر ہو گئی دراصل وہ جوگی تمہیں مارنا چاہتا تھا میں نے موقع دیکھ کر اس کو گردن کے پیچھے ڈس لیا چلو ہمیں بھی ان کے پیچھے جانا چاہیے کیونکہ وہ دونوں زخمی ہو گئے ہیں ضاویال مجھے بھی لے چلو اور میں تم لوگوں سے معافی مانگتی ہوں شانتا رونے لگی شانتا یہاں پر کیا قصہ ہوا۔

تم تو ضہاب اور زیبین کے ساتھ حصار میں قید تھی ضاویال کی پریشانی میں ڈوبی آواز گونجی شانتا نے اسے شروع سے آخر تک کہ تمام کہانی سنا دی شانتا آؤ میرے پاس علم کی طاقتیں ہیں میں تمہیں اپنے گھر چھوڑ آتا ہوں وہ تو ٹھیک ہے مگر وہ دونوں کہیں مجھے اٹھا کر لے نہ جائیں نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ دراصل میرے گھر کے گرد بابا جی نورانی حصار قائم ہوا ہے اور پھر وہ تینوں ویرانے میں غائب ہو گئے اور اب گھر میں موجود تھے علیزہ حیران تھی کہ وہ کھڑے کھڑے ویرانے سے گھر میں نمودار کیسے ہو گئے شانتا بولی ضاویال کیا تمہارے پاس بھی جادو کی طاقتیں موجود ہیں نہیں شانتا دراصل یہ نورانی طاقتیں ہیں اور میری یہ انگوٹھی دیکھ رہی ہو یہ سب اسی کی بدولت ہو رہا ہے غالباً اس کے اندر ایک نیک جن موجود ہے اسے میں جو کچھ بھی کہتا ہوں یہ وہی کرتا ہے اب ہمیں چلنا چاہیے اور ہاں تم گھر سے مت نکلنا ضاویال نے انگوٹھی کو حکم دیا کہ وہ ان کو سمرن جادوگرنی کے پاس پہنچائے ضاویال اور علیزہ غائب ہو گئے اور جزیرے کے اندر بنے ہوئے پتھروں کے گھر مین نمودار ہوئے ہر طرف افراتفری پھیل گئی جنات ادھر ادھر بھاگنے لگے شور کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹنے لگے یہ پتھروں کا بنا قلعہ تھا وہ اور علیزہ دونوں وہاں سے نکلے اور انگوٹھی کی وجہ سے وہ دونوں جنات کو نظر نہیں آ رہے تھے علیزہ نے ضاویال کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا وہ دونوں چلتے ہوئے سمرن جادوگرنی اور ارماش کے ٹھکانے تک چلے گئے جناتی سائے ہوا میں پورے سمندری جزیرے کے اوپر چکرا رہے تھے قلعہ سے باہر ایک دو منزلہ عمارت تھی جو بہت ہی مضبوط تھی اور اس میں ایک زندان بھی بنایا ہوا تھا جس میں بزرلش اس وقت قید تھی دونوں اسی جادوئی عمارت میں داخل ہو گئے سمران جادوگرنی خود اس عمارت کے اندر کھڑی تھی اس کا لباس ہوا میں اڑ رہا تھا اور وہ کوئی منتر پڑھ رہی تھی عمارت کے باہر کئی جنات باہر پہرہ دے رہے تھے ضاویال نے انگوٹھی دروازے پر مرکوز کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا ضاویال اور علیزہ اندر داخل ہو گئے جو جنات پہرہ دے رہے تھے وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگے اور پھر ان جنات نے بڑا دروازہ جلدی سے بند کر دیا وہ دونوں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے رک جاؤ ایک آواز پر دونوں رک گئے ضاویال نے مڑ کر دیکھا تو بلوان کالا سایہ کھڑا تھا تم لوگ تو ہمارے غلام

طاقتوں کو دھوکہ دے سکتے ہو مگر ہمیں نہیں بلوان ضاویال کی طرف بڑھنے لگا اور ضاویال نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ دیا انگوٹھی سے ایک دم جن نکلا اور اس نے بلوان کو پکڑ لیا اور اس کو اٹھا کر عمارت سے باہر پھینک دیا۔

ارماش جوگی ایک جگہ پر پڑا ہوا تھا سمرن جادوگرنی اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی اور اس کی گردن سے زہر نکال رہی تھی سمرن کوئی منتر بھی پڑھ رہی تھی جبکہ اس کے ساتھ زرلش زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ چیخ رہی تھی ضاویال آگے مت بڑھ ورنہ تیری بیوی کو جان سے ماردوں گی سمرن جادوگرنی چیخ کر بولی ضاویال مجھے بچالو یہ کچھ دیر قبل مجھے کوڑوں سے مار چکی ہے میرا پورا وجود درد سے کراہ رہا ہے یہ بہت ظالم ہے ضاویال اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس ناگن کے ساتھ یہاں سے دفع ہو جاؤ آگے ایک قدم بھی بڑھایا تو خیر نہیں ہوگی علیزہ کی متلاشی نگاہیں شہزاد کو ڈھونڈ رہی تھیں ضاویال اس سامنے والے کمرے میں ایک آدمی بھی اس کی قید میں ہے زرلش چیخ کرع بولی علیزہ سمجھ گئی کہ وہی میرا شہزاد ہے جو اس ظالم جادوگرنی نے مجھ سے چھین کر اسے قید کر دیا ہے اے سن اس ناگن سے بھی کہو کہ اگر واپس جانا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں زرلش کو ماردوں گی ضاویال اب کیا کرے علیزہ پریشان کن لہجے میں بولی صبر کرو علیزہ میں کچھ کرتا ہوں علیزہ کو ضاویال نے کہا سمرن جادوگرنی کے ہاتھ میں تیز دھار والی چھری تھی اور اس کی نوک اس نے زرلش کی گردن پر رکھی ہوئی تھی ارماش جوگی نیلا پڑ رہا تھا علیزہ کا زہر اس کے پورے وجود پر رفتہ رفتہ پھیل رہا تھا سمرن جادوگرنی کی نگاہیں ارماش جوگی پر جم گئی نہیں یہ نہیں ہو سکتا ارماش تم نہیں مر سکتے میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی ضاویال نے فوراً اپنی انگوٹھی کا زرلش کی طرف کر دیا اور انگوٹھی سے شعاع سی نکلی جو سمرن جادوگرنی کے ہاتھ سے ٹکرائی تو خنجر اس کے ہاتھ سے دور جا گرا اور وہ بھی کرنٹ کھا کر رہ گئی۔

ایک دم سمرن جادوگرنی نے زنجیروں کو جکڑی ہوئی زرلش کو دونوں ہاتھوں سے گلے سے پکڑ لیا میں اب اس کی جان لے کر رہوں گی اس پر جنون سوار ہو گیا تھا اور زرلش کی اب چیخیں بھی نکل نہیں رہی تھیں علیزہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر کئی جگہ سمرن جادوگرنی کو ڈس لیا سمرن جادوگرنی زرلش کو چھوڑ ہی نہیں رہی تھی ضاویال نے سمرن کو پکڑ لیا اور اس کو زرلش سے الگ کر لیا سمرن پر علیزہ کا زہر کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا ضاویال نے زرلش کو دیکھا جو بری طرح سے نڈھال ہو چکی تھی ضاویال نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن کو پکڑا اور زور زور سے دبانے لگا سمرن جادوگرنی کی حالت بہت ہی بری تھی اور جس جگہ پر علیزہ نے اسے ڈسا تھا وہاں پر سے نیلے رنگ کے شگاف پڑنے شروع ہو گئے کچھ ہی دیر میں سمرن جادوگرنی کی گردن ڈھلک گئی اور وہ بھی ارماش جوگی کی لاش کے اوپر جگری اچانک عمارت کا دروازہ ٹوٹا اور ان میں سے جنات کی فوج روتی ہوئی بلبلاتی ہوئی داخل ہوئی اور سمرن اور جوگی ارماش کے اردگرد پھیل گئی بلوان کا لانسایہ اور پوشپا ڈائن کی بدروح ان میں موجود تھی بلوان چیخ کر بولا ان سب پر ٹوٹ پڑو اور ان سب کو ختم کر دو اس نے ہماری آقاؤں کی جانیں لی لیں سب جنات ایک ساتھ کھیٹرے ہوئے ان میں زددار اور فرنام جنات دونوں آگے آ گئے تھے اور ضاویال کی طرف خونی نظروں سے گھور رہے تھے اور اس سے پہلے ضاویال یا کسی اور پھر حملہ آور ہوتے اچانک ضاویال کی انگوٹھی سے ایک جن نکلا اور ان سب کی طرف خونی نظروں سے دیکھ کر بولا تمہیں ان لوگوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے بلکہ تمہیں ان لوگون کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ ان کی وجہ سے تمہیں آزادی ملی ہے اور آج میں تم سے کو غلام روحوں کو حکم دیتا ہوں کہ تم سب آزاد ہو اور تمام جنات کو حکم کرتا ہوں کہ تم سب بھی آزاد ہو اور یہ پوشپا ڈائن اور بلوان جو سائے کے روپ میں ہیں ان کو میں اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں اصل جڑ یہ دونوں ہیں جو فساد برپا کرتے ہیں اور پھر انگوٹھی والے جن نے ان دونون پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور دونوں جلنے لگے اور راکھ کر ڈھیر بن گئے باقی سب غلام جنات اور روحیں بھی غائب ہو چکے تھے اچانک وہاں پر شہزاد آ گیا جبکہ ضاویال نے زرلش کی زنجیروں کو کھول دیا شہزاد تم کیسے ہو علیزہ فوراً اسے پہنچان گئی۔

علیزہ مجھے یقین تھا کہ تم ضرور میری خاطر سمندر سے نکل کر یہاں تک آؤ گی وہ دونوں گلے ملے اور زرلش کی سانسیں اب رفتہ رفتہ بحال ہو چکی تھی اور اب زرلش کھڑی ہو چکی تھی زرلش اب اٹھ کر سب سے ملنے لگی تھی اور ضاویال کے ساتھ کھڑی ہو کر اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا ضاویال نے شہزاد کی طرف دیکھا وہ بہت خوبصورت تھا ایسا تھا جیسے کوئی شہزادہ ہو شکر ہے کہ تم دونوں مل گئے ضاویال نے مسکرا کر کہا شہزاد بولا مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری علیزہ کا بہت زیادہ خیال رکھا اور بہت زیادہ ساتھ دیا ہم اب جانے والے ہیں ہمیں اجازت دیجئے زرلش کو ان کی ساری کہانی ضاویال نے بتائی اور پھر علیزہ زرلش کے گلے لگ گئی اور شہزاد ضاویال کے گلے لگ گیا کچھ دیر کے بعد وہ دونوں جدا ہوئے اب لوگ کہاں سے جاؤ گے زرلش بولی ہم یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سمندر میں چلے جائیں گے اور ہم دونوں تمہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے یہ کہہ کر وہ دونوں انسانی روپ سے ناگ اور ناگن کے روپ میں ظاہر ہو گئے اور سمندر میں اتر گئے وہ جن بھی ضاویال کے ساتھ کھڑا تھا ضاویال بیٹا یہ انگوٹھی مجھے واپس کر دو وہ جن بولا کیوں باباجی کیونکہ بس میں یہاں تک تمہارا ساتھ دے سکتا تھا اب مجھے واپس جانا ہے کسی نیک انسان کے پاس جو عام آدمی نہ ہو بلکہ خدا کے ذکر الٰہی میں دنیا کو چھوڑ چکا ہو ضاویال نے اسے انگوٹھی دی تو وہ جن بولا تم دونوں آنکھیں بند کرو جونہیں دونوں نے آنکھیں بند کی دونوں کو ایک جھٹکا لگا اور پھر وہ دونوں گھر میں موجود تھے شانتا ان کو دیکھ کر مسکرائی اس کے ہاتھ میں بیگ تھا جس میں شاید اس کا سامان تھا کیسی ہو زرلش شانتا اس کے گلے لگ کر بولی۔ میں ٹھیک ہوں شکایتیں شکوے کرنے کے بعد شانتا بولی میں انڈیا جا رہی ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زرلش بھی اسے نہیں روکنا چاہتی تھی کیونکہ اسے وصی کی یاد آتی تھی پھر وہ چند گھنٹے وہی رہی اور پھر اسٹیشن چلی گئی ضاویال اور زرلش انہیں اسٹیشن تک چھوڑنے گئے تھے اور پھر واپس آ گئے اس کے بعد ان کی زندگی ہمیشہ ایک ساتھ گزری۔

جی میرے معزز اور پیارے قارئین یہ کہانی آپ کو کیسی لگی ضرور اپنی رائے سے آگاہ کیجئے اور اگر یہ سوال کا جواب دیں کہ انسانی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں ان کا مقابلہ کس طرح سے کرنا چاہیے یقیناً یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئی ہوگی میری دعا ہے کہ سب پڑھنے والے دوست ہمیشہ خوش رہیں۔ آمین۔

❁❁❁

خوبصورت لفظوں کی مہک

- جو چیز جلدی حاصل ہوتی ہے وہ زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتی۔
- خواب...... ایک دل فریب ندی کا کنارہ ہوتا ہے جو خوبصورت تو ہوتا ہے لیکن اس کے کنارے بیٹھ کر زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔
- اس انسان سے ڈرنا چاہئے جو اپنی برائیوں کو فخر سے بیان کرے۔
- سونے کے ڈھیر سے بھی وقت کا ایک لمحہ نہیں خریدا جاسکتا۔
- دوستی ایک برف کے گولے کی مانند ہے جسے بنانا تو بہت آسان ہے مگر برقرار رکھنا بہت مشکل ہے۔
- ضمیر ہمارے اندر اس آواز کا نام ہے جو ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ کوئی دیکھ رہا ہے۔
- مایوسی وہ آخری نتیجہ ہے جس پر ہمیشہ بزدل پہنچتے ہیں۔
- خوبصورتی اور بدصورتی سب فانی چیزیں ہیں، ان چیزوں کی طلب کی جاسکتی ہے پرستش نہیں کی جاسکتی۔
- دنیا بھی ایک بازار ہے، اس بازار میں کوئی اپنی مجبوریوں کے ہاتھوں کوڑیوں کے مول بک جاتا ہے اور کوئی موتیوں کے مول بکتا ہے۔

ناگ کا انتقام

---تحریر: قم قم نشادر توال۔ فتح جنگ--

کامران ہاتھ میں خنجر اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا وہ شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھویں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پروار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھیں اس دھویں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھی تھیں کامران نیچے گر کر تڑپنے لگا اس دھویں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عاصم اور شعیب حیران ہو کر اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھویں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا کامران کی ایک بھیانک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عاصم اور شعیب نے دیکھ کہ جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھویں نے حرکت کی اور عاصم اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھویں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عاصم اور شعیب نے اپنے اردگرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یہ زین بھی ناں ہمیشہ دیر کر دیتا ہے ثنا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا ویسے تمہیں آج کل زین کی کچھ زیادہ ہی فکر ہو رہی ہے عاصم نے ثنا کو دیکھتے ہوئے کہا مجھے کیوں فکر ہونے لگی زین کی میں تو اس لیے پوچھ رہی تھی کہ سب آ گئے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا میڈم بھول رہی ہو ابھی شعیب بھی نہیں آیا کامران نے ثنا کی بات کاٹ کر کہا تو ثنا شرمندہ سی ہو کر رہ گئی ارے یار اسے تنگ کرنا چھوڑ دو دیکھو ناں اس کا منہ کتنا سرخ ہو رہا ہے عالیہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو ثنا اسے گھور کر رہ گئی

یہ سب دوست کالج میں کھڑے زین اور شعیب کا انتظار کر رہے تھے ان کے گروپ میں تین لڑکیاں اور چار لڑکے تھے لڑکیوں کے نام ثنا امبر اور عالیہ جبکہ لڑکوں کے نام عاصم زین شعیب اور کامران تھے ثنا اور زین ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں زین گاؤں سے آتا ہے اس لیے اسے تھوڑی دیر ہو جاتی ہے اور باقی یہ تمام دوست زین کے گاؤں گئے تھے زین نے اپنے دوستوں کو پورے گاؤں کی سیر کرائی تھی دو دن گاؤں میں رہنے کے بعد یہ سب دوست واپس آ گئے کامران ابھی اس کالج میں نیا آیا تھا اس نے ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی اس کالج میں ایڈمشن لیا تھا کامران کو یہ گروپ پسند آیا اس لیے کامران انکے گروپ میں شامل ہو گیا کامران بہت ہی خوبصورت تھا خاص کر اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں اس کی آنکھوں میں ایک کشش تھی جو دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی عالیہ دل ہی دل میں کامران کو پسند کرتی ہے لیکن کبھی اظہار نہیں کر پائی کامران کا ماضی کوئی نہیں جانتا تھا کامران نے انہیں اپنے بارے میں صرف اتنا بتایا کہ وہ اس دنیا میں اکیلا ہے اس کے ماں باپ اس دنیا میں نہیں ہیں اور اس کا کوئی بہن بھائی بھی نہیں ہیں۔

زین آ گیا ہے عاصم نے ثنا کے کان میں سرگوشی کی ثنا نے سامنے دیکھا تو اس کا پریشان چہرہ ایک دم کھل اٹھا السلام علیکم زین نے آتے ہی کہا وعلیکم اسلام سب نے ایک ساتھ کہا شعیب آج نہیں آیا کیا زین نے پوچھا شعیب کی تمہیں بہت فکر ہے کوئی تمہارے انتظار میں مرا جا رہا ہے لیکن تمہیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ ثنا نے غصے سے کہا تو باقی دوست ہنسنے لگے اتنے میں شعیب بھی آ گیا ارے بھائی یہاں کیوں اتنے قہقہے لگائے جا رہے ہیں شعیب نے تجسس سے پوچھا تمہارے آنے کی خوشی میں ثنا نے بے زاری سے جواب دیا تو ایک بار پھر ان کے قہقہے گونج اٹھے آج کلاس اٹینڈ نہیں کرنی کیا امبر نے کہا تو سب دوست کلاس کی طرف بڑھ گئے آج سارا دن زین بہت پریشان سا تھا اس کی یہ پریشانی سب نے نوٹ کی تھی چھٹی ہوئی تو سب دوست باہر آ گئے زین کوئی پریشانی ہے تو ہمیں نہیں بتاؤ گے کیا ثنا نے زین سے پوچھا نہیں مجھے تو کوئی پریشانی نہیں ہے زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نہیں زین تم کچھ چھپا رہے ہو ہم سے عالیہ نے زین کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا چھوڑو یار کوئی خاص بات نہیں ہے زین نے آہستہ سے کہا خاص نہیں ہے تو عام ہی بتا دو عاصم نے زین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں یار آج میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے مجھے لگ رہا ہے کچھ ہونے والا ہے میرا دل کہہ رہا ہے کہ ایک طوفان ہماری زندگی میں آنے والا ہے جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا زین نے بتایا کچھ نہیں ہوتا یار کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت خراب ہے گھر جا کر آرام کرو گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ثنا نے زین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو زین مسکرا دیا یار بہت دیر ہو رہی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے عالیہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب دوست اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے زین بھی اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا زین اب جس جگہ سے گزر رہا تھا وہ جگہ بہت ہی ویران تھی سڑک کے ایک طرف بڑے بڑے پیاڑ تھے جبکہ دوسری طرف جگہ ویران سی تھی اور کئی سوکھے ہوئے درخت بھی تھے آج زین کو یہاں سے گزرتے ہوئے وف سا منحوس ہو رہا تھا وہ خالی خالی نظروں سے اردگرد کے ماحول کو دیکھ رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل تیزی سے اس کے پاس سے گزری اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی زین نے جلدی سے بریک لگائی ارے کامران تم یہاں کیسے زین نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے کہا۔

تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے زین کے پاس آ کر کہا اگر ضروری بات کرنی تھی تو کالج میں ہی کر لیتے زین نے کامران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بات میں نے تم سے کرنی ہے اس کے لیے یہ جگہ ہی ہونی چاہیے تھی کامران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اچھا جو بھی بات ہے جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے زین نے کامران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بہت جلدی ہے تمہیں اوپر جانے کی کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیا مطلب کیسی باتیں کر رہے ہو کامران زین نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا ویسے زین اگر میں کہوں کہ میں انسان نہیں ہوں ت تم کیا کہو گے کامران نے زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں کہوں گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا زین میں انسان نہیں ہوں کامران نے آہستہ سے کہا اچھا تو پھر کیا ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا خود ہی دیکھ لو کامران نے اتنا ہی کہا اور اس کا قد چھوٹا ہونا شروع ہو گیا زین خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا خوف سے اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا اب کامران کی جگہ ایک بہت ہی بڑا کالا ناگ پھن پھیلائے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوا تھا اس ناگ کے سر پر سرخ رنگ کا ایک نشان تھا زین نے ایک چیخ ماری اور پیچھے ہٹ گیا لیکن ناگ اس سے زیادہ پھرتیلا تھا وہ جلدی ہی زین تک پہنچ گیا اور پھرتی سے زین کے جسم پر لپٹتا چلا گیا۔

اس ناگ نے زین کے سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا زین خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ زین کوئی چالاکی کرتا ناگ نے زین کی گردن پر ڈس لیا زین نیچے گرنے ہی والا تھا کہ ناگ جلدی سے اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا زین نیچے گر کر تڑپنے لگا کامران بھی اپنی اصلی شکل میں آ چکا تھا میری ناگن بھی اسی طرح تڑپی تھی کامران نے غصے سے کہا کافی دیر تڑپنے کے بعد زین کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی تھی کامران نے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی موٹر سائیکل سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔

❁❁❁

امبر نے اپنا کام جلدی سے ختم کیا اور ثنا کے گھر کی طرف چل پڑی ثنا کا گھر امبر کے گھر سے تھوڑا ہی دور تھا امبر ثنا کے گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ثنا کی امی بیٹھی ہوئی تھیں اسلام وعلیکم آنٹی امبر نے کہا وعلیکم اسلام ثنا کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا آنٹی ثنا کہاں ہے امبر نے پوچھا اپنے کمرے میں ہے ثنا کی امی نے بتایا اچھا آنٹی میں جاتی ہوں امبر نے کہا اور ثنا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی ثنا کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی ہیلو امبر نے ثنا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اوہ تم ثنا نے امبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا ہو رہا ہے امبر نے پوچھا یار کافی دیر سے زین کو کال کر رہی ہوں لیکن وہ ریسیو ہی نہیں کر رہا ہے ثنا نے مصروف ہو امبر نے خیال ظاہر کیا اس سے پہلے کہ ثنا کچھ کہتی اس کا موبائل بج اٹھا زین کی ہی کال ہے ثنا نے کہا اور موبائل کان سے لگا لیا ہیلو کیا یہ یہ نہیں ہو سکتا ثنا نے روتے ہوئے کہا۔ اور موبائل اس کے ہاتھ نیچے گر گیا۔ امبر نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور اپنے کان سے لگا لیا۔

ہیلو کیا یہ سب کیسے ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے رابطہ منقطع کر دیا ثنا مسلسل روئے جا رہی تھی امبر بھی خود کو سنبھال نہ سکی اور رونے لگی امبر نے ثنا کو گلے سے لگا لیا اور کہا ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا خود کو سنبھالو ثنا کسی ایک شخص کے چلے جانے سے زندگی رک تو نہیں جاتی ناں پلیز امبر مجھے زین کے پاس لے جاؤ میں اس کو آخری بار دیکھ تو لوں ثنا نے روتے ہوئے کہا اچھا میں باقی دوستوں کو بھی فون کر کے بلاتی ہوں ثنا امبر نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور اپنے دوستوں کو فون کرنے لگی زین کی موت کی خبر سن کر سب پر قیامت ٹوٹ پڑی تھوڑی ہی دیر بعد سب دوست گاڑی میں سوار ہو کر زین کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے جب انہوں نے زین کی لاش کو دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے زین کا سارا جسم نیلا پڑ چکا تھا زین کے ماں باپ اس کی چارپائی کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ثنا کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے کچھ دیر بعد زین کو نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا عاصم نے اپنے دوستوں سے کہا۔

آپ سب شہر واپس چلے جائیں میں صبح آ جاؤں گا پھر عاصم کے علاوہ سب دوست شہر واپس آ گئے اگلے دن ثنا کے علاوہ سب دوست کالج میں کھڑے عاصم کا انتظار کر رہے تھے اچانک ہی انہیں عاصم دور سے آتا ہوا دکھائی دیا اس کے چہرے پر گہری پریشانی چھائی ہوئی تھی سب کے لیے ایک بری خبر ہے عاصم نے آتے ہی کہا کیسی خبر کامران نے پوچھا پہلے یہ بتاؤ کہ ثنا کہاں ہے عاصم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا وہ آج نہیں آئی عالیہ نے بتایا اچھا بتاؤ ناں کیا خبر ہے شعیب نے تجسس سے پوچھا رات کو کوئی زین کی قبر سے لاش نکال کر لے گیا ہے عاصم نے بتایا کیا سب نے ایک ساتھ کہا کس نے لاش نکالی ہے شعیب نے پوچھا یہ تو ابھی پتہ نہیں چل سکا لیکن گاؤں والے ڈھونڈ رہے ہیں اسے عاصم نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا آج کا دن سب کا اداس گزرا چھٹی کے بعد سب دوست اپنے اپنے گھر چلے گئے ثنا اپنے کمرے میں بیٹھی زین کو یاد کر رہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا ہیلو ثنا نے کال ریسیو کر کے کہا ہیلو ثنا میں کامران بول رہا ہوں دوسری طرف سے آواز آئی ہاں کامران بولو میں سن رہی ہوں ثنا نے بے زاری سے کہا ثنا زین نے مجھے ایک چیز دی تھی تمہارے لیے وہ دینی تھی تمہیں کامران نے آہستہ سے کہا تو میرے گھر میں لے آؤ ثنا نے کہا تمہاری امی کو برا تو نہیں لگے گا۔

کامران نے پوچھا وہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں وہ خالہ کے گھر گئی ہوئی ہیں ثنا نے بتایا اچھا میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر کامران نے فون بند کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ ثنا کے کمرے میں تھا کہاں ہے وہ چیز جو زین نے تمہیں دی تھی ثنا نے پوچھا یہ ہے کامران نے سفید رنگ کا ایک کپڑا اپنی جیب سے نکال کر اسے دیکھایا یہ دیا تھا زین نے ثنا نے پوچھا نہیں یہ تو خود لے کر آیا ہوں کامران نے کہا اور پھرتی سے وہ کپڑا اس کے منہ پر باندھ دیا کامران نے کچھ پڑھ کر ثنا پر پھونک ماری تو اس کے ہاتھوں کو کسی ان دیکھی طاقت نے جکڑ لیا تھا ثنا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن آواز اس کے گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خنجر آ گیا کامران نے ہاتھ میں خنجر لیے اس کی طرف بڑھا اور ایک وار سے اس کا بازو اس کے بدن سے الگ کر دیا ثنا درد کی شدت سے تڑپ اٹھی وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن چیخ نہ سکی کامران نے ایک اور دار کر کے اسکا دوسرا بازو بھی الگ کر دیا ثنا یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی کامران کو اس پر ذرہ بھی ترس نہ آیا اور ایک ہی وار سے اس کی گردن بھی الگ کر دی کمرے میں ہر طرف خون ہی خون پھیل گیا کامران نے ایک قہقہہ لگایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

❁❁❁

ثنا کی لاش کی حالت بہت ہی خراب تھی ثنا کی لاش کی حالت کو دیکھ کر سب دوستوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی اور پھر نماز جنازہ کے بعد ثنا کو بھی سپرد خاک کر دیا گیا پھر وہ ہی ہوا جس کا سب کو ڈر تھا ثنا کی بھی لاش کو رات کو کوئی قبر سے نکال کر لے گیا عاصم شعیب امبر عالیہ اور کامران بہت ہی پریشان تھے انہیں اپنی زندگی کی فکر ہونے لگی تھی انہیں زین کی کہی ہوئی بات بہت یاد آ رہی تھی اور انہیں اس کی بات سچ بھی لگ رہی تھی جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا لیکن اس وقت تو انہوں نے زین کی بات پر توجہ نہیں دی تھی لیکن آج زین کی وہ کہی ہوئی بات بار بار انکے کانوں میں گونج رہی تھی پھر اسی پریشانی میں دو دن بیت گئے لیکن کامران نے اپنا اگلا شکار نہیں کیا

کمران کی نظر اب عالیہ پر تھی رات کو عالیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ اس کی آنکھ ایک آہٹ کی وجہ سے کھل گئی عالیہ کو اپنے کمرے سے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی اس نے سوچا بھائی ہو گا یا ابو ہوں گے باہر پانی پینے یا کسی اور کام سے آئے ہوں گے اس نے اس بات کو نظر انداز کر دیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازے پر ہلکی سی ٹھک کی وجہ سے اس کی آنکھ دوبارہ کھل گئی لیکن وہ چپ چاپ لیٹی رہی اس نے کوئی بھی حرکت نہیں کی تھی اب تو بار بار ہلکی سی ٹھک کی آواز سے دروازہ بجتا تھا خوف سے اس کا سارا جسم پسینے پسینے ہونے لگا اس کا دل چیخنے کو چاہ رہا تھا لیکن وہ اس وقت یہ سب کچھ کر کے گھر والوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تھوڑی دیر بعد وہ آواز آنا بند ہو گئی تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی اچانک ہی اس کی نظر کھڑکی کی طرف چلی گئی۔

کھڑکی سے باہر اسے ایک عکس دکھائی دیا اس عکس کو دیکھنے کے بعد اس کے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا اس کے دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی اور وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے اس عکس کو دیکھنے لگی کک کو کون ۔۔۔کون ہو عالیہ نے ہمت کر کے پوچھا عالیہ میں کامران ہوں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں کامران نے آہستہ سے کہا تو عالیہ جلدی سے درواز ے کے پاس آئی اور دروازہ کھول دیا تو سامنے کامران کھڑا مسکرا رہا تھا کامران تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو عالیہ نے آہستہ سے پوچھا یار تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کامران جو بھی بات کرنی ہے جلدی کرو کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہو گی عالیہ نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا جب اس نے کامرانکی طرف دیکھا تو ایک دم کانپ کر رہ گئی کامران کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر تھا اور وہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس کی آنکھیں جتنی خوبصورت تھیں اتنی ہی انمیں وحشت بھری ہوئی تھی اس سے پہلے کہ عالیہ چیختی کامران نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماردی عالیہ نے چیخنا چاہا لیکن اس کی آواز گلے

میں ہی دب کر رہ گئی۔

عالیہ بار بار منہ کھول کر چیخنا چاہ رہی تھی لیکن وہ ناکام رہی کامران نے اس پر ایسا کچھ پڑھ کر پھونک دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں سکتی تھی کامران نے اسے ایک ہی لمحے میں گونگا کر دیا تھا عالیہ نے جس سے پیار کیا تھا جسے دل ہی دل میں دیوانگی کی حد تک چاہا تھا آج وہ ہی اس کے سامنے اس کی موت بنا کھڑا تھا وہ عالیہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک ہی کامران اپنے جسم کو حرکت دی اور عالیہ کی طرف بڑھا عالیہ نہیں نہیں میں سر ہلا رہی تھی خوف سے اس کا سفید چہرہ زرد پڑ گیا تھا کامران عالیہ کے پاس پہنچا اور اس کے بالوں سے پکڑ لیا اور خنجر کے پے در پے وار اس کے چہرے پر کر دیئے وہ درد کی شدت سے تڑپ رہی تھی لیکن وہ اپنی منہ سے ایک آواز بھی نہیں نکال پائی تھی اچانک ہی کامران نے اپنا ہاتھ روک لیا عالیہ کا سارا چہرہ خون سے تر ہو چکا تھا لیکن اس کی آنکھیں ابھی سلامت تھیں کامران نے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی عالیہ نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔

وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر میرا قصور کیا ہے مجھے کس جرم کی سزا دے رہے ہو میں نے تو تم سے بنا پوچھے ہی پیار کیا تھا اس پیار کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہو وہ یہ سب اس سے پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی آواز گلے میں ہی دب کر رہ گئی تھی اچانک ہی کامران کا ہاتھ ایک دفعہ پھر حرکت میں آیا اب کامران کے خنجر کا نشانہ اس کی آنکھیں تھیں۔ اس نے خنجر کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو اپنی آنکھوں کو بند کر لیا کامران کو اس پر زرہ بھی ترس نہ آیا پھر اس نے خنجر سے وار کر کے اس کی آنکھوں کو باہر نکال دیا وہ اس کے ہاتھوں میں تڑپ کر رہ گئی تھی پھر کامران نے اس کے باقی جسم پر بھی خنجر کے وار کرنا شروع کر دیئے کامران نے اس کا سارا جسم خون سے تر کر دیا تھا ابھی اس کے جسم میں چند سانسیں باقی تھیں کامران نے اپنا آخری وار کیا اور خنجر اس کے سینے میں اتار دیا تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد دھیرے دھیرے اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا کامران نے ایک نفرت بھری نظر اس کو دیکھا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

صبح جب عاصم شعیب اور امبر کو عالیہ کی موت کی خبر ملی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑی سب کے چہروں پر خوف تھا موت کا خوف انہیں اب اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جو کوئی بھی ہے یہ قتل کر رہا ہے وہ صرف ہم دوستوں کا ہی دشمن ہے کیونکہ ابھی تک جتنے بھی قتل ہوئے تھے ان کے دوستوں کے ہی ہوئے تھے کامران بھی ان پر یہ ہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ان سب واقعات سے بہت زیادہ خوفزدہ ہے وہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا ان کے غم میں برابر کا شریک ہوتا تا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو کہ یہ گھناؤنا کھیل وہ ہی ان کے ساتھ کھیل رہا ہے بہرحال جب انہوں نے عالیہ کی لاش کو دیکھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے امبر تو بہت ہی زیادہ رو رہی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جس نے بھی عالیہ کا یہ حال کیا ہے اگر وہ میرے سامنے آ جائے ناں تو میں اس کی بوٹی بوٹی کر دوں شعیب نے روتے ہوئے کہا ہاں یار بہت ہی برا حال کیا ہے اس نے عالیہ کا اس ظالم کو زرہ بھی ترس نہ آیا اس معصوم پر ہم اس کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے عاصم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا یار کیسی باتیں کر رہے ہو کوئی قاتل قتل کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ قتل اس نے کیا ہے کامران نے دونوں کی طرف ہوئے کہا بہرحال عالیہ کی لاش کی حالت بہت ہی خراب تھی اس لیے اسے جلد ہی نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا اس کام سے فارغ ہو کر سب دوست اپنے اپنے گھروں میں چل دیئے شام کو عاصم اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا ہوا کافی دیر سے کچھ سوچ رہا تھا پھر اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے فون کر کے شعیب کو اپنی طرف بلا لیا دس منٹ بعد شعیب عاصم کے کمرے میں داخل ہوا ہاں یار کیوں بلایا ہے شعیب نے عاصم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا پہلے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میں جو تم سے کہنے والا ہوں اس میں تم میرا ساتھ دو گے عاصم نے شعیب کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یار جو تو کہے گا میں وہ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں شعیب نے کہا دیکھ یار جو بھی یہ قتل کرتا ہے وہی رات کو قبر سے لاش نکال کر لے جاتا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ آج رات عالیہ کی لاش نکالنے ضرور آئے گا میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں قبرستان میں کہیں چھپ کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کون ہے اور وہ لاش کہاں لے کر جائے گا عاصم نے اسے اپنا منصوبہ بتایا تو وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوگیا جب رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلنے لگا تو وہ دونوں اٹھے اور قبرستان کی طرف چل دیئے چاند اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا جس کی وجہ سے انہیں ہر چیز صاف نظر آرہی تھی وہ چلتے چلتے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کوئی دیکھ تو نہیں رہا بہر حال وہ چلتے چلتے قبرستان میں جا پہنچے قبرستان میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا اچانک دور کہیں کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو اور بھی خوفناک بنادیا وہ خاموشی سے چلتے ہوئے دھک دھک کرتے ہوئے دل کے ساتھ ایک بڑی سی قبر کے پیچھے جا کر چھپ گئے ان کی نظریں عالیہ کی قبر پر جمی ہوئی تھی ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے خوف ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہا تھا کیونکہ آج وہ پہلی دفعہ رات کو قبرستان آئے تھے اس سے پہلے وہ کبھی بھی رات کو قبرستان میں نہیں آئے تھے۔

اچانک ہی انہیں ایک طرف سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ اس طرف متوجہ ہوئے انہیں دور سے ایک شخص اس طرف کو آتا ہوا دیکھائی دیا وہ بہت دور تھا اس لیے وہ اسے پہنچان نہیں پا رہے تھے وہ چلتا ہوا بڑی قبر کے پاس سے گزرا تو ان کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے انہوں نے اسے پہنچان لیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ان کا اپنا ہی دوست کامران تھا کامران چلتا ہوا عالیہ کی قبر کے پاس جا کر رک گیا وہ گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا یہ کامران اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے شعیب نے عاصم کے کان میں سرگوشی کی تو عاصم نے اس کو خاموش رہنے کو کہا کامران گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے سر کو حرکت دی اور گھوم کر ادھر ادھر دیکھا جب اس کو تسلی ہوگئی کہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے تو اس نے ایک جھاڑی سے زمین کھودنے والا اوزار نکالا اور عالیہ کی قبر کی طرف بڑھا پھر کچھ ہی دیر بعد اس قبرستان کے پرسکون ماحول میں پھاوڑے کی آوازیں گونجنے لگیں جلد ہی اس نے قبر سے ساری مٹی ہٹالی تھی پھر وہ جلدی سے قبر میں اتر گیا اور عالیہ کی لاش کو قبر میں سے باہر نکال کر رکھ دی اس کے بعد وہ قبر سے نکلا اور وہ اوزار دوبارہ اسی جھاڑی میں چھپا دیا۔

عاصم اور شعیب اسے یہ سب کرتا ہوا دیکھ رہے تھے

پھر کامران نے عالیہ کی لاش کو کندھے پر اٹھایا اور قبرستان میں سے باہر کی طرف چل دیا عاصم اور شعیب بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے کامران قبرستان سے نکل کر دوسری طرف بنے جنگل میں داخل ہوگیا جنگل بہت گھنا تھا ہر طرف وحشت ہی وحشت تھی وہ دونوں بھی ڈرتے ہوئے اس کے پیچھے ہی پیچھے تھے کامران ایک کنویں کے پاس جا کر رک گیا اس نے عالیہ کی لاش کو کندھے سے اتارا اور کنویں میں پھینک دیا اور پھر وہ خود بھی کنویں میں اتر گیا عاصم اور شعیب کنویں کے پاس آئے انہوں نے آہستہ سے کنویں میں جھانک کر دیکھا تو کنویں میں ایک عجیب روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ سوکھا ہوا کنواں تھا جس کے ایک طرف کمرہ بھی بنا ہوا تھا اس کنویں میں اترنے کے لیے لکڑی کیا ایک سیڑھی بھی تھی کامران اس سیڑھی سے اتر رہا تھا سیڑھی سے اترنے کے بعد اس نے عالیہ کی ہوئی لاش کو اٹھا اور اس کمرے میں گھس گیا عاصم اور شعیب بھی آہستہ آہستہ کنویں میں اترنے لگے ان کا خوف کس حد تک ختم ہو چکا تھا وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کامران کیا کرنا چاہتا ہے وہ نیچے اترے تو اس کمرے کا دروازہ بند تھا انہوں نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو دروازہ بنا آواز کے کھل گیا دوسری طرف کا منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گئے خوف ان کے چہروں پر پھر سے نمایاں ہونے لگا وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے اس ہولناک منظر کو دیکھ رہے تھے کمرے میں وحشت ہی وحشت پھیلی ہوئی تھی کمرے میں سامنے پتھر کا ایک بڑا سا تخت بنا ہوا تھا جس پر عالیہ کی لاش

ہوئی تھی۔

عالیہ کے ساتھ ہی ایک اور لڑکی کی بھی لاش تھی کامران اس اس تخت کے سامنے کھڑا تھا کمرے کے ایک کونے میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے تھے اور کمرے میں موجود ہی چیز خون سے رنگی ہوئی تھی کامران نے ابھی تک پیچھے نہیں دیکھا تھا وہ خاموشی سے اندر داخل ہوئے سامنے ہی دیوار پر لگی ہوئی تصویروں نے انہیں چونکا دیا دیوار پر زین ثنا عالیہ امبر عاصم اور شعیب کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور ان تصویروں پر ایک سرخ رنگ کی لائن بھی لگی ہوئی تھی دوسری دیوار پر ایک بہت ہی خوبصورت حسینہ کی تصویر لگی ہوئی تھی وہ لڑکی حد سے زیادہ خوبصورت تھی اور اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بالکل کامران جیسی تھیں۔

شعیب اور عاصم نے کامران کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کئے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے میں مصروف تھا عالیہ کی لاش کے ساتھ اس تصویر والی حسینہ کی لاش پڑی ہوئی تھی اس کا خوبصورت چہرہ اور جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اچانک ہی کامران نے آنکھیں کھولیں اور عالیہ کی لاش پر پھونک ماری تو اس کے جسم سے دھواں اٹھنے لگا دھیرے دھیرے وہ دھواں بڑھ رہا تھا پھر وہ دھواں تیزی سے اس حسینہ کے جسم میں داخل ہوگیا جیسے ہی دھواں اس کے جسم میں داخل ہوا تھا اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تھا عاصم اور شعیب خوفزد نظروں سے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے جب انہوں نے دوبارہ عالیہ کی لاش کی طرف دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے کیونکہ اب عالیہ کی لاش کی بجائے وہاں ایک ڈھانچہ پڑا ہوا تھا کامران اس کام سے فارغ ہو کر جیسے ہی پیچھے مڑا تو عاصم اور شعیب کو دیکھ کر وہ ایک دم ڈر سا گیا پھر اس نے قہقہہ لگایا ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔۔ آج میرے دشمن خود ہی چل کر میرے پاس آگئے کامران نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا کیوں کر رہے ہو تم عاصم نے چیخ کر کہا ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے شعیب نے غصے سے کہا اس سے پہلے کہ وہ کامران کی طرف بڑھتے کامران نے کچھ پڑھ کر ان پر پھونک ماری تو عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں کسی ان دیکھی زنجیر نے جکڑ لیے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو ہلا بھی نہیں پا رہے تھے کامران تم ایسا کیوں کر رہے ہو آخر ہم سب نے تمہارا کیا بگاڑا ہے عاصم نے پوچھا تم سب نے میری محبوبہ کو مارا ہے تم سب نے میری محبوبہ کو بہت ہی بھیانک موت مارا تھا وہ دیکھو اس کی لاش ہے وہ ہی میری محبوبہ ہے تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا تھا کامران رونے لگا تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا ہے۔

کامران نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے کامران کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری جانے لگیں وہ اپنے آنسوؤں کو صاف کرنے لگا کامران یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو ہم نے تو آج تک کسی مکھی کو بھی نہیں مارا عاصم نے حیران ہوتے ہوئے کہا ہاں کامران یہ سچ کہہ رہا ہے ہوسکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو تمہاری محبوبہ کو ہم نے نہیں بلکہ کسی اور نے مارا ہوگا تمہارے دشمن ہم نہیں ہیں بلکہ کوئی اور ہے شعیب نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نہیں میرا دشمن کوئی اور نہیں ہے بلکہ تم سب ہو مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ دن جب ہم انسانی شکل میں آئے تھے ہمارا تعلق سانپوں سے ہے جو بھی ناگ ناگن اپنے سو سال پورے کر لے وہ انسانی شکل میں آجاتے ہیں میں نے اور میری ناگن نے بھی سو سال پورے کر لیے تھے ہم انسانی شکل میں آگئے تھے انسانی شکل میں آکر بہت خوش ہوئے تھے ہم اسی دن انسانی شکل میں آئے تھے جس دن تم دوست زین کے گاؤں آئے ہوئے تھے تم سب دوست جب کھیتوں میں سیر کرنے کے لیے آئے تو اس وقت ہم انسانی ہی شکل میں تھے لیکن جب ہم نے تم سب کو دیکھا تو ہم دوبارہ سانپ بن گئے تم سب کھیتوں میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے میں اور میری ناگن تم سب کی دوستی دیکھ کر حیران ہو رہے تھے ہماری بھی خواہش تھی کہ ہم بھی تم سب کے ساتھ ادھر ادھر بھاگیں۔

تم سب کے ساتھ ہنسی مذاق کریں ہم دونوں تم سب کو دیکھتے ہی اتنے مگن تھے کہ ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

کہ تم سب نے ہمیں دیکھ لیا ہے تم سب نے جیسے ہی ہمیں دیکھا تو تم سب نے وہاں سے پتھر اٹھا اٹھا کر ہمیں مارنا شروع کر دیا میں تو جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلا لیکن میری ناگن وہاں سے بھاگ نہ سکی میں تم سب کو چھپ کر دیکھ رہا تھا تم بہت ہی بے دردی سے اسے مار رہے تھے وہ تڑپ رہی تھی لیکن تم سب کو اس پر زرہ بھی ترس نہ آیا جب تم کو یقین ہو گیا کہ یہ سانپ مارا گیا ہے تو تم سب وہاں سے چلے گئے میں جلدی سے جہاں چھپا ہوا تھا وہاں سے نکل کر اپنی ناگن کے پاس آ گیا وہ تڑپ ہی تھی اس کے جسم میں چند سانسیں باقی تھیں میں جلدی سے انسانی شکل میں آ گیا اور اپنی ناگن کو بھی انسانی شکل میں لے آیا اس کا تمام جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اور زخموں سے خون بھی بہہ رہا تھا اس نے ایک پیار بھری نظر سے مجھے دیکھا میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ مجھے تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا آج ہی ہمیں ایک نئی زندگی ملی تھی ایک نیا جیون ملا تھا لیکن تم سب نے سب کچھ برباد کر دیا۔

میں کافی دیر اس کو بانہوں میں لے کر روتا رہا پھر میں نے اس کے مردہ جسم کو اٹھایا اور پہاڑوں کی طرف چل پڑا پہاڑوں پر پہنچ کر میں نے اس کے مردہ جسم کو وہاں رکھا اور پھر رونے لگا ایک جوگی بابا بھی وہاں تھا لیکن میں نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ مجھے روتا ہوا دیکھ کر میرے پاس آیا اور کہا تم مت رو تمہاری ناگن ایک طریقے سے دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے لیکن وہ طریقہ صرف مجھے پتہ ہے یہ طریقہ میں تمہیں صرف اس شرط پر بتاؤں گا کہ تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا بابا میں آپکا ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوں بس آپ مجھے وہ طریقہ بتا دیں جس سے میری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم اپنی ناگن کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو جوگی بابا نے کہا تو میں نے اپنی ناگن کو اٹھایا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھوڑی دور تک چلنے کے بعد وہ رک گیا اور کہا اپنی آنکھیں بند کر لو تو میں نے اس کے کہنے پر اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو مجھے ایک جھٹکا لگا اب اپنی آنکھیں کھول دو۔

اس کے کہنے پر میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو ہم اس کنویں میں تھے میں حیران رہ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اس ناگن کو اس تخت پر لٹا دو اس کے کہنے پر میں نے اپنی ناگن کو اس پتھر کے تخت پر لٹا دیا پھر اس جوگی بابا نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر دیوار پر پھونک ماری اور تم تمام دوستوں کی تصویریں اس دیوار پر آ گئیں یہ ہی ہیں ناں تمہارے دشمن اس نے تصویروں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جی بابا میں نے نفرت سے ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم وعدہ کرو کہ اپنی ناگن کو دوبارہ پانے کے بعد تم میرا ہر کام کرو گے اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی ناگن کو پانے کے لیے آپ کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں میں نے کہا تم نے مجھے سو دن تک انسانی خون لا کر دینا ہو گا میں اس پر چلہ کروں گا اور دنیا میں سب سے بڑا جادوگر بن جاؤں گا پھر کوئی بھی میرا مقابلہ نہیں کر پائے گا اس نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا مجھے یہ سب منظور ہے بس آپ مجھے بتائیے کہ میری ناگن دوبارہ زندہ کیسے ہو گی میں نے پوچھا جنہوں نے تمہاری ناگن کو مارا ہے ان کو تم نے مارنا ہو گا پھر تم نے ان کی لاشوں پر ایک منتر پڑھنا ہو گا پھر اس سے تمہاری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر لے گی اچھا میں اب جا رہا ہوں جب تمہاری ناگن دوبارہ زندہ ہو گی تو میں آ جاؤں گا پھر اس جوگی نے مجھے وہ منتر سکھایا اور وہاں سے غائب ہو گیا میں بھی اس کنویں سے نکلا اور شہر آ گیا میں نے شہر میں تم سب کو بہت تلاش کیا لیکن تم مجھے نہ ملے پھر میں نے اپنے علم سے پتہ چلا لیا کہ تم کہاں ہو میں بھی اسی کالج میں آ گیا جہاں تم سب پڑھتے تھے پھر میں نے تم سب سے دوستی کر لی اس دوران میں نے زین شا اور عالیہ کو مار دیا میں انہیں یہاں لا کر بھی مار سکتا تھا لیکن میں تم سب کا حشر دنیا والوں کو دکھانا چاہتا تھا تم سب کو تڑپا تڑپا

کر مارنا چاہتا تھا اور اس میں میں کامیاب بھی ہوا کامران اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا۔

پلیز کامران ہم سے غلطی ہو گئی تھی تم ہمیں معاف کر دو عاصم نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں یہ ناممکن ہے کامران نے چیخ کر کہا اور انکی طرف بڑھا۔ کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر آ گیا وہ خنجر اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا وہ وہاں سے بھاگنا چاہتے تھے لیکن ان دیکھی زنجیروں نے انہیں جکڑ رکھا تھا کامران شعیب کے پاس پہنچا اور شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھویں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پر وار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھیں اس دھویں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھی تھیں کامران نیچے گر کر تڑپنے لگا اس دھویں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عاصم اور شعیب حیران ہو کر اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھویں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا۔

کامران کی ایک بھیانک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عاصم اور شعیب نے دیکھ کہ جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے اور وہ حیران ہو کر ان دونوں کو جلتے ہوئے دیکھ رہے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھویں نے حرکت کی اور عاصم اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھویں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عاصم اور شعیب نے اپنے اردگرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے اور وہ دھواں ان کے سامنے لہرا رہا تھا تم جو بھی ہو ہمارے محسن ہو تم نے ہماری جان بچائی ہے ہم تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے عاصم نے اس دھویں کو دیکھتے ہوئے کہا ہمارے محسن تم کون ہو اور ہمارے سامنے کیوں نہیں آتے ہو شعیب نے پوچھا میں انسانوں کا ہمدرد ہوں میرا کوئی وجود نہیں ہے وہ جوگی چلہ کر لیتا تو وہ انسانوں پر بہت ظلم کرتا اور وہ چلے کے دروان سو انسانوں کا خون کامران اور اس کی ناگن سے کرواتا لیکن میں نے اسے یہ سب کرنے سے پہلے ہی مار دیا وہ انسانیت کا دشمن تھا اس جوگی کو مارنے کے بعد میں یہاں آیا تو کامران تم دونوں کو مارنے والا تھا لیکن میں نے اسے مار کر برائی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اچھا دوستو اب میں چلتا ہوں یہ کہہ کر وہ دھواں لہراتا ہوا میں کہیں غائب ہو گیا عاصم اور شعیب بھی دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر کی طرف چل دیئے اس واقعے کو کافی سال بیت گئے ہیں شعیب نے امبر سے شادی کر لی تھی جبکہ عاصم کی بھی شادی اپنی کزن پارس سے ہو گئی۔

وہ اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں لیکن وہ اپنے دوستوں کو آج تک نہیں بھولے۔ میں اپنی کہانی کا اختتام اس غزل سے کرتی ہوں۔

کوئی امید جو ہوتی تیرے لوٹ آنے کی
پھر نہ ہوتی ایسی حالت دل دیوانے کی
میں تو ہر حال میں خوش رہنے کی جستجو میں رہا
نہ گئی تیری عادت وہ ستانے کی
زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹ رہا ہوں
نہیں دیتا کوئی دعا بھی مر جانے کی
تیرے سنگ بیتا ہر لمحہ یاد آتا ہے
جب بھی کوشش کی تجھے بھلانے کی
اب تو اکثر یہی سوچتا رہتا ہوں نشاد
تجھ کو مانگوں یا مانگوں دعا تجھے بھول جانے کی

قم قم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ

شیطانی چال

---تحریر: ایم آفریدی مانسہرہ---

کچھ ہی دیر میں یہ ادھوری تصویر مکمل ہوگئی اب رام کمار کے سامنے ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی ایسی حسینہ جس کے مرمریں جسم میں خون کی طرح گردش کرتے ہوئے آگ کے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے اس کے دہکتے ہوئے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ اور آنکھوں میں ہیروں کی سی چمک تھی جبکہ رام کمار اس سراپا حسن سے بے نیاز درد کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا کہو کیا پوچھنا چاہتے ہو عورت نے قریب پہنچ کر شریں مگر بارعب لہجے میں کہا آواز سن کر رام کمار نے یوں چونک کر نظر اٹھائی جیسے اس ناز کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا تکلیف کی شدت نے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی تھی اور اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا یہاں تک وہ اپنا مقصد حیات بھی بھول گیا تھا مم ... میرے دانت میں شدید درد ہو رہا ہے میں مر رہا ہوں مجھے اس کا علاج بتا دو نہ چاہتے ہوئے بھی یہی الفاظ اس کے منہ سے نکل گئے تم اسے ذ بنور کی مدد سے نکال دو۔ درد ٹھیک ہو جائیگا عورت نے دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ مختصر جواب دیا اور خاموشی سے واپس آگ کی جانب لوٹ گئی عورت کا جواب سن کر جیسے ہی رام کمار کو غلطی کا احساس ہوا تو سردی کی تیز لہر جسم کے آر پار ہوگئی وہ اپنا درد بھول کر اٹھ کھڑا ہوا رک جاؤ رک جاؤ آگ کی دیوی میرا سوال یہ نہیں تھا مگر بہت دیر ہو چکی تھی آگ کی دیوی واپس آسمان سے باتیں کرتے شعلوں میں گم ہو چکی تھی اور رام کمار کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا تمہیں اگنی دیوتا کی قسم رک جاؤ مجھے موت کا علاج بتا دو مجھ سے غلطی ہوگئی لیکن دوسری جانب خاموشی رہی رام کمار نے آگ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے ماتھا رگڑتے ہوئے اپنا سوال کئی بار دہرایا مگر کوئی جواب نہ ملا جس سے اس پر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ اگر... اگر تم باہر نہیں آؤ گی تو میں تمہارے پیچھے آگ کے دریا میں کود پڑوں گا مجھے اپنے سوال کا جواب چاہیے چاہے انجام کچھ بھی ہو میں اپنی سو سالہ ریاضت یوں مٹی نہیں ہونے دوں گا میں آ رہا ہوں اور زندگی کا راز جان کر ہی دم لوں گا یہ کہتے ہوئے رام کمار کتاب ہاتھ میں پکڑ کر آگے بڑھا اور اگنی دیوتا کے حق میں شیطانی نعرے لگاتا شعلوں میں کود گیا لیکن آگ کے شعلے اس پر مہربان نہ ہو سکے اور اگلے ہی لمحے کمرہ اسکی کربناک چیخوں سے گونج رہا تھا چند گھنٹے بعد سو سال سے روشن آگ کا الاؤ ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

رات بھر کی کڑی کھٹن محنت کے بعد کنول دیوی نے کونے میں پڑے مٹی کے گھڑے میں چلو بھر پانی لے کر اپنی خوبرو خمیدہ آنکھوں کو دھویا اور اپنی میلی سی ساڑھی کے ہوسے اپنے منہ کو صاف کرنے لگی اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوئی مارے تھکن اور درد کے اُس کے جسم کا انگ انگ فریادی تھا مگر اس نے آرام کرنے کے بجائے اپنے کام کو ترجیح دی رام کماد ابھی تک جھونپڑی میں ایک کونے میں بچھے ہوئے پرانے گندے سے بستر پر خواب خرگوش تھا اگر اس کو بستر کے بجائے گندگی کے ڈھیر کہتے تو کم نہ تھا کنول دیوی نے رام کمار کے چہرے کی طرف غور دیکھتے ہوئے خراٹوں کی آواز سنی اور یہ سوچ کر سکون سے اپنے اس جھونپڑے کے دروازے کی جانب بڑھی کہ رام کمار چونکہ گہری نیند میں غرق تھا اس کی واپسی تک

وہ اٹھنے والا نہیں تھا۔ وہ جونہی جھونپڑے سے باہر نکلی باہر گھنے جنگل میں اس کو گہری خاموشی اور سکون ملا اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی ماحول کے اعتبار سے کنول دیوی کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جنگل کے تمام چرند پرند اس جگہ کو منحوس قرار دے کر کہیں اور جا بسے ہوں باہر نکلتے ہی کنول دیوی نے احتیاط سے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نا پا کر گہرا سانس لیتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھی یہ جاننے کے باوجود کہ رام کمار سے اس کے تعلقات اب راز نہیں رہے وہ جھونپڑے میں شب بسری کو ہر سورت خفیہ رکھنا چاہتی تھی سفر شروع ہوا تو گزشتہ روز کی طرح آج بھی اس کے خشک ہونٹوں پر مارے خوف کے تھرتھراہٹ طاری ہو گئی تھی جب کہ سفید ساڑھی کا پلو جو اس کی عزت کی طرح مٹی ہو چکا تھا بار بار کاندھے سے سرک کر پریشانی میں اضافہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔

وسیع رقبے پر پھیلا ہوا جنگل وندھ پور کا گھنا ہوا تھا جہاں دن کے وقت بھی اکثر شام کا سماں ہوتا تھا یوں لگتا تھا جیسے گھنے قد اور درختوں کی سورج سے پرانی دشمنی چلی آ رہی ہو اور پتے ہر سو سورج کی کرنوں کو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی فنا کر دینے کا عزم کر چکے تھے۔ کنول دیوی ان سب باتوں سے بے نیاز اپنے حدف کے بارے میں سوچتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اونچے نیچے راستوں پر ٹھوکریں کھاتے ہوئے طویل چکر کاٹ کر آخر کار وہ جنگل سے باہر نکل آئی اب اس کے سامنے پرسکون دریا تھا جس کے پار اس کا گھر واقع تھا جہاں اس نے جانا تھا دریا کے کنارے پہنچ کر اس نے ایک مضبوط درخت کے تنے سے رسہ کھولکر پانی میں ہچکولے کھاتی ہوئی چھوٹی سی خستہ حال کشتی کو آزاد کیا اور اس میں سوار ہو کر بڑے ماہرانہ انداز میں چپو چلاتی ہوئی گہرے پانی میں جا پہنچی اس کا دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا اور ہونٹ بھگوان سے پراتھنا میں مصروف تھے اور وہ جلدی سے دریا کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئی اس نے اپنی رفتار کافی رکھی تھی۔

کشتی کو دوسرے کنارے پر موجود پتھر سے باندھ کر کنول دیوی نے ساڑھی کا پلو اکھٹا کیا اور سر پر لے لیا دریا کا حفاظتی بند پار کر کے گاؤں میں داخل ہو گئی لہلہاتے ہوئے کھیتوں کی پگڈنڈیوں سے ہوتے ہوئے وہ گاؤں کی آبادی میں پہنچ گئی لوگوں کا تلخ رویہ اس کا منتظر تھا سب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے مردوں کے ہونٹوں پر اس کا اجڑا ہوا سراپا دیکھ کر شیطانی مسکراہٹ کھل اٹھی تھی اور وہ ایک دوسرے کو آوازیں دے کر فقرے کس رہے تھے جبکہ رام رام کرتی ہوئی عورتوں کے نااہل سماعت تبصرے الگ سے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اتار رہے تھے۔

مختلف گلیوں سے گزر کر کنولدیوی ایک کچے مکان کے سامنے پہنچ کر رک گئی تو پیچھے گاؤں کے آوارہ بچوں کا جلوس تھا یہ ایک خستہ حال مکان تھا جس کی خم زدہ سرونی دیوار زمین بوس ہونے کے لیے بے تاب تھی اور اس طرحد یکھائی دے رہا تھا کہ ابھی گر جائے گی چند لمحے کنول دیوی اپنے بے ترتیب سانس درست کرنے کے بعد اس نے ہمت کر کے دروازے پر دستک دی اور جواب کا انتظار کرنے لگی کچھ دیر بعد اندر سے کسی کے چلنے کی آواز نزدیک آتی ہوئی محسوس ہوئی پھر کواڑ کھلے اور ایک بہت عمر رسیدہ خاتون کا جھریوں بھرا چہرہ دکھائی دیا۔ آج پھر آ گئی تو اسے دیکھتے ہی بڑھیا کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت کے جذبات نے انگڑائی لی ہاں کنول دیوی نے جواب دیا میں واپس آ گئی ہوں اور کنول دیوی تیزی سے جواب دیتے ہوئے اس کے پاؤں چھونے کے لیے آگے بڑھی رک جا۔ اندر آنے کی ضرورت نہیں ہے چلی جاؤ واپس اسی راکھشش کے پاس میں۔۔۔ میں تیری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوں بڑھیا غصے کی حالت میں اٹک اٹک کر بول رہی تھی اور غصے کی شدت سے بھڑک اٹھی تھی میری بات تو سنو نہ ماں مجھے اندر تو آنے دو پھر جو سزا چاہے دے دینا یہ گھر میرا بھی ہے میرا بچہ میرا منتظر ہے میں اس سے ملنا چاہتی ہوں وہ بڑھیا کے پیچھے صحن میں کھیلتے چار سالہ

موہن کو دیکھتے ہوئے گڑگڑائی کیوں کہ بچے کا چہرہ بھی اسے دیکھتے ہی کھل اٹھا تھا بالکل نہیں۔ میں تجھ چڑیل کو اپنے پوتے سے ملنے کی اجازت نہیں دوں گی ورنہ تو ڈائن اسے بھی مجھ سے الگ کر دے گی بھگوان کے لیے میری یوں جگ ہنسائی نہ کرو ماں لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں مجھے اندر آنے دو میں مارے شرم کے زمین کے اندر گری جا رہی ہوں۔

کنول دیوی نے التجا کی جگ ہنسائی میں نہیں تو کروائی تھی ہماری کیا بیتی ہو گی جو میرے جوان بیٹے کی آتما پر جسے ہم سے جدا ہوئے ایک برس بھی نہیں گزرا اور تو اس کی لاج کی دھجیاں اڑا کر گھر سے باہر راتیں گزارنے لگی ہے میں بیٹے کی طرح بہو کا نام بھی ساری عمر فخر سے لیتی اگر تو اس کے ساتھ ستی ہو گئی ہوتی یا کم از کم شوہر کی لاج رکھنے کے لیے گھر کی چار دیواری کو اپنا ٹھکانا مان لیتی مگر تو نے ہمیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا اس جادوگر کے لیے ہم سب کو زندہ درگور کر دیا اس بات کو کہتے ہوئے بڑھیا کی آنکھیں آنسوؤں سے برس پڑیں اور ہلکے ہلکے انداز میں رونے لگی۔ لل۔ کن۔۔۔ لیکن ہاں میری بات تو سنو مجھے کچھ کہنے کا موقع تو دو کنول دیوینے اس کی بات کاٹی مجھے کچھ نہیں سننا بس تو دفع ہو جا پیچھا چھوڑ دے ہمارا یہ کہہ کر بڑھیا نے دروازہ بند کر دیا اپنی ناکامی کا منظر دیکھ کر کنول دیوی نے روتے ہوئے بڑھیا کو چند آوازیں دیں اور پھر مایوسی سے گلی میں جمع لوگوں کے درمیان راستہ بناتی ہوئی جنگل میں لوٹ گئی۔

ایک مرتبہ پھر کٹھن سفر طے کرتے ہوئے کنول دیوی واپس ٹھکانے پر پہنچی تو چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں تھے پریشانی کم کرنے کی کوشش میں وہ جھونپڑی کے باہر پڑے پتھر پر بیٹھ گئی لیکن سکون نہ ملا ماں کی باتوں نے آج بھی اسے ہلا کر رکھ دیا تھا اپنا ماضی یاد کر کے اس کی آنکھیں بار بار آنسو بہا رہی تھیں آخر اٹھ کر کچھ دیر ٹہلنے کے بعد وہ جھونپڑے کے دروازے پر جھولتا ہوا میلا سا ٹاٹ اٹھا کر اندر چلی گئی جھونپڑے کی حالت بالکل ویسی تھی جیسی وہ چھوڑ کر آئی تھی ایک کونے میں رام کمار ابھی تک اوندھے منہ پڑا خراٹے لے رہا تھا اور دوسرے کونے میں رات بھر جلتی رہنے والی لکڑیاں اب بجھنے کے قریب تھیں ان سلگتی لکڑیوں کو خاص انداز میں ڈائرے کی شکل میں ترتیب سے دیا گیا تھا جبکہ عین وسط میں شعلوں کے درمیاں پتھر کا ایک چھوٹا سا بت پڑا تھا جس کی رنگت رات بھر آگ میں پڑے رہنے کے باعث گہری سرخ ہو چکی تھی۔

کنول دیوی نے کمرے کا سرسری جائزہ لیا اور خاموشی سے بت کے سمنے بیٹھ گئی اسے آج کی ناکامی ہی نہیں اپنی قسمت پر بھی رونا آ رہا تھا اگر شوہر بھری جوانی میں تنہا چھوڑ کر مر نہ گیا ہوتا تو کبھی اسے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا جب اپنی قسمت کو کوستے ہوئے اس کی بھیگی پلکوں نے غموں کا بوجھ سہارنے سے انکار کیا تو ٹپ ٹپ برستے ہوئے آنسو گرم راکھ میں سرسراہٹ پیدا کرنے لگے لوٹ ہو واپس رام کمار کی نیند میں ڈوبی ہوئی بھاری آواز کنول دیوی کی سماعت سے ٹکرائی وہ شاید اس کی دبی دبی سسکیاں سن کر بیدار ہو گیا تھا ہاں کوئی مجھے وہاں قبولکرنے کے لیے تیار نہیں ہے کنول دیوی نے جواب دیا تو کیوں گڑگڑاتی ہو بھکارنوں کی طرح اس بڑھیا کیسامنے تمہاری ساس بہت خبیث ہے وہ کبھی تمہارا بھلا نہیں چاہیے گی وہ تمہیں ہمیشہ کمزور دیکھنا چاہتی ہے تاکہ اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کے لیے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ وہ تمہیں گھر میں اپنے بیٹے کی نشانی نہیں داسی رکھنا چاہتی ہے بھول جاؤ ان کم ظرف لوگوں کو جو تم پر فقرے کستے ہیں اپنا دل بڑا رکھو میں کروں گا تم سے شادی اپنی رانی بنا کر رکھوں گا ہمیشہ میرے ساتھ تمہیں وہ تحفظ نصیب ہو گا جا سکا عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا ان حقیر لوگوں کا کیا کام ہے آج میرے کل دوسرا دن تمہیں ان چھوٹے لوگوں کے لیے دل برا نہیں کرنا چاہیے رام کمار نے قریب ہو کر دلاسہ دیا تو پھر میں کیا کروں۔

کنول دیوی نے بڑے بے حس انداز میں کہا

ہمت کرو ہمت ۔ وقت بہت کم ہے کل ہمیں ہر صورت میں یہاں سے نکلنا ہے کیونکہ سو سال پورے ہونے میں دو دن باقی ہیں پوری ایک صدی جس کے مکمل ہونے میں میں نے نے بلکہ ہماری تین نسلوں نے انتظار کیا ہے جس کی خاطر میں نے عمر بھر نگر نگر کی خاک چھانی ہے تمہیں نہیں معلوم کنول دیوی میں نے بہت کڑا وقت گزرا اس ایک لمحے کو پانے کے لیے یہ سب تو اگنی دیوتا کی کرپا ہے آخری دنوں میں تم مل گئیں اب میرے ساتھ ساتھ تمہارا ادھورا جیون بھی ہمیشہ کے لیے امر ہو جائے گا بستی تم حوصلے سے کام لینا ہے یوں سمجھ اب میرے خاندان کی سو سالہ تپسیا کا انحصار صرف تم پر ہے یہی وجہ ہے میں نے تمہاری خدمت کی انمول محبت ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

ذرا سوچو دو دن بعد ہم دونوں ناقابل شکست ہو جائیں گے پھر میں تمہیں اپنی بیوی بنا لوں گا اور کیا چاہیے تمہیں جیون میں اس سے بڑھ کر رم کمار نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی وہ سب ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو سوچو بدلے میں تم مجھ سے کتنی بڑی قیمت مانگ رہے ہو میرے بیٹے کی بھینٹ پر جانتے ہوئے بھی کہ وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھے اس سے بے پناہ محبت ہے یہ سب کہنے کی باتیں ہیں بھول رہی ہو وہ تمہاری سوتن کا بیٹا ہے ادھر تمہارے سارے خاندان کے لیے نحوست ہے پیدا ہوا تو اس کی ماں کی جان لے لی اور تین سال کا ہوا تو باپ بھی اس کی نحوست کا شکار ہو کر چل بسا اب تو بچی ہے اس مورکھ کا [illegible] کے لیے اگر میرا کہا نہیں مانے گی تو ایک روز اس کی زہریلی نظریں تجھے بھی کھا جائیں گی اس لیے کہتا ہوں دل نرم مت کرو ورنہ کل یہی سوتیلا بیٹا جوان ہو کر تجھ پر روٹی پانی بند کر دے گا کنول دیوی کی لڑکھڑاہٹ دیکھ کر رام کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اس لیے اس نے یہ باتیں کی تھیں ٹھیک ہے تمہارا یہ کام ہو جائے گا میں یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دوں گی۔

رام کمار کی اس ترکیب نے کنول دیوی کا دل پھر موم کر دیا اور وہ واقعی رام کمار کو پسند کرنے لگی تھی شاباش مجھے یقین تھا تم اس انمول موقع سے ضرور فائدہ اٹھاؤ گی یہ کہہ کر رام کمار آگ کی جانب متوجہ ہوا اور ہاتھ جوڑ کر اگنی دیوتا کی مہارت کرنے لگا یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ ہر وقت تپسیا میں مصروف ہوتا کنول دیوی کبھی کبھی تو اس کی اس حالت میں دیکھ کر پتھر کا انسان سمجھنے لگتی تھی پر ہندوؤں میں یہ کون سی نئی بات تھی۔

رام کمار کے دادا اپنے دور کے بڑے جاگیردار تھے ان کی جائیداد کئی دیہاتوں پر محیط تھی یہی وجہ تھی کہ لوگ نہ صرف ان کی عزت کرتے تھے بلکہ اپنے مسائل کے حل کے لیے انہیں ثالث بھی جانتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے قریبی گاؤں میں پرانی خستہ حال حویلی خریدی اور گھر آ کر نئی عمارت کو چمڑے کے غلاف میں لپٹی ہوئی ایک خستہ حال کتاب ملی جیسے دارا کی خدمت میں پیش کر دیا گیا دادا نے بظاہر ان پڑھ مزدوروں کے سامنے کتاب کو فضول قرار دے کر مطمئن کر دیا لیکن درحقیقت اس انمول کتاب کا مطالعہ کر کے حیران رہ گئے اس قدیم کتاب میں لیکن درحقیقت اس انمول کتاب کا مطالعہ کر کے حیران رہ گئے اس قدیم کتاب میں لکھی تحریر کے مطابق اگر درج شدہ معلومات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگنی دیوتا کا مجسمہ تیار کروایا جائے اور اس مجسمے کے گرد مسلسل سو سال تک آگ کا الاؤ روشن رکھ کر مخصوص عمل کیا جائے تو مدت پوری ہونے پر آگ میں سے ایک عورت برآمد ہو گی اور عمل کرنے والے کے کسی بھی ایک سوال کا جواب دے کر واپس لوٹ جائے گی رام کمار کے دادا بہت زہین آدمی تھے انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد اس ناری سے موت کا علاج دریافت کرنے کی ٹھان لی۔ اس معاملے کو بہت ہی زیادہ خفیہ رکھا گیا اور دادا نے نئی تعمیر کی جانے والی عمارت کا نقشہ بدل کر اس کے نیچے وسیع تہہ خانہ بنوا ڈالا۔

اس تبدیلی کو شکوک سے پاک رکھنے کے لیے

انہوں نے گاؤں والوں پر یہ ظاہر کیا کہ وہ تہہ خانہ میں اپنے لیے اگنی دیوتا کا مجسمہ بنوانا چاہتے ہیں تاکہ عمر کا آخری حصہ سکون سے مہارت میں گزار سکیں بات معقول تھی اس لیے کسی کو بھی شک نہ ہوا اور تہہ خانے کی تعمیر مکمل کر لی گئی اس تہہ خانے میں سوائے انکے خاص ملازمین کے کسی دوسرے کو جانے کی اجازت نہیں تھی سو سال کی تپسیا کے لیے جہاں اور بہت سی شرائط تھیں وہیں ایک اہم شیطانی شرط یہ تھی کہ ہر سال آخری ماہ چاند کی چودھویں رات اگنی دیوتا کے سامنے ایک جوان عورت کی بھینٹ چڑھائی جائے گی جبکہ آخری بھینٹ اس بچے کی دی جائے جو چاند گرہن کی رات پیدا ہوا ہو ساتھ میں یہ بھی شرط تھا کہ اس بچے کی تلاش کوئی دوسرا انہیں سوال پوچھنے والا خود کرے گا یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں تھا اور خاندان کی بدنامی کا بھی اندیشہ تھا اسلیے سوچ وچار کے بعد دادا نے ہر سال لڑکیوں کی بھینٹ چڑھانے کے لیے دور دراز علاقوں میں چند بردہ فروشوں سے رابطہ کر لیا جو ہر سال ایک جوان لڑکی معقول رقم کے عوض میں شیطانی عمل کے لیے مہیا کرنے لگے تمام معاملات طے پاتے ہی شیطانی عمل رازداری سے شروع کر دیا گیا۔

کئی سال بعد دادا کا انتقال ہو گیا لیکن مرنے سے قبل انہوں نے یہ مشن اپنے بیٹے رام کمار کے باپ کو سونپ دیا تاکہ آگ کا الاؤ ٹھنڈا نہ ہونے پائے رام کمار کے باپ نے اس عمل کو اپنی موت تک جاری رکھا اور پھر یہ ذمہ داری رام کمار کے حوالے کر دی اور اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اب سو سال پورے ہونے کو تھے جبکہ رام کمار پچاس سے اوپر ہو چکا تھا شرط کے مطابق رام کمار سو سال پورے ہونے سے ایک سال قبل گھر بار چھوڑ کر ایسے بچے کی تلاش میں نکل پڑا جو چاند کی رات پیدا ہوا تھا دن تیزی سے گزرتے رہے لیکن رام کمار کو کامیابی کے آثار کہیں بھی دکھائی نہ دیئے اس کشمکش میں چھ ماہ بیت گئے اب وہ بچے کیا بارے میں پریشان رہنے لگا تھا کئی شہروں اور دیہاتوں کی خاک چھاننے کے بعد اس کی قسمت اس وقت جاگ اٹھی جب اس نے سادھو کے بہروپ میں کنول دیوی کے گاؤں میں ڈیرا ڈالا۔ پہلی مرتبہ کنول دیوی اپنی ساس کے ہمراہ اس کے پاس آئی تو خوفزدہ ہرنی کی طرح سہمی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی دوسری بیوی تھی پہلی بیوی بچے کو جنم دیتے ہی دنیا سے رخصت ہو گئی تھی کنول دیوی کا شوہر ان دنوں بہت ہی بیمار تھا کنول دیوی اس کی تیمارداری کر رہی تھی رام کمار نے چونکہ خود کو سادھو سنیاسی کے نام سے مشہور کر رکھا تھا اس لیے کنول دیوی کی کوشش تھی کہ وہ ان کے ساتھ چل کر مریض کا ہاتھ دیکھے جب ان دونوں کے اصرار زیادہ بڑھ گیا تو رام کمار ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گیا مریض دیکھ کر رام کمار واپس پلٹنے لگا کہ وہاں موجود چار سالہ بچے پر نظر پڑی اور نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں بچے میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جن کا وہ متلاشی تھا تھوڑی تفتیش کرنے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بچہ چاند گرہن کی رات پیدا ہوا تھا بچہ مل جانے پر رام کمار دل ہی دل میں خوشی سے دیوانہ ہو گیا ایک ہفتے بعد کنول دیوی کے شوہر کا انتقال ہو گیا گاؤں والے رواج کے مطابق کنول دیوی کو شوہر کی لاش کے ساتھ ستی کرنا چاہتے تھے مگر رام کمار نے سادھو کے روپ سے فائدہ اٹھایا اور کنول دیوی کی موت کو گاؤں والوں کے لیے عذاب قرار دے دیا اور اس کی جان بچا لی ساتھ ہی یہ شوشہ بھی چھوڑ دیا کہ اگر کنول دیوی ستی ہونے کی بجائے چند روز اس کی کٹیا میں تپسیا کرنے کے بعد کود کو بھگوان کی داسی قرار دیتے ہوئے گوشہ نشین ہو جائے تو اس کی پراتھنا سے گاؤں میں دوبارہ کبھی قحط نہیں پڑے گا۔

کنول دیوی کے زندہ بچ جانے سے رام کمار کو اپنی کامیابی اور یقین دکھائی دینے لگی تھی وہ جانتا تھا کہ ان حالات میں کنول دیوی ہی ایسی عورت تھی جو بچے کو اس کے پاس لا سکتی تھی اور عمل پورا کرنے تک بچے کا خیال رکھ سکتی تھی رام کمار کو بذات خود چھوٹے بچوں سے بہت چڑ تھی جبکہ سفر مکمل کر کے واپس حویلی

پہنچنے تک بچے کا خیال رکھنا اس کے بس کی بات نہ تھی دوسری طرف کنول دیوی بھی جان بچانے پر رام کمار کے احسان تلے دب چکی تھی رام کمار نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس کے گرد اعتماد کا جال بننا شروع کر دیا وہ اب گاؤں سے دور جنگل میں منتقل ہو گیا تھا جہاں اسے بچہ اغوا کرنے سے قبل چند روز کی خصوصی تپسیا کرنی تھی کنول دیوی اب اس سے ملنے جنگل میں آنے لگی اس دوران رام کمار نے پوری طرح اسے اپنے حصار میں جکڑ لیا اور ساتھ ہی ہمیشہ زندہ رہنے کا لالچ دے کر آمادہ کر لیا وہ اپنے سوتیلے بیٹے کو اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لیے گھر سے اٹھا کر لائے۔

کنول دیوی کی آج کوشش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی دوسرے دن کنول دیوی جھونپڑے سے نکلی تو رام کمار کی سخت ہدایت تھی کہ ناکام واپس نہ لوٹے چنانچہ وہ کھلے چہرے سے جانے کی بجائے نقاب اوڑھ کر گاؤں میں داخل ہوگی جس کے باعث کوئی اسے پہنچان نہ سکا اور اور نہ ہی کسی نے اس پر توجہ دی جب وہ گھر کے نزدیک پہنچی تو اسے اپنی ساس گھر سے نکل کر ہمسایوں کے ہاں جاتی ہوئی دیکھائی دی یہ دیکھتے ہی اس کے جسم میں بجلی بھر آئی آج قسمت مہربان تھی وہ کسی صورت یہ قیمتی موقعہ ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے سنسان گلی میں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی اس کے توقع کے عین مطابق دروازہ کھلا تو اس کے سامنے چارپائی پر موہن گہری نیند سو رہا تھا شکار سامنے دیکھ کر کنول دیوی کی رفتا مزید تیز ہو گئی اور وہ بچے کے سرہانے جا کھڑی ہوئی بچے کے چہرے پر فرشتوں کی سی معصومیت تھی لیکن کنول دیوی کا دل و دماغ پر تو شیطان سوار تھا اس لیے جلدی سے بچے کو اٹھا کر کندھے سے لگایا اور تیزی سے پلٹی ابھی صحن کے وسط میں پہنچی تھی کہ یکدم سامنے سے اس کی ساس اندر داخل ہوئی اور بچے کو یوں ہاتھ سے نکلتا ہوا دیکھ کر یکدم سے گھبرا گئی کہاں لے جا رہی ہو میرے بچے کو۔ چھوڑ دے اسے پیچھے ہٹ جاؤ ماں میرا رستہ مت روکو۔

کنول دیوی کے لہجے میں اپنائیت نام کی کوئی چیز دور تک نہیں تھی بیگانگی کا یہ عالم دیکھ کر بڑھیا بھی لمحہ بھر کے لیے سہم گئی مگر پھر ہوش میں آتے ہی بچہ چھیننے کے لیے تیزی سے آگے بڑھی چھوڑ دے میرے بیٹے کی نشانی نہیں جانے دوں گی تیرے ساتھ اس کا دفاع دیکھ کر دیوی کو غصہ آ گیا اور وہ غصے سے بھڑک اٹھی لگتا ہے بچے کی بلی چڑھانے سے پہلے مجھے تیری بھینٹ پیش کرنی پڑے گی یہ کہہ کر اس نے بڑھیا کو پوری قوت سے دھکا دیا اور اس نے بڑھیا کو پوری قوت سے دھکا دیا اور اس کا سر سیدھا دیوار سے ٹکرایا چوٹ لگتے ہی بڑھیا کی کرب ناک چیخ صحن میں گونجی اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین بوس ہو گئی ساس کو گرتا ہوا دیکھ کر کنول دیوی نے بجائے پشمانی کے سکھ کا سانس لیا اور بچے کو اٹھائے گھر سے باہر نکل آئی اب اسے روکنے والا کوئی نہیں تھا اس لیے جلد از جلد دریا کے کنارے پہنچنا چاہتی تھی جہاں رام کمار بے تابی سے اس کا منتظر تھا چونکہ آج ان کے پاس آخری دن تھا اس لیے وہ خود کنول دیوی کے ساتھ دریا پار کر کے گاؤں کی سرحد تک آیا تھا جب اس نے دور سے لہلہاتی ہوئی فصلوں کے درمیان کنول دیوی کو بچہ اٹھائے آتے ہوئے دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کچھ دیر بعد وہ ان دونوں کو ہمراہ لیے واپس جنگل میں آ گئی کنول دیوی کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے وہ بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہی تھی گھبرا کیوں رہی ہو۔

رام کمار نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا۔ گاؤں میں موہن کے غائب ہوتے ہی کہرام مچ گیا ہو گا مجھے ڈر ہے وہ لوگ ہمارا تعاقب کرتے یہاں تک نہ پہنچ جائیں۔ بے فکر رہو اب وہ ہمیں کبھی نہیں پا سکیں گے میں نے فیصلہ کیا ہے ہم ابی یہاں سے نکل جائیں گے ویسے بھی اتنے گھنے جنگل میں کسی کو تلاش کرنا آسان نہیں ہے رام کمار کی دلیل میں وزن تھا کنول دیوی نے اثبات میں سر ہلایا اور جھونپڑے سے ضروری سامان سمیت کر وہ تینوں اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے اس

دوڑ میں موہن بھی جاگ اٹھا تھا اور خود کو ماں کی گود میں پا کر بہت خوش دیکھائی دے رہا تھا تاریک جنگل میں ٹھوکریں کھاتے شام تک وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے یہاں بھی ایک دریا میں موجود کشتی ان کی منتظر تھی کشتی میں بیٹھ کر وہ دوسرے کنارے پہنچے تو رام کمار انہیں قریبی فصلوں کے درمیان بنے ایک کچے مکان میں لے گیا جہاں ایک ہٹا کٹا آدمی دو تازہ دم گھوڑوں کے ہمراہ منتظر تھا رام کمار کو سامنے دیکھ کر آدمی چارپائی سے اٹھا اور پرنام کرتے ہوئے تیزی سے اس کے پیروں پر جھک گیا جیتے رہو سواری تیار ہے ناں رام کمار نے سامنے بندھے گھوڑوں پر نظر دوڑائی سب تیار ہے سرکار یوں سمجھیں گھوڑے نہیں بجلیاں ہیں آپ کے سوار ہوتے ہی ہوا سے باتیں کرنے لگیں گے وہ فخر سے بولا شاباش تمہیں اس کا الگ انعام ملے گا رام کمار نے اسے تھپکی دی نسلوں سے آپ ہی کا دیا کھا رہے ہیں اور کیا انعام چاہیں گے ہم وقت کم ہے آپ جلدی سے نہا دھو کر کپڑے بدل لیں میں اس دوران کھانا لے آؤ ویسے بھی آپ کا زیادہ تر دیر یہاں رکنا ٹھیک نہیں بات سنکر رام کمار نے تائید کی اور خادم تیزی سے اٹھ کر باہر نکل گیا اس کے جاتے ہی رام کمار نے چارپائی پر پڑے تھیلے کا منہ کھول کر جائزہ لیا اور کنول دیوی سے بولا اس میں تمہارے اور موہن کے کپڑے ہیں جلدی سے حلیہ بدل لو ابھی بہت سفر باقی ہے ہمیں کھانا کھاتے ہی یہاں سے نکلنا ہو گا یہ کہہ کر اس نے اپنے کپڑوں اٹھائے اور کمرے میں چلا گیا تا کہ جلد از جلد کپڑے تبدیل کر سکے۔

کھانا کھاتے ہی وہ تینوں سفر پر روانہ ہو گئے رام کمار نے موہن کو اپنے گھوڑے پر بٹھا رکھا تھا جو ہر قسم کے خطرے سے بے نیاز خوش دکھائی دے رہا تھا جبکہ کنول دوسرے گھوڑے پر سوار تھی رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی اور انہیں ہر صورت میں اگلا دن سورج غروب ہونے سے قبل منزل پر پہنچنا تھا رام کمار کے خادم نے چلتے وقت انہیں کھانے پینے کا سامان اور پانی وافر مقدار میں دے دیا تھا کیونکہ انہیں طویل صحرائی راستہ سے گزرنا تھا وقت کی کمی کے باعث انہوں نے مسلسل سفر جاری رکھا اور صرف دو جگہ مختصر قیام کیا طویل اور تھکا دینے والے سفر طے کر کے دوسرے روز سورج ڈھلنے تک وہ صحرا کے پار مختصر آبادی والے علاقے میں پہنچ گئے۔

یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں اکا دکا لوگ ہی دکھائی دے رہے تھے رامکمار نے ہاتھ کے اشارے سے ملنے والوں کو پرنام کو جواب دیا اور آگے بڑھتا چلا گیا کنول دیوی کو اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ یہاں کے لوگوں پر رام کمار کا خاصا رعب قائم ہے جلدی ہی وہ سب وسیع رقبے پر پھیلے عظیم الشان قدیم حویلی کے سامنے موجود تھے حویلی کا صدر دروازہ کھلا تھا چنانچہ وہ اسی طرح گھوڑوں پر سوار انداز میں اندر داخل ہو گئے کنول دیوی یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اتنی بڑی حویلی ہونے کے باوجود انہیں دور دور تک کوئی شخص بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ہر طرف ایک پراسراریت طاری تھی یوں لگتا تھا احاطے میں موجود ہر شے سہمی ہوئی ہونے کے ساتھ مجتس بھی ہو جبکہ رام کمار کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا جیسے سب کچھ اس کی منشا کے مطابق ہو رہا ہو۔

حویلی کے دروازے میں داخل ہو کر وہ رکے نہیں بلکہ اسی طرح گھوڑوں پر سوار خوبصورت باغیچے کے درمیان بنے سنگ مرمر کے راستے پر چلتے ہوئے اندرونی عمارت کے سامنے جا پہنچے ان کے گھوڑوں سے اترتے ہی سامنے موجود دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا لیکن صحت مند ملازم باہر نکل کر رام کمار کے قدموں سے لپٹ گیا جوابا رام کمار نے بھی اس معتقدت کا ظاہر ہ کرتے ہوئے اسے زمین سے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔

کیسے ہو بابا۔ رام کمار نے بوڑھے کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔ آپ کا کرم ہے مالک۔ کیا سب انتظامات مکمل ہیں ناں رام کمار نے بلا تاخیر دوسرا سوال داغا۔ آپ۔۔ آپ مالک بالکل

ساخت ہو جائیں کوئی کسر نہیں چھوڑی میں نے ویسے بھی آج انتظامات مکمل نہیں ہوں گے تو کب ہوں گے آپ کی ہدایت کے مطابق تمام ملازمین کو رخصت پر بھیج دیا ہے اور سختی سے ہدایت دی گئی ہے کہ مقررہ وقت سے قبل میں صرف میں ہی آپ کا غلام موجود ہوں اگنی دیوتا سے پراتھنا ہے آپ کامیاب ہو جائیں بوڑھے نے اسی احترام سے جواب دیا اس کے بعد وہ سب لوگ عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔

کنول دیوی جو کہ ساری زندگی غربت کی چکی میں پسنے کے بعد پہلی مرتبہ کسی بڑے گھر میں داخل ہوئی تھی ہر چیز کو یوں حیرت سے دیکھ رہی تھی جیسے کسی دوسرے سیارے پر آ گئی ہو یہ حویلی اس کے لیے کسی راجہ کے محل سے کم نہیں تھی سارا کام مکمل تھا جبکہ سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ دیر وقت باقی تھی اس لیے رام کمار نے ان دونون کو آرام کرنے کے لیے ایک خوبصورت خواب گاہ میں چھوڑ دیا اور خود ایک مرتبہ پھر تیاریوں کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا تا کہ کسی چیز کی کمی اسے موقع پر پریشان نہ کر سکے۔

آج اس کی زندگی کا اہم ترین دن تھا اندھیرا گہرا ہوتے ہی وہ کنولدیوی اور موہن کو خواب گاہ لے کر حویلی کے وسطی کمرے میں پہنچا تو سب نے گہرے زرد رنگ کا لباس پہن رکھا تھا رام کمارے کے چہرے پر خوشی اور جوش کے آثار تھے جبکہ کنول دیوی گھبرائی ہوئی تھی اس نے معصوم موہن کو سینے سے لگا کر بازوؤں کے حصار سے جکڑ رکھا تھا کمرے میں پہنچتے ہی وہاں پہلے سے موجود بوڑھے ملازم نے جھک کر ان کا استقبال کیا اور دھیمے لہجے میں بولا۔ سرکار میں امید کرتا ہوں اس خادم نے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے نمک کا حق ادا کر دیا ہے سو سال قبل جب آپ کے دادا نے اگنی دیوتا کی پرستش کا آغاز کیا تو میرا باپ پندرہ برس کا تھا اس نے ساری زندگی حویلی کے تہہ خانہ میں موجود آگ کا الاؤ کو روشن رکھنے میں صرف کر دی جو اس عمل کو بنیادی ضرورت تھی اور مرتے دم یہ کہہ کر مجھے ذمہ داری سونپ دی کہ عمل پورا ہونے تک کبھی مالک کو دھوکہ نہ دینا ورنہ تیرے باپ کی زندگی کی ساری بھر کی محنت بے کار چلی جائیگی اور نچلی ذات کے لوگوں پر بھی کبھی بھروسہ نہیں کیا جائے گا بس اسی ایک عہد نے مجھے مجبور کر دیا کہ اپنی زندگی آپ کے نام وقف کر دوں بوڑھے کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو چمک اٹھے۔

مجھے آپ پر فخر ہے بابا آپ اور آپ کے والد نے جس طرح اس مشن کو تکمیل تک پہنچانے میں ہماری مدد کی ہے اسے میں کبھی فرموش نہیں کر سکوں گا ویسے بھی میری نظر میں آپ کی حیثیت نوکر کی سی نہیں دوست کی سی ہے رام کمار نے آگے بڑھ کر اس کا حوصلہ بڑھایا۔ سب کچھ آپ کی ہدایت کے مطابق تیار ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے سرکار بوڑھا نے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا میری خواہش تو تھی کہ کامیابی کا اس موقع پر آپ بھی میرے ہمراہ رہیں کیونکہ دنیا میں آپ ہی تو وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے اس کام کو جاری رکھنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن پتہ جی کی وصیت کے مطابق اس آخری مرحلے میں میرا تنہا رہنا ضروری ہے اس لیے مجبوری ہے رام کمار نے طریقے سے اسے سمجھانا چاہا۔ آپ میری فکر نہ کریں میں تو پیدا ہی آپ کی خدمت کے لیے ہوا ہوں آپ پوری توجہ اپنے کام پر دیں میں آپ کے لیے پراتھنا کروں گا بوڑھے نے جھک کر آخری پرنام کیا اور کمرے سے باہر چلا گیا بوڑھے کے جاتے ہی رام کمار نے کمرے کو اندر سے تالا لگایا اور ہر طرح کے اطمینان کرنے کے بعد بوڑھے کا دیا ہوا تھیلا کاندھے سے لٹکاتے ہوئے کنول کی طرف متوجہ ہوا چلو کنول دیوی وہ وقت آ گیا ہے جس کا میں نے ساری زندگی انتظار کیا ان دونوں کو ہمراہ لے کر رام کمار آگے بڑھا وار کمرے کے دائیں کونے میں موجود چھوٹا سا دروازہ کھول کر ایک طویل راہداری میں داخل ہوا ہر سو چھائی جان لیوا خاموشی میں ان کے قدموں کی آواز ارد گرد کی دیواروں سے ٹکرا کر بازگشت کی صورت میں کانوں سے ٹکراتی تو انجانے

خوف سے دلوں کی دھڑکن تیز ہونے لگتیں وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

کچھ دیر بعد وہ راہداری کے کونے میں موجود لوہے کے مضبوط دروازے کے سامنے کھڑے تھے جس کا ساتھ بڑا سا تالا جھول رہا تھا رام کمار نے کاندھے سے لٹکتا ہوا تھیلا اتار کر زمین پر رکھا اور جیب سے چابی نکال کر تالا کھولنے لگا دروازہ کھلا تو ان کے سامنے چھوٹا سا نیم تاریک کمرہ تھا جس کے کونے میں سیڑھیاں تھیں یہی سیڑھیاں تہہ خانے میں جاتی تھیں اس کمریھ میں رام کمار کے خاص ملازمین کے سوا کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی کچھ دیر بعد وہ سیڑھیوں کے راستے تہہ خانہ میں پہنچ گئے حویلی کے ہال کمرہ سے لے کر اب تک رام کمار نے جو بھی دروازہ کھولا تھا اندر داخل ہو کر تالا لگا دیا تھا اوپر والی منزل کے نقشے کی طرح نیچے راہداری میں بہت سے کمرے تھے رام کمار کئی بند دروازوں کے سامنے سے گزرتا ہوا لکڑی کے ایسے بند دروازے کے سامنے جا کھڑا ہوا جس پر نامانوس زبان میں کچھ تحریر تھا اس نے آنکھیں بند کر کے منہ میں کچھ پڑھا اور دروازہ پر پھونکتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر دباؤ ڈالا تو وہ ہلکی چرچراہٹ سے کھل گیا۔

اب رام کمار نے مڑ کر کنول کو آنکھ سے اشارے سے پیچھے آنے کو کہا اور خود نامانوس زبان میں منتر پڑھتا ہوا اندر داخل ہو گیا یہ ایک بہت بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کے وسط میں آگ کا الاؤ دائرہ کی شکل میں روشن تھا کنول دیوی یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آگ کا یہ الاؤ اگنی دیوتا کے ایک دیو قامت مجسمے کے گرد روشن تھا سنگ تراش نے اگنی دیوتا کو بڑے چبوترے کے ایک دیوتا کو بڑے چبوترے پر التی پالتی مارے بیٹھے دیکھا گیا تھا ایسا چبوترا جس کے نچلے حصے میں بناوٹ کے دوران لکیریں کھود کر باقاعدہ ایک بند دروازے کی نشاندہی کی گئی تھی کنول دیوی کو منظر دیکھ کر وہ چھوٹا سا مجسمہ بھی یاد آ گیا جس کی رام کمار جھونپڑی میں آگ کے درمیان رکھ کر پوجا کرتا تھا یہاں بھی صورت حال مختلف نہ تھی اور کمرے میں داخل ہوتے ہی رام کمار آگ کے سامنے گر کر سجدہ ریز ہو گیا معصوم موہن جو کہ یہ سب کچھ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

ماں سے لپٹ کر ماں سے بے اختیار چیخیں مارنے لگا جبکہ کنول بھی خوفزدہ آنکھوں سے سامنے موجود دہشت ناک مجسمے کو دیکھ کر حرکت کرنا بھی بھول گئی تھی کافی دیر رام کمار عبادت سے فارغ ہوا تو اس نے اونچی آواز میں منتر پڑھتے ہوئے آگ پر پھونک ماری اور پاس پڑی لکڑیاں اٹھا کر الاؤ میں پھینکنے لگا جس سے آگ مزید بھڑک اٹھی۔ اب رام کمار آگ سے پیدا ہونے والی تیزی روشنی میں کمرے کی دیواروں پر لکھی ہوئی ان تحریروں کو بلند آواز میں پڑھنے لگا جو اس کے دادا اور باپ نے آج دن کے لیے لکھیھوئی تھیں کمرے کی دیواروں پر جابجا انسانی خون کے دھبے اور شیطانی نقش کنول دیوی کے دل کی دھڑکن تیز کئے جا رہے تھے یہاں کی صورت حال اس تصور سے بھی خوفناک تھی گو کہ اس نے یہ سب ہمیشہ زندہ رہنے کے لالچ میں کیا تھا لیکن اب اسے غلطی کا احساس شدت سے ہونے لگا تھا اسکا دل چاہ رہا تھا کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر موہن کو لے کر یہاں سے بھاگ جائے لیکن یہ کام اب اس کے لیے ممکن نہیں رہا تھا کیونکہ رام کمار نے یہاں آتے ہوئے ہر دروازے پر تالا لگا دیا تھا۔

آج دنیا کا طاقتور ترین انسان بن جاؤں گا آج موت کے لیے مجھے شکست کھا جائے گی میں عظیم ہوں میں امر ہوں وہ پاگلوں کی طرح قہقہے لگائے ہوئے کنول کیطرف مڑا تو اسے پریشان دیکھ کر یکدم سنجیدہ ہو گیا۔ کیوں۔ کیوں گھبرا رہی ہو میری سندر رانی اب تم بھی میری طرح امر ہونے والی ہو اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھائی جانے والی ناریوں عام ناریاں نہیں ہوتی تم بھی عام نہیں ہو سمے تیزی سے بیتا چلا جا رہا ہے دیکھو اگنی دیوتا کی آنکھوں میں غور سے دیکھو تمہیں دیکھتے ہی ان میں لہو کی پیاس جاگ اٹھی ہے چلو ایسا کرو اب اس

بچے کو گود سے اتار دو جس کی نحوست ابھی تک تمہارے سورگ پہنچنے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھی رام کمار نے ناپاک عزائم جان کر کنول دیوی سر سے پاؤں تک کانپ اٹھی اگلے ہی لمحے اس نے روتے ہوئے موہن کو اپنے گرد اپنے بازوؤں کے حصار سے مزید تنگ کر دیا اور ہانپتی ہوئی کونے میں جا کھڑی ہوئی اس کا جسم پسینے سے شرابور اور ٹانگیں خوف سے لڑکھڑا رہی تھیں تت تو کیا تم مجھے بھی مار ڈالو گے مجبوری ہے مگر تم نے تو کہا تھا کہ میں تمہیں امر بنا دوں گا میں ہمیشہ زندہ رہوں گی ہاں میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں تم ہمیشہ زندہ رہو گی مگر میری یادوں میں ہمیشہ تمہارا احسان مند رہوں گا تم نے آخری لمحے میں میری مدد کی رام کمار نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔

کک۔ کیا مطلب۔ کنول کے منہ سے یہی نکل سکا۔ احمق ہو تم کنول دیوی میں نے اتنی بڑی بات کہی اور تم نے یقین کر لیا ہاں مجھے اس بات کا افسوس یقیناً ہے کہ تم ناحق ماری جاؤ گی میں زندگی میں تمہارے خوبصورت جسم کا لمس دوبارہ محسوس نہیں کر سکوں گا کیونکہ کتاب میں لکھی تحریر کے مطابق آخری قربانی کے لیے ناری کی قربانی ضروری نہیں بچے کی بھینٹ لازمی ہے لیکن کیا کروں بچے کو حاصل کرنے کے لیے تمہاری مدد حاصل کرنا پڑی کیونکہ مجھے بچوں سے گھن آتی ہے اگر میں اسے اکیلا اغوا کرتا تو اس کا رونا دھونا ناز نخرے اٹھانا سب برداشت کرنا پڑتا جو میرے مزاج کا حصہ نہیں ہے اس لیے تمہیں بھی ساتھ لے آیا مسئلہ یہ ہے کہ اب تم یہ راز جان چکی ہو اور راز جاننے کی سزا موت ہے یہی سو سال سے اس تہہ خانے کا اصول رہا ہے۔ رام کمار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اب اس کا رخ دیوار سے لٹکتی ہوئی تلوار کی جانب تھا جس پر جمے انسانی خون کے لوتھڑے اسے مزید بھیانک بنا رہے تھے تلوار کو ہاتھ لگاتے ہی رام کمار نے بلند آواز میں منتر پڑھا اور شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ واپس پلٹا یہی اس کی زندگی کی بھول ثابت ہوئی کیونکہ اگلے ہی لمحے اس کی بائیں گال پر قیامت ٹوٹ پڑی ضرب اتنی شدت کی تھی کہ رام کمارے کے کانوں میں اندھیاں چلنے لگیں اور منتر چیخ میں بدل گیا۔

اس نے فوراً آنکھیں کھولیں تو سامنے کنول دیوی مضبوط لکڑی ہاتھوں میں تھامے دوسرے وار کی تیاری کر رہی تھی میں تجھ شیطان سے نمٹنا اچھی طرح جانتی ہوں اپنی اور موہن کی حفاظت کیلئے میں تیرا خون کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گی یہ کہہ کر کنول دیوی نے دوسری مرتبہ لکڑی اٹھائی لیکن رم کمار شدید تکلیف کے باوجود دفاع کے لیے سنبھل چکا تھا اس نے کنول دیوی کا وار روکنے کے لیے تلوار کا استعمال کیا اور نصف لکڑی کٹ کر کونے میں روتے ہوئے موہن کے سر پر جا لگی جس سے اس کی رونے کی شدت آ گئی موہن کے سر سے خون بہنے لگا جسے دیکھ کر کنول گھبرا گئی اور تیزی سے باقی لکڑی پھینک کر اس کی مدد کے لیے لپکی دوسری طرف کنول دیوی ایک ضرب سے ہی رام کمار کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا اس کے چہرے پر سوزش نمودار ہونے لگی تھی گال پھٹ جانے کے باعث منہ سے خون جاری ہو گیا تھا اور چند دانتوں کو نقصان پہنچا تھا جسکے باعث شدید درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ تو تم نے اپنی اصلیت دکھا ہی دی رام کمار نے اپنی زخم انداز کرتے ہوئے پھر تلوار اٹھائی گر تم نے مجھے یا مرے بچے کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا کنول دیوی نے اسے اپنی جانب بڑھتا ہوا دیکھ کر غرائی چیخ کہا تم نے کون ہو گا تم سے برا جس نے ہمیشہ کی زندگی پانے کے لالچ میں سوتیلے بچے کی جان کا سودا کر دیا اور آج جب حقیقت کھلی تو اسی بچے کو بچانے کیلیے مجھ پر وار کر دیا سچ کہتا ہوں کنول دیوی بہت چیز ہو تم بہت ہی چیز ہو تم بہت بڑی چیز۔

وہ میری غلطی تھی کہ میں تیری باتوں میں آ گئی مگر اب ایسا نہیں ہو گا میں اپنے بیٹے پر آنچ نہیں آنے دوں گی چاہے جان ہی کیوں نہ چلی جائے کنول کے لہجے میں مر مٹنے کا عزم جھلک رہا تھا تو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی پھر تیار ہو جاؤ مرنے کے لیے ویسے بھی موہن کی باری تمہارے بعد ہی آنی ہے یہ کہہ رام کمار نے شیطانی نعرہ لگایا اور تلوار سے حملہ کر دیا مگر کنول دیوی نے پھرتی سے پہلو بدل کر اس کا وار خالی کر دیا اور موہن کو اٹھائے ہوئے تیزی سے دروازے کی جانب لپکی تا کہ باہر نکلنے کی تدبیر کر سکے مگر یہ اس کی بھول تھی ابھی وہ بمشکل کمرے کے وسط میں پہنچی تھی کہ تعاقب کرتے ہوئے رام کمار کی تلوار ہوا کے دبیز پردے کو چیرتی ہوئی نیم دائرے میں گھومی اور جان بچانے کی کوشش میں بھاگتی کنول دیوی کی گردن کٹ کر فٹ بال کی طرح ”بتبھ“ دروازے سے جا ٹکرایا موہن جو کہ چوٹ لگنے کے بعد مسلسل روئے جا رہا تھا۔

ماں کی گردن تن سے جدا ہوتے دیکھ کر زور سے چیخا اور مارے خوف کے بے ہوش ہو کر کنول دیوی کے مردہ جسم کے ساتھ زمین پر آ گرا کنول دیوی کا خاتمہ ہوتے ہی رام کمار نے سکون کا سانس لیا اور بیٹھ کر اپنا پھولا ہوا گال سہلانے لگا سوزش اور درد میں اضافہ ہو گیا تھا کچھ دیر بعد وہ ہمت کر کے اپنی جگہ سے اٹھا اور بیہوش موہن کو اٹھا کر اس چبوترے پر لٹا دیا اور جہاں اگنی دیوتا کو بھینٹ دی جاتی تھی لیکن اچانک کنول دیوی کے مردہ جسم پر نظر پڑتے ہی رام کمار کی پیشانی پر ناگواری کی لکیریں نمودار ہوئیں۔ چوٹ کھانے کے بعد وہ اس کا مردہ جسم دیکھنے کا روادار بھی نہیں رہا تھا چنانچہ نفرت کے اظہار کے لیے وہ چبوترے سے نیچے اترا اور کنول دیوی کا سر اور دھڑ اٹھا کر آگ میں پھینک دیا اب اسکے پاس وقت کم تھا اس لیے مزید آرام کرنے کی بجائے جبڑے کے درد کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ کمرے میں موجود اکلوتی الماری کے سامنے جا کھڑا ہوا لکڑی سے بنی الماری کو کھول کر رام کمار نے اس میں ایک نہایت قدیم اور بوسیدہ کتاب باہر نکالی جس کے بیشتر صفحات پھٹ چکے تھے یہ وہی کتاب تھی جس کی بدولت آج اس عظیم طاقت ملنے والی تھی رام کمار کتاب اٹھا کر واپس مڑا اور موہن کے پاس بیٹھ گیا اور منتر پڑھنے لگا۔

دیر تک اگنی دیوتا کے گن گانے کے بعد اس نے کتاب احتیاط سے چبوترے پر رکھی اور وہی قاتل تلوار اٹھا کر اپنے آخری شکار کے گرد چکر کاٹنے لگا جس سے کنول دیوی کا خون کیا تھا اسکی زبان پر اب بھی چند نامانوس جملے تھے جن کو وہ پرجوش انداز میں بار بار دھرائے چلا جا رہا تھا جسے ہی اس کا تیسرا چکر مکمل ہوا قاتل تلوار ایک مرتبہ پھر ہوا میں بلند ہوئی اور موہن کا سر کٹ کر سیدھا اگنی کے چرنوں میں جا گرا جبکہ باقی دھڑ چند لمحے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح پھڑک کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا جب موہن کی گردن تن سے جدا ہو کر اگنی دیوتا کے چرنوں میں گری تو آگ میں مزید تیزی پیدا ہو گئی جو اس بات کی علامت تھی کہ بھینٹ قبول ہو گئی ہے سب ٹھیک ہو رہا ہے یہ اہم مرحلہ بھی خوش اسلوبی سے طے پاتا دیکھ کر رام کمار کے دل خوشی سے مچل اٹھا۔ کامیابی اب صرف چند قدم دور تھی اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر دوڑائی رات کے دس بج رہے تھے اب اسے صرف اپنی آخری تپسیا شروع کرنی تھی جسے رات بارہ بجے ہی آگ سے اس ناری کو ظاہر ہونا تھا جو اس کی امیدوں کو محور تھی اب تک کیا جانے والا عمل بالکل ٹھیک اور کتاب کے مطابق ثابت ہوا تھا جس کے باعث اس کا ذہن پرسکون تھا اس وقت اگر کوئی اسے پریشانی تھی تو صرف زخم کی جو کنول دیوی کا دیا ہوا آخری تحفہ تھا اس کا ول سوجھ کر گیا ہو چکا تھا اور منہ سیا بھی تک خون رس رہا تھا۔

رام کمارا کو واضح محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے تین دانت ٹوٹ چکے ہیں اور ایک کو شدید نقصان پہنچا ہے جس کا نصف حصہ ٹوٹ کر باقی جبڑے میں دھنس چکا تھا یہی وہ دانت تھا جو رام کمارے کے لیے پریشانی بنا ہوا تھا تہہ خانے میں اس کے پاس درد کی کوئی دوا موجود نہ تھی اور نہ ہی ہدایت کے مطابق وہ طبی امداد کے لیے باہر جا سکتا تھا اس لیے سوائے صبر کے کچھ ممکن نہیں تھا چنانچہ کچھ دیر بے چینی سے پہلو بدلنے کے بعد

وہ ایک بار پھر ہمت کر کے اٹھا اور الاؤ کے قریب مخصوص جگہ پر بیٹھ کر کتاب میں لکھے منتر پڑھنے لگا لیکن درد اب برداشت سے باہر ہوتا چلا جا رہا تھا میں اتنی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے ورنہ میں درد سے مر جاؤں گا شدید تکلیف نے اسے کتاب بند کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ بڑبڑاتا ہوا گال پر ہاتھ رکھ کر دروازے کی طرف بڑھا نہیں نہیں میں نہیں جاؤں گا اس ایک لمحے کے لیے میرے باپ دادا نے سو سال محنت کی ہے میں درد برداشت کر سکتا ہوں میں موت پر حاوی ہوں اور ہو کر رہوں گا یہ عارضی تکلیف ہے میں اسے برداشت کر لوں گا۔

دروازے تک پہنچ کر اس نے خود کو سمجھایا اور واپس لوٹ آیا تکلیف نے سے نڈھال کر دیا تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور جیسے تیسے تپسیا ختم کر کے وہیں زمین پر لیٹ گیا اور کراہنے لگا وقت بند مٹھی میں ریت کی طرح پھسلتا رہا اور آخر کار وہ لمحہ بھی آ گیا جو رام کمار کو دنیا بھر کی خوشی دینے والا تھا ٹھیک بارہ بجے کمرہ میں زبردست گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور آگ میں شدت پیدا ہوئی اب دیو قامت شعلے کمرے کی بلند و بالا چھت کو چھونے لگے تھے کچھ ہی دیر بعد جلتی ہوئی لکڑیوں سے ابھرنے والی آگ نارنجی شعلوں میں ہر لمحہ اگنی دیوتا کا دیو قامت مجسمہ جو اپنے حجم کے لحاظ سے دیکھنے والوں کے لیے دہشت کی علامت تھا اب شعلوں سے غائب ہو چکا تھا اور تیز روشنی نے کمرے میں دن کا سماں پیدا کر دیا تھا ادھر رام کمار تمام تبدیلی سے بے خبر نیم بے ہوشی کے عالم میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا جب آگ کی تپش اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو شعلوں میں گھرے اگنی دیوتا کے مجسمے کے پیچھے بنے چبوترے میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور تیز گڑگڑاہٹ سے کھلتا چلا گیا اگلے ہی لمحے آگ کے سمندر سے ایک انسانی وجود نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا رام کمار کی جانب بڑھا جیسے جیسے وہ آتشی وجود رام کمار کے قریب آتا چلا جا رہا تھا اس کے جسم کے خدوخال واضح ہوتے چلے جا رہے تھے کچھ ہی دیر میں یہ ادھوری تصویر مکمل ہو گئی۔

اب رام کمار کے سامنے ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی ایسی حسینہ جس کے مرمریں جسم میں خون کی طرح گردش کرتے ہوئے آگ کے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے اس کے دہکتے ہوئے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ اور آنکھوں میں ہیروں کی سی چمک تھی جبکہ رام کمار اس سراپا حسن سے بے نیاز درد کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا کیا پوچھنا چاہتے ہو عورت نے قریب پہنچ کر شیریں مگر بارعب لہجے میں کہا آواز سن کر رام کمار نے یوں چونک کر نظر اٹھائی جیسے اس نار کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا تکلیف کی شدت نے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی تھی اور اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا یہاں تک وہ اپنا مقصد حیات بھی بھول گیا تھا۔

مم۔۔۔میرے دانت میں شدید درد ہو رہا ہے میں مر رہا ہوں مجھے اس کا علاج بتا دو نہ چاہتے ہوئے بھی یہی الفاظ اس کے منہ سے نکل گئے تم اسے ذہنوں کی مدد سے نکال دو۔ درد ٹھیک ہو جائیگا عورت نے دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ مختصر جواب دیا اور خاموشی سے واپس آگ کی جانب لوٹ گئی عورت کا جواب سن کر جیسے ہی رام کمار کو غلطی کا احساس ہوا تو سردی کی تیز لہر جسم کے آر پار ہو گئی وہ اپنا درد بھول کر اٹھ کھڑا ہوا رک جاؤ رک جاؤ آگ کی دیوی میرا سوال یہ نہیں تھا مگر بہت دیر ہو چکی تھی آگ کی دیوی واپس آسمان سے باتیں کرتے شعلوں میں گم ہو چکی تھی اور رام کمار کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا تمہیں اگنی دیوتا کی قسم رک جاؤ مجھے موت کا علاج بتا دو مجھ سے غلطی ہو گئی لیکن دوسری جانب خاموشی رہی رام کمار نے آگ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے ماتھا رگڑتے ہوئے اپنا سوال کئی بار دہرایا مگر کوئی جواب نہ ملا جس سے اس پر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ اگر۔۔۔اگر تم باہر نہیں آؤ گی تو میں تمہارے پیچھے آگ کے دریا میں کود پڑوں گا مجھے اپنے

سوال کا جواب چاہیے چاہے انجام کچھ بھی ہو میں اپنی سو سالہ ریاضت یوں مٹی نہیں ہونے دوں گا میں آ رہا ہوں اور زندگی کا راز جان کر ہی دم لوں گا۔

یہ کہتے ہوئے رام کمار کتاب ہاتھ میں پکڑ کر آگے بڑھا اور اگنی دیوتا کے حق میں شیطانی نعرے لگاتا شعلوں میں کود گیا لیکن آگ کے شعلے اس پر مہربان نہ ہو سکے اور اگلے ہی لمحے کمرہ اسکی کربناک چیخوں سے گونج رہا تھا چند گھنٹے بعد سو سال سے روشن آگ کا الاؤ ٹھنڈا ہو گیا وہ شیطانی کتاب جو بے شمار انسانوں کے لیے موت کی وجہ بنی ہوئی تھی جل کر ختم ہو چکی تھی جبکہ موت پر فتح کے خواب دیکھنے والا رام کمار اپنے دیوتا کے چرنوں میں راکھ کے پتلے کی صورت میں نشان عبرت بنا پڑا تھا۔

❀❀❀

ہم کو سوجھی شرارت

جب بھی ٹوٹ کے بکھروں تو بتانا مجھ فراز
☆میں تھوڑا بہت ویلڈنگ کا کام بھی جانتا ہوں۔

تو چاند مانگے میں چاند دے دوں.....تو رات مانگے میں رات دے دوں.....تو دل مانگے میں دل دے دوں
☆تو جان مانگے......بس یار بھیک مانگنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

ہم دوستی میں صورت کو نہیں سیرت کو دیکھتے ہیں فراز
☆ بھی تو میرے سارے دوست وینگے چبے سے ہیں۔

کچھ اس لئے بھی دوستوں سے رابطہ کم رکھتا ہوں فراز
☆جو ملتا ہے کہتا ہے یار گرمی بہت ہے بوتل تو پلاؤ.....لو دسو سورج نوں اگ میں لائی اے۔

☆......عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

معلومات

اردو کا لفظ سب سے پہلے استعمال 1751ء میں سراج الدین آرزو نے کیا۔
دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں دوسرے نمبر پر اردو ہے۔
آزاد نظم کی ابتدا فرانس سے ہوئی۔
اردو میں سب سے پہلے نظم عبدالحکیم نے لکھی۔
اردو کا مختصر لفظ آ ہے۔
اردو شاعری کے لئے اردو زبان کا لفظ اردو زبان کے لئے پہلی بار مصحفی نے استعمال کیا۔
دنیا میں 2030ء میں شہر میں لوگوں کی آبادی 5 ارب ہو جائے گی۔
دنیا میں بلند ترین عمارت 108 منزل تائیوان میں ہے۔
دنیا میں بلند ترین عمارت 112 منزل دوبئی میں ہے۔
دنیا میں کل بلند ترین عمارت کی تعداد 60 ہے۔
اس وقت دنیا میں old man بوڑھے آدمیوں کی تعداد 6 ملین ہے۔

☆......قاضی ایوب خان-اٹک

احسان

E اگر کوئی تم پر احسان کرے تو لوگوں کو بتا۔
E اگر تو کسی پر احسان کرے تو لوگوں سے چھپا۔ (حضرت علیؓ)
E مدد کرو تو کبھی اس کی آنکھوں میں نہ دیکھنا، ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں موجود شرمندگی تمہارے دل میں غرور پیدا نہ کر دے۔ (حضرت علیؓ)
E کتنا بدنصیب ہے وہ انسان جو اپنے والدین کی خدمت کرے اور دعا نہ لے اور اوروں سے کہتا رہے کہ میرے لئے دعا کرنا۔ (حضرت علیؓ)

☆......ندیم اقبال قریشی-بھریا روڈ

❀❀❀

اب جس کے جی میں آئے وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کر سرعام رکھ دیا
ریاض احمد-لاہور

❀❀❀

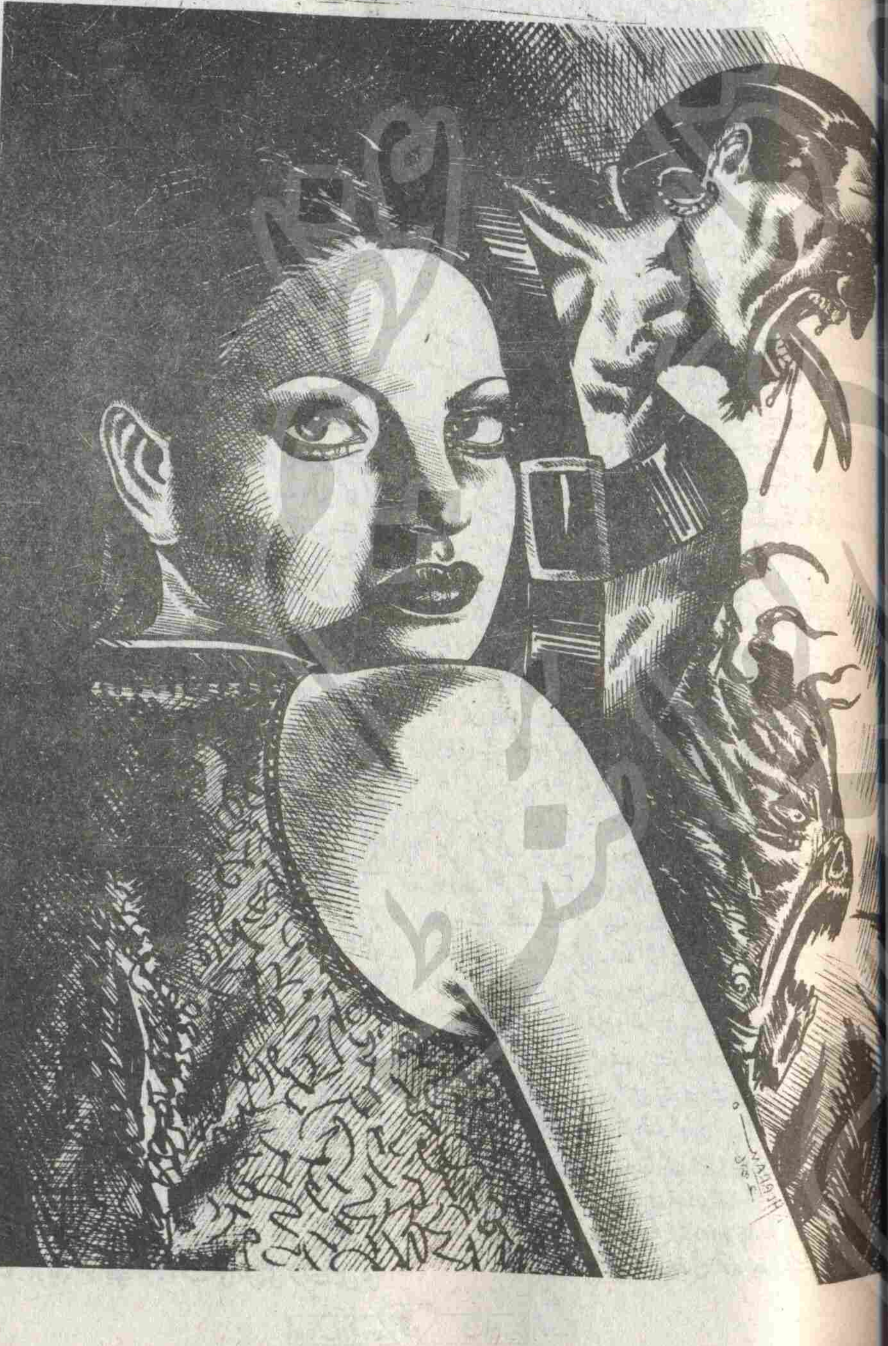

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 04

اس پزل کے سوالات کے جواب دیجیے اور انعام جیتئے۔

درج سوالات کے جواب نیچے دیئے گئے خانوں میں تلاش کریں۔ تھوڑی سی کوشش کرنے سے آپ ان حروف کو ملا کر جواب ڈھونڈ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کوپن بھیجیں اور انعام حاصل کریں۔

1- لڑکی---میں بھوت دیکھ کر چیخ مار کر اٹھ گئی۔

2- اسلم پر ایک---عاشق ہو گئی تھی۔

3- آصف کو ہر روز ایک---اٹھا کرلے لگا۔

4- جادوگر اپنے---میں بیٹھا چلہ کر رہا تھا۔

5- بادشاہ روز ہی خواب میں ایک خوفناک---دیکھ رہا تھا۔

انعامات کی تفصیل

اوّل انعام : 50,000 روپے نقد

دوم انعام : 25,000 روپے نقد

سوم انعام : 10,000 روپے نقد

قواعد وضوابط: (1) چار سوالات کے صحیح جواب ضروری ہیں۔ (2) ایک سے زیادہ صحیح حل والے کوپن موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام نکالا جائے گا۔ (3) سب سے زیادہ حل والے کوپن بالترتیب اوّل، دوم سوم قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔ (4) اصل کوپن کو ہی قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے نہ کہ فوٹو کاپی یا ہاتھ سے لکھا ہوا۔ (5) صحیح جواب ہمارے پاس موجود ہیں وہی درست تصور کئے جائیں گے۔ (6) جیوری کا فیصلہ حتمی، آخری اور ناقابل چیلنج ہوگا۔

حل تلاش کریں

و			ا		ب	ہ		ر			گ	خ		
		ر			چ			ی		پ	ی		ڑ	ل
	و		ج		و	ج		ن	ا		گ	ر		
	ر	ہ	ک	و	ا		ص	ط	ح		س	ل		م
ی	ہ		م	د		آ		ر		چ			ہ	

کوپن

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 04

پزل کے سوالات کے جوابات تلاش کر کے اس کوپن پر لکھ کر کاٹ کر ہمراہ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ارسال کریں۔ سب سے زیادہ کوپن والے امیدوار کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

1-__________ 2-__________ 3-__________

4-__________ 5-__________

نام:__________ شناختی کارڈ نمبر__________

مکمل پتہ:__________ فون نمبر:__________

آج سے 13 سال قبل جب میری عمر 13 سال تھی۔ بچپن کی منزلیں طے کرتا ہوا جوانی کی دہلیز پر آہستہ آہستہ قدم رکھتا جا رہا تھا۔ ہر بات کی سوجھ بوجھ اور نفع و نقصان کا علم ہو چکا تھا۔ والدین کا فرمانبردار بیٹا تھا پڑھائی کے ساتھ ساتھ والد صاحب کا ہاتھ بٹاتا۔ گاؤں میں ہمارے چھوٹی سی سبزی کی دکان تھی اور اسی دکان سے ہمارے خاندان کا رزق چلتا تھا۔ ہمارے گاؤں سے شہر کا فاصلہ تقریباً 5 میل تھا۔ پہلے تو والد صاحب سبزی شہر سے لاتے تھے پھر ایک دن جب وہ بیمار ہو کر بستر پر پڑ گئے تو ان کا یہ کام میرے سپرد ہو گیا دسمبر کی یخ راتیں تھی۔ اور دن کو یہ حال تھا کہ پورا پورا دن سورج نظر نہ آتا دھند سے ہر چیز ڈھکی چھپی نظر آتی۔ دور دور تک سوائے دھویں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اگر شہر سے صبح صبح سبزی نہ لاتے تو وہاں سبزی نہ ملتی تھی۔ لہٰذا اپنی ڈیوٹی نبھانے کی غرض سے میں صبح صبح ابھی فجر کی آذانیں بھی نہ ہونے پاتی تھی اپنی سائیکل نکالی اور شہر کی طرف چل پڑا۔ گاؤں سے شہر جانے کا راستہ بھی خطرناک اور ڈروانا تھا۔ راستے میں ایک بڑے سے قبرستان سے گزر کر جانا پڑتا تھا درمیان میں کچھ پگڈنڈی تھی اور اس کے دونوں طرف قبرستان تھا قبرستان کے قریب پہنچ کر ایک دفعہ خوف سے پورا جسم پسینہ سے ضرور بھیگا تھا لیکن اپنا سفر جاری رکھا۔ اور سائیکل چلاتا ہوا شہر تک پہنچ گیا اور ابو کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ کر ان کا حوالہ دینے کے بعد جو کچھ خریدنا تھا خرید کر واپس گاؤں آ گیا۔ ایک ہفتہ مسلسل یہ کام کرنے سے مجھے عادت سی پڑ گئی اور ہمیشہ کے لیے ابو سے کہہ کر یہ ڈیوٹی سنبھال لی۔ ایک روز ابو نے مجھے جگایا کہ اٹھو سبزی لے آؤ۔ میں فوراً اٹھا اور سائیکل پکڑ کر بھاگ نکلا۔ جب قبرستان کے قریب پہنچا تو مجھے قبرستان میں ایک تقریباً 12'10 گز لمبی عورت راستے میں کھڑی نظر آئی۔ میں نے سائیکل روک لی۔ خوف سے جسم سے پسینہ بہنے لگا۔ اتنی سخت سردی کے باوجود بھی پسینہ ایسے جسم سے گر کر زمین کو بھگو رہا تھا جیسے جون جولائی کی سخت ترین گرمی ہو۔ وہاں کھڑے ہی اس لمبی تڑنگی عورت کا جائزہ لینے لگا لمبے لمبے دانت کالا سیاہ رنگ، خونی آنکھیں۔ بکھرے ہوئے سر کے بال جو پاؤں تک پھیلے ہوئے تھے۔ اچانک اسے سامنے دیکھ کر مجھے اپنی موت دکھائی دی۔ آگے بھی موت تھی اور پیچھے بھی۔ اگر آگے بڑھتا تو اس کے لمبے پنجوں کا شکار ہو جاتا اگر پیچھے مڑتا تو تب بھی اس کی گرفت میں ہی تھا چنانچہ خدا کا نام لیکر میں نے آگے بڑھنے کو ہی ترجیح دی۔ جب اس کے قریب پہنچا تو نجانے کیا بات تھی کہ اس نے میرا راستہ چھوڑ دیا اور ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ میں قبرستان کی حدود سے تیز تیز سائیکل چلاتا ہوا باہر نکلا۔ اور پھر دوبارہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی جیسے میں ہوا میں شہر تک پہنچا لیکن شہر پہنچنے کے باوجود بھی فجر کی اذانیں نہ ہوئیں۔ جب وقت کا پوچھا تو پتہ چلا کہ ابھی ایک گھنٹہ تھا اذان ہونے میں۔ میں بہت پچھتایا۔ نہ ابو کو خبر ہوتی ورنہ میں نے ہی گھڑی دیکھنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔ یہی سمجھ بیٹھا تھا کہ صحیح وقت پر جاگا ہوں۔ شہر میں سبزی خریدنے کے بعد وہاں ہی بیٹھا رہا کہ روشنی ہو تو واپس جاؤں۔ وہاں واقف کار لوگوں نے اتنی جلدی آنے کے بارے میں پوچھا تو میں نے بہانا بنا دیا کہ رات شہر میں ہی ٹھہرا تھا۔ اس لیے جلدی آ گیا۔ لیکن جو میرے دل پر بیت رہی تھی وہ میں ہی جانتا تھا جب صبح کی روشنی پھیلی تو واپس گھر کی طرف لوٹ آیا۔ قبرستان میں وہ لمبی عورت راستہ میں تو نہ تھی البتہ قبرستان کے اندر ایک جگہ بیٹھی نظر آئی۔ میں نے وہاں سے سائیکل تیز بھگا دی۔ اور گھر گیا آتے ہی مجھے بخار ہو گیا گھر والے وجہ پوچھتے رہے تو میں بہانے بناتا رہا۔ کہ اگر میں انہیں اصل بات بتا دیتا تو ان کے دل میں ضرور یہ بات آتی کہ میں کام چور ہو گیا ہوں۔ بہانے بنا رہا ہوں جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ پورا دن اور رات بخار ہی میں جلتا رہا۔ دوسری صبح اذانیں ہوتے ہی میں بخار کی حالت میں سائیکل نکال کر سبزی لینے شہر چلا گیا قبرستان میں کل والا واقعہ دوبارہ رونما ہوا اسی جگہ پر وہی لمبی تڑنگی عورت کھڑی تھی۔ لیکن جب قریب گیا تو اس نے خود ہی مجھے راستہ دے دیا۔ اور میں شہر تک جا پہنچا۔ آج وہاں سبزی منڈی میں ایک بزرگ نظر آئے۔ وہ میری حالت دیکھ کر شاید سب کچھ جان چکے تھے۔ مجھے لیکر ایک کونے میں چلے گئے اور پوچھا تمہارے چہرے سے خوف کے اثرات پوری طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیا میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ان کی یہ بات سن کر کل اور آج والا تمام واقعہ سنا دیا۔ انہوں نے میری کہانی سننے کے بعد چند حروف پڑھنے کو بتائے کہ ہر وقت یہ پڑھتے رہا کرو۔ وہ چڑیل تمہیں کچھ نہ کہے گی۔ میں نے بزرگ کے بتائے ہوئے ان حروف کا ورد شروع کر دیا اور یوں گھر آ گیا اب جب تیسری صبح میں سبزی لینے کی غرض سے گاؤں سے نکل کر قبرستان کی حدود میں پہنچا تو وہی چڑیل اسی جگہ بیٹھی اپنے بچے کو اپنا دودھ پلانے میں مصروف تھی۔ میری زبان پر ورد جاری تھا۔ لہٰذا مجھے

دیکھتے ہی وہ اپنے بچے کو راستہ میں لٹا کر دور بھاگ گئی۔ بچے نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ میں نے بچے کے قریب جا کر سائیکل روک لی۔ اور نیچے اتر کر بچے کو اٹھا لیا۔ اس کا سر منہ چوما۔ پیار کیا وہ بچہ چپ ہو گیا۔ میں اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے کافی دیر تک کھلاتا رہا۔ لیکن وہ چند منٹوں میں سو گیا۔ جب وہ سو گیا میں اسے دوبارہ اسی جگہ لٹا دیا۔ وہ چڑیل یہ تمام منظر دیکھتی رہی۔ میں ورد پڑھ پڑھ کی اس بچے پر پھونک مارتا رہا۔ بچے کو زمین پر لٹانے کے بعد میں دوبارہ سائیکل پر سوار ہو کر شہر پہنچ گیا۔ واپسی پر نہ ماں نظر آئی اور نہ بچہ۔ اب روزانہ کا یہ معمول ہو گیا کہ جب میں قبرستان کی حدود میں داخل ہوتا تو وہ چڑیل اس بچے کو راستے میں بیٹھی دودھ پلا رہی ہوتی جب مجھے دیکھتی تو بھاگ جاتی۔ بچہ کچھ بڑا ہو گیا۔ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا لیکن جب تک وہ میرے بازوؤں میں نہ آتا اسے نیند نہ آتی۔ وقت گزرتا رہا وہ بڑا ہوتا گیا اور پڑھائی کے سلسلہ میں میری مدد کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ یہ انسانی بچہ نہ تھا۔ جن کا بچہ تھا اور یہ چھوٹے ہونے کے باوجود بھی بڑے بڑے کام کر دکھاتے ہیں ورد کا اس پر اثر یہ ہوا کہ وہ پوری طرح میری گرفت میں تھا میں جیسے چاہتا اس سے کروا سکتا تھا جب میں نے میٹرک کا امتحان دے دیا۔ تو بہتر ملازمت کی تلاش میں میں شہر آ گیا۔ خدا کی قدرت کہ ایک جگہ مجھے ملازمت اور رہائش کی جگہ مل گئی۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ کہ ایک دیہاتی لڑکا اتنے بڑے شہر میں اتنی جلدی ملازمت حاصل کرلے گا رہنے کے لیے جو کمرہ مجھے ملا وہ بھی صاف ستھرا تھا آج زندگی کا پہلا موقع تھا کہ میں گھر والوں سے علیحدہ تن تنہا اکیلے ایک انجان سی جگہ میں سونے کی تیاری کر رہا تھا ابھی سونے میں مصروف تھا کہ مجھے وہی بچہ اندر کمرے میں داخل ہوتا نظر آیا میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اب بچے کی عمر 8 سال تھی میں نے پوچھا تم یہاں کیسے آ گئے تو وہ بولا۔ مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آتی مجھے سلاؤ اس کے بعد خود سو جانا۔ واقعی اس کی بات درست تھی ان آٹھ برسوں میں ایک دن بھی ایسا نہ گزرا تھا کہ میں نے اس بچے کو اپنے بازوؤں میں لیکر نہ سلایا ہو۔ لہٰذا میں نے چونکہ زمین پر ہی بستر بچھا رکھا تھا اپنا بازو پھیلایا اور وہ میرے بازو پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ اور مجھے بھی کچھ دیر جاگنے کے بعد نیند نے آ لیا اور میں بھی سو گیا۔ جب صبح آنکھ کھلی تو وہ بچہ غائب تھا اب روزانہ ایسا ہی ہوتا رہا رات کو وہ بچہ میرے پاس آ کر میرے بازو پر اپنا سر رکھ کر سو جاتا۔ اس بچے کا نام بھی میں نے عامر رکھا تھا وہ بزرگ جنہوں نے مجھے ورد اور تعویذ بتایا تھا۔ میں نے ان کی مریدی اختیار کر لی۔ وہ ایک پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ ایک رات اس نے مجھے بتایا کہ شہر میں میں نے ہی آپ کو نوکری پر لگوایا ہے۔ مجھے یقین نہ آیا۔ میں نے کہا تم نے تو میرے مالک کو دیکھا تک نہیں پھر نوکری کیسے لگوا سکتے ہو۔ تو بولا سامنے دیوار پر دیکھو میں نے دیوار کی طرف دیکھا تو دیوار پر میرے مالک کا پورا گھر نظر آ رہا تھا جس کے ایک کمرے میں میرا مالک سویا ہوا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ عامر کو میں نے ایک بات سمجھا رکھی تھی کہ اگر وہ میرے سامنے اپنی صورت بدل کر آیا تو میں اس سے دوستی ختم کر دوں گا اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ دوستی ختم ہو۔ ویسے بھی وہ میری گرفت میں تھا جس کا علم میرے بزرگ صاحب کو تھا اور وہ کہتے تھے کہ یہ بچہ تمہارے سپرد ہے تم جو چاہو کرو۔ کچھ عرصہ پہلے میری شادی ہو [illegible]

ایک رات ہم دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں سوئے ہوئے تھے کہ رات کے پچھلے پہر میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو میرے کمرے کے برابر والے کمرے سے روشنی کی کرنیں روشندان کے ذریعے ہمارے کمرے میں آ رہی تھیں۔ میں کافی دیر تک اس روشنی کو دیکھنے کے بعد سوچتا رہا کہ میں نے سونے سے قبل لائٹ خود آف کی تھی پھر یہ کس نے جلا دی اور دوسرا اس کمرے میں بلب تھا ٹیوب لائٹ نہ تھی اور یہ روشنی ٹیوب کی روشنی سے بھی تیز تھی میں فوراً چارپائی سے نیچے اترا اور دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھنے ہی والا تھا کہ میرے قدم دروازے کی دہلیز پر ہی جم کر رہ گئے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اندر کمرے میں ایک نورانی چہرے والے بزرگ نماز کی حالت میں کھڑے تھے اور یہ روشنی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی سفید داڑھی، سر پر خوبصورت پگڑی، سفید لباس، میں کافی دیر تک وہاں کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ ہمت نہ تھی کہ ان کے قریب ہوتا۔ ویسے بھی میرا جسم ناپاک تھا ان بزرگ کا جی بھر کر دیدار کیا نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ خدا کے حضور پھیلا دیئے کافی دیر دعا کرنے کے بعد وہ وہیں غائب ہو گئے کمرے میں اندھیرا پھیل گیا میں نے اپنے کمرے کی لائٹ جلا دی جس سے میری بیوی جاگ گئی۔ وہ میرے چہرے کی عجیب کیفیت دیکھ کر چپ نہ رہ سکی پوچھا کہ کیا بات ہے میں نے کہا تم آرام کرو سو جاؤ تمہیں بتانے والی بات نہیں ہے اس نے میری بات پر

عمل گیا اور بغیر مزید کچھ بولے سو گئی میں اپنی بدبختی پر آنسو بہاتا رہ گیا کاش کہ اس وقت میرا جسم ناپاک نہ ہوتا تو میں ان بزرگ سے بہت کچھ حاصل کر سکتا تھا چند دن انہی سوچوں میں گزر گئے اس کے بعد ایک رات میرے گھر کا دروازہ زور زور سے کھٹکا میں سمجھ گیا کہ عامر جن آگیا ہے اور وہ بہت غصہ کی حالت میں ہے لہٰذا میں نے اسے اندر بلا لیا وہ اندر کمرے میں داخل ہو گیا اور بولا۔ بیوی کو طلاق دے دو اس کی یہ بات سن کر میں غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور جو جو زبان پر آتا گیا جن کو سناتا گیا آئندہ ایسی بات کی تو چھوڑوں گا نہیں وہ غصہ میں باہر نکل گیا میری بیگم میرے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اور بولی سرتاج آج سے میں آپ کو اپنا مجازی خدا مانتی ہوں آپ کے ایک اشارے سے اپنی جان بھی دینے سے دریغ نہیں کروں گی

مجھے بچپن میں ہی چڑیلوں کو دیکھنے کا شوق تھا لیکن جب کوئی کہتا کہ آؤ میں تمہیں دکھاؤں تو میں خوفزدہ ہو جاتا تھا ہم گاؤں کے چند دوست ہر رات کوئی نہ کوئی شرارت بھرا کھیل کھیلتے جس کا ہمیں نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ ایک دفعہ ہم دوست بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے ایک دوست کو کہا کہ تم قبرستان میں ایک درخت کے ساتھ یہ رسی باندھ کر آؤ تو پورے پچاس روپے انعام دوں گا لہٰذا وہ قبرستان چلا گیا وہ درخت پر رسی باندھ کر واپس لوٹنے ہی والا تھا کہ اس کی نظر ایک چڑیل پر پڑی جو بوڑھی عورت تھی اس کے دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے تھے کالی سیاہ رنگت تھی اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اسے دیکھتے ہی ہمارے اس دوست نے دوڑ لگا دی اور ہمارے پاس آکر گر کر بے ہوش ہو گیا مسلسل دو دن تک بے ہوش رہا اس کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے یہ واقعہ سنایا ایک دفعہ دوست کہنے لگے کہ تم روزانہ کسی نہ کسی کو قبرستان بھیجتے ہو آج تم خود جاؤ ہم تمہیں پچاس روپے دیں گے۔ ان کی بات درست تھی کہ میں اپنے علاوہ ہر کسی کو کام پر تیار کرتا اگر وہ نہ جاتا تو اسے ڈرپوک اور نجانے کن کن لوازمات سے نوازتے تھے دوستوں کی یہ بات سن کر ایک دفعہ تو میرے پاؤں تلے سے زمین سرکی لیکن جلدی ہی میں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ اور حوصلہ سے کام لیتے ہوئے کہا۔ نکالو پچاس روپے اور بھیجو جہاں بھیجنا چاہتے ہو انہوں نے مجھے دوسرے قبرستان بھیجنے کا پروگرام بنا لیا۔ جو دو کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا اور یہ قبرستان اونچے نیچے ٹبوں میں تھا۔ جہاں سے دن کی روشنی میں بھی خوف آتا تھا میں نے اپنی جیب میں چاقو رکھ لیا کہ یہ میرے کام آئے گا اور قبرستان کی طرف چل پڑا رات 11 بجے کا وقت تھا ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا دور دور تک کوئی انسانی جسم آتا جاتا نظر نہ آتا تھا۔ خوف سے میرا رنگ پیلا پڑا ہوا تھا لیکن قبرستان ضرور جانا تھا یہ میری انا کا مسئلہ بھی تھا۔ راستے میں وہی چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں نظر آرہی تھیں جو خوف کی وجہ سے درختوں جیسی لگتی تھیں جب زیادہ خوف آنا شروع ہو گیا تو میں نے اونچی آواز میں گانے ماہیے بولنے شروع کر دیئے جس سے میرے خوف میں کچھ کمی رونما ہوئی قبرستان کی حدود میں داخل ہو کر ابھی آدھا قبرستان ہی عبور کیا تھا کہ ایک قبر سے چڑیل نکل کر میری طرف بھاگی خوف سے منہ سے نکلنے والی چیخ کو بمشکل قابو پایا۔ واپس بھاگنے کی بجائے چاقو نکال لیا میرے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر وہ چڑیل وہی کی وہی رک گئی اور اب میں اس پر حملہ آور ہونے کی غرض سے اس کی طرف بڑھنے لگا مجھے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ کانپنے لگی جب اس کے بالکل قریب ہوا تو وہ میرے پاؤں میں گر گئی اور مجھ سے معافیاں مانگنے لگی واسطے دینے لگی میں نے اسے بالوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران و پریشان رہ گیا کہ وہ ہمارے ہی گاؤں کی ایک عورت تھی میں نے اس سے پوچھا کہ یہاں کیا کر رہی ہوں تو بولی وظیفہ کر رہی ہوں کسی نے کالا علم بتایا ہے جو ایک قبر میں بیٹھ کر کرنا ہے۔ میں نے وجہ نہ پوچھی کہ وہ کالے علم کو کیوں اپنانا چارہ رہی ہے ہاں اسے اس ڈراؤنے قبرستان میں اکیلے اور وہ بھی ایک کھدی ہوئی قبر میں دیکھ کر اپنی بزدلی پر غصہ اور شرمندگی ضرور ہوئی اس عورت نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں یہ بات راز میں ہی رکھوں لہٰذا آج تک گاؤں کے کسی انسان کو اس بارے میں خبر نہیں ہے اس عورت کی دلیری دیکھ کر میرے اندر قدرتی ہمت حوصلہ پیدا ہوئی کہ میں بھی علم حاصل کروں گا لیکن کالا نہیں، نوری علم، کیوں کہ میں کافر ہو کر مرنا نہیں چاہتا اس واقعہ کے بعد ہی میں نے سبزی والی ڈیوٹی خود ہی سنبھالی تھی۔ اور جن کا بچہ قابو کیا اس دوران کسی نے مجھے دس دن کا وظیفہ بتایا جو کہ ایک مردے کو اپنے قبضے میں کرتا تھا ہمارے گاؤں کا ایک نوجوان لڑکا مر گیا اسے دفن کرنے کے بعد جب سب لوگ واپس آگئے تو میں نے بزرگ کے بتائے ہوئے طریقے کو اپناتے ہوئے چار میٹھی روٹیاں لی

اور اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر وظیفہ شروع کر دیا اس دس دن کے وظیفہ میں بہت کچھ سامنے آیا لیکن میں گھبرایا نہ خود ہی ہمت پیدا کیے رکھی جب دسواں دن ہوا تو وہ قبر پھٹی وہ مردہ اٹھا اور مجھ سے روٹیاں مانگنے لگا میں نے کہا یہ روٹیاں تمہارے لئے ہیں لیکن اس وقت دوں گا جب تک تم مجھے اس بات کی تسلی نہیں کروا دیتے کہ میں جو کہوں گا تم وہی کرو گے تو وہ جواب میں بولا نہ میں جھوٹ بولوں گا نہ ہی آپ کا کوئی ناجائز کام کروں گا اس کے علاوہ آپ کے ہر جائز کام کو کروں گا اس سے وعدہ لینے کے بعد میں نے روٹیاں اسے دے دیں جو اس نے کھا لی اور کہا بولو کیا کام کرنا ہے میں نے کہا وقت پڑنے پر بتاؤں گا لہٰذا وہ دوبارہ قبر کے اندر چلا گیا۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہو تو کامیابی مل کے رہتی ہے وہی مالک ہے جس کے ہاتھ میں سبھی کچھ ہے اور وہ ذات جو ہر کسی کے دل کے بھید جانتی ہے۔ اب تو جن عامر 13 سال کا ہے لیکن اب بھی میرے بازوؤں پر اپنا سر رکھ کر سوتا ہے اس کی فیملی بھی آتی رہتی ہے ان کا اصرار ہے کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو ورنہ تمہیں بہت لمبے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن میں بضد ہوں کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا تم لوگ میرے قابو میں ہو ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سلا دوں گا۔ آئے دن جنات سے میرا جھگڑا ہوتا رہتا ہے لیکن میں بھی اپنی فیصلے پر اٹل ہوں اگر وہ مجھے نقصان پہنچائیں گے تو میں بھی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا 13 سال ہو گئے ہیں اور میری عمر میں تقریباً 26'27 سال ہے مجھ میں اور جنات میں اختلافات بڑھتے جا رہے ہیں لیکن میں بھی ضدی ہوں اپنی مرضی کا فیصلہ قبول کروں گا۔ ہر دوسرے تیسرے دن دفتر کے کمرے میں جنات کی میٹنگ ہوتی ہے اور ہر بار یہ میٹنگ بغیر فیصلے کے ختم ہو جاتی ہے بعض دفعہ تو اتنا خوفزدہ ہو جاتا ہوں کہ بخار ہو جاتا ہے گھر والوں کے بارے میں سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ جنات ان پر حملہ نہ کر دیں۔ اور تقریباً ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور ان کو اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے ہی دیکھ لیتا ہوں لیکن جنات کی مسلسل دھمکیاں مجھے پریشان کر رہی ہیں اور ادھر میری طرف سے جنات خود بھی پریشان ہیں کہ اگر انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ان کا بچہ بھی زندہ نہیں بچے گا۔ نجانے کب تک کوئی فیصلہ ہوتا ہے ہارنے والا میں بھی نہیں ہوں۔

ایک عورت کی کہانی ابوالحسنؒ کی زبانی

ابوالحسن سراجؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ صبح کو گیا میں طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کی چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج و غم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی میرے غموں میں شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی۔ میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا گود میں تھا میں گوشت پکانے کیلئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیے نے اس کو کھا لیا باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے۔ تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پتی اس پر گر گئی جس نے اس بچے کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی۔ اس میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھ اکیلی کو چھوڑ دیا میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت بون بعید پائے گا صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبر پر کوئی اجر نہیں ملتا۔ پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی جن کا ترجمہ یہ ہیں میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا اگر وہ مصیبتیں سخت پہاڑوں پر پڑیں تو وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی میں نے اپنے آنسوؤں پر صبر کیا قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ آنسو اندھیرے

آخری چیخ

عابدہ نسیم

بعد کسی نے فون اٹھایا۔ ہیلو! یہ مسٹر رابرٹ سمتھ کی آواز تھی جو پوری طرح نیند سے بھرپور تھی ہیلو پاپا میں جیک بول رہا ہوں آپ جلدی گھر پہنچیں ماریا کو کوئی اغوا کر کے لے گیا ہے آپ جلدی آجائیں جیک نے گھبرا کر کہا "کیا کہا! ماریا اغوا ہو گئی اوہ نو! کیسے ہوا یہ سب کب ہوا؟ تم کہاں تھے؟" رابرٹ سمتھ نے ایک ہی سانس میں کہا!

"پاپا آپ گھر پہنچیں میں سب بتاتا ہوں یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔ اسکے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھری۔ وہ جانتا تھا کہ رابرٹ سمتھ کو گھر پہنچنے میں تقریباً" تین گھنٹے لگیں گے۔ اگر وہ جلد از جلد آنے کی کوشش کریں تب بھی ڈھائی دو گھنٹے سے پہلے نہ پہنچیں گے۔ جیک نے پہلے نہا دھو کر اپنا حلیہ درست کر کے نائٹ ڈریس پہنا پھر ان خون آلود کپڑوں کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں سوچنے لگا پھر اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ نزدیکی قبرستان کی طرف جا رہا تھا ہمت تو نہ پڑ رہی تھی لیکن پکڑے جانے کے خوف سے وہ چلا جا رہا تھا۔ سارا راستہ سنسان پڑا تھا دور سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آ رہی تھی۔ اگلی گلی کی سٹریٹ لائٹ ابھی دو دن پہلے ہی جل گئی تھی اس لئے تمام راستہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا وہ چلتے چلتے قبرستان کے گیٹ پر پہنچ گیا اندر کا بھیانک منظر دیکھ کر

اتنا بڑا گڑھا کھودنے کی وجہ سے جیک کافی تھک چکا تھا لیکن کام کو ادھورا چھوڑ کر وہ آرام بھی نہیں کر سکتا تھا ویسے بھی موسم خراب ہو رہا تھا بجلی چمک چمک کر بارش ہونے کی اطلاع دے رہی تھی پورا آسمان بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا شاید آسمان بھی یہ دردناک منظر دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ جیک نے گڑھا کھودنے کے بعد جلدی جلدی لاش گھسیٹی اور گڑھے میں دھکیل دی۔ اچانک جھکتے ہوئے اسکی نظر اپنے گلے میں پڑے خوبصورت سنہری لاکٹ پر پڑی اس نے اس کو اتار کر حقارت سے لاش پر پھینک دیا پھر جلدی جلدی گڑھا بند کر کے اس سے زمین برابر کر کے اس پر گھاس وغیرہ اور پتھر وغیرہ پھینک دیئے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے کہ نیچے گڑھا ہے حالانکہ اس منحوس ویران جگہ پر تو شاید ہی کوئی آتا ہو گا لیکن اس نے

احتیاطاً" ایسا کر دیا پھر جلدی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے دوڑا دی۔ وہ جلد از جلد اس منحوس جگہ سے نکل جانا چاہتا تھا۔ بے حد تھکاوٹ کے باوجود ابھی جیک کو دو کام اور کرنے تھے ایک تو اپنے ان خون آلود اور مٹی سے اٹے کپڑے اتار کر انکا بندوبست کرنا تھا۔ دوسرا اسے ابھی ایک فون کرنا تھا اس نے پہلے فون کرنا ضروری سمجھا۔ ڈائل کرنے کے تقریباً" چار بیلوں کے

لمحہ بھر کو تو اس کا جی چاہا کہ وہاں سے بھاگ جائے اس قبرستان کے بارے میں عجیب عجیب باتیں مشہور تھیں۔ یہ تقریباً" دو سو سال پرانا قبرستان تھا اور اب تو لوگوں نے یہاں اپنے مردے دفن کرنے بھی چھوڑ دیئے تھے۔ اس کے نزدیک دن کے وقت بھی کوئی نہ پھٹکتا تھا اور جیک رات کے وقت یہاں آ پہنچا تھا۔ جیک نے حوصلہ کر کے گیٹ کھولا جو شاید سالوں سے بند تھا اس لئے کھلنے کے دوران اس کی منحوس آواز نے جیک کے ہوش اڑا دیئے۔ اندر داخل ہوتے ہوئے اسکی سانسیں سینے میں ہی رک گئیں کیونکہ کسی منحوس الو نے چیخ مار کر اسکو ادھ موا کر دیا تھا یہ وہی جیک تھا جو ابھی ابھی ایک لاش دفن کر کے آیا تھا۔ وہ آگے بڑھنے لگا ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اسے ایک ٹوٹی ہوئی قبر نظر آئی جس میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا وہ اسکی طرف بڑھنے لگا نزدیک پہنچا تو سردی کی ایک لہر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں اتر گئی۔ قبر انتہائی بھیانک لگ رہی تھی۔ پرانی بے حد پرانی سوراخ میں مکمل اندھیرا تھا جیک نے ٹوٹے پرانے کراس پر لکھا نام پڑھنے کی کوشش کی جو تقریباً" آدھا مٹ چکا تھا لیکن پڑھا جا سکتا تھا نام تھا "میری ڈکوسٹا" جیک نے جلدی سے کپڑے سوراخ میں پھینکے اور مٹی ادھر ادھر سے اٹھا کر اوپر ڈالنے لگا اچانک اسے رک جانا پڑا سوراخ میں سے سانس اونچی اونچی لینے کی آواز آ رہی تھی۔ جیک نے اسے وہم جانا اور جلدی جلدی مٹی ڈال کر سوراخ بند کر دیا ابھی وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ اچانک قبر سے گھٹی گھٹی آواز آئی "یہ مٹی کس نے ڈالی ہے کپڑے یہ کپڑے کس کے ہیں یہ سوراخ کھول دو پلیز میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

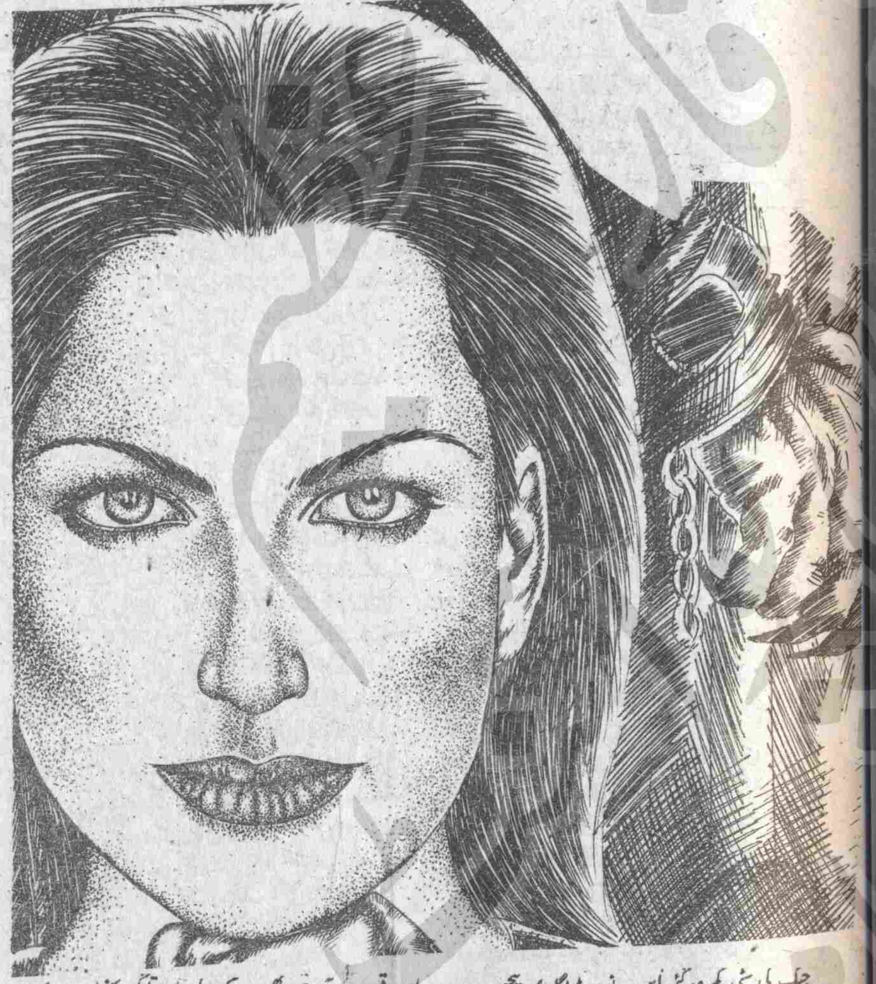

جیک کی سٹی گم ہو گئی اس نے دوڑ لگا دی پیچھے سے آواز مسلسل آ رہی تھی "اے رکو، کہاں بھاگے جا رہے ہو... ارے رکو تو... سنو تو... رک جاؤ لیکن جیک بھاگے جا رہا تھا اچانک اسے یوں لگا جیسے کوئی اسکے پیچھے بھاگ رہا ہو۔ جیک نے بھاگنے کی رفتار بہت تیز کر دی آخر کار وہ بھاگتا ہوا قبرستان کے گیٹ سے باہر آ گیا۔ پیچھے سے آواز آئی بچ گیا۔ نکل گیا ہاتھ سے لیکن چھوڑوں گی نہیں۔ بدلہ لے کر رہوں گی" یہ وہی نسوانی آواز تھی جو

اس قبر سے آ رہی تھی۔ جیک گرتا پڑتا گھر پہنچا وہ پوری طرح پسینے میں شرابور تھا۔ اس نے منہ ہاتھ دھویا اور کافی بنا کر کپ لے کر ڈرائینگ روم میں آ گیا اور رابرٹ سمتھ کا انتظار کرنے لگا اس سارے کام میں اسے صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوا تھا۔ ابھی اسکے پاس ڈیڑھ دو گھنٹے باقی تھے جن میں وہ اگلے ڈرامے کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔ جیک کا پورا نام جیک ڈی سلوا تھا وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ ایم اے فرسٹ ڈویژن کی ڈگری ہونے کی وجہ سے اسے مسٹر رابرٹ سمتھ نے اپنی فیکٹری

کا مینجر بنایا تھا جو تین فیکٹریوں کے مالک تھے اور تینوں فیکٹریاں مختلف مصنوعات بناتی تھی ایک فیکٹری جوتے بناتی تھی ایک کپڑے کی اور ایک سگریٹ بنانے کی فیکٹری تھی۔ جیک کو انہوں نے سگریٹ کی فیکٹری کا مینجر بنایا تھا وہ بے حد لگن اور محنت سے کام کرتا تھا ایمانداری تو اسکا معمول تھی، وطیرہ تھی۔ اسی وجہ سے مسٹر سمتھ اس سے بے حد خوش تھے۔ وہ فطرتاً رحم دل اور شریف انسان تھے۔ امیروں کی طرح کوئی بری عادت نہ تھی۔ ہر اتوار گرجا گھر جا کر عبادت میں شامل ہونا انکی عادت تھی بڑے مذہبی انسان تھے۔ اس لئے جیک کو سمجھ نہ پائے دراصل جیک ایک گندی اور شاطر ذہنیت کا مالک انسان تھا اور اپنے اوپر سے اس نے شرافت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا دراصل اس نے مسٹر سمتھ کی بیٹی ماریا کو دیکھ لیا تھا جو انکی اکلوتی بیٹی تھی۔ اسکی ماں یعنی مسز سمتھ اسکی دو سال کی عمر میں ہی مرگئی تھی تب سے مسٹر سمتھ نے ماریا کو پالا تھا جیسے وہ خود تھے ویسا ہی بیٹی کو بنایا۔ وہ بھی بے حد اچھی فطرت کی مالک اور بھولی بھالی خوبصورت تھی۔ وہ اتنی خوبصورت تو نہ تھی کہ سحرزدہ کر دیتی لیکن اسکی عادات ضرور سحرزدہ تھیں۔ جیک نے اسے دیکھ کر اور اس کے بارے میں سن کر ہی ذہن میں ایک منصوبہ بنالیا تھا۔ اسی پر عمل کرنے کیلئے اس نے مسٹر سمتھ جو اکثر بیمار رہتے تھے کی صحت کا بے حد خیال رکھنا شروع کر دیا انکے کام کر دیتا حتیٰ کہ انکے گھریلو کاموں میں بھی مداخلت کرنے لگا۔ ماریا کو کالج لے جانا اور واپس لانا مسٹر سمتھ کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا اور اسی طرح کے دوسرے کام کر کے اس نے اس گھر میں اپنے لئے جگہ بنالی اب وہ بالکل ایک گھر کا فرد بن چکا تھا۔ اسی وجہ سے مسٹر سمتھ نے اس سے ماریا کی شادی کر دی۔ جیک کے منصوبے کا آغاز ہو چکا تھا وہ ماریا کا بے حد خیال رکھتا وہ کہیں جاتی تو فون پر مسلسل اس سے رابطہ رکھتا اسکی ذرا سی تکلیف پر تلملا اٹھتا ماریا یہ سب دیکھ کر پھولے نہ سماتی تھی۔ وہ جیک کا بھی بے حد خیال رکھتی۔ اسکی تو جان ہی جیک میں آگئی تھی۔ تقریباً سات ماہ ہو چکے تھے شادی کو جیک مسٹر سمتھ کے تمام دشمنوں اور دوستوں سے واقف ہو چکا تھا مسٹر سمتھ کے ویسے تو سبھی دوست تھے لیکن صرف ایک دشمن ایسا تھا جو کچھ زیادہ ہی نمایاں تھا اور وہ تھا مائیک۔ مائیک کو تو مسٹر سمتھ کی جان سے بیر تھا۔ جیک کے لئے اس کی یہی دشمنی فائدہ مند رہی اور اس نے ماریا کے ہاتھوں کے نشان مختلف جگہوں پر لگوا کر اسکے گلے میں پھندا ڈال کر اسے مار ڈالا اور اسکی لاش ویرانے میں دفن کر آیا۔ اب وہ سسر کا انتظار کر رہا تھا۔ مسٹر سمتھ دل تھامے گھر پہنچے تو جیک جلدی سے کمک کچن میں رکھ کر دروازہ کھولنے لپکا اب لمحے سب سے زیادہ اپنی اداکاری کے جوہر دکھانے تھے۔

کیونکہ مسٹر سمتھ نے آتے ہی بتایا تھا کہ وہ پولیس کو اطلاع دے کر آئے ہیں۔ ابھی وہ بیٹھے پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے اور جیک انکو حوصلہ دے رہا تھا اصل واقعہ وہ ابھی بتانے سے گریز کر رہا تھا تاکہ کوئی بات ادھر کی ادھر نہ ہو جائے اور پھندا اسکے گلے میں نہ پہنچ جائے۔ اچانک کال بیل بجی جیک نے دروازہ کھولا سامنے ایک پولیس کی وردی میں ملبوس سمارٹ سا آدمی کھڑا تھا۔ "میں انسپکٹر جون ہوں مسٹر سمتھ نے مجھے فون .... ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ جیک نے اسکی بات کاٹ دی۔ "ہاں ہاں آیئے اندر آجایئے پاپا اندر ہی بیٹھے ہیں۔ انسپکٹر اندر آگیا اور جا کر مسٹر سمتھ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مسٹر سمتھ نے جیک کی طرف دیکھا جیک ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور بولا۔

"انسپکٹر میں ماریا کا خاوند ہوں اور ماریا کے اغوا کرنے والوں کو بھی جانتا ہوں۔" "تو پھر بتایئے کہ انہیں کس نے اغوا کیا ہے؟" انسپکٹر جون بولا "اسے مائیک نے اغوا کیا ہے" جیک نے کہا مائیک ..... مائیک لے گیا ماریا کو، جیک تم یہ کیا کہہ رہے ہو، مائیک اتنی بڑی جرات کرے گا میں نے سوچا بھی نہ تھا تم کہاں تھے تم کہاں مرگئے تھے جیک مسٹر سمتھ غصے میں آگئے۔ پاپا میں اسی لئے آپکو بتا نہیں رہا تھا میں چاہتا تھا کہ انسپکٹر کے آنے پر ہی بات ہو۔ تاکہ صورتحال کو بہتر طریقے سے سمجھا جاسکے، جیک نے پریشان ہو کر کہا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اور مجھے شروع سے ساری بات بتادیں انسپکٹر نے کہا تو جیک یوں گویا ہوا۔ یہ کوئی رات کے بارہ بجے کا وقت ہو گا جب ہم سو رہے تھے کہ اچانک کال بیل بجی ماریا جاگ چکی تھی اس نے مجھے ہلا کر بتایا کہ دروازے پر کوئی ہے میں نے کہا میں دیکھتا ہوں تو اس نے کہا نہیں تم یہیں رہو میں دیکھتی ہوں بس تم ذرا ہوشیار رہنا میری کمر میں اس وقت سخت تکلیف تھی اس لئے میں نے مجبوراً اسے جانے دیا۔ ماریا کے جانے کے دو چار منٹ کے بعد دروازہ کھلنے اور ماریا کے چیخنے کی آواز آئی میں بڑی مشکل سے بھاگ کر نیچے آیا دیکھا تو چار آدمی جنہوں نے منہ پر نقاب اوڑھ رکھے تھے اندر گھسے ہوئے تھے ایک نے ماریا کی گردن پر پستول رکھی ہوئی تھی۔ اور ماریا سہمی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے ایک بولا سنو مسٹر جو بھی تمہارا نام ہے میں اس کو لے جا رہا ہوں یہ کہتے ہوئے اس نے ماریا کی طرف اشارہ کیا پھر بولا، وہ رابرٹ خود کو کیا سمجھتا ہے اس نے میرا کہا نہ مان کر اپنی شامت کو دعوت دی ہے اب اسے بدلہ ملے گا یہ کہہ کر وہ ماریا کو لے جانے لگے میں روکنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ بولا میں اسے یہیں مار دوں گا اگر تم آگے بڑھے کیوں اسکی چند آخری سانسیں بھی چھیننا چاہتے ہو۔ یہ سن کر میں کانپ گیا ان لوگوں کا ارادہ ضرور ماریا کو مارنے کا تھا میں نے ہمت کر کے کہا تم مجھے یہ تو بتادو

کہ تمہارا نام کیا ہے اور تم کون ہو؟ یہ سن کر اس نے ایک بھرپور خوشی کا قہقہہ لگایا اور بولا دراصل میں خوبصورت ہی اتنا ہوں کہ ہر کوئی مجھ سے متاثر ہو کر میرا نام پتہ پوچھتا ہے پھر اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا اور بولا کہ سمتھ سے کہنا کہ اسکی بیٹی کو مائیک لے گیا ہے وہی مائیک جسکی ڈرگز کو اس نے سمگل کرنے سے انکار کیا تھا یہ کہہ کر وہ ماریا کو لے گئے۔ میں دیکھتا رہ گیا میں ماریا کو نہ بچا سکا پاپا میں ماریا کو نہ بچا سکا! یہ کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا وہ جان بوجھ کر مسٹر رابرٹ کے دل پر اثر انداز ہو رہا تھا تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ صدمہ پہنچے وہ کامیاب بھی رہا۔ مسٹر سمتھ کی حالت بگڑنے لگی۔ اگلے دن انہیں ہسپتال داخل کر لیا گیا۔ انکا بائی پاس ہو رہا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک ڈاکٹر منہ لٹکائے ہوئے باہر آیا اور جیک سے صرف اتنا کہ "سوری" جیک کی باچھیں کھل گئیں لیکن وہ اپنی خوشی چھپا گیا اور رو رو کر اپنا حال برا کر لیا۔ سوگ ختم ہوا تو انسپکٹر جون نے ایک بار پھر جیک کو طلب کر لیا اور مائیک کا پتہ پوچھا اب تو جیک گھبرا گیا لیکن پھر بھی اسے مائیک کے گھر لے گیا۔ دروازہ کھٹکھٹا کر وہ ایک طرف ہو گیا۔ دروازہ ایک بوڑھی عورت نے کھولا جو شاید ملازمہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مائیک کے سامنے بیٹھے تھے۔ انسپکٹر نے کہا مسٹر مائیک میں آپکو ماریا سمتھ کے اغوا کے جرم میں گرفتار کرتا ہوں۔ مائیک حیران رہ گیا "کیسا جرم انسپکٹر میں نے .... میں نے کسی کا اغوا کیا ہے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو دو ماہ سے گھر پر ہوں بے شک آپ ادھر ادھر کے لوگوں سے پوچھ لیں، وہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔ مسٹر آپکو جو بھی ثابت کرنا ہے کورٹ میں کیجئے گا فی الحال آپ ہمارے ساتھ چلیں" جون نے کہا!

جیک بے حد خوش تھا وہ کامیاب رہا تھا۔ اب صرف مائیک پر قتل اور اغوا ثابت کرنا باقی تھا اور دولت کے انبار سے وہ سب حاصل کر سکتا تھا۔ اس نے عدالت میں کیس دائر کر دیا۔ کئی ماہ تک کیس چلا آخر دولت جیت گئی۔ بیوی اور سسر کے چھوڑے ہوئے پیسے نے انصاف خرید لیا اور ایک بے گناہ زندگی جو پوری طرح شفاف تو نہ تھی لیکن اس کے دامن پر کسی کے خون کے چھینٹے نہ تھے وہ پھانسی کے تختے پر جھول گئی یعنی مائیک کو سزائے موت سنا دی گئی اور جیک پر کسی کو شک بھی نہ گزرا۔ جیک کو اب زندگی کی ہر آسائش میسر تھی ایسی زندگی تو اس نے خوابوں میں بھی نہ سوچی تھی۔ آج لندن تو کل فرانس اور پرسوں کینیڈا ساری دنیا گھوم پھر کر جب وہ تھک گیا تو اس نے آئندہ بیرون ملک سفر کے لئے ایک اسسٹنٹ رکھ لیا جس کے ذمے بیرون ملک سفر وغیرہ کی ذمہ داریاں تھیں اب وہ دفتر سے سیدھا گھر آتا اور سویا رہتا ایک دن سخت دھوپ میں اس نے بس سٹاپ پر ایک خوبصورت لڑکی دیکھی وہ اتنی خوبصورت تھی کہ آسمانی حور لگ رہی تھی لیکن اس وقت بیچاری گرمی سے نڈھال تھی جیک نے اسے لفٹ دی۔ اس نے اپنا نام روزی بتایا۔ روزی آہستہ آہستہ روز جیک کو ملنے لگی اب وہ دونوں دوست بن گئے اور آخر کار شادی کا فیصلہ کیا۔ روزی ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی اور کسی فرم کے مالک کی سیکرٹری تھی جیک نے اسکی ملازمت چھڑوا دی اور اسکے نام اتنا پیسہ کر دیا کہ وہ سکون سے گزر بسر کرنے لگی۔ اسکی صرف ایک بوڑھی ماں اسکے ساتھ تھی باقی اور سب مرچکے تھے۔ ایک رات جیک دفتر سے تھکا ہارا واپس لوٹا تو فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فون اٹھایا تو دوسری طرف سے جو اسے کہا گیا وہ اسکے ہوش اڑا گیا۔ دوسری طرف مائیک بول رہا تھا وہی جملے وہی انداز۔

"کیسا جرم انسپکٹر میں نے ..... میں نے کس کو اغوا کیا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں تو دو ماہ سے گھر پر ہوں بے شک آپ ادھر ادھر کے لوگوں سے پوچھ لیں۔" جیک کے سانس رک گئی۔ وہ فون رکھنے ہی والا تھا کہ اچانک تحکمانہ آواز آئی۔ "فون نہ رکھنا، تم نے یہ سوچا ہو گا کہ تم نے ماریا کو مار کر مجھے سزا دلوا دی تو تم عیش سے جیئو گے نہیں مسٹر جیک نہیں میری بے چین روح تڑپ رہی ہے میں بدلہ لے کر رہوں گا۔ میں ڈرگز بیچتا تھا۔ ہیرے سمگل کرتا تھا، جوا کھیلتا تھا لیکن کسی انسانی زندگی کو کبھی میں نے حقیر نہ جانا تھا میں جیو اور جینے دو پر عمل پیرا تھا۔ میری بے گناہ روح مجھے موت کی وادیوں سے واپس لے آئی ہے۔ میں آگیا ہوں اب تمہیں تڑپ تڑپ کر مرنا ہو گا" ہاہاہاہا" جیک نے فون کریڈل پر دے مارا وہ بے حد ڈر چکا تھا اس نے فوراً گاڑی نکالی اور جا کر اپنے دوست پیٹر کے گھر میں گھس گیا اور رات وہیں سویا۔ اگلے دن اس نے ایک ملازم رکھ لیا جو ہر وقت اسکے دروازے پر رہے گا۔ اب اس نے ذرا سکون محسوس کیا۔ چند دن مکمل آرام رہا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا لیکن اسکے گناہ اسے سکون نہ لینے دے سکتے تھے۔ ایک دن وہ تھکا ہارا دفتر سے لوٹا کھانا کھا کر وہ اپنے کمرے میں آیا تو بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر اسے ایک پیکٹ نظر آیا جو بہت خوبصورتی سے پیک کیا گیا تھا اس کے نیچے ایک سفید رنگ کا کارڈ پڑا تھا اس نے دل میں سوچا، شاید یہ روزی میرے لئے چھوڑ گئی ہے، یہ سوچ آتے ہی اسکے ہونٹوں پر ایک خوشی بھری مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ اسکی غیر موجودگی میں اسکے گھر صرف روزی کو آنے کی اجازت تھی اور وہ پورے گھر میں جہاں چاہے جاسکتی تھی۔ کیونکہ جیک ان دو سالوں میں جان چکا تھا کہ روزی ایک نہایت ایماندار لڑکی ہے۔ اسنے جلدی سے پیکٹ کھولا تو اسکا دل دھک سے رہ گیا اس میں وہی لاکٹ چمک رہا تھا جو اس نے ماریا

کی لاش پر پھینک تھا در اصل یہ لاکٹ ماریا نے اسے اسکی سالگرہ پر تحفہ میں دیا تھا۔ اب اس کو سمجھ آئی کہ یہ روزی نہیں ماریا چھوڑ گئی ہے۔ اس نے جلدی سے کارڈ اٹھالیا جسے کھولا تو اس پر سرخ رنگ جو یقیناً" خون تھا سے لکھا تھا۔ "ڈیئر جیک تمہیں میری طرف سے بے حد ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" اور نچلی سطر پڑھ کر تو اس کے حواس کھو گئے۔ لکھا تھا۔

"جیک اس بار کی سالگرہ کی مبارکباد اگلے سال کے لئے ایڈوانس مبارکباد ہیپی ڈیتھ ڈے ٹو یو" تمہاری اپنی ماریا۔ جیک نے کارڈ کے نیچے دیکھا تو وہاں ماریا کے دستخط تھے۔ جیک کو سمجھ نہ آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ وہ جلدی سے باہر نکلا اور چوکیدار سے پوچھا کہ آج کوئی گھر آیا تھا۔ چوکیدار نے نفی میں جواب دیا جیک بے حد پریشان ہو گیا۔ چند دن بعد جیک اس واقعے کو بھول گیا تھا آج اسے ہلکا بخار تھا لیکن اس نے دفتر سے چھٹی کرنا مناسب نہ سمجھا تیار ہو کر وہ دفتر چلا گیا لیکن بخار کی شدت بڑھنے لگی تو وہ ڈاکٹر جوزف کے پاس چلا گیا معائنہ وغیرہ کروا کر دوائی اور گھر آگیا۔ منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلنے کے لئے الماری کھولی تو اسکی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔ اندر وہی سوٹ لٹک رہا تھا جو اس نے قبر میں پھینکا تھا مٹی سے اٹا خون سے بھرا سوٹ اسکے ساتھ ایک پرچہ لٹک رہا تھا اس نے اتار کر پڑھنا شروع کیا۔ "مسٹر! کافی عرصے پہلے تم میری قبر میں یہ گندا سوٹ پھینک کر سوراخ بند کر آئے جس میں سے مجھے تھوڑی بہت ہوا آتی تھی نہ جانے کتنا عرصہ میں یونہی گھٹن میں پڑی رہی پھر عرصے بعد بارش ہوئی تو کسی جانور نے سوراخ کھود کر کھول دیا اس میں سے میں باہر آئی اور تمہارا یہ سوٹ واپس کر رہی ہوں تم نے مجھے بلاوجہ اذیت میں مبتلا کر دیا تھا اب تم تیار ہو جاؤ بدلے کیلئے۔

"میری ڈکوسٹا"

جیک کو ہوش نہ رہا وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ ہوش آیا تو روزی اسکے پاس بیٹھی تھی۔ جیک نے اسے کچھ نہ بتایا حالانکہ وہ بہت پوچھتی رہی جیک سمجھ چکا تھا کہ یہ تین روحیں اسے چھوڑیں گی نہیں اس نے تینوں کو تکلیف دی تھی اب اس نے گھر سے نکلنا بہت کم کر دیا۔ روزی سے بھی بہت کم ملتا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اب زیادہ عرصہ نہیں جئے گا اس لئے اس نے خود کو روزی سے دور رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک دن روزی اس کے گھر آ پہنچی لائی تو بے حد شکایات تھی لیکن جیک کو دیکھ کر وہ سب بھول گئی جیک بے حد کمزور ہو چکا تھا۔ روزی پوچھتی رہ گئی لیکن جیک پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ انسپکٹر جون ابھی تک ماریا کیس کے بارے میں مشکوک تھا اسے یقین نہ آتا تھا کہ مائیک نے ماریا کو اغوا کیا تھا۔ 17 دسمبر 1994ء کو ماریا اغوا ہوئی اور آج 28 اکتوبر 1997ء تھا ان دو تین سالوں میں بھی ماریا کی گتھی نہ سلجھ پائی تھی کہ ماریا کہاں گئی زندہ تو اسکے ہونے کی کوئی امید نہ تھی کیونکہ ان سالوں میں اسکا کچھ پتہ نہ چلا تھا پھر وہ ذاتی طور پر ان سب باتوں کا بغور مطالعہ کر کے تحقیقات کر رہا تھا۔ ان چند سالوں میں اسے خاک بھی پتہ نہ چلا تھا سوائے اسکے کہ جیک بیوی اور سسر کی موت کے بعد تمام جائیداد پر قابض تھا اور بہت موج میلہ کر رہا تھا اسی بات نے اسے شک میں ڈالا ہوا تھا اور وہ ذاتی طور پر خفیہ طریقے سے تحقیقات کر رہا تھا۔ آخر کار ایک دن اسے سراغ مل ہی گیا۔ جیک مجبوراً" ماریا کے خوف سے ویران جگہ گیا تھا جہاں اس نے ماریا کو دفن کیا تھا وہ جگہ جوں کی توں تھی جیک کافی دیر کھڑا اس جگہ کا جائزہ لیتا رہا اور پھر واپس چلا گیا یہ ساری اطلاع انسپکٹر جون کو اسکے ایک کارندے نے دی جو مسلسل جیک کی نگرانی پر انسپکٹر جون نے معمور کیا تھا۔ انسپکٹر چند سپاہیوں کے ساتھ اس ویرانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ کھدائی کی تو لاش مل گئی لیکن بہت بری حالت میں لیکن ..... اس کے گلے کے پاس وہی لاکٹ پڑا تھا انسپکٹر نے خفیہ طور پر پوسٹ مارٹم کرایا تو پتہ چلا کہ ماریا کو اسکے سکارف سے گلہ گھونٹ کر مارا گیا ہے۔ اب انسپکٹر کا شک یقین میں بدل گیا۔ کہ مائیک نے نہیں ماریا کو جیک نے دولت کے لالچ میں مارا ہے اس نے جیک کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اسکے گھر کی طرف چل دیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس کی حیرانی کی حد نہ رہی جب وہاں اسے چٹیل میدان ملا۔ دور دور تک بنگلے کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ صرف بیرونی گیٹ سے پتہ چلتا تھا کہ اندر وہی بنگلہ تھا۔ بنگلے کا چوکیدار غائب تھا۔ اسکے گھر رابطہ کیا گیا تو وہ گھر پر تھا۔ اس نے بتایا کہ رات کو صاحب گھر آئے تھے۔ انہوں نے مجھے ملازمت سے فارغ کر دیا اور باقی تمام ملازموں کو بھی نوکری سے نکال دیا اور پھر اندر جا کر دروازہ بند کر لیا لیکن ایک بات میں نے محسوس کی کہ وہ ہوش میں نہ تھے نہ تو پلکیں جھپک رہے تھے نہ ہی ادھر ادھر دیکھ رہے تھے اور بات بھی سپاٹ لہجے میں کر رہے تھے۔ انسپکٹر جون بے حد پریشان ہو چکا تھا۔ جیک جب رات کو گھر پہنچا تو تمام ملازموں کو فارغ کر دیا۔ اندر جا کر اس نے دروازہ بند کر لیا اور جا کر بستر پر لیٹ گیا۔ اچانک اسکی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں پڑا تھا۔ کمرے میں مکمل خاموشی اور اندھیرا تھا۔ اس نے لائٹ آن کی تو اسکی سانس رک گئی سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس ماریا بیٹھی تھی وہ بالکل نارمل انداز میں بالوں میں برش کر رہی تھی پھر وہ جیک کی طرف مڑی اور اٹھ کر اسکی طرف بڑھنے لگی اور پھر ٹھہر کر بولی۔ "جیک ڈیئر اب ہمیں کوئی نہ ستائے گا، ہم سکون سے رہیں گے اس گھر میں۔" جیک اٹھ کر کمرے سے باہر بھاگ گیا پیچھے سے اسے ماریا کے زور زور سے ہنسنے کی آواز آئی۔ باہر نکل کر اس نے بنگلے کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی لیکن دروازہ کھولا تو مٹی کا ایک ڈھیر اندر آگیا۔ جیک واپس مڑا اور پچھلے دروازے کی طرف بھاگا لیکن اسے کھول کر بھی اسے مٹی دیکھنی پڑی۔ وہ جلدی جلدی کچن کی طرف بھاگا جسکی کھڑکی باغ میں کھلتی تھی۔ اسے کھولا تو اسے پھر مٹی دیکھنی پڑی۔ واپس مڑا تو سامنے ایک دبلی پتلی خوبصورت مگر انتہائی گندے کپڑوں میں ملبوس لڑکی چائے بناتی نظر آئی وہ جلدی سے گھبرا کر بولا کون ہو تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ جواب میں جب وہ بولی تو جیک حیران رہ گیا "میں میری ہوں میری ڈکوسٹا" آپکے لئے چائے بنا رہی تھی" لیجئے چائے پی لیں۔ اس نے مگ جیک کی طرف بڑھایا تو اس میں خون تھا۔ جیک وہاں سے بھاگا ڈرائینگ روم میں آکر اس نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نہ تھا وہ صوفے پر گر گیا۔ کسی نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا جیک نے آنکھیں کھولیں تو اسکا دل اچھل کر حلق میں اٹکا وہ مائیک تھا اسکے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے وہ کہنے لگا۔ مسٹر جیک آپکو تو سخت بخار ہے کچھ دوا وغیرہ لیجئے ناں اور یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگا۔ جیک بھاگ اٹھا وہ پورے گھر میں بھاگ رہا تھا آخر میں وہ باتھ روم میں جا گھسا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا جا کر وہ فوارے کے نیچے کھڑا ہو گیا تو اس میں سے پانی کی جگہ خون گرنے لگا جیک گھبرا کر پیچھے ہٹا تو کسی سے ٹکرا گیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ ماریا تھی۔ وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی کہنے لگی۔ "جیک یاد کرو یہیں اسی باتھ روم میں تم نے میرا گلہ دبایا تھا۔ مار ڈالا تھا بے رحمی سے مجھے۔ دیکھو وقت خود کو دہرا رہا ہے۔ آج میں زیادہ طاقتور ہوں اس وقت تم زیادہ طاقتور تھے۔ لیکن وقت ہمیشہ کسی کے لئے بھی ایک سا نہیں رہتا اب تم اس گھر میں میرے سامنے ہو لیکن میں تمہیں مار دوں گی نہیں تم یہیں رہو گے اپنی موت آپ مرو گے۔ میں میری اور مائیک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تم نے مجھے دفن کیا تھا لیکن تمہیں میں وہ بات بتانے جا رہی ہوں جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گی۔ تم اس وقت زمین سے گز نیچے ہو۔ اس گھر سمیت اس ساری دولت سمیت جو اس گھر میں موجود تھی تم یہاں رہو کھاؤ پیو موج کرو جب تک یہاں کھانے کی چیزیں موجود ہیں اسکے بعد تمہاری سزا شروع ہو گی یہ کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی اور بولی۔ جیک تم مجھ سے ساری دولت مانگتے تو وہ میں تمہارے قدموں میں ڈال دیتی افسوس تم کو دولت نے اندھا کر دیا۔ جیک یہ سن کر چیخنے لگا ماریا مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو میں......... ماریا وہ چیختا رہ گیا لیکن ماریا جاچکی تھی۔

گیا ماریا کی لاش کو عزت سے دفن کر دیا گیا۔ روزی روزانہ ماریا کی قبر پر پھول چڑھانے جاتی ہے جیک کے نام سے بھی اسے نفرت ہے کیونکہ تمام کہانی وہ پولیس کی زبانی سن چکی ہے۔ روزی نے ایک مڈل کلاس فیملی کے آدمی سے شادی کر لی آج وہ اپنے گھر میں خوش ہے اسکے دو بچے ہیں وہ سوچتی ہے کہ جیک دولتمند تھا لیکن اس قدر گھٹیا تھا لیکن اس کا خاوند بل کتنا اچھا ہے امیر نہ سہی غیرت مند ضرور ہے۔ بری عادات کا مالک نہیں ہے لیکن روزی سمیت آج تک کوئی پتہ نہیں لگا پایا کہ سمتھ پیلس کہاں گیا۔ اب وہاں ایک تفریحی پارک بنا دیا گیا ہے۔ کبھی کبھی لوگوں کو ایک سفید لباس میں ملبوس معصوم سی لڑکی نظر آتی ہے۔ جو ادھر ادھر کسی چیز کی تلاش میں نظر دوڑاتی ہے لوگ جب اسکے نزدیک جانے کی کوشش کرتے ہیں وہ غائب ہو جاتی ہے لوگ کہتے ہیں وہ ماریا ہے جو اپنا گھر ڈھونڈتی ہے۔ جیک نے برا کیا اسکا انجام کئی گنا برا ہوا اس نے ماریا کو مارا اور مٹی تلے دفنا دیا لیکن خود وہ اپنے گھر سمیت دفن ہو گیا اور کوئی اسکی آخری چیخ بھی نہ سن پایا۔

(عابدہ نسیم)

☆☆

غـــــزل

کچھ ایسے ہیں جو بچوں کو پڑھانے سے بھی ڈرتے ہیں
مجھے جب دیکھتے ہیں تو اک آہ سرد بھرتے ہیں
یہاں تک اب مرے سائے سے بھی بچ کر گزرتے ہیں
یہاں اب نوکری ملتی ہے میرٹ پر کہاں یارو
ہماری ہمنوا کب ہے وزیروں کی زبان یارو
بہت عرصہ ہوا سرکار نے لیں عرضیاں ہم سے
وہ شاید لے گی اب انٹرویو اگلے جہاں ہم سے
میر ماں مجھ سے کہتی ہے کہ سیکھو کام بھی بیٹا
پکوڑے ہی لگاؤ پر کماؤ دام بھی بیٹا
ہا میر پرورش کا دو ہمیں انعام بھی بیٹا
اب اپنے باپ کو کرنے دو کچھ آرام بھی بیٹا
تم ایندھن کے لیئے کیکر کی تھوڑی چھال ہی لا دو
کتابیں بیچ کر اپنی چنے کی دال۔ ہی لا دو

محمود احمد کا انتخاب۔ ناصرہ آباد

رات کا پچھلا پہر

محمد خالد شاہان

میرے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں میرے والد صاحب اور والدہ وفات پا چکے تھے اور ان سب کی ذمہ داری میں نے سنبھال رکھی تھی کیونکہ گھر میں سب سے بڑا میں ہی ہوں آج جو واقعہ میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں وہ 1988ء کا ہے جب میں سیٹھ حشمت برادرز کی کمپنی کا کلرک تھا یہ ماہ دسمبر کی ایک خوفناک رات تھی ماہ دسمبر کی رات کو میں کام کی وجہ سے لیٹ ہو گیا تھا کیونکہ ہمارے ایریے میں دن کے وقت صرف تین منی بس چلتی تھیں کام ختم کر کے جیسے ہی میں بس سٹاپ پر پہنچا بس کو گئے ہوئے پورا ایک گھنٹہ گزر چکا تھا بس سٹاپ پر صرف چار افراد موجود تھے جن میں میں خود اور دو بچے ایک عورت تھی۔ ماحول پر چاروں طرف تاریکی نے اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے طوفانی سرد ہوا نے ماحول کو اور زیادہ خوفناک بنا رکھا تھا۔ آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ویسے ویسے دل میں خوف محسوس کر رہا تھا وہ مجھ سے کچھ دور فاصلے پر ادھر ادھر جھانک رہے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ آخر مجھ سے رہا نہ گیا اس ویرانے میں جہاں پر آبادی بہت دور دور تک تھی آخر یہ عورت اور بچے کس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اجنبی عورت سے بات کرنے میں میں جھجک محسوس کر رہا تھا یہی محسوس کر رہا تھا کہ یہ مجھے کوئی بات نہ کہہ دے۔ بہرحال بڑی دلیری کے ساتھ میں نے اس عورت سے پوچھا آپ نے کہاں جانا ہے اس نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ میں نے پوچھا تو اس عورت نے کہا میں نے پونا جانا ہے مگر آپ اکیلی اس سرد رات میں بس سٹاپ پر کھڑی ہیں آپ کو ڈر نہیں لگتا۔ ڈر کس بات کا ہمیں دیکھ کر تو لوگ ڈرتے ہیں کیا مطلب کیونکہ میرے شوہر پونا کے بہت بڑے جاگیردار ہیں اور پھر عورت خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے بچوں کو دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر بڑی عجیب طرح خوش ہو رہے تھے اور انکی آنکھوں سے واضح طور پر نظر آ رہا تھا کہ ان کو اپنی منزل مل گئی ہے۔ بچے بڑی عجیب و غریب آوازیں نکال رہے تھے اور میری طرف بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور وہ عورت ان کو بڑے غصے سے دیکھتی اور پھر بچے ہنستے ہنستے پیچھے چلے جاتے۔ وقت گزر ہی رہا تھا گھڑی پر نظر ڈالی تو گھڑی بند ہو چکی تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی ابھی کسی نے گھڑی کی جان نکال [illegible]

اوپر نیچے کیا مگر گھڑی بے جان مردے کی طرح میری کلائی پر لپٹی ہوئی تھی میں نے اپنی گھڑی سے جب نظر ہٹائی تو میں نے ان تینوں کو وہاں سے غائب پایا، ادھر ادھر دیکھا مگر وہ نظر نہیں آئے جب میں نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اس بلڈنگ کی طرف جا رہے تھے جو کافی عرصے سے نامکمل تھی اور اس جگہ بلڈنگ پر تقریباً ویرانی کا راج تھا اور اس وقت وہ بلڈنگ خوفناک نظر آ رہی تھی

میں نے سوچا کہ اس وقت وہ بچے اور عورت بلڈنگ میں کیا کرنے جا رہے ہیں تجسس کے لئے میں بھی ڈرتے ڈرتے اس بلڈنگ کے قریب پہنچا اور جونہی میں نے بلڈنگ پر قدم رکھا اندر آگ ہی آگ تھی اور وہاں جانوروں اور انسانوں کی مردہ لاشیں پڑیں تھیں اور اندر بدبو اتنی تھی کہ اندر کھڑا ہونا ناممکن تھا لیکن پھر بھی ناک پر رومال ڈال کر آگے بڑھ رہا تھا کہ ایک عورت کی چیخ سنائی دی اور میں پھر اس چیخ کی سمت بڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ایک کمرہ نظر آیا اور اس کمرے سے چیخ کی آواز آ رہی تھی۔ آگے بڑھ کر جب میں نے دروازہ کھولا تو اندر کا منظر دیکھ کر خوف سے میرے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ وہ بچے اب بچے نہیں بلکہ اس قدر لمبے اور خوفناک ہو گئے تھے اور ایک بلا بن چکے تھے اور ان بلاؤں کے بہت زیادہ ہاتھ تھے ایک ہاتھ کی انگلیاں لاتعداد تھیں اور وہ اپنے تمام ہاتھوں سے اس عورت کا گوشت نوچ کر کھا رہے تھے یہ منظر دیکھ کر میری چیخ نکل گئی اور وہ گوشت کھاتے ہوئے چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے اور پھر وہ میری طرف بڑھنے لگے اور اب مجھے مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا وہ عورت جس کا وہ گوشت کھا رہے تھے وہ بھی کھڑی ہو گئی اور میری طرف بڑھنے لگی اس کی شکل بھی بہت خوفناک ہو گئی تھی اور ناخن بھی لمبے لمبے ہو گئے تھے اور خوف سے میرے پاؤں زمین میں دھنسے جا رہے تھے ادھر سے میں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر میرے پاؤں میرا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ عورت نما چڑیل مجھے کھانے کے لئے قریب آ رہی تھی مجھے کہنے لگی آج رات کی پیاس ہم تیرے خون سے بجھائیں گے۔

ہاہاہا چڑیل بہن مجھے معاف کر دو میں یہاں پر دوبارہ نہیں آؤں گا ویسے بھی تمہیں میرے جسم سے کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ آج میں نے روٹی نہیں کھائی تو ہم تمہارا گوشت کھا جائیں گے ہمیں آج بھوک لگ رہی ہے اگر چڑیل بہن تمہیں اتنی ہی بھوک لگ رہی ہے تو میں تمہیں دال روٹی لا دیتا ہوں۔ چڑیل نے کہا یہ یہاں سے جانے نہ پائے پکڑ لو

آج کا شکار صحت مند ہے وہ دوبارہ میری طرف بڑھنے لگے آخر کار بہت ہمت کر کے میں وہاں سے بھاگا اور صحن میں آیا جہاں پر انسانوں کی مردہ لاش پڑی تھیں اور وہ لاش بھی زندہ ہو گئی اور میری طرف بڑھنے لگی میں پیچھے کی طرف مڑا تو وہ عورت نما چڑیل اور دو بلائیں آگے بڑھ رہے تھے میں نے سائیڈ میں دیکھا تو وہاں ایک سوراخ تھا میں نے اس سوراخ میں چھلانگ لگادی اور وہ سوراخ اتنا اونچا تھا کہ جب سوراخ سے میں نیچے گرا تو میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا مگر مجھے چڑیل کا خوف تھا اس لئے آخر کار میں نے اندھیرے پر قابو پالیا اور مجھے چوٹیں بھی کافی آئیں تھیں میری ٹانگ پر موچ آئی تھی اور کپڑے بھی جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے اور میں زخمی بھی ہو چکا تھا سر پر سے خون بہہ رہا تھا اور ہمت کر کے بھاگا لڑکھڑاتا ہوا میں بھاگتا جا رہا تھا کہ اچانک کسی چیز سے ٹھوکر لگی اور میں نیچے گرتا ہوا بچا تو میں نے دیکھا یہ ایک کھوپڑی تھی اور کہنے لگی ہیلو افضل کیا حال ہے ہی ہی ہی اور کھوپڑی ہنسنے لگی اور پھر میں بھاگا اور بھاگتا ہوا روڈ پر پہنچا اور کسی سواری کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر بعد اچانک بجلی چمکی اور ہلکی ہلکی بارش ہو گئی ایک دم اس بلڈنگ نما عمارت کے دروازے پر آگ کے شعلے جل اٹھے۔ ایسی آگ جس پر بارش کا اثر نہیں ہوگا۔ چڑیل اور وہ خوفناک بلائیں آگ میں کود گئے اور جیسے ہی آگ ختم ہوئی وہ حسین و جمیل لڑکیوں کی شکل میں میری طرف بڑھنے لگے میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مگر میرا جسم آگ کی مانند گرم تھا اور وہ لڑکیاں خوبصورت لباس پہنے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھیں اچانک بس کی آواز آئی یہ کونسا ٹائم ہے بس کا کوئی ٹائم نہیں تھا۔ اور وہ بس میرے پاس آ کر رکی اور میں اس بس میں بیٹھ گیا بس میں چند افراد بیٹھے ہوئے تھے دو بوڑھی عورتیں چار بچے اور ایک آدمی جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس آدمی نے میرے سے پوچھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں میں شہر جا رہا ہوں تمہارا کیا نام ہے میرا نام افضل ہے اور تمہارا میرا نام سارنگا ہے تم کیا کام کرتے ہو جی صاحب میں گوشت کا کاروبار کرتا ہوں یہ کہہ کر آدمی خاموش ہو گیا اور میں بھی کیا میں شہر پہنچ سکوں گا کہ نہیں آخر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ماجرا پہلے عورت اور بچے پھر چڑیل اور پھر خوبصورت لڑکیاں آخر یہ کیا ماجرا ہے یہ سوچتے ہوئے جب میں نے ساتھ بیٹھے آدمی کو دیکھا اف خدا اس قدر خوفناک تھا اور وہ بوڑھی عورتیں چڑیل بن گئی بچے بھی بھیانک ہو گئے سب میری

طرف بڑھنے لگے پہلے تو بچ گئے تھے مگر اب بچ کر نہیں جاؤ گے ہاہاہا میں نے اللہ کا نام لیا اور کھڑکی سے چھلانگ لگادی آگے ہی چوٹیں آئیں تھی رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ چھلانگ لگا کر جب میں کھڑا ہوا تو گر پڑا تھوڑی سی محنت کے بعد میں کھڑا ہو گیا جب میرے حواس درست ہوئے تو میں ایک پرانے قبرستان کے دروازے پر کھڑا تھا میں نے ایسا قبرستان تو آج تک نہیں دیکھا تو پھر یہ قبرستان کہاں سے آ گیا یا پھر میں غلط جگہ پر آ گیا ہوں جب میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ تو ریگستانی علاقہ تھا جو ہمارے علاقہ میں نہ تھا اور آس پاس نہ کوئی آدم نہ آدم زاد تھا ہر طرف موت کی خاموشی ہی خاموشی تھی اور چاند بادل کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے میں مصروف تھا کبھی کسی بادل کے پیچھے تو کبھی کسی بادل کے پیچھے اور ریت کے ٹیلے اتنے اونچے لگ رہے تھے جیسے کوئی دیو ہوں ابھی میں انہیں سوچوں میں گم تھا کہ تین سائے میری طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے جب چاند بادل سے نکلا تو وہی خوبصورت تین لڑکیاں چاند کی روشنی میں قبرستان کی طرف آ رہی تھیں انہیں دیکھ کر میں ایک ٹیلے کے پیچھے چھپ گیا اور وہ تین لڑکیاں میرے پاس سے گزر کر قبرستان میں داخل ہو گئیں۔ آخر یہ قبرستان میں کیا کر رہی ہیں جب نے گھڑی کی طرف دیکھا تو گھڑی پھر چل پڑی اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے رات کے تین بج کر پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔ رات کا مکمل سناٹا چاروں طرف پھیل چکا تھا پھر کتوں کا شور۔ جانوروں کی چیخیں کی آوازیں بزرگوں سے سنا ہے کہ جانوروں کو انسانوں کی نسبت بدروحیں آسانی سے دیکھائی دیتی ہیں اس لئے وہ رات کو چلاتے ہیں بھونکتے ہیں آوازوں کا شور کبھی ختم ہو جاتا اور کبھی تیز خیر میں ان سب باتوں سے بے نیاز بغیر سوچے سمجھے اپنے انجام سے بے خوف ان کے پیچھے جا رہا تھا جیسے ہی میں نے قبرستان کا گیٹ پار کیا تو ایک سرد ہوا کے جھونکے نے میرا استقبال کیا اور میں ایک دم رک گیا اور پھر چل پڑا قبرستان کی خاموشی کچھ الگ ہی تھی اتنی خوفناک خاموشی کہ میرے دل کی دھڑکن بھی مجھے سنائی دے رہی تھی کبھی کبھی الوؤں کی آوازیں سنائی دیتی۔ الوؤں کی آواز سے قبرستان کا ماحول اور خوفناک صحرا میں کہاں سے آیا تھا اور آس پاس کے درختوں سے ایسا لگتا تھا جیسے کئی چڑیلیں بال بکھیرے ہوئے ہیں خیر میں یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا چلنے سے پیدا ہونے والی پتوں کی چرچراہٹ سے لگ رہا تھا کہ کئی چڑیلیں مل کر چل رہی ہوں قبرستان

اتنا پرانا تھا کہ آس پاس کی ساری قبریں اتنی ٹوٹی پھوٹی تھی کہ ان میں سے مردوں کے کفن اور ہڈیاں صاف نظر آ رہی تھی یہاں کا ماحول دیکھ کر اگر کوئی اور شخص ہوتا تو لازمی مر جاتا مگر پتہ نہیں میں کس طرح برداشت کر رہا تھا حالانکہ موت کا خوف کس کو نہیں ہوتا چلتے چلتے مجھے ایسا لگا جیسے کوئی میرے پیچھے چل رہا ہو اسے میں اپنا وہم سمجھ کر چل پڑا تھوڑی دیر بعد پھر چلنے کی آواز آئی اور بے یقینی آواز تھی میں رک گیا جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا چاروں طرف میں نے نگاہ دوڑائی تو میری نظر ایک قبر کے پاس آ کر روک گئی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی قبر کے پیچھے چھپا ہو موت کا ڈر تو مجھے بھی تھا کہیں کوئی بدروحیں نہ ہوں ہمت کر کے قبر کے پاس پہنچا تو وہاں سے ایک کتا بھونکتا ہوا جھاڑیوں کے پیچھے بھاگا اور مجھے اپنے ہی خوف سے ہنسی آ گئی میں ایک کتے سے ڈر رہا تھا یہ دیکھ کر میں جیسے ہی مڑا تو اچانک ہی چیختی ہوئی اڑ کر مجھ سے کوئی ٹکرا کر میری گردن سے چمٹ گیا اور خوف سے میرے منہ سے چیخ نکل گئی بڑی مشکل سے اسے گردن سے اتار کر سامنے والی قبر پر دے مارا وہ چیز قبر سے ٹکرا کر گر پڑی جب میں اس کے قریب گیا تو وہ ایک چمگادڑ تھی جو تڑپتے تڑپتے بے جان ہو گئی مجھے ایسا لگا جیسے میری بے بسی پر قبریں اور درخت قہقہہ لگا رہے ہیں اور میں ڈرتا ہوا خوف زدہ ہوتا ہوا میں تھوڑی دیر چلا تو میں نے آگے کا منظر دیکھا کیونکہ وہ تینوں لڑکیاں ایک ایک قبر پر جا کر کھڑی ہو گئی اور کچھ دیر بعد قبر کھودنے لگی اور تینوں لڑکیوں نے مردے نکال کر کھانا شروع کر دیا اور وہ بچارے بے جان تھے وہ کیا کرتے وہ لڑکیاں کھانے کے بعد قبر میں لیٹ جاتی تھیں یہ منظر دیکھ کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور مجھے یاد رہا کہ میں کہاں ہوں جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو جھونپڑی میں پایا ایک بہت بوڑھا بزرگ میرے پاس بیٹھا میرے زخموں کو مرہم لگا رہا تھا جیسے جیسے میرے زخموں پر مرہم لگتی مجھے سکون ملتا میں نے بولنے کی کوشش کی تو انہوں نے مجھے بولنے سے منع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد بابا جی واپس چلے گئے اور جب واپس آئے تو ان کے پاس پھل تھے جن میں زیادہ انگور تھے وہ میرے پاس آئے اور بغیر بات کئے مجھے پھل دے دیئے اور اشارے سے کہا یہ تم کھالو صبح کا سورج رات سے اجازت مانگ رہا تھا رات جانے کو تھی پرندوں کی بولیاں کانوں میں رس گھول رہی تھی اور سورج کی کرنوں نے سوئے ہوئے چرندے اور پرندوں کو بھگا دیا چلنے کی طاقت

مجھ میں بالکل نہ تھی صرف قریب رکھا پانی ہی پی سکتا تھا اب بابا جی بھی میرے پاس موجود نہیں تھے سارا دن اکیلا میں جھونپڑی میں پڑا رہا۔ پورا دن گزر گیا شام کا سورج غروب ہو چکا تھا اکیلا ہی جھونپڑی میں پڑا ہوا تھا خوف میرے ذہن پر سوار تھا جوں جوں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا ایک خوف مجھے پریشان کئے جا رہا تھا انتظار کرتے کرتے رات کے تقریباً" دس بجے جھونپڑی کے باہر سے کسی لڑکی کی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی تھوڑی دیر بعد قہقہہ سنائی دیا اور پھر کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی چلنے والے سے ایسے لگ رہا تھا کہ چلنے والا لنگڑا ہو تھوڑی دیر بعد آواز آئی ہاہاہا آدمی توں مجھ سے نہیں جا سکتا اب تجھے کوئی نہیں بچائے گا ہاہاہا پھر خاموشی چھا گئی اور اس کے بعد کوئی واقعہ نہ ہوا۔ رات تقریباً" ایک بجے بابا جی آئے۔ اور بولے اب کیسی طبیعت ہے بیٹے۔ یہ الفاظ سن کر میری جان میں جان آئی اور پھر بولے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی بیٹا۔ نہیں بابا جی بس رات کو عجیب واقعہ پیش آیا اور پھر میں نے ساری باتیں بتا دیں اور بابا خاموشی سے سنتے رہے بابا جی آپ کون ہے اور یہاں ویرانے میں کیوں رہتے ہیں۔ بزرگ نے بڑے پیار سے کہا بیٹا آج مجھے یہاں ویرانے میں مدت گزر گئی ہے بیٹا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم اس وقت کہاں ہو اگر تمہیں بتا دیا جائے تو تم خوف کے مارے مر جاؤ گے لیکن مجھے تمہاری ہی ضرورت تھی خدا نے تمہیں میری مدد کے لئے بھیجا ہے پر بابا جی میں تو خود کسی سے مدد لینے کے قابل ہوں لیکن آپ کی مدد کس طرح کر سکتا ہوں بیٹا میں جو بھی بات کروں وہ تم غور سے سنو اور گھبرانا نہیں کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم بدروحوں کے قبرستان میں ہو یہ قبرستان تمہاری دنیا سے الگ ہے اس وقت تم جنات کے علاقے میں ہو جو کہ تمہاری دنیا سے کروڑوں میل دور ہے مگر تمہاری خوش نصیبی ہے کہ تم مجھے ملے ورنہ تم شاید اس وقت ان بدروحوں کی غذا بن چکے ہوتے جن کا پہلے بھی بے گناہ انسان غذا کا نوالہ بن چکا ہے۔ میرا نام سالفی جن ہے اور میرا مسلمان قبیلے سے تعلق ہے یہ باتیں سن کر کہ وہ ایک جن ہے میں خوفزدہ ہو گیا اور اس سے پہلے کہ میں خوف سے بے ہوش ہو جاتا بابا نے کہا کہ بیٹے اب تو ہم ایک طرح سے بھائی ہیں۔ لیکن میں آگ ہوں اور تم مٹی ہو۔ یہ تینوں بدروحیں انسانی دشمن ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنی طاقت سے قبیلے سے باہر نکلوا دیا مگر میں نہیں چاہتا کہ میرے مسلمان بھائیوں کا قتل ہو

اس وجہ سے بدروحیں مجھ سے ناراض ہیں جو روپ اختیار کرنا چاہیں یہ بدروحیں اختیار کر سکتیں ہیں۔ میرا علم ان بدروحوں کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ ان کی سرپرستی سب سے بدصورت اور خوفناک بلاؤں کے سرجو کہ بہت ظالم اور بہت بڑا درندہ ہے اس کا کام شیطانی طاقتوں کی سرپرستی کرنا ہے اور ظلم و بربریت قائم کرنا ہے اگر تم چاہو تو ان کو ختم کر سکتے ہو بابا جی وہ کیسے میں تمہیں بتا دوں گا۔ بابا جی مجھے اور کتنے دن رکنا پڑے گا صرف ڈیڑھ مہینہ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو تم باوضو ہو اور قبرستان میں جا کر مصلے پر بیٹھ جاؤ اور گول دائرے کی شکل میں تمہارے گرد ایک گڑھا کھود دوں گا جو وظیفہ میں پڑھوں وہ تم بھی پڑھنا انسان کی طاقت جن کی طاقت سے بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے ٹھیک ہے سالقی بابا جیسے تم کہو بیٹا جب تک وظیفہ ختم کر دو گے تو ایک جن حاضر ہوگا اور جو تم حکم دو گے وہ پورا کرے گا اور بابا نے چند سوال بتائے جو میں نے جن سے کہنے تھے۔ مگر سنو بیٹا تمہیں ڈرانے کے لئے بہت سی بلائیں آئیں گی مگر تم ڈرنا نہیں اور نہ مصلے سے اٹھنا اور نہ ہی دائرے سے باہر آنا میں نے سالقی بابا کی ہدایت پر قبرستان سے دور اور ویران حالت میں تھا میں نے ایک پرسکون گوشہ تلاش کیا اور مصلہ بچھا کر بیٹھ گیا سالقی بابا نے میرے گرد گول دائرہ بنا کر کچھ ہدایت کی اور چلے گئے میں نے وظیفہ کا ورد شروع کر دیا جو سالقی بابا نے بتایا تھا جو کہ ایک جن تھے مجھے پوری امید تھی کہ میں اس عمل کو پورا کرنے کے بعد پھر واپس اپی دنیا میں چلا جاؤں گا دو روز تک قبرستان کی ویرانی اور پراسرار ماحول نے میری محویت میں خلل ڈالا آپ ذرا تصور کیجئے شکستہ قبروں کے درمیان اکیلا بیٹھا ہوں دن تو کسی طرح گزر جاتا ہے لیکن رات آتی ہے اندھیری رات کو دور دور تک آدم زاد کا نشانہ نہ ہو سردی کا موسم ہے مگر آج اتنی زیادہ سردی نہیں تھی مجھے اس وظیفے میں اپنی نجات نظر آئی تھی شروع شروع میں تو میرے قدم ڈگمگا رہے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بے شمار بدروحوں نے میرے اوپر بلغار کر دی ہو کبھی یوں لگتا کہ ابھی کوئی مردہ ہڈیوں کے پنجر کی شکل میں اپنی منہدم قبر سے نکل کر باہر آئے گا اور مجھے دبوچ لے گا دن بھر میرا ذہن برگندے خیالات سے آزاد رہتا لیکن اندھیرے پھیلتے ہی قبرستان کا ماحول بہت خوفناک اور پراسرار ہو جاتا اگر کوئی پتہ بھی کھڑکتا تو کسی بدروح کا تصور میرے جسم کے رونگٹے کھڑے کر دیتا۔ اور اسی وقت میں آنکھیں بند کر کے اپنے وظیفے میں مگن ہو جاتا لیکن میری یہ کیفیت محض ایک دو دن ہی رہی اس کے بعد جیسے میں اس ویرانی اور ہیبت ناک ماحول کا جز بن گیا ہوں، میری اس محویت کا یہ عالم ہو گیا کہ مجھے شب و روز کی فکر نہ رہی میرے اندر غیر معمولی قوت مدافعت پیدا ہو گئی تھی میں دن اور رات میں اپنی محویت کو ختم کر کے دریائے کوسی جو قبرستان کے قریب تھا وہاں پر جا کر وضو کیا مجھے معلوم نہیں کہ کس طرح تیسرے دن ایک شخص قبرستان میں آیا اس نے ایک قبر پر فاتحہ پڑھی اور مجھے دیکھا اور میری انہماک کو حیرت سے دیکھتا رہا میں اس سے کچھ نہ بولا تو وہاں سے چلا گیا میں حیران رہ گیا کہ یہ آدم زاد یہاں ان بدروحوں کے قبرستان میں کیا کر رہا ہے جب مجھے کچھ سمجھ میں نہ آئی تو میں وظیفے میں دوبارہ مصروف ہو گیا اور شام کو وہ دوبارہ آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی اس میں معمولی کھانا تھا وہ ایسے میرے پاس رکھ کر چلا گیا میں نے دو دن بعد بہت معمولی کھانا کھایا اور کوسی کا پانی پی کر وضو کیا اور وظیفے میں مصروف ہو گیا، پھر اس شخص کا معمول ہو گیا ہر دوسرے تیسرے دن شام کو اسی طرح کھانا رکھ جاتا چلا جاتا، میری اس سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی شکل و صورت سے وہ کوئی دیہات کا ادھیڑ عمر شخص تھا جس نے میرے اوپر ترس کھا کر اپنا معمول بنایا تھا اصل میں مجھے بھوک اور پیاس کا خیال ہی نہ آتا تھا اگر وہ شخص مہربانی نہ کرتا تب بھی میں چالیس دن کسی نہ کسی طرح بھوکا رہ لیتا، سالقی بابا کے وظیفے میں ہی کوئی ایسی صلاحیت تھی کہ مادی دنیا کی ہر ضرورت سے بے نیازی خود بخود ہو گئی تھی شروع شروع میں تو دن یاد رہے لیکن بعد میں انہیں نہ گن سکا میں اپنے ورد میں اس قدر محو تھا کہ مجھے یہ ضرور احساس تھا کہ خاصے دن گزر چکے ہیں لیکن کتنے اس کا علم نہ تھا ایک دن رات کے ایک بجے کسی کے رونے کی آواز اٹھی اور پھر ہنسنے کی اور پھر خاموشی چھا گئی، تھوڑی دیر بعد اتنی خوفناک چیخ سنائی دی کہ میں بھی ڈر گیا ابھی میں اس پر غور ہی کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک خوبصورت بلی آئی میاؤں میاؤں کرتی میری قریب آئی اور بیٹھ گئی اور میری طرف بڑی میٹھی نظروں سے دیکھنے لگی، اتنی خوبصورت بلی میں نے آج تک نہیں دیکھی میں انہیں سوچوں میں گم تھا کہ ایک کالے رنگ کا بلا اچانک آیا اور جھپٹا مار کر بلی کو میرے قریب سے دور لے گیا اور اسے چیر پھاڑ کر کھانے لگا یہ اچانک ہوا کہ میں گم سم بیٹھا دیکھتا رہا جب مجھے ہوش

وہ بلا بلی سے فارغ ہو کر میری طرف بڑھ رہا تھا لگتا ہے اب تو میری موت یقینی ہے لیکن بلا میرے دائرے کے پاس آکر بیٹھ گیا اور مجھے دیکھ کر غرانے لگا بلی کے مرجانے کا مجھے بہت دکھ ہوا تھوڑی دیر تک میرے دائرے کے قریب بیٹھا رہا پھر اٹھا میرے دائرے کے گرد چار چکر لگا کر جانے لگا تو میرے من میں کیا آئی کہ قریب پڑا ہوا پتھر اٹھا کر بلے کو مارنے کیلئے میں نے جیسے دائرے سے باہر قدم نکالنے ہی والا تھا مجھے سالقی بابا کی ہدایت یاد آئی کہ دائرے سے باہر مت نکلنا یہ خیال آتے ہی میں بیٹھ گیا اور وہ میرے سامنے غائب ہو گیا۔ یہ خیال جھٹک کر میں وظیفے میں مصروف ہو گیا ابھی مجھے وظیفہ پڑھتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی ہوا ہو گا کہ مجھے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی اسے اپنا وہم سمجھ کر میں پھر وظیفے میں مصروف ہو گیا پھر کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی آنکھ کھول کر جب میں نے دیکھا تو وہ ایک بچہ تھا وہ بچہ میرے پاس ہی آ رہا تھا آخر رات گئے یہاں بچہ کیا کر رہا ہے یہاں نہ ہی کوئی آبادی ہے پھر یہ بچہ کہاں سے آگیا، دیکھوں کیا بات ہے اور پھر میں اسے دیکھنے لگا بچے کا اور میرا صرف پانچ قبروں کا فاصلہ تھا اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس پہنچتا کہ اچانک ہی ایک قبر پھٹی اور اس میں سے مردہ نکل کر بچے کو پکڑ لیا اور پھر ہر قبر پھٹتی گئی اور مردے نکل نکل کر بچے کے قریب جمع ہونا شروع ہو گئے اور بچے نے خوف سے چیخنا شروع کر دیا بچہ میری طرف دیکھ کر چیخنے لگا انکل مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ اور میں بچے کی مدد کو جانے لگا تو اچانک سالقی بابا کی آواز آئی بیٹا نہ جاؤ یہ دھوکہ ہے تمہیں دائرے سے باہر نکالنے کے لئے اور پھر میں اسی وقت رک گیا اور بیٹھ کر وظیفہ کرنا شروع کر دیا اور ان مردوں نے بچے کو چیر پھاڑ کر کھانا شروع کر دیا یہ منظر خوفناک تھا یہ منظر میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا یہ منظر دیکھ کر میں نے اپنا وظیفہ شروع کر دیا آدھے گھنٹے بعد میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ بچہ اور مردے وہاں پر نہیں تھے اور وہاں پر ایسی خاموشی چھا گئی جیسے یہاں پر کچھ ہوا نہ ہو تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا جیسے کوئی میرے سامنے کھڑا ہو جیسے وہ سالقی بابا ہو اس پیر مردگی کی موجودگی میں میری زبان خود بخود بند ہو گئی میرے لبوں کی مسلسل حرکت ساکت ہو گئی، میرے کانوں میں عین اسی وقت ایک مدہم آواز گونجی کہ تمہارا اب کام ختم ہو گیا ابھی میں اسی آواز پر غور ہی کر رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے دھواں ہو گیا اور ہوتے ہوتے ایک خوفناک جن کی شکل اختیار کر لی اسے دیکھ کر میں ڈر گیا مگر جن نے کہا ڈرو نہیں آقا میں تمہارا غلام ہوں یہ سن کر میں چونک گیا کہ۔ چالیس دن ایک جگہ بیٹھے بیٹھے میری حالت بہت مضحکہ خیز ہو چکی تھی جلد سردی کے سبب کھردری ہو چکی تھی۔ داڑھی اور سر کے بال بہت بڑھ چکے تھے میری جلد کی رنگت بھی کالی ہو چکی تھی کیا حکم ہے میرے آقا سنو تمہارا کیا نام ہے میرا نام راسم ہے راسم میں نے خوف لیلا جن کو مارنا ہے اسے کیسے مارا جا سکتا ہے آقا اسے کوئی نہیں مار سکتا وہ بہت طاقتور اور خوفناک ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے میں نے تو اسے مارنا ہے اگر تم میرے کوئی کام نہیں آسکتے تو تمہارا پھر کیا فائدہ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو آقا اسے ایک ہی طریقے سے مارا جا سکتا ہے وہ کیسے۔ آقا یہاں سے کوسوں دور ایک پہاڑ ہے اس میں ایک غار ہے اس غار میں پچاس خنجر ہے ان میں سے ایک خنجر خوف لیلا کا ہے جس میں اس کی موت لکھی ہے اگر اس خنجر کو خوف لیلا کی داہنی آنکھ میں مار دو مگر میں اسے کیسے تلاش کروں گا آقا سورج کی پہلی کرن اس خنجر پر پڑتی ہے اور وہی خنجر آپ نے لانا ہے اگر آپ وہ خنجر نہ اٹھا سکے اور یا پھر کوئی غلط خنجر اٹھا لیا تو آپ کو کوئی نہیں بچا سکتا راسم کیا تم خود خنجر نہیں لا سکتے نہیں آقا وہ شیطانی علاقہ ہے اس لئے میں وہاں نہیں جا سکتا لیکن آپ کو وہاں ضرور پہنچا سکتا ہوں اچھا مجھے اس جگہ پہنچا دو اچھا میرے آقا راسم نے اتنا زور کا جھٹکا دیا یہ مذاق مجھے پسند نہیں آیا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں قبرستان سے کسی اور جگہ آگیا ہوں اور میرے سامنے ایک غار تھا یہ کیا ہے راسم میرے آقا یہ وہی غار ہے جہاں خنجر رکھے ہیں اب مجھے کیا کرنا ہو گا آپ کو اب اپنا کام کرنا ہو گا آقا اس سے آگے میں آپکی مدد نہیں کر سکتا اچھا اب تم جاؤ میں کیا کروں جاؤں یا نہیں یا سورج نکلنے کا انتظار کروں خیر اللہ کا نام لے کر میں غار کے اندر داخل ہو گیا اور قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے آگے چلتا رہا غار کے اندر بہت ہی اندھیرا تھا میری آنکھیں آہستہ آہستہ اندھیرے کی عادی ہو گئی تھیں اور سب کچھ ہلکا ہلکا نظر آ رہا تھا میں ایک طرف موڑ مڑا اور آگے ایک صحن تھا اور ہر طرف خنجر لٹکے ہوئے تھے اور اتنے سارے خنجروں میں خوف لیلا کی موت کا خنجر کون ہے یہ تلاش کرنا بہت مشکل ہے میں نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو رات کے دو بجے تھے نیچے بیٹھ کر میں سورج کے نکلنے کا انتظار کرنا تھا خیر نیچے بیٹھ کر میں اپنی سوچوں میں گم ہو گیا اور پھر نہ جانے کب مجھے نیند آگئی تھوڑی دیر بعد مجھے گرمی کا احساس ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو میں ایک صحرا میں لیٹا ہوا ہوں اور

میرے پاس ایک خوفناک سانپ پھن پھیلائے بیٹھا ہوا میں کھڑا ہو گیا اور بھاگنے لگا پیچھے بھی ایک مصیبت کھڑی تھی شاید وہ ایک صحرائی جانور تھا جو میری طرف بڑھ رہا تھا میرے آگے بھی موت تھی اور پیچھے بھی موت نہ میں آگے جاسکتا نہ میں پیچھے جاسکتا اس سے پہلے کہ وہ مجھے ختم کرتے اچانک اوپر سے بجلی کڑکی اور ایک بزرگ ہاتھ میں بیساکھی سے صحرائی جانور کی طرف اشارہ کیا تو بیساکھی سے بجلی نکلی اور صحرائی جانور پر پڑی اور وہ جل کر راکھ ہو گیا اور یہی حال سانپ کے ساتھ ہوا بزرگ نے مڑ کر مجھ سے کہا اب کھڑا کیا منہ تک رہا ہے بھاگ جا بھاگ جا اب یہاں یہ سننا تھا کہ میں بھاگتا رہا بھاگتا رہا یہاں تک کہ میں ایک قبرستان میں پہنچ گیا اور ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا میں کہاں ہوں ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک خوفناک قہقہہ سنائی دیا جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سرخ انگار آنکھیں میرے قریب آکر رک گئیں جسم دکھائی نہیں دے رہا تھا اب تو بچ کر نہیں جاسکتا اب میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا اور وہ قہقہہ لگانے لگا اچانک مجھے کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی اور وہ خوفزدہ آواز میں بولا یہ کمبخت پھر آگیا میں نے پوچھا کون اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا ہلکی ہلکی اب روشنی ہو رہی تھی اور وہ سرخ آنکھیں روشنی کو دیکھ کر غائب ہو گئی جب میں نے روشنی کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا کہ یہ تو وہ ہی بزرگ ہے جنہوں نے میری سانپ اور صحرائی جانور سے جان بچائی تھی۔ وہ بزرگ میرے قریب آکر کھڑے ہو گئے اور وہ غصے سے بولے کمبخت میں نے تجھے بولا تھا کہ بھاگ جا بھاگ مگر تو نے سستی دکھائی بابا میری مدد کرو مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے میری بات مانے گا حکم کروں بابا تو ایسا کر کپڑے پھاڑ کر توے کی کالک لگا کر ٹھمکے لگانا شروع کر دے بابا مجھے آپ کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی آپ میری مدد کریں ایسا کر یہ لے انگوٹھی اسے پہن لے اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا میں نے انگوٹھی پہن لی جانے کہاں سے بابا کے ہاتھ میں پانی کا گلاس آگیا اور وہ کچھ پڑھتے ہوئے میرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگے اور میں ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا ارے یہ کیا میں تو اسی غار میں ہوں کیا وہ خواب تھا یا حقیقت اچانک میری نظر انگلی پر پڑی تو میں یہ دیکھ کر چونک گیا کہ بابا کی دی ہوئی انگوٹھی میری انگلی میں موجود تھی تو اس کا مطلب ہوا کہ یہ سب حقیقت تھی جب میں نے ٹائم دیکھا تو سورج نکلنے کا ٹائم ہو گیا تھا پانچ منٹ بعد ہی سورج کی ایک کرن کہیں سے نمودار ہوئی

اور گیارہویں خنجر پر پڑی اس سے پہلے کہ کرن غائب ہو میں نے جلدی سے جا کر خنجر اٹھا کر غار سے باہر آگیا اور باہر راسم میرا انتظار کر رہا تھا اب کیا کریں راسم حضور اب واپس قبرستان۔ جیسے ہی میں نے راسم کا ہاتھ پکڑا تو راسم نے مجھے ایک جھٹکا دیا اور میں گرتے گرتے بچا جب کھڑا ہوا تو میں وہاں پر ہی تھا جہاں پر میں نے وظیفہ کیا تھا۔ اور میں نے راسم کو جانے کی اجازت دے دی ابھی راسم کو گئے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ سالفی بابا آگئے اور کہا کہ کامیاب ہو گئے ہو بیٹا۔ کامیاب کیسے نہیں ہوتا آپ کی دعا جو میرے ساتھ تھی اب مجھے کیا کرنا ہوگا میں تمہیں اور وظیفہ بتاتا ہوں اس وظیفے کے ختم ہونے تک خوف لیلا جن آجائے گا اور پھر تم نے اپنا کام شروع کر دینا ہے۔ اچھا بیٹا اب میں جا رہا ہوں بیٹا سالفی بابا کے جانے کے بعد میں نے ان کے بتائے ہوئے وظیفے پر عمل شروع کر دیا جیسے جیسے وظیفہ ختم کرتا جا رہا تھا ویسے ویسے دل میں خوف بڑھتا جا رہا تھا آخر کار خوف لیلا جن آہی گیا اور اس کے ساتھ خوفناک طوفان آیا اور درخت بھی اکھڑنے لگے اور قبر کے سارے مردے اور وہ تین چڑیلیں بھی میرے گر آکر کھڑی ہو گئیں جیسے ان کا سردار آگیا ہو واقعی وہ جن ان کا سردار تھا اور وہ لنگڑا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں ترشول تھا وہ اس قدر خوفناک تھا اس نے مجھے کہا اے آدم زاد یہ خنجر مجھے دے اور توں یہاں سے چلا جا۔ میری بات سن میں آئندہ کسی کو تنگ نہیں کروں گا اور یہاں سے چلا جائے گا تو میں تجھے معاف کردوں گا تو خوف لیلا جن سے مقابلہ کرے گا ہاہاہا یہ پدی اور پدی کا شوربہ ڈرو نہیں بیٹا میں تمہارے ساتھ ہوں مجھے سالفی بابا کی آواز سنائی دی اور پھر میں کسی چیز سے نہ ڈرا کیونکہ مجھے خدا پر یقین تھا سن ذرا اب تجھے مرنے سے کوئی نہیں رک سکتا اور پکڑ لو اس کو اور چیر پھاڑ دو اب چاروں طرف سے مردے میری طرف بڑھنے لگے ڈرو نہیں بیٹا تم اپنی انگوٹھی والی انگلی ایک مردے کی طرف کرو پھر میں نے ایسا ہی کیا اور اس میں سے ایک شعاع نکلی اور مردے کو ختم کر دیا اور اسی طرح میں نے ہر مردے پر شعاع پھینکنا شروع کر دی آہستہ آہستہ بہت سارے مردے میرے ہاتھوں جہنم رسید ہوتے گئے آخر میں صرف وہ تین چڑیلیں اور خوف لیلا جن بچا کیوں اب خوف لیلا کیا کہتا ہے خوف لیلا نے کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو اسی کے منہ سے آگ کے گولے نکل کر میری طرف بڑھنے لگے اسی ٹائم سالفی بابا کی آواز سنائی دی بیٹا

نہیں تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا کیونکہ آگ کے گولے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے جب تک تمہارے پاس انگوٹھی ہے واقعی میں ایسا تھا جب آگ کے گولے میرے قریب آتے تو پانی بن کر بہہ جاتے خوف لیلا جن غصے سے سرخ ہو گیا اور ایک اور پھونک ماری ایک اژدھا نمودار ہوا اور میری طرف بڑھنے لگا میں نے انگوٹھی اس کی طرف کی تو وہ بھی راکھ بن گیا جب خوف لیلا کا دوسرا وار ناکامیاب ہوا تو اس نے چڑیلوں سے کہا کہ اسے جلدی سے پکڑو اور جان سے مار ڈالو خوف لیلا جن غائب ہو کر میرے پیچھے آگیا اور تینوں چڑیلیں میری طرف بڑھنے لگی خوف لیلا بولا بچاؤ اب اس نے ایک پھونک ماری تو ایک آگ کا گولہ میری طرف آ رہا تھا اگر میں پیچھے جاؤں تو چڑیلیں تھی آگے گولا آ رہا تھا۔ اگر میں انگوٹھی کا رخ اس گولے کی طرف کرتا تو میرے قریب کھڑی چڑیلیں مجھے مار ڈالتی اور اگر میں چڑیلوں کی طرف کرتا تو گولا میری جان کا دشمن تھا پھر میں پریشان ہو گیا سالفی بابا کی آواز آئی بیٹا توں خوف لیلا کی داہنی آنکھ کا نشانہ لے کر خنجر چلا دو نہیں تو تمہیں کوئی نہیں بچاسکتا ارے خنجر تو میں بھول ہی گیا تھا اس سے پہلے کے وہ سب میری جان لیتے میں نے خنجر خوف لیلا کی داہنی آنکھ کا نشانہ لے کر دے مارا اور اس کے ساتھ ہی چڑیلیں اور آگ کا گولہ ختم ہو گیا اور طوفان بھی آگیا میں بھی بڑی مشکل سے ایک بڑے ٹیلے کی اوٹ میں چھپ گیا اور پھر سب سے پہلے اس کے ہاتھ کٹ کر گرے اور پھر اس کا جسم آہستہ آہستہ پگھلنا شروع ہو گیا وہ ختم ہو گیا اور طوفان بھی رک گیا تھا شاباش بیٹا تم نے خدا کی مخلوق پر بہت بڑا احسان کیا ہے احسان کس بات کا یہ تو میرا فرض ہے سالفی بابا اور خدا کی بھی مہربانی کہ خدا نے بھی میرا بہت ساتھ دیا اگر سالفی بابا آپ نہ ہوتے تو شاید میں کامیاب نہ ہوتا۔ راسم کیا حکم ہے میرے آقا تم آزاد ہو جاؤ گھومو اور پھرو اور اس طرح ہر مصیبت میں کسی کے کام آؤ۔ مہربانی میرے حضور یہ کہہ کر راسم غائب ہو گیا۔ سالفی بابا نے کہا دیکھ بیٹا اگر کسی جگہ تجھے پریشانی ہو تو میرے بتائے ہوئے وظیفہ کرنا اور تو شیطانی طاقت سے دور رہے گا۔ سالفی بابا اب مجھے میرے ملک بھیجنے کا بدوبست کیجئے ٹھیک ہے تم آنکھیں بند کرو اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہنا تم اپنے ملک پہنچ جاؤ گے اسی طرح کیا اور خدا کی مہربانی سے میں اسی جگہ جہاں بس شاپ پر کھڑا تھا اپنے ملک پہنچ گیا میں نے گھڑی پر نظر ڈالی بچاری سو رہی تھی مگر اس کا دماغ کام کر رہا تھا اس وقت چھ بجے تھے اور فجر کی اذانیں ہو چکی تھیں

اور میں صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا اس واقعہ کو جب بھی میں یاد کرتا ہوں تو مجھے خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔ (محمد خالد شاہان ڈائمنڈ فرنیشرز شوروم صادق آباد)

◆◆◆◆◆

غزل

جو کرتے نہیں گوارہ دیکھنا بھی ہمیں
یہ زندگی ہم انہیں کے نام کرتے ہیں
ہم جن کے لیئے برباد ہوئے زمانے میں
وہ ہر روز غیروں سے کلام کرتے ہیں
ملتے ہیں مسکرا کر وہ رقیبوں سے
میری محبت کا تماشہ سر عام کرتے ہیں
جو سمجھتے ہیں ہم کو بے وفا اکثر
دیکھا انہیں وفا کے وہ خود نیلام کرتے ہیں
جو چھوڑ کر ہمیں جا دور بسے
ہم آج بھی ان سے پیار کرتے ہیں
چھوڑ کر جانے والے کب آؤ گے واپس
ہم ہر گھڑی تمہارا انتظار کرتے ہیں
کٹتی نہیں یہ زندگی جانو کے بغیر اب تو
دن رات حیدر موت کو سلام کرتے ہیں

سید ضیمر حیدر۔ اوکاڑہ

غزل

اپنے ہی غموں کے ہار دیتے ہیں
غیر تو شعلوں کو ہوا دیتے ہیں
موت سے آدمی مرت تو نہیں
کچھ سنگدل لوگ کر دیتے ہیں
آتا ہے جب بھی کوئی مشکل وقت
غیر تو غیر اپنے بھی بھلا دیتے ہیں
کون چلتا ہے عمر بھر ساتھ کاشف
درخت بھی سوکھے پتے گرا دیتے ہیں

کاشف نواز۔ لاہور

"وہ رات"

تحریر = عامر ندیم

فرحان کا تبادلہ لاہور سے راولپنڈی ہوگیا تھا وہ آج راولپنڈی جانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ وہ اس تبادلے سے خوش بھی تھا کیونکہ راولپنڈی اس کا اپنا شہر تھا اور وہ پورے دس سال بعد راولپنڈی جا رہا تھا اس کا ویسٹرج میں اپنا ذاتی گھر بھی تھا فرحان کے ساتھ اس کی سات سالہ بیٹی ثمینہ بھی جا رہی تھی البتہ وہ اپنے دوستوں کے بچھڑنے پر تھوڑی اداس تھی مگر راولپنڈی میں اس کے تمام کزن بھی تھے جن سے وہ کبھی نہیں ملی تھی۔ فرحان نے سارے انتظامات مکمل کر لئے فرحان نے سوچا کہ راولپنڈی جی ٹی روڈ سے ہی جایا جائے ابھی فرحان جانے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ اس کا دوست مجیب آگیا فرحان کا اس کے ساتھ کافی وقت لگ گیا اور شام کے سات بج گئے سردیوں کا موسم تھا رات پھیل گئی اب اگر وہ لاہور سے چلتے تو رات بارہ بجے راولپنڈی پہنچتے مگر فرحان نے رات کو کوئی اہمیت نہ دی اور اپنی گاڑی لے کر چل پڑا۔ سفر نہایت آرام سے گزر رہا تھا ثمینہ گاڑی میں بیٹھی لطف اندوز ہو رہی تھی سردی کافی ہو رہی تھی اور رات بے حد کالی ہو چکی تھی اور کالے بادل آچکے تھے فرحان نے بادلوں کی وجہ سے منہ بنا کر کہا "بادلوں کو بھی ابھی آنا تھا"۔ فرحان نے جہلم کراس کر لیا تھا اور اب میدانی علاقوں سے پہاڑی علاقے شروع ہوگئے تھے ثمینہ خوشی سے پہاڑ دیکھنے لگی اور کہنے لگی ابو ابو راولپنڈی میں پہاڑ بھی ہیں فرحان نے کہا ہاں لیکن راولپنڈی کے ساتھ اسلام آباد میں بہت ہیں جو کہ راولپنڈی سے نظر آتے ہیں میں اور آپ ضرور جائیں گے ثمینہ نے اچانک غمناک ہو کر کہا کاش امی بھی ساتھ ہوتیں' فرحان بھی تھوڑا غمزدہ ہوگیا فرحان کی بیوی کا چار سال پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ فرحان نے گوجر خان کو بھی کراس کر لیا اور اب راولپنڈی صرف گھنٹے کے فاصلے پر تھا فرحان نے ٹائم دیکھا تو پونے بارہ بج چکے تھے فرحان نے اب گاڑی تھوڑی تیز کر دی فرحان اپنی دھن میں گاڑی چلائے جا رہا تھا اور سڑک کے گرد کھائی بھی تھی اچانک موڑ سے ایک عورت آگئی فرحان نے ایک دم اسے بچانے کے لئے گاڑی کو بریک لگائی مگر گاڑی کنٹرول سے باہر ہوگئی اور کھائی میں جا گری فرحان کو کچھ ہوش نہ رہا۔ فرحان کو جب ہوش آیا تو گاڑی کچے علاقے میں پڑی ہوئی تھی فرحان نے آنکھیں ملیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگا فرحان کو بہت حیرت ہوئی کہ وہ ایک کافی اچھی جگہ پر تھے اور اسے یہ جگہ پورا شہر معلوم ہو رہی تھی فرحان نے سوچا کہ یہ کون سا شہر ہے کیونکہ راولپنڈی تو مزید تیس کلو میٹر دور ہے پھر اگر یہ شہر ہے تو ظاہر ہے کہ یہاں لوگ اس کی گاڑی کے گرنے کی آواز سن کر ضرور آتے مگر کوئی بھی مدد کو نہیں آیا۔ شہر بالکل سنسان تھا نہ بندہ نہ بندے کی ذات تھی فرحان نے سوچا کہ شاید رات بہت ہوگئی ہے اس لئے سب سو رہے ہوں گے اچانک اسے محسوس ہوا کہ ثمینہ گاڑی میں نہیں ہے۔ فرحان گاڑی سے باہر نکل آیا اسے دور ثمینہ کھڑی نظر آئی فرحان نے زور سے آواز دی مگر ثمینہ نے بجائے آواز سننے کے آگے دوڑنا شروع کر دیا فرحان اس کے پیچھے بھاگا مگر ثمینہ ایک گلی میں جا کر گم ہوگئی فرحان اس کی اس حرکت پر پریشان ہوگیا سردی ہڈیوں میں گھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ویسے بھی راولپنڈی کے آس پاس علاقوں میں سردی تیز ہوتی ہے فرحان نے جیکٹ کو اچھی طرح سے جسم کے گرد پہنا اور اس گلی میں گھس گیا۔ گلی میں کافی اندھیرا تھا فرحان نے اپنے ساتھ لائی ہوئی ٹارچ جلائی اور آگے چلنے لگا اچانک اسے گلی میں کچھ گیلا محسوس ہوا جب اس نے دیکھا تو کچھ دیر کے لئے اس کے حواس جواب دے گئے وہ خون تھا فرحان نے آگے جا کر دیکھا تو منظر پہلے سے بھی زیادہ خوفناک تھا ایک بچہ کسی گوشت کے لوتھڑے کی طرح لٹکا

ہوا تھا فرحان البتہ بہت ہی مضبوط دل کا مالک تھا وہ ڈرا نہیں بلکہ اور اچھی طرح سے اس لاش کو دیکھنے لگا اچانک چند نامعلوم بونی مخلوقوں نے فرحان پر حملہ کردیا اور وہ اس حملے سے بے ہوش ہوگیا۔ فرحان کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک کیفے میں ہے اچانک اسے کوئی اپنی طرف آتا ہوا محسوس ہوا فرحان نے اچانک اسے دیکھا وہ ایک عورت تھی وہ عورت فرحان کے پاس آئی وہ عورت زیادہ بڑی تو نہیں البتہ ایسی بھی نہیں تھی کہ اسے لڑکی کہا جاسکے اندازے کے مطابق وہ ستائیس اٹھائیس کی لگ رہی تھی فرحان نے اس کی طرف غور سے دیکھا کہ کہیں یہ وہی عورت تو نہیں جو کہ سڑک پر ملی تھی مگر یہ عورت وہ نہیں تھی اس عورت نے فرحان سے کہا کہ آپ ٹھیک ہیں فرحان نے پوچھا کہ مجھے کیا ہوا تھا اس عورت نے کہا کہ آپ کیفے کے باہر بے ہوش پڑے تھے میں نے بڑی مشکل سے آپ کو اندر لائی ہوں اور حیرانگی کی بات ہے کہ یہ کیفے اس طرح کھلا ہوا ہے چلئے چھوڑئیں آپ کا نام کیا ہے فرحان نے بتایا "فرحان الدین بٹ" اور آپ کون عورت نے جواب دیا ثانیہ جمیل فرحان نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعے کو بیان کیا اس عورت نے حیرت

سے کہا کہ مجھے بھی ایک عورت نظر آئی تھی جسے بچانے کے لئے میں نے گاڑی موڑی اور یہاں میری گاڑی گر گئی مگر شکر ہے کہ میری گاڑی سلامت ہے اور چلنے کے قابل ہے مگر ایک بری خبر ہے۔ فرحان نے پوچھا کہ وہ کیا ثانیہ نے کہا کہ اس جگہ کی روڈ بھی عین بیچ میں سے ٹوٹی ہوئی ہیں اور ہم باہر نہیں جاسکتے میں نے اسلام آباد جانا تھا گھر والوں نے لاکھ سمجھایا کہ ٹرین سے آجاؤں مگر میں چونکہ گاڑی سے گئی تھی اس لئے ٹرین کی کوئی وجہ نہیں بنتی تھی فرحان نے کہا آپ اسلام آباد میں رہتی ہیں ثانیہ نے کہا ہاں میں I-9 میں رہتی ہوں اور آپ فرحان نے کہا میں پہلے تو لاہور میں رہتا تھا مگر اب میں راولپنڈی ویسٹرج' ٹاؤن میں رہوں گا۔ فرحان اور ثانیہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ اچانک ثانیہ نے کہا کہ اس جگہ کی عجیب بات ہے کہ لوگ بالکل نظر نہیں آرہے تمہیں جنوں بھوتوں پر یقین ہے فرحان نے تعجب سے پوچھا کیوں۔ ثانیہ نے کہا کہ مجھے عجیب سی چیزیں نظر آئی ہیں جنہیں ہم جنوں بھوتوں اور بلاؤں میں شامل کریں۔ فرحان نے کہا مجھ پر بھی انہیں چیزوں کا حملہ ہوا ہے لیکن یہ جگہ کون سی ہے میرے خیال میں تو گوجر خان اور راولپنڈی کے بیچ میں کوئی اتنا اچھا قصبہ نہیں ہے ثانیہ نے کہا مجھے بھی اسلام آباد سے باہر جانے اور آنے کا پہلا اتفاق ہے اس لئے مجھے بھی اس جگہ کے بارے میں معلوم نہیں ہے اس لئے اب ہمیں صبح کا انتظار یا پھر ریڈیو ٹرانسمیٹر کو دیکھنا چاہیے کہ ہمیں امداد مل جائے۔ فرحان اٹھ کر باہر جانے لگا تو ثانیہ نے پوچھا کہ آپ اتنے خطرے میں باہر کیوں جا رہے ہیں۔ فرحان نے کہا کہ میری بیٹی باہر ہے اور مجھے اسے ڈھونڈھنا ہے ثانیہ نے کہا باہر بہت خطرہ ہے اور عجیب عجیب بلائیں پھر رہی ہیں فرحان نے کہا کہ اس صورت میں تو مجھے پھر ہر حال میں جانا چاہیے ثانیہ نے فرحان سے ثمینہ کے حوالے سے پوچھا تو فرحان نے اسے ثمینہ کے بارے میں سب کچھ بتایا ثانیہ نے فرحان کو ایک پستول نکال کردی اور کہا کہ یہ آپ کی حفاظت کرے گی فرحان نے کہا کہ آپ کی حفاظت کون کرے گا تو ثانیہ نے کہا کہ آپ میری فکر نہ کریں میں تو خود اکیلی جانوروں کا شکار کرتی ہوں اور میرے پاس اور پستولیں بھی ہیں ویسے بھی یہاں بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوگا میں بھی باہر جاکر مدد تلاش کرتی ہوں یہ کہہ کر ثانیہ باہر چلی گئی فرحان نے کیفے کے اندر ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیا فرحان کو اچانک میز پر نقشہ نظر آیا جو کہ اس جگہ کا تھا اور نقشے میں رکاوٹوں کی بھی نشاندہی تھی فرحان نے ایک الماری کھولی تو وہاں بے

شمار کارتوس پڑا ہوا تھا جو کہ اس کی پستول کے ساتھ استعمال ہوسکتا تھا اور اندازے کے مطابق دو سو تک تھا۔ فرحان اپنے ساتھ چھوٹا بیگ بھی لایا تھا فرحان نے کارتوس بیگ میں ڈالے اور نقشہ جیب میں رکھا۔ اچانک کونے میں پڑا ہوا ریڈیو بجنے لگا فرحان ریڈیو کی طرف گیا ایک دم دوکان کا شیشہ ٹوٹا اور ایک پروں والی بلا اندر آگئی بلا کا قد عام انسان جتنا تھا اور اس کی چونچ کوے جیسی تھی فرحان نے اس پر گولی چلائی تو وہ ایک فائر سے ہی ختم ہوگئی فرحان نے پریشانی میں سوچا کہ وہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہے بلا اگرچہ خونخوار تھی مگر کمزور تھی اس لئے وہ ایک فائر میں ہی مر گئی یہ بات فرحان کے لئے کچھ تسلی کا باعث تھی۔ فرحان باہر سڑک پر آگیا باہر بے حد سردی اور دھند تھی اور راستہ نظر آرہا تھا فرحان نے پہلے اسی گلی کی جانب جانا مناسب سمجھا فرحان نقشے کی مدد سے ڈھونڈھتا ہوا وہاں پہنچا تو وہاں کا راستہ بلاک ہوگیا تھا اور وہاں ملبہ پڑا ہوا تھا اچانک فرحان کو وہاں ثمینہ کی ڈرائینگ بک نظر آئی اس پر اسکول لکھا ہوا تھا فرحان پہلے تو اس معمے کو سمجھ نہ سکا مگر فرحان نے ایک دم نقشہ نکال کر دیکھا تو وہاں ایک جگہ اسکول کی نشاندہی تھی۔ فرحان نے نقشہ اچھی طرح سے دیکھ کر رستے کا تعین کیا اور اسکول کی طرف چل پڑا۔ رستے میں ایک گھر تھا جہاں سے شارٹ کٹ تھا۔ فرحان کو رستے میں کافی بلائیں ملیں جو کہ اس کے پستول سے ڈھیر ہوگئیں مگر وہ بلائیں بجائے عام قصے کہانیوں کے بجائے یہ تو کتوں جیسے تھی بلکہ انہیں کتا کہنا ہی ٹھیک ہوگا جیسے کتے کے جسم سے کھال اتار لی ہو اور اس کے علاوہ ویسی جو کہ اسے کیفے میں ملی تھی ورنہ کوئی دوسری قسم کی بلا نہیں تھی۔ فرحان اس گھر کے دروازے کے قریب پہنچا۔ فرحان نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر کوئی نہ آیا تو فرحان نے دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا گھر صرف تین چار کمروں کا تھا فرحان نے الماری میں بے شمار چھوٹی بوتلیں دیکھیں ان پر (Health Drink) لکھا ہوا تھا فرحان نے ایسی ہی ایک بوتل کھول کر پی لی اچانک اسے ایسا محسوس ہوا کہ جسم میں ایک نئی طاقت آگئی ہو اور اس کی تھکن اور زخموں کا درد یوں گیا کہ وہ پہلے ہوا ہی نہ ہو۔ فرحان نے ایسی تاثیر دیکھ کر ساری بوتلیں بیگ میں ڈال لیں۔ فرحان مکان سے باہر نکل آیا اچانک باہر ایک دم اندھیرا ہوگیا اور اسے کچھ نظر نہ آیا اس جگہ ویسے بھی بجلی بند تھی مگر پہلے تو باہر اتنا اندھیرا نہیں تھا مگر اب باہر بے حد اندھیرا ہوگیا۔ فرحان اپنے ساتھ ٹارچ لایا ہوا تھا اس نے ٹارچ جلائی اور اسکول کی طرف چل پڑا۔ کچھ دیر بعد فرحان اسکول پہنچ

گیا اسکول کافی شاندار تھا اور کشادہ بھی فرحان نے اسکول کا اندر سے جائزہ لیا اسکول کے عین بیچ میں لان تھا اور لان کے بیچ میں ایک بہت بڑا گھنٹہ گھر بنا ہوا تھا جس کے بیچ میں ایک دروازہ تھا گھڑی میں دو بجے کا ٹائم تھا جو کہ ٹھیک ٹائم تھا فرحان نے دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا البتہ دروازے کے اردگرد دو گول خانے تھے۔ فرحان پھر اسکول کے اندر چلا گیا۔ فرحان نے اسکول کو اچھی طرح سے دیکھا وہاں کوئی خاص چیز نہیں تھی فرحان آخر میں لائبریری کی طرف گیا وہاں ایک میز پر کوئی کتاب کھلی ہوئی تھی فرحان نے کھلا ہو صفحہ پڑھنا شروع کیا۔ سیاہی نے بلا سے کہا کہ میں آج تمہیں ختم کرکے رہوں گا بلا نے ہنس کر کہا تمہاری اوقات کیا ہے میں تمہیں منٹوں میں چٹ کر جاؤں گی اور بلا نے یہ کہہ کر اپنا پہاڑ جیسا منہ کھولا سیاہی کو اسی چیز کا انتظار تھا سیاہی نے فوراً اس کے منہ میں آگ کے تیر چھوڑے اور بلا فوراً ڈھیر ہو گئی فرحان نے کتاب بند کی اور ادھر ادھر دیکھا تو وہاں پر دو گول لوہے کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اچانک فرحان کے ذہن میں خیال آیا اور اس نے وہ ٹکڑے اٹھائے اور لان میں جا کر گھنٹہ گھر کے دروازوں کے گرد لگائے دروازہ کھل گیا فرحان اندر داخل ہوا تو اس کمرے کی پشت پر ایک اور دروازہ تھا فرحان نے حیرت سے دروازہ دیکھا۔ کیونکہ یہ دروازہ باہر سے نظر نہیں آرہا تھا اور باہر اس طرف تو دیوار تھی فرحان نے دروازہ کھولا تو وہ لان میں ہی آگیا۔ فرحان نے دروازہ کھولنا چاہا تو وہ دروازہ لاک ہو گیا فرحان نے غصے سے کہا کہ کیا مصیبت ہے فرحان نے لان کے بیچ میں دیکھا تو اسے ایک نشان نظر آیا جو کہ پہلے نہ تھا۔ نشان ایک گول دائرے کا تھا جس میں ایک ستارہ بنا ہوا تھا اور عجیب و غریب زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا فرحان نے اسکول کا دروازہ کھولا اور اندر آگیا۔ فرحان جب اندر آیا تھا اسکول کی عجیب حالت ہوئی تھی اسکول بے حد گندہ ہو گیا تھا اور اسکول کے دروازے یوں لگ رہے تھے جیسے لوہے کے ہوں اور ان پر زنگ لگا ہوا ہو۔ فرحان نے جب دیواروں کو چھوا تو واقعے میں ایسا تھا فرحان نے اس اسکول کا بھی جائزہ لیا۔ اچانک فرحان کو کچھ عجیب سی آواز آئی فرحان نے دیکھا تو وہی بلا نہیں جنہوں نے اس گلی میں حملہ کیا تھا وہ اس کی طرف آرہیں ہیں وہ بلا نہیں چھوٹے بچوں کی مانند تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے فرحان نے ان پر گولیاں چلائیں تو وہ بھی ایک وار میں ڈھیر ہوں گئیں۔ یہ بلائیں بھی اتنی خطرناک نہیں تھیں فرحان نے دل ہی دل میں ثانیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اگر

اس نے وہ پستول نہ دی ہوتی تو وہ واقعی ان بلاؤں کا شکار ہو چکا ہوتا فرحان نے اس اسکول کا اچھی طرح سے جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ وہی پہلا والا اسکول ہے بس اس کی دیواریں اور دروازے لوہے کے ہیں یہاں بھی فرحان کو بلاؤں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکیں فرحان ایک کمرے کی طرف گیا تو وہاں ایک لفٹ سی تھی فرحان اس پر گیا تو وہ خود بخود چلنے لگی اور فرحان کو ایک بڑے سے کمرے میں پہنچا دیا کمرے میں عین بیچ میں آگ کا آلاؤ بھڑک رہا تھا فرحان حیرت سے اس عجیب کمرے میں کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک کسی مگرمچھ جیسی چیز کمرے میں داخل ہوئی فرحان نے جب غور سے اس چیز کی طرف دیکھا تو وہ بہت بڑی چھپکلی تھی جو کہ مگرمچھ جتنی بڑی تھی مگر دیکھنے میں عام گھریلو چھپکلی کی طرح تھی۔ چھپکلی کو دیکھ کر فرحان گھبرا گیا مگر فرحان بزدل نہ تھا وہ اس جگہ کو دیکھ کر جان چکا تھا کہ اب یہاں ایسے واقعات پیش آئیں گے چھپکلی نے بڑا سا منہ کھولا اور فرحان کی طرف جھپٹی فرحان نے تیزی سے اپنے آپ کو بچایا فرحان کو ایک دم چھپکلی کے منہ کھولنے سے وہ کہانی یاد آگئی جو کہ اس نے اسکول کی لائبریری میں پڑھی تھی فرحان ایک دم اس چھپکلی کے سامنے آگیا اور پستول سے چھپکلی کے منہ کا نشانہ لیا چھپکلی نے جیسے ہی منہ کھولا تو فرحان نے چھپکلی کے منہ میں فائر کر دیئے دو فائر ہی سے اس چھپکلی نے زور کی چیخ ماری اور ڈھیر ہو گئی اچانک اس کمرے کا منظر بدلنے لگا فرحان کو ہلکی سی کسی عورت کی جھلک نظر آئی اور وہ غائب ہو گئی یہ وہی عورت تھی جو کہ اسے سڑک پر نظر آئی تھی فرحان نے آنکھیں ملیں۔ فرحان نے جب غور سے دیکھا تو وہ کسی اور کمرے میں تھا فرحان حیرت سے دیکھنے لگا کہ وہ کیسے اس جگہ پہنچ گیا ہے جب غور سے کمرے کو دیکھا تو یہ تو پہلے والے اسکول کا سٹور تھا فرحان سٹور سے باہر نکلا تو وہ پہلے اسکول میں ہی تھا فرحان کو اب پتہ لگا کہ دراصل وہ ایک ہی اسکول تھے ضرور یہاں کوئی شیطانی چکر چل رہا ہے اب اندھیرا بھی کم ہو گیا تھا اور فرحان ٹارچ کے بغیر ہی دیکھ سکتا تھا۔ فرحان کو گھنٹی کی آواز آئی جو کہ قریب ہی بج رہیں تھیں یہ آوازیں چرچ کی تھیں فرحان نے نقشہ دیکھا تو اسکول کے پاس ہی چرچ کی نشاندہی تھی فرحان نے نقشہ سنبھالا اور چرچ کی طرف چل پڑا۔ فرحان نے چرچ پہنچ کر چرچ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا چرچ میں ایک عورت تھی اس عورت نے فرحان کو دیکھ کر کہا کہ تو تم یہاں تک پہنچ ہی گئے۔ فرحان نے پوچھا کہ آپ کون ہیں عورت نے کہا میرا نام

ڈالیا گیلیپسی ہے اور میں اسی چرچ میں ہی کام کرتی ہوں فرحان کو پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ عورت عیسائی ہے عورت نے کہا مجھے پتا ہے کہ تمہاری بیٹی گم ہو گئی ہے اور تم اسے ڈھونڈ رہے ہو۔ فرحان نے چونک کر کہا کہ آپ کو کسی طرح سے معلوم ہوا عورت نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہے میرے پاس ایسی طاقتیں ہیں مجھے یہ بھی پتا ہے کہ تمہارا نام فرحان ہے تم فوراً اپنی بیٹی کو بچاؤ وہ شیطانوں کے قبضے میں چلی گئی ہے اگر وہ منحوس بیدار ہو گیا تو پوری دنیا تباہ ہو جائے گی فوراً ہسپتال کی طرف جاؤ وہاں تمہیں شاید تمہاری بیٹی مل جائے فرحان جانے لگا تو اس عورت نے فرحان کو روکا اور کہا کہ ٹھہرو اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اس عورت نے فرحان کو ایک تکون کی شکل میں ایک چیز دی جو کہ فرحان کی سمجھ میں نہ آئی اس عورت نے کہا کہ یہ چیز تمہارے کام آئے گی۔ فرحان نے وہ چیز جیب میں رکھی اور نقشے کی مدد سے ہسپتال کی طرف چل پڑا کچھ دیر بعد وہ ہسپتال میں تھا فرحان ہسپتال کے اندر داخل ہوا ہسپتال میں کوئی نہ تھا فرحان نے آگے پیچھے دیکھا تو ہسپتال میں کافی کمرے تھے فرحان نے کمروں کا جائزہ لیا تو اسے کچھ نہ ملا فرحان ایک سٹور میں پہنچا تو وہاں ایک بوتل میں عجیب سی گلابی رنگ کی چیز تھی فرحان نے ایسے ہی وہ بوتل بیگ میں ڈال لی اچانک فرحان کو کسی گولی کے چلنے کی آواز آئی یہ آواز ساتھ والے کمرے سے تھی فرحان نے دروازہ کھولا تو وہاں ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں پستول تھی اور زمین پر وہ لہروں والی بلا تڑپ رہی تھی۔ فرحان نے جب اس بندے سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو اس آدمی نے بتایا کہ میرا نام ڈاکٹر کاشف ہے اور میں اسی ہسپتال میں ڈاکٹر ہوں۔ فرحان نے پوچھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ کچھ پتا نہیں ایک دم یہاں یہ بلائیں آنا شروع ہوں گئیں اور لوگوں نے پورا علاقہ خالی کر دیا سوائے اس عیسائی عورت کے وہ یہاں سے کسی صورت نہیں جاتی ویسے بھی میں یہاں سے جانے لگا ہوں راولپنڈی قریب ہے میں ادھر بھی جاؤں گا فرحان نے کہا کہ راستے تو بند ہیں ڈاکٹر کاشف نے کہا کہ میں کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈ لوں گا یہ کہہ کر کاشف چلا گیا۔ فرحان کمرے سے باہر نکلا تو سامنے لفٹ تھی فرحان نے لفٹ دیکھی تو اس میں تین منزلیں تھیں فرحان دوسری منزل کی طرف لفٹ کا بٹن دبایا لفٹ چل پڑی دوسری منزل پر پہنچ کر فرحان نے لفٹ سے نکل کر دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا فرحان نے لفٹ سے تیسری منزل کا بٹن دبایا اور تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ فرحان نے اس منزل کا دروازہ کھولنا چاہا

تو یہ بھی لاک تھا فرحان نے غصے سے دروازے کو لات ماری اور پھر لفٹ میں چلا گیا فرحان نے بٹنوں کی طرف دیکھا تو اسے حیرت کا ایک جھٹکا لگا وہاں پر چوتھی منزل کا بٹن بھی آگیا جو کہ پہلے نہ تھا فرحان نے چوتھی منزل کا بٹن دبا دیا فرحان نے جب لفٹ کا دروازہ کھولا تو اسے دھندلا سا نظر آیا کہ وہی پر اسرار عورت ایک دوکان کے اندر گئی ہے دوکان کا نام Antique shop ہے اچانک وہ منظر بدل گیا اور پھر ہسپتال آگیا فرحان نے اس منزل کا دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا فرحان اندر داخل ہوا تو وہاں بے حد اندھیرا تھا اچانک فرحان کو یوں لگا کہ کسی نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا ہو فرحان نے دروازہ دیکھا تو وہ واقعی ہی لاک ہو چکا تھا اور لفٹ کا رستہ بند ہو چکا تھا۔ فرحان نے ٹارچ جلائی تو فرحان نے دیکھا کہ ہسپتال کی بھی وہی حالت ہو چکی تھی جو کہ دوسرے اسکول کی تھی یعنی ہسپتال کے دروازے اور دیواریں لوہے کی دیواروں میں تبدیل ہو چکی تھیں فرحان نے ہسپتال کے کمروں میں جانا مناسب نہ سمجھا اور نیچے کے رستے تلاش کرنے لگا تھوڑی دیر بعد ہی اسے سیڑھیاں مل گئیں اچانک فرحان نے ایک شور سنا فرحان نے مڑ کر دیکھا تو وہاں پر چند نرسیں رہی تھیں فرحان جب قریب گیا تو ایک دم پیچھے ہٹ گیا وہ نرسیں بھی وہ عجیب مخلوقیں بن چکی تھیں فرحان نے اندازہ لگا لیا کہ یہ بلائیں دراصل یہیں کہ جانور اور انسان ہیں جو کہ کسی عمل سے ایسے ہو چکے ہیں فرحان نے پستول کی گولیوں سے انہیں ڈھیر کر دیا۔ فرحان تیزی سے دوسری اور پہلی منزل پر اتر گیا یہاں اسے ایسی نرسوں کا واسطہ پڑتا رہا فرحان نے پہلی منزل کا جائزہ لیا تو یہ بالکل وہی منزل تھی جو کہ پہلے ہسپتال کی تھی جس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ وہی ہسپتال ہے مگر یہاں کی دیواریں کسی طرح تبدیل ہو جاتی ہیں یہ ایک راز تھا جو کہ فرحان کو جاننا تھا۔ فرحان اسی کمرے میں آگیا جہاں وہ ڈاکٹر کاشف سے ملا تھا اچانک اسے ایک نسوانی آواز آئی کہ خدا کے لئے مجھے مت مارو مجھے چھوڑ دو فرحان نے ایک دم ٹارچ اس کی طرف کی تو وہ ایک نوجوان عورت تھی جو کہ نرس کے لباس میں تھی فرحان نے پوچھا کہ کون ہو تم اس عورت نے غور سے فرحان کو دیکھا تو اس کے چہرے کا خوف دور ہو گیا اور وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر سانس درست کرنے لگی۔ اس عورت نے فرحان سے کہا کہ تم ایک صحیح انسان ہو ورنہ یہاں تو ہر کوئی یہ تو بھاگ گیا ہے یا ان بلاؤں میں بدل گیا ہے فرحان نے پوچھا کہ تم کون ہو اس عورت نے کہا کہ میرا نام لبنیٰ ہے اور میں یہاں نرس

ہوں- فرحان نے کچھ سوچ کر پوچھا کہ تم ڈاکٹر کاشف کو جانتی ہو اس عورت نے کہا بہت اچھی طرح سے میں اس کے وارڈ میں ہوتی ہوں وہ شاید اب تک چلا گیا ہوگا فرحان نے کہا کہ تم ایک عیسائی عورت ڈالیا کو جانتی ہوں لبنیٰ نے اسے تو یہاں ہر کوئی جانتا ہے وہ بڑھیا بڑی ہی پر اسرار ہے- فرحان نے کونے میں پڑی ہوئی تصویر دیکھی تو ایک دم چونک گیا یہ اسی پر اسرار عورت کی تصویر تھی فرحان نے لبنیٰ سے پوچھا کہ یہ کون ہے لبنیٰ نے کہا یہ یہاں پر داخل تھی بے چاری حاملہ تھی اور بچی کی پیدائش کے وقت ہی مر گئی اس کا شوہر پہلے ہی حادثے میں مر چکا تھا یہ عیسائی تھی اور اس کا نام ایلیسا تھا یہ سات سال پہلے کی بات ہے فرحان نے کہا یہ مر چکی ہے مگر میں نے تو اسے کئی بار دیکھا ہے فرحان کی یہ بات سنکر لبنیٰ خوفزدہ لہجے میں بولی ضرور یہ بدلہ لینے آگئی ہے- کیونکہ کسی نے اس کی بچی کو غائب کردیا تھا اور وہ کہیں نہ ملی اچانک فرحان کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا اور اسے کوئی ہوش نہ رہا- فرحان کو ہوش آیا تو وہ اسی کمرے میں مگر کمرہ اپنی اصل حالت میں تھا اور لبنیٰ کا نام و نشان نہ تھا اچانک فرحان کو آواز آئی کہ تم نے دیر کردی فرحان نے دیکھا تو وہ ڈالیا تھی وہ بڑھیا- فرحان نے کہا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے- کبھی یہ جگہ عام حالت میں ہوتی ہے کبھی بدل جاتی ہے ڈالیا نے کہا کہ یہ سب ان شیطانی طاقتوں کا اثر ہے ساموئیل بیدار ہو رہا ہے اس کی بیداری سے پہلے اپنی بچی کو بچالو۔ فوراً" دوسرے چرچ کی طرف جاؤ یہ کہہ کر ڈالیا کمرے سے چلی گئی فرحان نے نقشہ دیکھا تو وہاں کسی دوسرے چرچ کی نشاندہی نہ تھی بلکہ ایک جگہ میں اس دوکان کی نشاندہی تھی جہاں ایلیسا یعنی وہ پر اسرار عورت داخل ہوئی فرحان وہیں چل دیا-

فرحان نے دوکان پر پہنچ کر دروازہ کھولا تو وہ کھلا ہوا تھا فرحان نے دوکان کو دیکھا تو اچانک کسی نے اس کا نام پکارا فرحان نے مڑ کر دیکھا تو وہ ثانیہ تھی فرحان نے کہا کہ شکر ہے کہ تم ٹھیک ٹھاک ہو ثانیہ نے کہا کہ میں بھی یہی کہنے والی تھی فرحان نے دیکھا کہ دیوار میں ایک شگاف ہے ثانیہ نے کہا فرحان میں نے تمہاری بیٹی کو دیکھا ہے کیا فرحان نے تقریباً" چیختے ہوئے کہا- کہاں ہے وہ ثانیہ نے کہا کہ وہ جھیل کی طرف گئی تھی فرحان بے اختیار باہر جانے لگا تو ثانیہ نے فرحان کو پکڑا اور کہا کہ میری پوری بات سنو اس جھیل کا رستہ بلاک ہے مگر حیرت انگیز طور پر تمہاری بیٹی ہوا میں چل رہی تھی اس کے پیپر زمین پر نہیں تھے فرحان نے کہا مجھے ضرور وہاں جانا چاہیے ضرور وہاں کوئی دوسرا راستہ ہوگا پہلے میں یہاں جو شگاف ہے وہاں دیکھ لوں کیا ہے ہسپتال میں ایک نرس لبنیٰ ہے جو کہ یہاں کی ہے وہ ضرور کوئی دوسرا رستہ جانتی ہوگی ثانیہ نے کہا ٹھیک ہے تم جاؤ اور اگر کوئی خطرناک صورت حال پیدا ہوئی ہے تو مجھے آواز دے دینا- فرحان شگاف کے اندر گیا تو وہاں ایک کمرہ تھا فرحان نے دیکھا تو کمرے کے بیچ میں ایک خوفناک بت تھا اور اس کے نیچے ساہیول لکھا ہوا تھا اور ارد گرد دو بجھی ہوئی موم بتیاں تھیں فرحان نے سوچا کہ شاید یہ وہی دوسرا چرچ ہے اچانک وہ دونوں موم بتیاں خود بخود جل پڑیں فرحان کی جیب سے خود بخود وہ تکون چیز نکل کر غائب ہوگئی فرحان بے ہوش ہوگیا- فرحان کو ہوش آیا تو وہ اسی کمرے میں تھا مگر کمرے کی حالت وہی ہوگئی تھی جو کہ دوسری حالت میں ہو جاتی ہے فرحان کمرے سے باہر دوکان میں آیا اور دوکان سے باہر آگیا اب تو پوری جگہ کا وہی حال تھا جو کہ ہسپتال اور سکول کا ہوا تھا ساری دکانیں اور مکان لوہے کے ہوگئے تھے یہاں تک کہ سڑک بھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ کسی لوہے کے بنے ہوئے شہر میں آگیا ہو جسے زنگ لگ گیا ہو- فرحان نے فوراً" ہسپتال کی طرف دوڑنا شروع کردیا کیونکہ وہ لبنیٰ تک پہنچنا چاہتا تھا تاکہ جھیل میں جانے کا متبادل رستہ معلوم کرسکے فرحان کو اچانک ایک بہت بڑی سی دوکان نظر آئی جس میں بے شمار ٹی وی لگے ہوئے تھے اور وہ چل رہے تھے فرحان نے حیرت سے اس طرف دیکھا کہ یہاں تو بجلی نہیں ہے یہ کس طرح چل رہے ہیں فرحان دوکان کے اندر آگیا- اچانک ٹی وی میں ثمینہ کی شکل آگئی وہ زور زور سے کہہ رہی تھی کہ ابو مجھے بچائیے- فرحان کا یہ منظر دیکھ کر غم و غصے سے حالت بگڑ گئی فرحان نے دل ہی دل میں کہا مجھے پتہ چل جائے کہ کس نے میری بچی کو پکڑا ہے تو میں اس کی بوٹی بوٹی کردوں گا چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو اچانک ثمینہ کی تصویر غائب ہوگئی اور وہاں پر وہی نشان آگیا جو کہ اس نے اسکول میں دیکھا تھا یہ ساموئیل کا نشان تھا- فرحان نے دیکھا کہ دوکان کے عین بیچ میں ایک سیڑھی اوپر کو جارہی ہے- فرحان اوپر گیا تو وہاں ایک کمرہ تھا فرحان کمرے میں گیا تو ایک دم وہاں کا فرش پھٹا اور وہاں دھم سے نیچے گر پڑا نیچے ریت ہی ریت تھی اسی وجہ سے فرحان بچ گیا- فرحان کو ایسی آواز آئی جیسے مکھیوں کی ہوتی ہے فرحان نے اوپر دیکھا تو واقعی ایک بہت بڑی مکھی دیو جیسی اس پر حملہ آور ہے فرحان نے ایک کونہ دیکھا جو کہ اس کی حفاظت کے لئے کافی تھا فرحان بھاگ کر وہاں گیا اور پستول سے اس مکھی پر فائر کیے چند فائر بعد مکھی چیختی ہوئی دیوار سے ٹکرائی اور پوری دیوار ٹوٹ گئی فرحان بھاگ کر وہاں گیا تو وہ مکھی تڑپ کر ٹھنڈی ہوگئی فرحان نے سامنے دیکھا تو وہاں ہسپتال تھا یعنی وہ کمرہ ہسپتال کے سامنے ہی تھا- فرحان بھاگ کر ہسپتال گیا فرحان اسی کمرے میں گیا جہاں اسے لبنیٰ ملی تھی لبنیٰ اسی کمرے میں تھی لبنیٰ نے فرحان کو دیکھا تو ایک دم اس کی طرف بڑھی پھر کہا شکر ہے کہ تم آگئے میرا خوف سے برا حال ہے- میں تو اس کمرے سے باہر ہی نہیں نکل سکی فرحان نے کہا اچھا ہے تم یہیں رہو میرا خیال ہے کہ وہ بلائیں یہاں نہیں آئیں گی فرحان نے کہا کہ یہاں جو جھیل ہے تمہیں اسے پار کرنے کا رستہ معلوم ہے لبنیٰ نے کہا ہاں بس شمال کی سڑک پر سیدھے جاؤ وہ پل میں بدل جائے گی- فرحان نے کہا کہ وہ جگہ تو بلاک ہے لبنیٰ نے کہا کہ اس کے علاوہ تو کوئی راستہ نہیں ہے ایک منٹ مجھے یاد آیا کہ اسکول کے قریب ایک زمین دوز نالیاں ہیں جو کہ کافی بڑی ہیں اور ان کا دوسرا کونہ جھیل کے پار کھلتا ہے تم اس جگہ سے جھیل پار کرسکتے ہو فرحان نے کہا شکریہ میں اب چلتا ہوں لبنیٰ نے کہا خدا کے لئے مجھے اکیلا مت چھوڑو میں بہت کمزور دل کی ہوں مجھے تو ان بلاؤں کی شکلوں سے غش آنے لگتے ہیں فرحان نے کہا کہ یہاں ٹھہرنا تو میرے لئے ممکن نہیں البتہ تم میرے ساتھ آجاؤ لبنیٰ نے کہا نہیں مجھے لگتا ہے میں اسی کمرے میں زیادہ محفوظ ہوں ویسے بھی میری وجہ سے تمہیں شاید تکلیف ہو- فرحان واقعی ہی یہ بات سوچ رہا تھا اس لئے وہ کچھ نہ بولا- فرحان ہسپتال سے باہر آگیا اچانک وہی مکھی جو کہ سڑک پر پڑی تھی پھر اٹھی اور فرحان کو پکڑ کر اوپر مکان کی چھت پر پٹخ دیا فرحان کو کافی چوٹیں آئیں مگر مکھی نے اسے اتنی بلندی سے نہیں پھینکا تھا اس لئے کوئی چوٹ شدید نہیں تھی فرحان نے پستول سے مکھی پر فائر کیے- مکھی ایک دم دھوئیں میں بدل گئی اور ہر طرف دھواں ہو گیا فرحان کو کچھ نظر نہ آیا فرحان نے ہاتھوں سے دھوئیں کو ہٹایا دھواں تھوڑی دیر بعد غائب ہوگیا فرحان نے دیکھا تو سارا علاقہ پھر اپنی اصل حالت میں آگیا تھا- فرحان اس صورت حال کا عادی ہوگیا تھا اس لئے اس نے فوراً" اسکول کی طرف دوڑ لگادی وہ اسکول کے پاس پہنچ کر اسی زمین دوز نالیوں کو دیکھنے لگا وہ نالیاں فرحان کو معمولی سی کوشش کے بعد مل گئیں فرحان ان نالیوں میں اتر گیا وہ نالیاں کافی بڑی اور کشادہ تھیں بلکہ ان میں ہوا بھی آرہی تھی مگر اس کے باوجود وہ تھوڑی مدھم تھیں جو کہ فرحان کے لئے بہت تسلی کا باعث تھیں ورنہ تو باہر سردی سے اس کی ہڈیاں تک سن ہوگئی تھیں- فرحان سیدھا چل پڑا آخر کار دس پندرہ منٹ بعد اسے سیڑھیاں نظر آئیں اور وہ ان کی مدد سے باہر نکل گیا یہ علاقہ جھیل کی دوسری طرف کا تھا فرحان نے دیکھا کہ دور ایک آدمی گرا پڑا ہے اور اس پر کوئی بلا جھکی ہوئی ہے فرحان سیدھا وہاں گیا اور اسی بلا پر فائر کردیا بلا مر گئی فرحان نے اس آدمی کو دیکھا تو وہ کاشف تھا فرحان نے کہا کہ کاشف صاحب آپ کو کیا رستہ نہیں ملا کاشف نے کہا کہ ابھی تک تو نہیں ملا مگر کوشش جاری ہے دعا کیجئے کہ آپ کو اپنی بیٹی اور مجھے باہر کا رستہ مل جائے جو کہ آپ کے لئے بھی فائدہ مند ہے یہ کہہ کر کاشف ایک طرف چل پڑا- فرحان نے آگے پیچھے دیکھنا شروع کیا- فرحان کو جھیل میں ایک بڑی سی کشتی نظر آئی فرحان اس کشتی کی طرف چل پڑا فرحان کشتی میں داخل ہوا ایک دم وہاں ثانیہ بھی آگئی فرحان نے کہا کہ تم بھی یہاں پہنچ گئی ہو اچانک وہاں ایک تیسرا شخص داخل ہوا وہ ڈالیا تھی ڈالیا نے کہا کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے فرحان نے کہا کہ میں ہر اس جگہ کو تلاش کرچکا ہوں جہاں میری بیٹی کے نشان ملے ہیں ڈالیا نے کہا کہ ابھی دو جگہیں ہیں- ایک یہاں پر روشنی کا مینار ہے اور دوسرا بچوں کا پارک- فرحان نے کہا کہ میں مینار پے جاتا ہوں ثانیہ تم پارک کی طرف جاؤ ثانیہ نے سر ہلایا اور پارک کی طرف چل پڑی فرحان بھی باہر نکل آیا دور ہی اس کو وہ مینار نظر آگیا فرحان اس مینار میں داخل ہوا- فرحان نے دروازہ کھولا اور سیڑھیوں سے چڑھ کر وہاں کی چھت پر گیا وہاں چھت پر اسے وہی پر اسرار عورت ایلیسا نظر آئی فرحان نے کہا کون ہو تم اور کیا چاہتی ہوں ایلیسا نے کوئی جواب نہ دیا اور ایک دم غائب ہوگئی فرحان ہاتھ ملتا رہ گیا فرحان نے کہا کہ یہاں تو کچھ نہیں ہے ضرور پارک میں کچھ نہ کچھ ہوگا- ادھر ثانیہ پارک میں داخل ہوئی ثانیہ ایک جھولے کی طرف دیکھنے لگی تو نے زوردار ضرب ثانیہ کے سر پر ماری اور ثانیہ بے ہوش ہو کر گر پڑی فرحان پارک میں پہنچ گیا اور ادھر ادھر جھولوں میں ڈھونڈنے لگا- فرحان جب گھوڑوں والے جھولے پر گیا تو ثانیہ بے ہوش پڑی تھی فرحان ایک دم بھاگ کر ثانیہ کے پاس گیا ثانیہ ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی فرحان نے دیکھا تو اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھ رہی تھی فرحان کو کچھ سمجھ نہ آیا اچانک ثانیہ نے فرحان کی گردن پکڑ کر دبانا شروع کردی فرحان کی آنکھیں ابل آئیں فرحان نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو چھڑایا اور دھکا دے کر ثانیہ کو دور

ے کیاوہ سمجھ چکا تھا کہ ثانیہ ہوش میں نہیں ہے فرحان کو اور کچھ نہ ہو جاتو اس نے وہ بوتل جو اس کو ہسپتال میں ملی تھی۔ کھول کر اس میں جو چیز تھی وہ ثانیہ پر پھینک دی۔ ثانیہ ایک دم تڑپی اور پھر بے ہوش ہو گئی فرحان نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور قریب بینچ پر بٹھا دیا اچانک ثانیہ کو ہوش آگیا اس نے فرحان کو دیکھ کر کہا فرحان مجھے کیا ہو گیا تھا اف میرا سر ثانیہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی فرحان نے کہا لگتا ہے کہ کسی نے تمہارے سر پر کچھ مارا ہے۔ فرحان نے کہا میں اور تم اب یہاں ایک ساتھی کی طرح ہیں اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ثمینہ میری سگی بیٹی نہیں ہے ثانیہ نے حیرت سے کہا کیا وہ تمہاری سگی بیٹی نہیں ہے لیکن تم تو اس کے لئے واقعی سگے باپ کی طرح پریشان ہو فرحان نے کہا کہ ثمینہ دراصل مجھے ایک جگہ ویرانے میں پڑی ہوئی ملی تھی میری بیوی بیمار تھی اور ہماری اپنی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ہم نے ثمینہ کو ہی اپنے ساتھ لے لیا ثانیہ نے کہا اب تم کیا کرو گے فرحان نے کہا ثمینہ میری بیٹی ہے چاہے سگی ہو یا نہ ہو وہ ہر حال میں میری اولاد ہے اور میں ضرور اسے ان شیطانوں سے نکال کر لے جاؤں گا ثانیہ نے کہا فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں تمہاری مدد کر کے مجھے خوشی ہوگی۔ فرحان پارک سے باہر چل پڑا۔ باہر اسے پھر ایلیسا نظر آگئی فرحان نے کہا کہ مجھے پتا تھا کہ تم ضرور آؤ گی آخر ضرور تمہارا مجھ سے کوئی کام ہے۔ ایلیسا نے پہلی بار بولا کہ تمہاری بیٹی اصل میں میری بیٹی ہے اور وہ میرے پاس ہے فرحان نے غصے سے کہا اسے میرے حوالے کر دو ورنہ ورنہ کیا ایلیسا نے قہقہہ لگا کر کہا فرحان غصے سے اس کی طرف لپکا مگر ایک دم دور جا گرا فرحان اور ایلیسا کے درمیان ایک دیوار حائل تھی اچانک وہاں ڈالیا آگئی ڈالیا نے کہا کہ تمہارا کام ہو گیا ہے ایلیسا نے ڈالیا کی طرف دیکھ کر کہا ماں آپ ایلیسا ڈالیا کی بیٹی تھی اور ثمینہ ایلیسا کی فرحان کو اب صورت حال سمجھ آگئی لیکن پھر فرحان کو چکر آگیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ فرحان کو ہوش آیا تو وہ پھر اسی لوہے کے ہسپتال میں تھا اور سامنے لبنیٰ تھی لبنیٰ نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا فرحان کچھ نہ بولا اسے ساری صورت حال سمجھ آچکی تھی۔ دراصل ڈالیا اس شیطانی چکر کا حصہ تھی اور اس نے ثمینہ کو اغوا کیا تھا اور وہ جان بوجھ کر اسے ایسی جگہ بھیج دیتی تھی جہاں ثمینہ نہ ہو بلکہ اس کی موت کا سامان ہو آخر وہ ثمینہ سے کیا چاہتی تھی اس کا ابھی پتا لگانا تھا لبنیٰ نے کہا کہ اب وہ تنگ پڑ چکی ہے یہاں بیٹھے بیٹھے لبنیٰ نے کہا کہ مجھے اب باہر نکالنا ہی چاہیے چاہے میں ان بلاؤں کے ہاتھ

چڑھ جاؤں آخر میں اس کمرے میں بھی بیٹھی ہوئی بھوک اور پیاس سے مر جاؤں گی لہٰذا مجھے بھی ہمت کرنی ہوگی فرحان نے کہا یہ تو ٹھیک ہے کہ یہاں بیٹھنے سے تو کچھ نہیں ہوگا مگر تمہارے پاس اگر ہتھیار ہو تو تم آرام سے ان چیزوں کا مقابلہ کر سکتے ہو لبنیٰ نے کہا اس کمرے میں خنجر ہے میں اسے رکھ لیتی ہوں اور نیچے سٹور میں کچھ اسلحہ ہے میں وہ لینے جا رہی ہوں یہ کہہ کر لبنیٰ کمرے سے باہر چلی گئی۔ فرحان بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔ فرحان نے حیرت سے دیکھا تو کمرے میں کچھ بھی نہ تھا بلکہ گہری کھائی تھی اور صرف ایک پل سا تھا جس کے سامنے لفٹ کا دروازہ تھا فرحان لفٹ کے دروازے پر گیا اور لفٹ میں داخل ہو گیا فرحان نے منزل کا بٹن دبایا اور لفٹ چل پڑی فرحان نے لفٹ کھولی تو وہاں وہی کمرے تھے جو کہ لوہے کے ہسپتال میں تھے فرحان نے ایک دروازہ کھولا تو وہ حیران رہ گیا یہ تو وہ دوکان تھی جس میں اس بت کا سامنا ہوا تھا۔ فرحان کمرے سے باہر آگیا وہاں پر پھر اسی طرح ہسپتال کے کمرے تھے وہ دوسرے کمرے میں گیا تو وہ کلاس روم تھا ایک کمرے میں گیا تو وہ کیفے تھا فرحان نے کہا کہ اب وہ مکمل طور پر اس شیطانی چکر میں گھر چکا ہے اچانک فرحان کو ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جو کہ ایک کارڈ تھا فرحان نے وہ کارڈ جیب میں رکھ لیا۔ فرحان نے دیکھا کہ نیچے ایک راستہ جا رہا ہے فرحان اس راستے پر چل پڑا نیچے ایک دروازہ تھا جو کہ لاک تھا فرحان پھر اوپر آگیا یہ کون سی جگہ تھی فرحان کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ پورا شہر ایک جگہ آگیا ہو فرحان ایک کمرے کی طرف بڑھا فرحان جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ نیا تھا اچانک وہاں اسے لبنیٰ نظر آئی۔ لبنیٰ نے فرحان کو دیکھ کر کہا مجھے سب کچھ پتا لگ گیا ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ڈالیا ایک شیطانی عورت ہے یہ سب کچھ اس کا کیا ہوا ہے اور وہ کمینہ ڈاکٹر کاشف برابر کا حصے دار ہے مجھے پہلے ہی اس پر شک تھا یہ سب حیوان اور انسان جو کہ اس حالت کو پہنچے ہیں اسی ڈاکٹر کی وجہ سے میں ڈالیا ایک ایسا عمل کر رہی ہے جس کے تحت وہ ایک بہت بڑے شیطانی عفریت سامیول کو اپنے قبضے میں کرے گی اور پوری دنیا پر حکومت کرے گی اس کے لئے اسے اپنی بیٹی اور نواسی کی ضرورت تھی جو کہ اب اسے مل چکی تھی اس نے یہاں کے جانوروں اور انسانوں کو ان مخلوقوں میں تبدیل کر دیا ہے اور ان کی فوج بنا دی ہے اگر اس کا عمل کامیاب ہو گیا تو یہ بلائیں جو کہ عام کارتوس سے مر جاتی ہیں پھر بڑے سے بڑے اسلحے سے بھی نہ مریں گی اچانک لبنیٰ ۔

زمین پر گر کر تڑپنا شروع کر دیا فرحان نے کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے لبنیٰ نے کہا وہ شیطان عورت مجھے ان بلاؤں میں نہ شامل کر سکی لیکن اس کے عمل سے اب میں زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکوں گی اس لئے یہ چابی لو اور اسی دروازے کو کھولو جو کہ تمہیں نیچے ملا تھا۔ فرحان نے چابی لی اور جب نیچے گیا اور وہ دروازہ کھولا دروازہ کھولتے ہی سے وہاں ایک عجیب منظر نظر آیا ڈالیا نے ثمینہ کو پکڑا ہوا تھا وہ دونوں عجیب طرح نظر آ رہی تھیں یعنی ان کے جسموں کے پار بھی دیکھا جا سکتا تھا ثمینہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ مجھے چھوڑ دو میں نے ابو کے پاس جانا ہے۔ ثمینہ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی ڈالیا نے کہا وہ تیرا باپ نہیں ہے ہم تیرے اپنے ہیں وہ غیر ہے چل میرے ساتھ فرحان آگے بڑھا تو وہ دونوں غائب ہو گئیں فرحان نے دیکھا تو وہاں نیچے کی طرف سیڑھیاں تھیں فرحان سیڑھیوں سے نیچے اترا تو وہ کمرا تھا جہاں اس کا اس چھپکلی سے مقابلہ ہوا تھا کمرے کے ایک طرف ڈالیا کھڑی ہوئی تھی اور ساتھ ایلیسا بھی تھی جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے جسم سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں سامنے ثانیہ تھی جس نے پستول ڈالیا کی طرف کیا ہوا تھا ڈالیا نے ثانیہ سے کہا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا تمہاری یہ پستول میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اچانک ایلیسا نے اپنے ہاتھوں سے ایک کرنٹ کی طرح کی شعاع ثانیہ کو ماری تو ثانیہ دور جا گری اور ساکت ہو گئی فرحان نے جب اسے دیکھا تو اس کی طرف لپکا ثانیہ زندہ تھی بس بے ہوش تھی فرحان غصے سے ڈالیا کی طرف گیا اور کہا میری بچی میرے حوالے کرو ڈالیا نے ہنس کر کہا تم اب بھی اسے اپنی بچی کہہ رہے ہو وہ ہماری بچی ہے اور آج وہ رات آگئی ہے وہ رات جس کا مجھے برسوں سے انتظار تھا۔ اس رات جب میری بیٹی اور میری نواسی کے عمروں میں سات کا ہندسہ آتا تھا۔ ایلیسا کو تم سمجھ رہے تھے کہ وہ مر چکی ہے۔ وہ زندہ ہے میں نے صرف دنیا والوں کی نظروں میں اسے مارا ہے وہ تمہاری اور میری طرح زندہ ہے تمہاری بیٹی جو کہ ہماری ہے اس وقت ایلیسا اور ثمینہ ایک ہو چکی ہیں اور وہ کچھ دیر بعد سامیول کو اپنے قبضے میں کر لیں گی اور میں امیر ہو جاؤں گی۔ اچانک ایک گولی چلی جو کہ ڈالیا کے بازو میں چھید کرتی ہوئی نکل گئی ڈالیا اپنا بازو پکڑ کر بیٹھ گئی گولی چلانے والا ڈاکٹر کاشف تھا ڈاکٹر کاشف نے کہا بڑھیا تو سب کچھ اکیلے ہی ہڑپنا چاہتی تھی میں تجھے ایسے تو نہ جانے دوں گا ڈالیا نے کہا کہ اب تم ہار چکے ہو ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر کاشف

نے کہا نہیں ہے تو یہ دیکھو کاشف نے ایک بوتل میں ایک محلول سا ڈالیا کی طرف کیا ڈالیا اسے دیکھ کر چیخ پڑی نہیں یہ نہیں ہو سکتا فرحان اسے چھینو اور توڑ دو۔ کاشف نے کہا فرحان کی کیا ضرورت ہے میں ہی اسے توڑ دیتا ہوں یہ کہہ کر کاشف نے وہ بوتل ایلیسا کو ماری دی وہ بوتل ایلیسا کو ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور سارا محلول ایلیسا پر پھیل گئی ایلیسا نیچے گر کر تڑپنے لگی ڈالیا نے روتے ہوئے کہا کمینے تو نے سب کچھ برباد کر دیا اب سامیول ایلیسا اور ثمینہ کے جسموں پر قبضہ کر لے گا۔ اچانک ایلیسا کا جسم بدلنا شروع ہو گیا اور وہ ایک عفریت میں بدلنا شروع ہو گئی یہ وہی عفریت تھا جس کا بت فرحان نے دوکان میں دیکھا تھا اس عفریت جس کا نام سامیول تھا اپنے پروں سے اڑنے لگا اور اس کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے اس نے سب سے پہلا شعلہ ڈالیا پر مارا۔ ڈالیا کا جسم لکڑی کی طرح جلنا شروع ہو گیا ڈالیا جو کہ پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتی تھی ایک بے بس موت ماری گئی۔ سامیول نے ادھر ادھر آگ برسانا شروع کر دی فرحان نے جلدی سے شازیہ کو اٹھایا اور ایک محفوظ جگہ پر لٹا دیا فرحان نے وہاں سے سامیول کو گولیاں مارنی شروع کر دیں سامیول پر کوئی اثر نہ ہوا فرحان نے سوچا کیوں نہ گولیوں پر ایت الکرسی پڑھ کر وار کیا جائے فرحان نے گولیاں پر ایت الکرسی پڑھی اور فائر کر دیئے فائر ابھی صرف دو ہی ہوئے تھے کہ سامیول چیختا ہوا زمین پر آ گرا اور تڑپنے لگا اچانک سامیول پھر ایلیسا میں تبدیل ہو گیا۔ سامیول شکست کھا گیا تھا۔ اچانک ایلیسا کا جسم روشن ہوا ایلیسا نے فرحان سے کہا کہ میرے پاس آؤ فرحان پاس آگیا۔ ایلیسا نے اپنے بازوؤں میں سوئی ہوئی ثمینہ کو فرحان کے بازوؤں میں دے دیا اور کہا میں اپنی بچی تمہارے سپرد کر رہی ہوں اس کو کبھی نہ بتانا کہ یہ تمہاری بیٹی نہیں ہے اسے بھی بتانا کہ تم اس کے سگے باپ ہو ہم اس کے سگے ہونے کے باوجود اسے اس جہنم میں لے آئے اور تم نے باوجود یہ تمہارا خون نہیں تھی پھر بھی واقعی اس لئے پریشان ہوئے ہو اس پر تمہارا زیادہ حق ہے یہ کہہ کر ایلیسا نے دم توڑ دیا اچانک زمین لرزنے لگی فرحان نے سامنے دیکھا تو روشنی کا ایک حالہ بن گیا تھا اچانک کسی نے فرحان کے کندھے پر ہاتھ رکھا فرحان نے مڑ کر دیکھا تو وہ ثانیہ تھی۔ فرحان نے ثانیہ سے کہا کہ اس روشنی کی طرف دوڑو فرحان نے ثمینہ کو گود میں اٹھایا وہ بے خبر سو رہی تھی اور ثانیہ کے ساتھ اس روشنی کی طرف دوڑنے لگا اچانک ایک کونے سے ڈاکٹر کاشف نکلا اور وہ بھی اس روشنی کی طرف بھاگنے لگا لیکن کہاں سے

اس کے پیچھے کسی طرح سے چلتی ہوئی لبنیٰ آئی اور اس نے خنجر کاشف کی پیٹھ میں گھونپ دیا کاشف کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اچانک لبنیٰ بھی زمین پر گری اور ہلکا سا فرحان کو خدا حافظ کہا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی فرحان نے اداسی سے لبنی کی طرف دیکھا اور ثانیہ کے ساتھ ایک دم اس روشنی میں چھلانگ لگا دی اچانک ایک چھپکا ہو اور فرحان کو کچھ ہوش نہ رہا۔ فرحان کو ہوش آیا تو وہ کسی شاندار جگہ میں کھڑا تھا وہ کوئی بازار لگ رہا تھا فرحان نے سوچا کہ وہ کوئی نئی مصیبت میں تو نہیں پھنس گیا فرحان نے پیچھے دیکھا تو اس کی گاڑی صحیح سلامت تھی فرحان نے اندر دیکھا تو ثمینہ آرام سے سو رہی تھی فرحان نے یہ تو اطمینان کیا کہ ثمینہ اس کے ساتھ ہے فرحان کو دور ایک آدمی نظر آیا فرحان اس آدمی کی طرف گیا وہ آدمی بالکل ٹھیک ٹھاک تھا فرحان نے پوچھا بھائی یہ کونسی جگہ اور شہر ہے اس شخص نے فرحان کو اوپر سے نیچے دیکھا اور کہا صاحب پی تو نہیں لی۔ شہر کے سب سے اہم علاقے میں پوچھتے ہیں کہ کون سا شہر ہے بھائی یہ صدر بازار ہے اور یہ شہر راولپنڈی ہے یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا فرحان کچھ دیر کھڑا رہا وہ حیران نہیں تھا ایلیا نے اسے اس کی منزل تک پہنچا دیا تھا فرحان نے خدا کا شکر ادا کیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا اچانک فرحان کا شیشہ کسی نے کھٹکھٹایا فرحان نے دیکھا تو وہ ثانیہ تھی فرحان باہر نکل آیا ثانیہ نے کہا ہم ایک دم راولپنڈی کیسے آگئے فرحان نے کہا جیسے مرضی مگر شکر ہے کہ ہم ٹھیک جگہ پہنچے ہیں فرحان نے کہا کہ آیئے میں آپ کو چھوڑ آؤں ثانیہ نے کہا شکر ہے اتفاق سے میرے ساتھ میری گاڑی بھی یہاں پہنچ گئی ہے یہ میرا ایڈریس ہے لے لیجئے اور مجھے اپنا ایڈریس دے دیجئے فرحان نے اپنا ایڈریس ثانیہ کو دیا ثانیہ اپنی گاڑی میں گئی اور سٹارٹ کر کے چل دی فرحان ایک دم گاڑی میں بیٹھا کیونکہ سردی سے اس کا برا حشر ہو گیا تھا فرحان نے گاڑی چلائی اور ویسٹرج کی طرف چل دیا۔ راولپنڈی میں سب کچھ ٹھیک تھا اکا دکا لوگ نظر آرہے تھے ویسے بھی راولپنڈی پاکستان کے بہترین شہروں میں سے ہے اس لئے یہاں ویرانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا فرحان اپنے گھر پہنچ گیا فرحان نے ثمینہ کو لٹایا اور خود بھی لیٹ گیا تھکن کی وجہ سے وہ بھی جلد سو گیا۔ اگلے دن رشتے داروں اور دوستوں سے ملنے کے بعد فرحان پھر اسی جگہ گیا فرحان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا وہاں تو کوئی شہر یا قصبہ نہیں تھا چند پتھریلی چٹانیں اور میدان تھے البتہ دور ایک جھیل نظر آرہی تھی ہو نہ ہو یہ وہی جگہ تھی مگر وہ شہر کہاں گیا فرحان کو ایک آدمی نظر آیا فرحان نے پوچھا بھائی یہاں شہر یا قصبہ آباد تھا بندے نے حیرت سے کہا کہ ہم یہاں برسوں سے آباد ہیں یہاں تو یہی ویرانے ہیں۔ فرحان نے مزید پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور چل دیا۔ فرحان نے ثانیہ سے ملاقات کی تو اس نے واقعے کی تصدیق کی جس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ واقعہ جھوٹ نہیں ہے اس شہر کا اصل میں کوئی وجود نہیں تھا یہ ڈالیا کا جلایا ہوا شیطانی چکر تھا جس میں کاشف جیسے لالچی انسان شامل ہوا تھا اور لبنیٰ جیسے معصوم لوگ بھینٹ چڑھ گئے تھے۔ فرحان اب مستقل راولپنڈی میں رہ رہا تھا ثمینہ عام نارمل بچوں جیسی تھی فرحان کبھی اس رات کو نہ بھول سکا وہ رات جس کا آغاز برا تھا۔ مگر انجام اچھا تھا۔ (عامر ندیم 102-A سٹیلائٹ ٹاؤن مری روڈ راولپنڈی)

قول حضرت عثمانؓ

- حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے۔
- تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا اور پھر ہنستا ہے
- زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے
- دنیا جس کے لئے قید ہے، قبر اس کے لئے آرام گاہ ہے
- بعض اوقات جرم معاف کرنا مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے
- خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے

(محبوب شاہد انصاری، بھکر)

ٹاپ ٹین

موچی= پیسے دے دو، جوتے لے لو
بھکاری= آج پرانی راہوں سے کوئی مجھے آواز نہ دے۔
بکرا= ساڈے دل تے چھریاں چلائیاں
بیل= قربانی قربانی قربانی
شرابی= او ساتھی رے، تیرے بنا بھی کیا جینا
ٹائلٹ= تھوڑا انتظار کا مزہ لیجئے۔
نشہ= یارو یہی دوستی ہے
مہ خانہ= اس میلے میں لوگ آتے ہیں کھو جاتے ہیں
مراثی= ذرا ڈھولکی بجاؤ گوریو
نوکر= دیکھ لو آواز دے کر۔

حصہ دوم

یاقوتی مالا

تحریر: شعیب شیرازی- جوہر آباد

ورداس جالوس اٹھو اور ختم کر ڈالو اس انبالہ کی بچی کو۔ کالے دیوتا گرجا اور اس سے پہلے کہ وہ انبالہ پر کوئی وار کرتے انبالہ نے محسوس کیا کہ وہ اوپر کو اٹھ رہی ہے اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ زمین کی سطح پر موجود تھی۔ اسے ایسا لگا کہ کسی نے اسے اوپر اٹھا لیا ہو۔ شیتل نے جب انبالہ کو اپنے سامنے پایا تو غصے میں آکر آگ کا گولہ اس کی طرف پھینک دیا۔ انبالہ نے وہ گولہ ہوا ہی میں معلق کر دیا اور فوراً بول پڑی شیتل میری بات سنو میں اب وہ پہلے والی انبالہ نہیں ہوں بلکہ میں اب تمہارے ساتھ ہوں۔ دیکھ زمین کے نیچے کالے دیوتا ورداس اور جالوس ہمیں ختم کرنے کے پروگرام بنا رہے ہیں ہمیں مل کر ان سے لڑنا ہے میری بات کا یقین کرو۔ انہیں جیسے انبالہ کی باتوں کا یقین ہونے لگا تھا

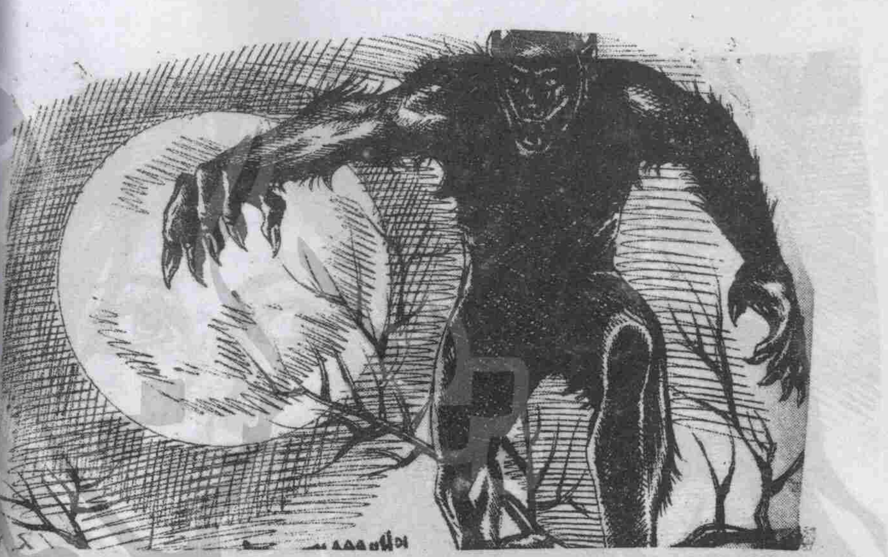

آکاش کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ آکاش نے ایک نظر سب کو دیکھا شیتل ابھی تک بے ہوش پڑی تھی جبکہ البیلا آکاش کی بے بسی پر مسکرا رہی تھی اور پھر آکاش چلتا ہوا البیلا کے پاس آ کھڑا ہوا اور آتے ہی اسے کہنی ماری یہ کیا مذاق ہے جو ابھی تک ہنس رہی تھی اور پھر البیلا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا جیسے وہ اپنی ہنسی ظاہر نہ کرنا چاہ رہی ہو۔ بابا فرید نے کچھ پڑھ کر شیتل پر پھونک ماری تو شیتل انگڑائی لیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہاں پر موجود سب کو گھور گھور کر دیکھنے لگی جیسے سب کو کھا جائے گی۔ بابا فرید نے شیتل کو جھنجھوڑا شیتل ہوش میں آؤ تم جنگل میں میرے سامنے کھڑی ہو اور پھر شیتل نے اپنے آپ کو جھٹکا اور شرمندہ سی ہونے لگی جیسے اسے سب کچھ یاد آ گیا ہو۔ ہاں تو شیتل! اب بہت ساری طاقتیں تمہارے اندر سما گئی ہیں مگر ان طاقتوں کا استعمال تم نے بھلائی کے لئے کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تم یہ مت سمجھنا کہ اب تم آزاد ہو بلکہ بہت سارے جادوگر تمہاری تاک میں اب بھی ہیں کیونکہ یاقوتی مالا ابھی بھی موجود ہے اور وہ تمہارے بغیر بیکار ہے۔ ویسے بھی اب تمہارا سامنا جنات سے ہونا ہے وہاں تم نے کس طرح کرنا ہے یہ تمہیں آکاش بتا دے گا۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک زبردست طوفان نے جنگل کو گھیر لیا۔ اتنا سخت طوفان تھا کہ درختوں کی شاخیں ایک دوسری سے الجھنے لگی اور ٹہنیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگی۔ وہ سب حیرت کا مجسمہ بنے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اچانک طوفان کا آ جانا ضرور کوئی مصیبت آن ٹپکی ہے اور ان دیکھے وجود کو تلاش کرنے لگے لیکن ابھی تک انہیں کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا اور پھر اچانک طوفان تھما تو اُن کے سامنے ایک قد آور دیو ہیکل بلا کھڑی تھی۔ خوفناکی میں اپنی مثال آپ پورے جسم پر گھنے اور لمبے لمبے بال تھے جس کی زبان نیچے تک لٹک رہی تھی۔ اس نے آتے ہی قہقہہ لگایا جس سے درختوں پر بیٹھے پرندے بھی منتشر ہونے لگے۔ اس نے ایک نظر سب پر ڈالی اور پھر بابا فرید کی طرف متوجہ ہوا۔ کیوں بڈھے تیرا حصار مجھے نہ روک سکا دیکھ میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس کی آواز دل دہلانے والی تھی اور پورے جنگل میں گونج رہی تھی۔ بابا فرید نے ایک نظر آکاش اور شیتل کو دیکھا جسے پوچھ رہے ہوں اب اس کا کیا کریں۔ شیتل پہلے تو خوفزدہ ہوئی مگر پھر اس نے اپنے خوف کو جھٹک دیا کیونکہ وہ بھی تو پراسرار طاقتوں کی مالک بن چکی تھی۔ آکاش بابا فرید

کے اشارے کو سمجھ چکے تھے اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگے مگر شیتل نے انہیں روک دیا اور دو قدم آگے بڑھ گئی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی شکتیاں کس حد تک کام کرتی ہیں۔ شیتل نے اپنی انگلی کا اشارہ اس بلا کی طرف کر دیا اور آہستہ آہستہ انگلی کو اوپر کی طرف اٹھانے لگی۔ جو تصور وہ ذہن میں باندھ چڈکی تھی بالکل اس کے مطابق چل رہا تھا۔ وہ بلا انگلی کے ساتھ اوپر کو اٹھنے لگی۔ کب وہ کافی اوپر چلا گیا تو شیتل نے اپنی انگلی مٹھیوں میں بھینچ لی اور وہ بلا لڑکھڑاتی ہوئی نیچے آ گری۔ جیسے انگلی کے ساتھ وہ بچ تھی۔ کیوں بھوت مزہ آیا۔ شیتل نے طنزاً کہا۔ یہ سن کر وہ بلا غضب ناک ہو گئی اور اٹھتے ہی آگ کے دو تین گولے ان کی طرف برسا دیئے جنہیں شیتل نے آنکھوں کے زور سے ہوا ہی میں معلق کر دیا۔ بلا اپنے پھینکے ہوئے گولوں کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جو ابھی تک ہوا میں لٹک رہے تھے۔ کیوں بھوت دیکھی ہماری شکتیاں، اگر کہو تو یہ گولے تمہارف طرف واپس لوٹا دوں۔ شیتل نے ایک بار پھر اس بلا کا منہ چ:ڑایا۔ اس سے پہلے کہ شیتل کچھ کرتی بلا نے ہاتھ جوڑ دیئے مجھے معاف کر دیا۔ میں خود نہیں آیا بلکہ بھیجا گیا ہوں۔ مجھے جبرال جادوگر نے تمہیں ختم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم واقعی طاقتور ہو تو میں کبھی بھی نہ آتا۔ بلا نے ساری روداد سنا ڈالی۔ شیتل ان لوگوں کو چھوڑ کر بابا فرید اور آکاش کے درمیان آ کھڑی ہوئی۔ انہوں نے شیتل کی کامیابی پر اسے مبارکباد دی۔ ہاں تو بابا اس کا کیا کریں آکاش نے بابا فرد کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ آکاش چھوڑ دیتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ یہ دوبارہ ہم پر حملہ کرے بلکہ اس لئے کہ تا کہ یہ جبرال جادوگر کو جا کر بتائے کہ میرے ساتھ انہوں نے کیا کیا ہے۔ جاؤ بھوت اور جا کر جبرال سے کہہ دو اگر مقابلہ کرنا ہے تو خود میدان میں آئے۔ یہ چھوٹے موٹے بھوت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے ساتھ ہی اس بھوت نے غائب ہونا چاہا مگر آکاش نے روک دیا۔ ٹھہرو اپنے یہ گولے تو لیتے جاؤ۔ خواہ مخواہ ہوا میں اٹکے رہیں گے۔ یہ گولے تمہیں تمہاری نگری تک پہنچا دیں گے۔ اتنا کہہ کر آکاش نے انگلی کے اشارے سے ان گولوں کو بھوت کے پیچھے لگا دیا۔ بھوت نے تیزی سے ہوا میں اڑنا شروع کیا جبکہ گولے بھی بدستور اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ان سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ابھی وہ اسی منظر میں کھوئے ہوئے تھے کہ انہیں تین سائے اترے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ تینوں بھی انہی کی طرح انسان تھے۔ ان کو دیکھ کر وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جیسے کہہ رہے ہوں پھر کیا مصیبت نازل ہو گئی اور پھر وہ تین وجود ان کی طرف بڑھنے لگے۔

■

جبرال جادوگر جالوس کو لے کر باغ میں آ گیا۔ وہ دونوں باغ میں ٹہلنے لگے اور دونوں ہی گہری سوچوں میں مستغرق تھے۔ جالوس تم نے مورتی بنا کر اچھا نہیں کیا اور یہ بھی کہ ہمیں بتایا تک نہیں یہ اس سے بھی بڑی غلطی کی ہے۔ پھر اسے خود ہی گنوا دیا اور ہم سے پوچھا تک نہیں۔ اب حالات تمہارے سامنے ہیں وہ مورتی جن ہاتھوں میں گئی ہے لگتا ہے وہ مضبوط ہاتھ ہیں۔ اتنی آسانی سے مورتی دینے والے نہیں ہیں۔ چھنگا دیو آنے ہی والا ہو گا۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ مورتی کس حال میں ہے۔ اگر وہ انہیں ہلاک کر آیا تو بہت اچھی بات ہے ورنہ تو وہ مورتی پر عمل کر کے اس کی ساری طاقتیں اپنے قبضے میں کر لیں گے اور پھر اگر انہوں نے ہم پر چڑھائی کی تو ہمارا بہت نقصان ہو گا۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہو گا۔ دوسری طرف شمشاد ہماری تاک میں بیٹھا ہے کب اسے موقع ملے اور ہم پر حملہ کر گزرے۔ ویسے تو وہ ہماری طاقتوں کے سامنے کچھ نہیں مگر جونہی اس نے کوئی پراسرار طاقت حاصل کر لی تو وہ ضرور حملہ کرے گا۔ ہم نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہے جن میں شمشاد جادوگر کا پہلا نمبر ہے۔ کیونکہ اس نے ہمیں دھوکا دیا تھا اور اپنی ایک بستی آباد کر لی۔ رہی

بات عام انسانوں کی تو ان سے ہم بعد میں نمٹ لیں گے۔ ابھی وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ چھنگا دیو انہیں تیزی سے ہوا میں اڑتا ہوا نظر آیا۔ بجائے اس کے وہ ان کے قریب اترتا باغ کے چکر لگانے لگا۔ کیونکہ چند آتشی گولے اس کا پیچھا کر رہے تھے اور وہ ان سے بچنے کے لئے باغ کے چکر کاٹ رہا تھا۔ جبرال جادوگر سمجھ گیا یہ اس کے اپنے ہی تیر تھے۔ کیونکہ وہ ایسے ہی گولے پھینکتا ہے مگر یہ وار اس کو مہنگا پڑ گیا تھا۔ جبرال جادوگر نے ہاتھ کے اشارے سے ان لوگوں کو ہوا ہی میں معلق کر دیا۔ تب جا کے کہیں چھنگا دیو ان کے قریب اتر گیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور اپنا سانس درست کرنے لگا۔ جبرال اور جالوس اسے حیران کن نظروں سے دیکھنے لگا۔ ہاں چھنگا دیو بولو کیا بنا ان تینوں کا۔ آقا وہ بہت طاقتور لوگ ہیں۔ قسم سے انہوں نے مجھے انگلیوں پر نچایا تھا۔ دیکھ نہیں رہے یہ گولے میں نے ان پر پھینک تھے اور میرے ہی لوگوں کو میرے پیچھے لگا دیا۔ میں نے لاکھ منتر پڑھے مگر ان لوگوں سے میری جان نہ چھوٹی۔ آقا وہ بہت طاقتور ہیں۔ پراسرار قوتوں کے مالک ہیں۔ چھنگا دیو جس کا سانس ابھی تک پھولا ہوا تھا۔ ایک ہی سانس میں ساری باتیں کہہ گیا۔ مگر چھنگا دیو اس مورتی کا کیا بنا۔ ہاں آقا وہ مورتی اب مورتی نہیں رہی بلکہ شیتل دیوی بن چکی ہے۔ مورتی بے جان ان کے قدموں میں پڑی تھی۔ اب مورتی کو حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس کی ساری طاقتیں اس لڑکی میں سما گئی ہیں۔ اچھا چھنگا دیو اب تم جاؤ مگر آقا ان پر وار کیا تھا مگر ناکام رہا۔ چھنگا دیو پریشان کیوں ہوتے ہو ہم یہ طاقت تمہیں واپس لوٹا دیتے ہیں۔ اتنا کہہ کر جبرال جادوگر نے کچھ پڑھ کر گولوں پر پھونک ماری تو ان سے روشنی پھوٹ پڑی اور چھنگا دیو کے جسم میں سما گئی۔ گولے بے جان ہو کر نیچے گر پڑے۔ ہاں چھنگا دیو اب تم ایسا کرو کہ شمشاد کی نگری میں جاؤ اور ان کی جاسوسی کرو کہ وہ کیا پلین بنا رہے ہیں ہماری بربادی کا بس خاموشی سے ان کی نگرانی کرنی ہے وہ بھی چھپ کر ان کے ساتھ کسی قسم کی مڈبھیڑ نہیں کرنی اور ہاں یہ موتی لے لو۔ جب تم ان کی نگری کے قریب پہنچو تو اسے اپنے منہ میں لے لینا، تم ان کی نظروں سے غائب ہو جاؤ گے۔ چھنگا دیو نے موتی پکڑا اور گھومتا ہوا غائب ہو گیا۔ دیکھا جالوس وہ کتنے طاقتور ہیں۔ چھنگا دیو جیسا طاقتور دیو بھی عاجز آ گیا۔ جالوس ہم نے ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ مگر اس سے پہلے ہمیں کچھ شکتیوں کا پرچار کرنا پڑے گا۔ جالوس تم ایسا کرو وِردان جادوگر کے پاس چلے جاؤ۔ وہ جنات کی بستیوں سے دور دنیا کے اس کونے میں ایک ریگستان میں بیٹھا ہے اور اپنے چلے میں مصروف ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ ضرور تمہیں کسی نہ کسی طاقت سے نوازیں گے۔ جس کے ذریعے کم از کم اپنے دشمنوں سے حفاظت میں رہ سکو گے اور اگر تم نے اس کی سیوا کی تو ہو سکتا ہے وہ تمہیں شکتی دان بنا دے۔ تمہیں آج بھی سفر شروع کرنا چاہئے کیونکہ سفر کافی لمبا ہے۔ اس کے علاقے میں داخل ہوتے ہی تمہیں پیدل سفر کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی نگری میں کسی بھی جادوگر کے منتر نہیں چلتے جبرال جادوگر نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونک ماری تو وہاں پر ایک قالین موجود تھا۔ جالوس اس پر بیٹھ جاؤ یہ تمہیں وردان جادوگر کی نگری کے قریب اتار دے گا۔ جالوس جادوگر قالین پر بیٹھ گیا قالین نے آہستہ آہستہ اوپر اڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

■

انبالہ وہ انگوٹھی کہاں ہے جو میں نے تمہیں دی تھی شمریز نے خوشی میں آ کر پوچھا وہ تو میرے پاس ہے مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ انبالہ وہ انگوٹھی مجھے دو جلدی کرو۔ انبالہ نے انگوٹھی شمریز کو پکڑا دی۔ شمریز انگوٹھی کو دیوار سے رگڑنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد ایک بونا شمریز کے شانے پر موجود تھا۔ کیا حکم ہے میرے آقا شمریز کو آواز سنائی دی جبکہ کوئی بھی وجود انہیں نظر نہیں آیا۔ تم کہاں ہو شمریز نے اردگرد دیکھتے ہوئے کہا۔ آقا میں

آپ کے کاندھے پر موجود ہوں۔ شمریز نے نظریں گھما کر کاندھے کی طرف دیکھا تو اسے پھر بھی کچھ نظر نہ آیا۔ اندھیرا بہت زیادہ تھا۔ اچھا تم اس طرح کرو ہمیں اس اندھے کنوئیں سے باہر نکال دو۔ مگر آقا ایک شرط پر میں آپ کو باہر نکال سکتا ہوں۔ بونے نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ کیا شرط ہے تمہاری جلدی بولو۔ یہی کہ آپ مجھے یہ انگوٹھی واپس کر دو گے اور اگر آپ نے مجھے یہ انگوٹھی واپس کر دی تو میں آپ کو ایک ایسا راز دوں گا کہ پھر کبھی آپ کو انگوٹھی کی ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ وہاں جا کر آپ مہان شکتی بن جاؤ گے۔ یہ سن کر تو شمریز آپ سے باہر ہو گا۔ ہمیں تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ جلدی سے ہمیں باہر نکالو ہمارا دم گھٹ رہا ہے۔ ٹھیک ہے آقا آپ اپنی آنکھیں بند کر لو۔ جونہی انہوں نے آنکھیں بند کیں تو وہ اندھیرے سے نکل کر اجالے میں کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف نظریں دوڑائیں تو وہ ایک گھنا جنگل تھا۔ بونا ابھی بھی شمریز کے کاندھے پر موجود تھا۔ جسے اب وہ دیکھ سکتے تھے۔ آقا اپنی شرط پوری کرو۔ اچانک بونے کی آواز سنائی دی۔ مگر وہ راز؟ بتا دیتا ہوں پر یہ انگوٹھی مجھے دو۔ چار و ناچار شمریز نے انگوٹھی بونے کو تھما دی۔ انگوٹھی کو پکڑتے ہی بونا زمین پر آ گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا وجود بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے برابر کھڑا تھا۔ قد کاٹھ میں انہی کے برابر کا تھا۔ جسے دیکھ کر شمریز اور انبالہ حیران رہ گئے۔ کیونکہ وہ کوئی شہزادہ لگتا تھا۔ ابھی وہ حیرانگی سے اسے دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ بول پڑا۔ آقا حیران ہو ناں کہ میں کیسے اتنا بڑا انسان بن گیا۔ اصل میں میں بونا وونا نہیں تھا بلکہ میں پرستان کا شہزادہ فرہاد ہوں۔ ایک دن میں اور شہزادی تسلیم سیر کو نکلے تو نجانے ایک بدصورت سا دیو ہمارے سامنے آ گیا اور ہمارا راستہ روک لیا۔ شہزادی تسلیم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔ میں اس کے ارادوں کو بھانپ گیا تھا کہ وہ شہزادی کا قرب چاہتا ہے۔ وہ شہزادی کی طرف بڑھا اور اس نے شہزادی کو پکڑ لیا۔ میں نے شہزادی کو چھڑانے میں ان سے مزاحمت کی تو انہوں نے مجھے پتھر کا بنا دیا۔ بعد میں انہوں نے مجھے بونا بنا کر اس انگوٹھی میں قید کر دیا اور اس انگوٹھی کو غائب کر دیا۔ پھر نجانے کہاں سے یہ آپ کو ملی۔ شہزادی تسلیم جو ابھی تک اس دیو کی گرفت میں تھی۔ شہزادی نے اپنا خنجر نکالا اور اس دیو کی آنکھ میں گھسیڑ دیا جس سے وہ دیو تلملا اٹھا اور شہزادی اس کی گرفت سے آزاد ہو کر بھاگ گئی۔ دیو نے شہزادی کا پیچھا تو ضرور کیا مگر درد کی شدت سے زیادہ دور نہ جا سکا اور اپنی آنکھ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت سے یہ کانا دیو مشہور ہو گیا۔ کانے دیو کا نام سن کر تو دونوں حیران رہ گئے۔ اچھا تو یہ سب تمہارے ساتھ کانے دیو نے کیا ہے۔ ہاں آقا اس کانے دیو نے ہمیں بعد میں بھی بہت پریشان کیا مگر آپ اتنے حیران کیوں ہیں فرہاد ہمارے ساتھ بھی کانے دیو نے بہت برا کیا اور ہمارا جادوئی پنجہ لے اڑا۔ تمہارے اتھ ساتھ وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔ آقا اگر یہ بات ہے تو وہ راز میں تمہیں ضرور دوں گا جس کے ذریعے تم کانے دیو کا مقابلہ کر سکو گے اور راز بتانے لگا۔

یہاں سے دور سات سمندر پار دنیا کے اس نکڑ پر ایک وادی ہے جس تک پہنچنے کے لئے تمہیں کئی خطرات سے گزرنا پڑے گا۔ اس وادی میں آپ کو ایسے جنات نظر آئیں گے جو مختلف عملوں میں مشغول ہوں گے۔ تم نے بھی ان جیسے عمل کرنے ہیں جتنے عمل کرو گے اتنی ہی پراسرار طاقتیں تمہارے بدن میں سما جائیں گی اور ایک آخری عمل بھی ہے جس میں کامیابی کے بعد تو تم مہان شکتی بن جاؤ گے۔ مگر وہ عمل ہے بڑا مشکل۔ کامیابی کے چانس کم ہیں اگر پھر بھی ہمت سے کام لیا جائے تو کامیاب ہو بھی سکتے ہو مگر اس کے لئے میں تمہیں ایسی چیز دوں گا کہ تم ضرور کامیاب لوٹو گے۔ ایک شیشی ان کی طرف بڑھا دی۔ جسے شمریز نے پکڑ لیا۔ یہ ایک قسم کا سفوف ہے عمل شروع کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں میں ڈال لینا۔ مگر فرہاد ہم وہاں پر پہنچیں گے کیسے۔ اس کا بندوبست بھی کر دیتا ہوں۔ اتنا کہہ کر اس

نے ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائی تو اس پر ایک سرخ رنگ کی گیند ظاہر ہوگئی۔ یہ لو۔ جب سفر شروع کرو تو اس گیند کو زمین پر چھوڑ دینا۔ یہ جس طرف کو جائے تم بھی اس کی اقتدا میں اس کے پیچھے چلنا۔ یہ تمہیں وہاں تک پہنچا دے گی۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اتنا کہہ کر شہادہ فرہاد غائب ہوگیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگ جیسے کہہ رہے ہوں سفر شروع کریں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے گیند کو زمین پر ڈال دیا۔ کچھ ہی دیر بعد گیند میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ایک طرف کو چل دی۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔

■

شہزادی تسلیم اپنی سہیلیوں کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اتنے میں بلقیس پری آ گئی۔ آؤ بلقیس آج کیسے ہماری یاد آ گئی۔ تم تو ہمیں بھول ہی گئی ہو۔ آج کل کم کم ملتی ہو۔ شہزادی تسلیم نے بگڑتے ہوئے کہا۔ اری نہیں تسلیم تمہیں میں کیسے بھول سکتی ہوں تم تو میری سب سے اچھی سہیلی ہو۔ بلقیس پری نے صفائی بیان کی۔ چل اچھا چھوڑ ان باتوں کو تو یہ بتا کہ شہزادے فرہاد کا کچھ پتہ چلا۔ بلقیس نے سب باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ شہزادی تسلیم یہ سن کر افسردہ سی ہوگئی اور دھیمی آواز میں بولی۔ نہیں بلقیس ابھی تک ان کا کچھ پتہ نہیں چلا نجانے کانے دیو نے انہیں کہاں قید کر رکھا ہے۔ ہم نے انہیں ہر جگہ پر تلاش کر لیا ہے پتہ نہیں کدھر ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔

شہزادی تسلیم پریوں کی شہزادی تھی۔ وہ سب پرستان میں چین وسکون کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ نجانے ان کی خوشیوں کو کس کی نظر لگ گئی۔ شہزادے فرہاد کو کانے دیو نے قید کر لیا اور پرستان کا ہر نفس پریشان رہنے لگا۔ شہزادی تسلیم اور بلقیس دونوں انہی خیالوں میں افسردہ سی بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک پریوں میں ہلچل سی مچ گئی اور وہ فضا میں اردگرد منڈلانے لگی۔ پریوں کے چیخنے کی آواز بدستور سنائی دے رہی تھی جیسے کوئی بڑی مصیبت نازل ہوگئی ہو۔ نازک اندازم پریاں کسی مصیبت کے آ جانے سے ایسے ہی لرز جاتی ہیں پریوں کے اس شور میں انہیں ایک اور آواز سنائی دینے لگی۔ بھوت بھوت جیسے کوئی بھوت آ گیا ہو۔ ساتھ بیٹھی سب پریاں اڑ چکی تھیں اب صرف تسلیم اور بلقیس بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب انہوں نے سامنے دیکھا تو واقعی ایک بھوت ان کی طرف بڑھا چلا آ راہت حا۔ نہایت ہی بدصورت اور قدم قدم بھی ایسے پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا جیسے زمین کو پھاڑ ڈالے گا۔ ان دونوں نے بھی سوچا کہ بھاگ جائیں مگر ایک انجانی قوت نے انہیں بٹھائے رکھا۔ اتنے میں بھوت بھی ان کے قریب پہنچ چکا تھا اور آتے ہی انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔ تم میں سے شہزادی کون ہے۔ بھوت اپنی بے ہودہ سی آواز میں گرجا۔ تمہیں شہزادی سے کیا ہے کام بولو لگتا ہے آپ ہی ہو۔ بھوت نے اندازہ لگایا۔ ہاں ہوں تو۔ شہزادی تسلیم نے بھی تنک کر کہا۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔ بھوت نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ پر تم مجھے کیوں لے جانا چاہتے ہو۔ مجھے نہیں پتہ بس شمشاد جادوگر کا حکم تھا اور میں آ گیا۔ وہ جانے ان کا کام جانے۔ چلو میرے ساتھ۔ بھوت نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ تم مجھے نہیں لے جا سکتے۔ شہزادی تسلیم سہم سی گئی۔ دیکھو آرام سے میرے ساتھ چل دو ورنہ مجھے زبردستی کرنی پڑے گی اور ویسے بھی مجھے آپ کو چھونے سے منع کیا ہے۔ تیری یہ مجال کہ تو ہماری شہزادی کو لے جائے۔ بلقیس نے اٹھتے ہوئے کہا ہی تھا کہ اس بھوت نے ہاتھ کے اشارے سے بلقیس کو وہیں ساکت کر دیا۔ جیسے پتھر کا بنا دیا ہو۔ ویسے یہ بھی کمال کی حسین ہے میرے لئے ٹھیک رہے گی مگر اسے میں بعد میں دیکھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہزادی تسلیم کو لے اڑا۔ تسلیم پری اسی طرح پتھر کی بنی اپنی جگہ پر ساکت کھڑی تھی۔ آہستہ آہستہ پریوں نے اترنا شروع کیا اور اس کے گرد پریوں کا ہجوم لگ گیا۔ اتنے میں شہزادہ فرہاد اچانک کہیں سے نمودار ہو گیا اور مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ پریوں نے فرہاد کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر

رستہ چھوڑ دیا۔ آگے کا منظر دیکھ کر فرہاد بھی حیران رہ گیا۔ بلقیس پری اپنی جگہ پر ساکت کھڑی تھی۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ فرہاد نے چیخ کر کہا۔ جی وہ بھوت۔ کئی آوازیں ابھریں۔ کوئی ایک بتائے۔ تو ایک پری نے ساری بات بتا ڈالی کہ کوئی بھوت آیا تھا اور شہزادی تسلیم کو اٹھا کر لے گیا ہے اور جب تسلیم نے مزاحمت کی تو اسے پتھر کا بنا دیا۔ ہوں تو یہ بات ہے اور آگے بڑھ کر بلقیس کو ہاتھ لگایا تو وہ حرکت کرنے لگی۔ سامنے شہزادے فرہاد کو پا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ فرہاد وہ بھوت تسلیم کو لے گیا ہے۔ بلقیس نے روتے ہوئے کہا۔ مگر کہاں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ شمشاد جادوگر نے اسے بھیجا ہے۔ یہ سن کر فرہاد گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ مشکل سے اس کی خود کی جان چھوٹی تھی اور اب یہ مصیبت کہاں سے آ گئی۔ فرہاد اب کیا کریں۔ فرہاد ایک دم خیالوں کی دنیا سے واپس آ گیا۔ کرنا کیا ہے ہم خود تو ان کا مقابلہ کر نہیں سکتے۔ میرے خیال میں شاہ جنات کے پاس چلتے شاید وہ ہماری مدد کرے۔ ہاں فرہاد یہ ٹھیک رہے گا اور پھر انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا اور ہواؤں میں اڑنے لگے۔

■

شمشاد جادوگر بے چین سے بے چین تر تھا۔ اس پر یہ خوف سوار تھا کہ وہ اس انسان کو حاصل کر پائے گا یا نہیں۔ اس نے کانے دیو کا اعتماد تو حاصل کر لیا تھا اور ابھی وہ رگو بھوت کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ ایک بار شہزادی کو لے آئے۔ تو کانے دیو پر مزید احسان کر سکتا ہے۔ مگر ابھی تک رگو بھوت حاضر نہیں ہوا تھا۔ شمشاد ایسے ہی خیالوں میں نجانے حکب تک ڈوبا رہا کہ رگو بھوت کی موجودگی اسے خیالات کی دنیا سے واپس لے آئی۔ یہ دیکھ کر تو شمشاد جادوگر کی آنکھوں میں چمک عود آئی کہ پرستان کی شہزادی بھی ساتھ ہی تھی۔ واہ رگو بھوت واہ ہم تم سے خوش ہوئے۔ جاؤ مزے کرو۔ شمشاد جادوگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ رگو بھوت گھومتا ہوا غائب ہو گیا۔ شہزادی تسلیم شمشاد کے سامنے خوفزدہ سی سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ معاف کرنا شہزادی ہمارا کوئی ارادہ نہیں تھا تمہیں اٹھانے کا مگر کیا کریں ہمارے دوست کانے دیو کا دل جو تم پر آ گیا ورنہ تو ہمیں کوئی اور ہی انسان چاہئے بس کانے دیو کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ آؤ تخت پر بیٹھو تاکہ تمہیں کانے دیو کو تحفے میں پیش کیا جائے۔ شہزادی سہمی ہوئی اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ بیٹھتی کیوں نہیں شمشاد گرجا چار و ناچار شہزادی کو تخت پر بیٹھنا پڑا۔ تخت نے ہوا میں اڑنا شروع کیا اور بلند ہوتا چلا گیا۔ کانا دیو بھی مسلسل بے چینی کے سے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ جانے کیا سوچ کر کانے دیو نے راگنی چڑیل کو حاضر کیا جو ایک ہی جھٹکے میں کانے دیو کے پاس آ موجود تھی۔ راگنی چڑیل حاضر ہے۔ ہاں راگنی تمہارے پاس وہ علم ہے کہ تم جس چیز کو بھی تلاش کرنا چاہو تو آسانی سے تلاش کر سکتی ہو۔ راگنی فی الحال تم یہ پتہ لگاؤ کہ وہ پراسرار انسان کون ہے جس کے گلے میں شمشاد کے پاس موجود یاقوتی مالا کو اس کے گلے میں ڈالا جائے تو وہ مالا کی طاقتیں زندہ ہو جائیں۔ ابھی پتہ لگاتی ہوں اتنا کہہ کر راگنی چڑیل نے اپنی آنکھیں موند لیں اور کچھ ہی دیر بعد بولنے لگی۔ آقا یہ ایک جنگل ہے اور جنگل میں چار لوگ موجود ہیں۔ جن میں سے ایک کا تعلق جنات سے ہے اور باقی کے تین انسان ہیں اور انہی انسانوں میں میرے علم کے مطابق وہ لڑکی پراسرار لگتی ہے جو وہاں جنگل میں موجود ہے۔ میں نیچے اترنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر مجھے ایک طاقت نے روک رکھا ہے۔ راگنی بولتی جا رہی تھی جبکہ کانا دیو اس کی ساری باتیں حیرانگی سے سن رہا تھا کہ اچانک راگنی نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور کانے دیو کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ راگنی تمہیں سو فیصد یقین ہے کہ وہی لڑکی ہے۔ ہاں آقا میرا علم مجھے غلط نہیں بتا سکتا۔ اچھا تو پھر ایسا کرو کہ کسی بھی طریقے سے اسے میرے پاس اٹھا لاؤ۔ ٹھیک ہے آقا میں ابھی جا کر کوشش کرتی ہوں۔ اتنا کہہ کر راگنی چڑیل ہوا میں تحلیل ہو گئی۔ کانا دیو پھر شش و پنج

میں مبتلا چہل قدمی کرنے لگا کہ اسے دور شمشاد کا تخت ہوا میں اڑتا ہوا نظر آیا۔ تخت کانے دیو کے سامنے اتر چکا تھا۔ تخت پر شہزادی تسلیم کو دیکھ کر تو کانا دیو کے آنکھوں میں چمک عود آئی۔ مبارک ہو کانے دیو مبارک ہو۔ آپ کی محبوبہ شہزادی آپ کے سامنے موجود ہے۔ شمشاد نے تخت سے نیچے اترتے ہی کہا۔ نہیں شمشاد محبوبہ نہیں بلکہ دشمن ہے اسی کی وجہ سے میں اپنی ایک آنکھ گنوا بیٹھا۔ بس تب سے انتقام کی آگ میں جل رہا ہوں۔ مگر آج تو یہ میرے سامنے ہے۔ اتنا کہہ کر کانا دیو آگے بڑھا اور شہزادی کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ جس سے شہزادی چیخ سی گئی اور بے بسی کی تصویر بنے کانے دیو کو تکنے لگی۔ کانے دیو نے اپنے دو غلاموں کو حکم دیا کہ جاؤ اسے لے جاؤ اور تہہ خانے میں بند کر دو اسے میں بعد میں دیکھ لوں گا اور پھر شمشاد جادوگر کی طرف متوجہ ہوا۔ شمشاد واقعی تم نے دوستی کا حق نبھایا ہے۔ اب میں بھی تم سے کیا گیا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ میں نے اس انسان کا پتہ لگا لیا ہے وہ ایک لڑکی ہے اور اس وقت جنگل میں موجود ہے۔ میں نے راگنی چڑیل کو بھیج دیا ہے وہ ضرور کامیاب لوٹے گی۔ بہت جلد وہ لڑکی ہمارے پاس ہو گی۔ کانے دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ویسے بھی ابھی تک ہمارا سامنا کسی سے نہیں ہوا۔ جادوئی پنجہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر کسی نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ جل جائے گا۔ ویسے کانے دیو ہمیں پتہ لگانا چاہئے کہ جبرال جادوگر آج کل کیا پلین بنا رہا ہے اور جالوس جادوگر کہاں پر ہے۔ ہاں شمشاد تمہاری بات درست ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر کانے دیو نے کچھ پڑھ کر پھونکا اور تو ایک چڑیل حاضر ہو گئی۔ نجمی چڑیل حاضر ہے میرے آقا۔ ہاں نجمی تم جبرال کی نگری میں جاؤ اور پتہ لگاؤ کہ آج کل جبرال جالوس جادوگر کیا کر رہے ہیں اور ہاں دھیان سے جانا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں قید بھی نہ کر لیں۔ نجمی چڑیل غائب ہو گئی۔ کانا دیو شمشاد کو لے کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی کانے دیو کو کسی سائے کا احساس ہوا اور ساتھ ساتھ اپنے نتھنوں میں سائے کی بو محسوس کرنے لگا کہ اچانک کانا دیو چونک اٹھا۔

■

وہ تین وجود بڑھتے ہوئے بالکل ان کے قریب آ چکے تھے۔ بابا فرید انہیں غور سے دیکھنے لگے۔ کون ہیں آپ بابا فرید نے پوچھا۔ پہلے آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں اور یہ طلسمی مورتی کا کیا چکر ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم دیکھ چکے ہیں۔ ناگ دیوتا بولتے چلے گئے۔ اچھا تو آپ نے سب کچھ دیکھ لیا ہے تو پھر سنو۔ وہ سب کچھ ہم برائی کے خاتمے کے لئے کر رہے تھے۔ بابا فرید نے وضاحت کی۔ مگر مجھے تو اس میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی کہ ایک لڑکی کو پراسرار طاقتوں میں لٹکا دیا جائے اور اسے بھلائی کا نام دے دو۔ دیکھو بھائی آپ جو کوئی بھی ہو ہم آپ کو نہیں جانتے۔ ضرور آپ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ہاں واقعی ہم نے مورتی پر عمل کیا تھا جس سے مورتی کی ساری طاقتیں اس لڑکی میں داخل ہو گئی ہیں اور یہ سب ہم بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم کہ یہ مورتی جالوس جادوگر کی ہے جس نے اسے طاقتور بنایا تھا۔ وہ دنیا کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ وہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہے۔ اگر ہم ان کا مقابلہ نہیں کریں گے تو پھر کیا آپ کریں گے۔ مگر آپ نے اپنے بارے میں کچھ بتایا نہیں۔ اس سے پہلے کہ ناگ دیوتا کچھ بولتے آگے بڑھ کر وہ بابا فرید کے گلے لگ گئے۔ جسے سب حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ معاف کرنا دوست ہم نے آپ کو غلط سمجھا میں ناگ ہوں سانپوں کا سردار اور یہ میرے ساتھ نیلم اور انیل ہیں۔ یہ بھی دونوں ناگ اور ناگن ہیں۔ دراصل ہم بھی بھلائی ہی کے لئے کوشاں ہیں ہم نے آپ کو غلط سمجھا اس لئے یہاں آ دھمکے۔ ناگ دیوتا نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ نہیں دوست آپ سے یہ سب غلط فہمی میں ہوا ہے ہمیں آپ سے کوئی ناراضگی نہیں ہے بلکہ ہم تو خوش ہیں کہ ہماری طرح آپ بھی حق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ آؤ میں تمہیں

سب سے ملواؤں۔ اور پھر بابا فرید ناگ دیوتا کا ہاتھ پکڑ کے سب سے اس کا تعارف کرانے لگے۔ دوست یہ آکاش ہے، یہ شیتل اور آخر میں البیلا شاہ جنات کی صاحبزادی کھڑی ہیں انہی کے والد محترم نے ہمیں یہ کام سونپا ہے اور جادوگروں سے لڑنے کے لئے ہم اپنے آپ کو تیار کر رہے ہیں۔ بابا فرد نے ساری روداد سنا ڈالی اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا کہ سب ایک کنبہ ہو اور یہ سب اپنے ہیں۔ اس طرح ایک دوسرے سے ملن میں انہیں اپنائیت نظر آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ناگ دیوتا نے اجازت چاہی بابا فرید نے انہیں جانے دیا اور وہ جانے کے لئے مڑ گئے۔ ابھی دو چار قدم ہی چلے ہوں گے کہ غائب ہو گئے۔ بابا فرید میرے خیال میں اب ہمیں چلنا چاہئے۔ آکاش نے آگے بڑھ کر کہا۔ ہاں آکاش واقعی ہمیں اب چاہئے اور ہاں پہلے کسی بھی طرح وہ مالا حاصل کرنی ہے۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے ہم اور طاقتور بن جائیں گے۔ ٹھیک ہے بابا ہم کوشش کریں گے کہ ''یاقوتی مالا'' کو حاصل کر پائیں۔ چلیں شیتل۔ آکاش نے شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں آکاش ابھی نہیں پہلے ہم اپنے گھر جائیں گے۔ دیکھ نہیں رہے صبح سے شام ہونے کو ہے اور ہم یہاں ہیں۔ وہ تو میں گھر والوں کو بول کر آئی تھی کہ پاربتی کے گھر جا رہی ہوں۔ مجھے دیر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر پاربتی ہمارے گھر چلی گئی میرا پتہ کرنے تو پھر کیا بنے گا۔ شیتل تو پریشان کیوں ہوتی ہے۔ ہم پہلے ہی سے اس کا بندوبست کر رکھا ہے اور پھر آکاش نے ایک نظر البیلا کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو دکھا دو اسے۔ اس کے ساتھ ہی البیلا کی صورت بدلنے لگی اور وہ ہو بہو شیتل کی ہم شکل ہو گئی۔ جسے دیکھ کر شیتل بھی دنگ رہ گئی۔ یہ رہے گی تمہارے بعد تمہارے گھر۔ اب بتاؤ کیا کسی کو شک ہو گا کہ یہ شیتل نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہے۔ آکاش نے شیتل کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔ نہیں آکاش بالکل بھی نہیں۔ یہ تو بالکل میری طرح ہے مگر آکاش اس کے طور طریقے وہ بھی اس کو سب آتے ہیں اور ویسے بھی یہ بات ہم راز میں تھوڑا رکھیں گے بلکہ تمہاری دوست پاربتی کو اس چیز کا علم ہو گا آؤ اب چلتے ہیں کہاں؟ تمہارے گھر۔ مگر کیوں؟ پاربتی کے پاس تاکہ اسے مل کر ساری بات سمجھا دیں اور پھر آکاش نے البیلا کو اشارہ کیا تو وہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ سب نے اپنی آنکھیں بند کیں اور ایک جھٹکے کے ساتھ وہ غائب ہو گئے۔

■

جالوس جادوگر قالین پر بیٹھا مسلسل اڑا جا رہا تھا۔ لگتا تھا کہ اس کی منزل دور ہے۔ کبھی وہ جنگلوں کو عبور کرتا اور کبھی اس کا قالین سمندروں کے اوپر سے اڑنے لگتا۔ مسلسل اس کا سفر جاری تھا کہ اچانک اس کا قالین ایک سخت چیز سے ٹکرایا اور وہیں ہوا میں معلق ہو گیا۔ جالوس کے ذہن میں فوراً خیال گزرا کہ لگتا ہے وردان جادوگر کا علاقہ شروع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے قالین نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ہے۔ فوراً اس نے قالین کو نیچے آنے کا حکم دیا تو وہ نیچے آنے لگا۔ جونہی جالوس قالین سے نیچے اترا قالین غائب ہو گیا۔ جالوس جادوگر سمجھ گیا کہ ضرور وردان جادوگر کا علاقہ شروع ہو گیا ہے اور مجھے پیدل چلنے کا اشارہ ہے۔ جالوس جادوگر نے ایک نظر اس علاقے پر ڈالی۔ سارا علاقہ خاردار جھاڑیوں سے بھرا پڑا تھا اور جالوس کو انہی خاردار جھاڑیوں سے گزر کر آگے بڑھنا تھا۔ جالوس نے اپنے قدم آگے بڑھا دیے۔ ابھی وہ دو چار قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ ایک خوفناک عجیب الخلقت بلا سامنے کھڑی تھی۔ اس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے اور ہوا کے دوش پر بال کانٹوں کی طرح سیدھے کھڑے تھے۔ جالوس نے اتنی خوفناک بلا دیکھی وہ ٹھٹک کر رہ گیا۔ کون ہو تم۔ بلا نے جالوس کو دیکھتے ہی پوچھا۔ میں جالوس جادوگر ہوں۔ پر تم کون ہو۔ جالوس نے بھی بلا سے پوچھ ہی لیا۔ میں وردان جادوگر کی غلام ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنی سرحدوں پر مامور کر رکھا ہے تاکہ کوئی اندر داخل نہ

ہو سکے۔ جو بھی اندر داخل ہوتا ہے پہلے مجھ سے اجازت لینی پڑتی ہے اور ویسے بھی یہاں پر وہ لوگ آتے ہیں جنہیں اپنی زندگی پیاری نہیں ہوتی۔ لگتا ہے تم مرنا چاہتے ہو۔ نہیں نہیں مجھے اپنی زندگی عزیز ہے۔ میں وردان جادوگر سے ملنا چاہتا ہوں اور مجھے جبرال جادوگر نے بھیجا ہے۔ جالوس نے اپنا مدعا بیان کیا۔ ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ بلا غائب ہوگئی اور جالوس اس کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد بلا حاضر ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک لاکٹ تھا جس میں ایک بدصورت سی تصویر بنی ہوئی تھی۔ وہ لاکٹ اس نے جالوس کی طرف بڑھا دیا۔ یہ لو اپنے گلے میں ڈال لو۔ اس کی وجہ سے تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ یہ میری طرف سے آگے جانے کا اجازت نامہ سمجھو۔ جالوس نے وہ لاکٹ اس سے لے لیا اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی بلا غائب ہوگئی۔

جالوس جادوگر آگے بڑھ گیا۔ جالوس مسلسل چلتا رہا اسے بار بار لگتا کہ کئی سائے اس کے اردگرد منڈلا رہے ہوں مگر کسی نے اس سے کچھ نہ کہا اور جالوس آگے بڑھتا گیا کہ اچانک ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔ جالوس چلتے جاؤ وردان کا دربار اب بہت قریب ہے۔ جالوس آواز کے جواب میں چلنے لگا۔ ابھی تھوڑا ہی چلا تھا کہ سامنے پہاڑ آ گیا۔ جالوس پہاڑ کے قریب سوچنے لگا کہ اب کیا کروں۔ آواز پھر سنائی دی۔ جالوس تم نے یہ پہاڑ طے کرنا ہے اس کے بعد وردان جادوگر کا دربار ہے۔ جالوس شش و پنج میں مبتلا کہ اتنا اونچا پہاڑ کیسے سر کروں۔ یہی سوچ کر وہ منتر پڑھنے لگا کہ اڑ کر یا غائب ہو کر پار کر لیتا ہوں مگر اس کے سارے منتر بے سود رہے۔ آواز پھر سنائی دی۔ نہیں جالوس یہ وردان جادوگر کی نگری ہے اور یہاں پر کسی جادوگر کا منتر نہیں چلتا۔ تم کو یہ پہاڑ پیدل ہی طے کرنا پڑے گا۔ چار و ناچار جالوس پیدل ہی پہاڑ کی طرف بڑھ گیا۔ کافی مشکلوں کے بعد جالوس پہاڑ پر چڑھنے میں کامیاب ہوگیا۔ پہاڑ پر چڑھ کر جالوس نے سامنے نظر ڈال تو اسے ایک مندر سا نظر آیا۔ ہاں جالوس یہی وہ مندر ہے جس میں تم نے داخل ہونا ہے اور تم وِردان کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ جالوس نے ایک نظر اپنے تھکے ہوئے وجود پر ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔ مندر کے قریب آ کر مندر کو دیکھنے لگا اور ڈرتے ڈرتے مندر میں داخل ہوگیا۔ جونہی اس نے مندر میں قدم رکھا اسے ایسا لگا کہ وہ کسی صحرا میں آ گیا ہو۔ سامنے ایک کھلا ریگستان تھا جہاں دور دور تک جھاڑیاں ہی جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ جالوس ہر چیز نظرانداز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑا آگے بڑا تو اسے بکھرے ہوئے ہڈیوں کے ڈھیر نظر آنے لگے۔ ہر طرف انسانی کھوپڑیاں پڑی ہوئیں۔ بوسیدہ سے درخت کھڑے تھے جن پر انسانی ڈھانچے لٹک رہے تھے جیسے انہیں کسی نے سزا دی ہو اور لٹکا ہوا وہیں پر چھوڑ دیا۔ ریگستان کی خوفناکی میں اضافہ کرنے کے لئے یہ سب کافی تھا۔ جالوس تھوڑا آگے بڑھا تو اسے اور ریگستان کے ایک ٹیلے پر ایک کمزور سا بوڑھا نظر آیا۔ وہ بھی ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہی لگتا تھا۔ آنکھیں بند کئے ماحول کی ہولناکی سے بے خبر کچھ پڑھنے میں مشغول تھا۔ جالوس اس بوڑھے کی طرف بڑھ گیا۔ آؤ جالوس آؤ ہم تمہارے ہی منتظر تھے۔ بوڑھے کی آواز سنائی دی۔ ہم نے تمہیں وہاں پر ہی دیکھ لیا تھا کہ جبرال تمہیں ہمارے پاس بھیج رہا ہے۔ جالوس جادوگر حیران رہ گیا کہ واقعی وردان جادوگر مہان شکتی ہے اور چلتا ہوا بالکل اس کے قریب آ گیا۔ وردان جادوگر نے آنکھیں کھولے بغیر اسے ایک طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جالوس جادوگر وردان کے سامنے بیٹھ گیا کہ یکدم وردان نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو آگ کے انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں جنہیں دیکھ کر جالوس جادوگر سہم کر رہ گیا اور وردان جادوگر کے ہونٹوں پر ساحرانہ مسکراہٹ تیر گئی۔

■

گیند انہیں نامعلوم منزل کی طرف لے کر رواں دواں تھی اور وہ دونوں بھی گرد و نواح سے بے خبر گیند کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ گیند اتنی تیز تو نہیں تھی مگر

انہیں یہ خوف لاحق تھا کہیں وہ گیند ان کی نظروں سے اوجھل ہی نہ ہو جائے۔ وہ دونوں تھک بھی چکے تھے مگر بدستور گیند کا پیچھا جاری رکھے ہوئے تھے کہ اچانک گیند پانی میں کود گئی۔ آگے جہاں تک نظر جاتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا۔ پانی کے کنارے کھڑے وہ سوچنے لگے اور پھر یکا یک انہوں نے جون بدلی انسان سے سانپ بن گئے اور پانی میں کود پڑے بل کھاتے ہوئے وہ پانی میں گیند کے پیچھے تیر رہے تھے۔ وہ مسلسل کئی گھنٹوں سے اسی طرح پانی میں گیند کا پیچھا کرتے سمندر تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ دور بہت دور انہیں درختوں کے جھنڈ نظر آئے جو کسی جنگل کا نشان دے رہے تھے اور گیند کا رخ بھی اسی جنگل کی طرف تھا۔ انہیں کچھ حوصلہ ہوا اور انہوں نے پیچھا جاری رکھا۔ تھوڑا ہی چلنے کے بعد گیند کنارے پر چڑھ گئی اور جنگل میں گھستی چلی انہوں نے بھی انسانی جون بدلی اور گیند کے پیچھے چلنے لگے۔ یہ ایک وسیع جنگل تھا جو تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ ہر چیز سنسان پڑی ہوئی تھی۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا ایسے میں جب ان کے قدم سوکھے ہوئے پتوں پر پڑتے تو جنگل میں چھائی ہوئی خاموشی کا راج ٹوٹ جاتا اور ویسے بھی اب رات کے سائے پھیلنے لگے تھے اور ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ انہیں فکر لاحق ہوئی کہ اندھیرے میں وہ گیند کو نہیں دیکھ پائیں گے مگر یہ کیا کہ اندھیرا ہوتے ہی گیند نے چمکنا شروع کیا اور وہ روشن ہوتی چلی گئی۔ روشنی کی ایک سیدھی سی لکیر ان دونوں کی سیدھ میں پڑ رہی تھی جس سے وہ بخوبی دیکھ بھی سکتے تھے اور چل بھی رہے تھے۔ پوری رات وہ اسی طرح جنگل میں سفر کرتے رہے مگر ابھی تک منزل کا نشان باقی تھا۔ یہاں تک کہ صبح کی کرنوں نے زمین پر اپنا بسیرا کر لیا۔ جنگل ختم ہو چکا تھا اب وہ ایک کھلے میدان میں بھاگ رہے تھے۔ وہ دونوں ہی تھکن سے نڈھال ہو چکے تھے مگر انہیں چلنا تھا اور اپنی منزل کی طرف بڑھنا تھا، وہ بڑھ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اب وہ میدان کے وسط میں پہنچ چکے ہیں کیونکہ چاروں طرف وسیع علاقہ تھا۔ جنگل کو وہ بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ مزید سفر کی طاقت نہ رکھتے ہوئے وہ دونوں زمین پر آ گرے اور حسرت سے آگے بڑھتی ہوئی گیند کو دیکھنے لگے۔ مگر یہ کیا کہ کچھ ہی فاصلے پر گیند ایک زوردار دھماکے کے ساتھ پھٹ گئی اور ہر طرف دھواں سا چھا گیا۔ جب دھواں چھٹا تو انہیں زمین میں ایک شگاف سا نظر آیا۔ وہ دونوں آ اٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے حوصلے جواں ہو گئے ہوں اور بھاگ کر اس شگاف کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے شگاف میں جھانکا تو انہیں نیچے اترتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بلاجھجک نیچے اترتے چلے گئے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی نیچے اترے تھے کہ وہ شگاف بند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے گویا کہ وہ زمین کی بالائی سطح سے نیچے آ گئے تھے۔ واپسی کا راستہ ان کے لئے بند ہو چکا تھا۔ وہ دونوں پریشان ہو گئے۔ مگر جب انہوں نے نیچے دیکھا تو عجیب سا لگا کہ وہ ایک بوسیدہ سے قبرستان میں کھڑے تھے جہاں ہر طرف ہڈیاں ہی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ آہستہ آہستہ وہ آگے بڑھنے لگے۔ بے شمار قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں اور ایک بڑے سے بورڈ پر لکھا تھا۔ یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو عمل کرتے کرتے ناکام ہو گئے تھے۔ یہ پڑھ کر تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور آگے بڑھنے لگے۔ وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر مختلف مشکلوں والے عجیب و غریب عملوں میں مشغول تھے۔ کوئی سر کے بال کھڑا تھا، کوئی ایک ٹانگ پر کھڑا تھا تو کوئی ہاتھوں کے بال کھڑا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ کوئی درس گاہ ہے جہاں پر عمل سکھائے جاتے ہیں۔ وہ تھوڑا آگے بڑھے تو ایک شخص کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا اور زمین پر لوٹ پوٹ تھا مگر ناکام ہی رہا کہ اس کا بدن جل کر کوئلہ ہوگیا اور پھر اچانک اس کے جلے ہوئے بدن سے ایک سایہ سا نکلا اور کھلی ہوئی قبر میں داخل ہوگیا قبرستان میں

ایک اور قبر کا اضافہ ہو گیا اور وہ دونوں خوفزدہ سے آگے بڑھ گئے۔ راہ تلاش کرنے لگے کہ اب کیا کریں کس کی رہنمائی میں یہ سب عمل کریں کہ انہیں دور ایک بوڑھا نظر آیا جو ایک سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اور سب پر نظر رکھے ہوئے تھا جیسے یہ ان سب کا استاد ہو اور پھر وہ اس بوڑھے کی طرف بڑھ گئے۔ بوڑھے نے نظر بھر کے انہیں دیکھا اور بولنے لگا۔ آؤ بالک آؤ مجھے پتہ ہے تم یہاں پر کس لئے آئے ہو، شکتی دان بننا چاہتے ہو ناں بن جاؤ گے...... بن جاؤ گے۔ مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ پتہ ہے کہ تم کن مشکلوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے۔ اب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہاری ہر اِچھا پوری ہو گی۔ تم مجھے نہیں جانتے میں کون ہوں۔ میں ابلیس شیطان کا خاص خادم ہوں اور ہزاروں سالوں سے یہاں پر مامور کیا گیا۔ کتنے ہی لوگ یہاں پر آتے ہیں اور عمل کر کے چلے جاتے ہیں۔ میں انہیں سکھاتا ہوں بتاتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ اتنا کہہ کر وہ بوڑھا ایک طرف کو چل دیا۔ وہ انہیں لے کر ایک بت کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور آتے ہی ہاتھ جوڑ کر پرنام کرنے لگا جیسے اس بت کا پجاری ہو۔ پھر کچھ ہی دیر بعد گویا ہوا۔ یہ ہمارے دیوتا کا مجسمہ ہے اس کے سامنے لوگ کم ہی ٹھہرتے ہیں۔ بوڑھے نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اس بت کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر وہ اس بت کی پوجا کرتا رہا اور جب پوجا سے فارغ ہوا تو دونوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تم کو میں ایک ایسا چلہ بتاتا ہوں کہ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو یہ سارے جنات تمہارے غلام بن جائیں گے جو نجانے کب سے یہاں پر عملوں میں مشغول ہیں۔ یہ چلہ جو میں تمہیں بتا رہا ہوں اس کے قریب کوئی بھی نہیں آتا۔ کیونکہ اس چلے میں تم نے بت کی آنکھوں کو دیکھنا ہو گا اور اس میں پلک جھپکنے کی بھی گنجائش نہیں اور اگر ایک سیکنڈ کے لئے بھی آنکھیں بند کیں تو تمہارا وہی حشر ہو گا جو اس آدمی کا ہوا تھا جسے آگ لگی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے بیٹھ کر یہ منتر پڑھنا ہے۔ یہ چلہ سات دن کا ہے اگر تم کامیاب ہو گئے تو ناقابل تسخیر بن جاؤ گے۔ وہ کانا دیو جس نے تم سے جادوئی پنجہ چھینا تھا تمہارے سامنے بے بس ہو گا۔ اب میں چلتا ہوں تمہاری کامیابی کے بعد ہی تم سے ملوں گا۔ وگرنہ تو قبرستان میں ایک اور قبر کا اضافہ خود ہی ہو جائے۔ اتنا کہہ کر وہ بوڑھا اٹھا اور اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ شمریز اور انبالہ اس چلے کے بارے میں سوچنے لگے۔

■

آکاش اور شیتل پاربتی کے دروازے کے سامنے موجود تھے جبکہ البیلا شیتل کے گھر کا رخ کر چکی تھی۔ آکاش تم نے پاربتی کا سامنا نہیں کرنا تم اپنے آپ کو غائب کر لو۔ اب ہم اندر چلتے ہیں۔ اتنا کہہ کر شیتل دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ آکاش نے اپنے آپ کو غائب کر لیا مگر وہ بھی اس کے ساتھ اندر چلا گیا۔ شیتل کو دیکھ کر پاربتی اس پر ٹوٹ پڑی۔ اری شیتل تو صبح سے کہاں تھی اب شکل دکھائی ہے۔ کتنی بار تیرے گھر گئی مگر خالہ کہہ رہی تھی وہ تو کمرے میں بند ہے غالباً سوئی ہوئی ہے۔ لگتا ہے تو کام چور ہو گئی ہے جو صبح سے کمرہ بند کر کے سوئی رہی ہو۔ پاربتی جو ابھی تک بولے جا رہی تھی۔ شیتل آکاش کو دیکھ کر مسکرائی پاربتی ساری باتیں یہی کرے گی یا اندر بھی آنے دے گی۔ او میں تو بھول ہی گئی، آ اندر آ۔ وہ انہیں لے کر اندر آ گئی۔ ویسے شیتل جب سے وہ مورتی تمہارے پاس آئی ہے تم بدل سی گی ہو، سارا دن کمرے میں بند ہو کر گزارنا پہلے تو ایسا نہیں تھا۔ آج کل ملتی بھی بہت کم ہو اور باتیں تو بالکل بھی نہیں کرتی ہو۔ پاربتی نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بیٹھ گئیں۔ شیتل نے آکاش کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا جسے پاربتی نے بھی نوٹ کیا مگر نظر انداز کر گئی۔ ہاں پاربتی تم ٹھیک کہتی ہو جب مورتی میرے پاس آئی ہے میں بدل سی گئی ہوں۔ دراصل میں تمہیں اس دن کچھ دکھانا چاہ رہی تھی مگر میں نے سوچا کہ شاید تم یقین نہ کرو، آج تم ضرور یقین کرو گی۔ پاربتی وہ مورتی کوئی عام مورتی نہیں تھی بلکہ جالوس

جادوگر کی مورتی تھی جسے انہوں نے طاقتور بنا رکھا تھا۔ کس طرح وہ جنگل میں پہنچی یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ اس مورتی کی وجہ سے میں پراسرار طاقتوں میں گھر چلی تھی، قریب تھا کہ وہ مجھے کوئی نقصان پہنچاتے مگر آکاش نے آ کر مجھے بچا لیا۔ آکاش! شیتل یہ آکاش کون ہے۔ ہماری طرح کا انسان ہی ہے مگر وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ آکاش مجھے لے کر قریب کے جنگل میں گیا۔ وہاں موجود بابا فرید نے مورتی کی ساری طاقتیں مجھے دے دیں اور میں پراسرار طاقتوں کی مالک بن گئی۔ اتنا کہہ کر شیتل خاموش ہو گئی۔ پاربتی حیران کن نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ اچھا تو اس مورتی کی ساری طاقتیں تمہارے اندر سما گئی ہیں۔ پر میں کیسے یقین کر لوں۔ وہ دیکھ پاربتی۔ پاربتی نے دروازے کی طرف دیکھا وہ اپنے آپ کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ حالانکہ کنڈی لگی ہوئی تھی اس کے بعد میز پر رکھا پانی کا گلاس اڑ کر شیتل کے ہاتھ میں آ گیا۔ پاربتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے شیتل کو دیکھنے لگی۔ شیتل کیا یہ سب اس مورتی کا کمال ہے۔ ہاں پاربتی وہ مورتی واقعی پراسرار تھی۔ پاربتی یہ سب طاقتیں ہمیں شاہ جنات کی طرف سے عطا کی گئی ہیں اور ان کا مقصد ان جادوگروں کو ختم کرنا ہے جو اپنی شیطانیت کے بل بوتے پر دنیا میں خونریزی پھیلانا چاہتے ہیں۔ مگر شیتل تم یہ سب اکیلی کر پاؤ گی۔ نہیں پاربتی آکاش بھی میرے ساتھ ہو گا اور ابھی ہم نے ''یاقوتی مالا'' کو بھی حاصل کرنا ہے۔ اس مالا کی طاقتیں ہمیں مل گئیں تو ضرور ہم جادوگروں سے لڑ سکیں گے اور ہاں شیتل میرے گھر میری ایک ہم شکل رہے گی اس کا نام البیلا ہے اور شاہ جنات کی صاحبزادی ہے۔ اس سے ڈرنا نہیں وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گی بلکہ ہمارے گھروں کی حفاظت بھی کرے گی اور تب تک میں واپس نہیں لوٹوں گی جب تک ہمارا مشن پورا نہ ہو جائے۔ اب میں چلتی ہوں، وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ پاربتی بھی ان کے ساتھ تھی۔ مگر جونہی وہ دروازے کے قریب پہنچے ایک خوفناک سی چڑیل ان کے رستے میں آ گئی۔ چڑیل کی ہیبت ناک شکل کو دیکھ کر پاربتی تو بے ہوش ہو گئی مگر آکاش اور شیتل پرسکون کھڑے رہے۔ آکاش جواب حاضر ہو چکا تھا، کون ہو تم۔ چڑیل سے کہا۔ میں راگنی چڑیل ہوں اور کانے دیو نے مجھے اس لڑکی کو اٹھانے کے لئے بھیجا ہے۔ تو لے جاؤ اسے آکاش نے پرسکون ہو کر کہا۔ یہ سن کر راگنی مسکرائی اور کچھ پڑھتے ہوئے غائب ہو گئی۔ مگر پھر تھوڑی ہی دیر بعد حاضر ہوئی۔ تم میرے ساتھ غائب کیوں نہیں ہوئی جبکہ منتر میں نے تمہیں اپنے ساتھ غائب ہو کر لے جانے کے لئے پڑھا تھا۔ آکاش اور شیتل ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ انہیں مسکراتا دیکھ کر راگنی چڑیل غضبناک ہو گئی۔ ان دونوں پر منتروں کی بوچھاڑ کر دی مگر اس کا کوئی بھی منتر کارگر ثابت نہ ہوا۔ آکاش اور شیتل بدستور مسکرا رہے تھے۔ بالآخر آکاش نے کچھ پڑھ کر اپنے ہاتھ پر پھونک ماری اور اپنی مٹھی کو زور سے بھینچ لیا۔ راگنی چڑیل کی چیخ نکل گئی اور وہ غائب ہو گئی۔ انہوں نے پاربتی کی طرف دیکھا جو ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ انہوں نے البیلا کو حاضر کیا۔ البیلا تم یہی پاربتی کے پاس رکو۔ جب اسے ہوش آ جائے تو ساری بات اسے سمجھا دینا۔ ہمیں اب چلنا ہو گا۔ ہاں تو شیتل چلیں چلو آکاش۔ اس کے ساتھ ہی آکاش نے اپنی انگوٹھی کو چوما اور چھت کو دیکھنے لگا، کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں غائب تھے۔

■

شاہ جنات اپنے دربار میں موجود تھے۔ ایک خادم اندر داخل ہوا جھک کر بڑے ادب کے ساتھ سلام کیا اور بولا۔ شاہ جنات! پرستان کا شہزادہ فرہاد بلقیس پری آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ شاہ جنات نے سر کے اشارے سے کہا انہیں اندر بھیج دو۔ خادم سر جھکاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد فرہاد اور بلقیس اندر داخل ہوئے اور شاہ جنات کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آؤ فرہاد کیسے آنا ہوا۔ شاہ جنات میں ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ کیسی مصیبت کھل کر بتاؤ۔

شاہ جنات کانا دیو ہمارا دشمن بن چکا ہے پہلے اس نے مجھے بونا بنائے انگوٹھی میں قید رکھا اور اب وہ شہزادی تسلیم کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ ہمیں اس سے چھٹکارا چاہئے۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ اس لئے مدد کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ ہوں تو یہ بات ہے۔ شاہ جنات نے ایک نظر سب پر ڈالی اور کملا کی طرف متوجہ ہوا۔ کملا دیوی جاؤ انہیں جنگل میں بابا فرید کے پاس لے جاؤ ان کو ساری حقیقت سے آگاہ کرنا۔ آکاش ان کی مدد کرے گا۔ کملا دیوی انہیں لے کر باہر کو چلی دی۔ اس کے اندر اتنی شکتیاں موجود تھیں کہ وہ انہیں لے کر باہر نکلتے نکلتے غائب ہوئی اور جنگل میں بابا فرید کے پاس پہنچ گئی۔ بابا فرید آنکھیں بند کرے کسی عمل میں مصروف تھے۔ آنکھیں کھولیں تو سامنے ان تینوں کو پایا۔ انہیں غور سے دیکھنے لگے جیسے جاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔ بالآخر کملا دیوی بول پڑی۔ بابا میں کمال دیوی ہوں اور یہ شہزادہ فرہاد اور بلقیس پری ہیں، یہ پرستان سے شاہ جنات کے پاس مدد کے لئے گئے تھے۔ انہوں نے انہیں آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آکاش ان کی مدد کرے۔ دراصل شہزادی تسلیم کو کانا دیو اٹھا کر لے گیا ہے۔ کملا دیوی نے ساری بات بتا ڈالی۔ بابا فرید کچھ دیر سوچتے رہے اور پھر گویا ہوئے۔ آکاش اور شیتل تو میرے پاس سے چلے گئے۔ ایک منٹ میں پتہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر بابا فرید نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور آکاش کے دماغ میں گھسنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آکاش سے رابطہ ہوا۔ آکاش کہاں ہو۔ بابا فرید نے بغیر کچھ کہے آکاش کے دماغ کو جھنجھوڑا۔ بابا میں جالوس جادوگر کی میں ہوں۔ کب تک لوٹو گے۔ بابا میں جالوس کو ختم کر کے ہی واپس آؤں گا۔ شاہ جنات کا پیغام آیا ہے کہ اور اس وقت پرستان کا شہزادہ فرہاد میرے پاس موجود ہے۔ پرستان کی شہزادی کو کانا دیو اٹھا کر لے گیا ہے۔ جالوس جادوگر کے بعد کانے دیو سے بھی ملتے آنا۔ ٹھیک ہے بابا ہم اسے آزاد کرا لائیں گے۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی بابا فرید نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے آکاش کو بول دیا ہے وہ بہت جلد شہزادی کو آزاد کرائے گا۔ تب تک تم میرے پاس ہی ٹھہرو اور انہیں ایک طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔

■

آکاش اور شیتل اس وقت جالوس جادوگر کی نگری میں موجود تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور آہستہ آہستہ اس کی حویلی کی طرف بڑھ گئے۔ ان کو آگے بڑھتا دیکھ کر کئی ہیولے ان کی طرف بڑھنے لگے مگر قریب آتے ہی دھواں بن کر بکھر جاتے۔ سینکڑوں سائے اسی طرح دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہوتے گئے۔ آکاش اور شیتل ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ حویلی کے اس حصے میں پہنچ گئے۔ جہاں جالوس جادوگر کا ٹھکانہ تھا۔ مگر انہیں جالوس کہیں بھی نظر نہ آیا۔ شیتل یہ جالوس کہاں چلا گیا، کہیں بھاگ تو نہیں گیا۔ آکاش نے اپنا خدشہ ظاہر کیا اور پھر اسے تلاش کرنے لگے۔ مگر پھر بھی جالوس انہیں نظر نہ آیا۔ وہ سوچنے لگے کہ کہاں جا سکتا ہے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ آکاش کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور وہ اردگرد سے بیگانہ ہو گیا جیسے اس کے دماغ کو کسی نے اپنے قبضے میں کر لیا ہو۔ شیتل اس کو اس طرح دنیا و مافیہا سے بیگانہ دیکھ کر گھبرا سی گئی اور آکاش کو جھنجھوڑنے لگی۔ آکاش آکاش ...... مگر آکاش اسی طرح ساکت کھڑا رہا۔ بدستور اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ شیتل سوچنے لگی کہ اب کیا کیا جائے مگر اچانک ہی آکاش نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ جسے دیکھ کر شیتل کی جان میں جان آئی۔ آکاش کیا ہو گیا تھا۔ شیتل کچھ نہیں وہ بابا فرید نے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ کیا کہہ رہے تھے وہ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ پرستان کی شہزادی کو کانا دیو اٹھا کر لے گیا ہے، شہزادہ فرہاد اس وقت میرے پاس موجود ہے اور انہیں شاہ جنات نے بھیجا ہے۔ جاؤ جا کر اسے آزاد کراؤ۔ ہوں، لگتا ہے پہلے اس کانے دیو سے ملنا پڑے گا۔ اسے بھی دیکھ لیں گے مگر یہ جالوس کا بچہ کہاں چلا گیا۔ اتنے میں انہیں ایک آواز سنائی دی۔ جالوس جادوگر تمہیں نہیں ملے گا کیونکہ وہ اس وقت وردان جادوگر کے پاس گیا ہے۔ پہلے تو وہ آواز سن کر چونک سے گئے۔ مگر پھر قدرے اطمینان سے کہا۔ وہ وہاں کیوں گیا ہے۔ اسے کچھ شکتیاں چاہئے تھیں جنہیں حاصل کرنے گیا ہے۔ آواز پھر سنائی دی۔ اچھا تو تم کون ہو۔ میں اسی کا غلام ہوں۔ سامنے کیوں نہیں آتے۔ سامنے آ کر مرنا ہے اور اگر میں نے تمہیں حاضر کر لیا تو آکاش نے لاجواب کرتے ہوئے کہا۔ انہیں کوئی جواب نہ ملا۔ لگتا ہے وہ ڈر کر بھاگ گیا۔ آکاش نے خود سے کہا۔ آؤ شیتل چلتے ہیں جالوس تو نہیں ملا کانے دیو ہی سے مل لیتے ہیں۔ ویسے آکاش یہ وردان جادوگر بھی کوئی بڑا ہی لگتا ہے جو جالوس جیسا جادوگر اس کے چرن چھونے گیا ہے۔ ہاں شیتل لگتا تو ایسے ہی ہے مگر تم کیوں ڈرتی ہو ابھی تو بڑے بڑے جادوگروں سے شناسائی ہو گی۔ چلو شیتل چلتے ہیں کانا دیو ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔ آکاش نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ دونوں باہر کو چل دیئے۔ حویلی سے باہر نکل کر وہ دونوں دور کھڑے ہو گئے اور اس بوسیدہ سی حویلی کو دیکھنے لگے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں شروع کریں اور پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر حویلی کی طرف کر لیا کہ ان کی انگلیاں کھلی ہوئی تھیں اور ان کا رخ حویلی کی طرف تھا۔ اسی اثنا میں ان کی انگلیوں سے بجلی کی سی لکیریں نکلنے لگیں اور پوری حویلی کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکے کے ساتھ حویلی اڑ گئی اور ہر طرف دھواں چھا گیا۔ دھواں چھٹا تو وہاں پر ایک بوسیدہ سی ٹوٹ پھوٹ کا شکار حویلی کھڑی تھی۔ آکاش اور شیتل ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور مسکراتے مسکراتے غائب ہو گئے۔

■

کیا ہوا کانے دیو کیا ہوا۔ شمشاد نے تعجب سے پوچھا۔ شمشاد تمہیں نہیں لگتا کہ کوئی ہمارے اردگرد موجود ہے۔ شمشاد بھی اردگرد ان دیکھے وجود کو تلاش کرنے لگا۔ کانا دیو اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کون ہے یہاں پر سامنے کیوں نہیں آتے اور تم میری نگری میں داخل کیسے ہو گئے۔ کانا دیو غصے سے غضبناک ہو گیا تھا اور پھنکاریں مارنے لگا۔ اتنے میں ایک سایہ سا باہر نکلتے ہوئے غائب ہو گیا۔ شمشاد دیکھو جادوئی پنجے کے باوجود بھی ہمارا دشمن ہماری جاسوسی کر رہا ہے، کچھ کرنا پڑے گا، آؤ شمشاد۔ اتنا کہہ کر کانا دیو باہر کو چل دیا اور شمشاد بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ دونوں باہر آ گئے۔ باہر آتے ہی کانے دیو نے ایک گیند نما گولہ حاضر کیا اور اسے ہوا میں چھوڑ دیا۔ گولے نے چکر لگانا شروع کیا اور کانے دیو کی نگری کا احاطہ کرنے لگا۔ جہاں جہاں سے وہ گولہ گزرتا گیا ایک باریک سی لکیر بنتی چلی گئی۔ جب گولہ پوری نگری کا چکر کاٹ چکا تو وہ کانے دیو کے سامنے آ کر ہوا میں معلق ہو گیا۔ کانے دیو نے انگلی کا اشارہ کیا تو گولہ ہوا میں بکھر گیا۔ آؤ شمشاد اب ہم محفوظ ہیں۔ میں نے اپنی نگری کو طاقتور حصار میں بند کر دیا ہے۔ اگر کوئی اندر آنے کی کوشش کرے گا تو جل جائے گا اور وہ دونوں اندر آ گئے۔ اندر پہنچے تو راگنی موجود تھی۔ کانا دیو اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ راگنی تم اندر کیسے داخل ہوئی، میں نے تو حصار...... نہیں آقا میں پہلے ہی سے موجود تھی، آپ بے فکر ہو جائیں آپ کے حصار کو کوئی نہیں توڑ سکتا۔ یہ سن کر کانا دیو کچھ مطمئن ہوا۔ اچھا سناؤ اس لڑکی کا کیا بنا۔ آقا وہ لڑکی نہیں ہے بلکہ کوئی مہان شکتی دان ہے۔ کوئی دیونی ہے دیوی جو آنکھوں سے ہی سامنے والے کو بے بس کر لیتی ہے۔ میرے بس کی بات نہیں تھی اس کو قابو کرنا اور پھر اس کے ساتھ ایک عجیب انسان موجود تھا جس نے میرا ایک منتر بھی نہیں چلنے دیا وہ بھی کوئی ماہر شکتی دان تھا جو ہر کام انگلیوں کے اشارے پر کرتا ہے۔ کانا دیو یہ سب سن کر حیران بھی ہو رہا تھا اور پریشان بھی۔ ہوں تو مجھے بھی کچھ کرنا پڑے گا۔ آقا مشکل کام ہے۔ راگنی تو

جانتی ہے کہ میرے پاس جادوئی پنجہ ہے۔ آپ کا جادوئی پنجہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چلو دیکھ لیتے ہیں۔ پورے ہال میں خاموشی چھا گئی۔ اچانک ان کے سامنے شیتل اور آکاش نمودار ہو گئے۔ راگنی چڑیل دنگ رہ گئی۔ کانے دیو یہی ہیں وہ یہی ہیں انہیں سامنے پا کر ایک لمحے کیو لئے تو کانے دیو پر خوف سوار ہو گیا مگر جلد ہی اپنے آپ کو خوف سے آزاد کر لیا کیونکہ اسے جادوئی پنجے پر گھمنڈ تھا۔ کانا دیو حیران پریشان انہیں تکتا رہا کہ یہ میری نگری میں داخل کیسے ہو گئے جبکہ میں نے ابھی ابھی حصار کھینچا ہے۔ واقعی یہ کوئی شکتی دان لگتے ہیں۔ کون ہو تم؟ کانا دیو گرجا۔ تمہیں اس سے کیا پہلے یہ بتاؤ کہ شہزادی کہاں ہے۔ آکاش نے جواباً کہا۔ اچھا تو تم شہزادی کے خیر خواہ ہو اور اسے لینے کے لئے آئے ہو۔ ہاں اسے لے کر ہی جائیں گے۔ آکاش نے تنک کر کہا۔ اے آدم زاد تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ کانے دیو تو بھی نہیں جانتا کہ ہم کون ہیں۔ ضرور اس چڑیل نے تمہیں بتا دیا ہو گا۔ چڑیل کا نام سن کر تو راگنی کے اندر جیسے آگ لگ گئی ہو۔ جاؤ شیتل تم شہزادی کو تلاش کرو میں ان سے نمٹتا ہوں۔ ابھی شیتل جانے ہی والی تھی کہ کانے دیو نے کچھ پڑھ کر ان دونوں پر پھونک مار دی۔ جس سے ان دونوں کے وجود ہل گئے انہیں ایک شدید جھٹکا لگا آکاش کچھ کرنے ہی والا تھا کہ شیتل نے اسے اشارے سے روک دیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ پڑھتے ہوئے اپنی آنکھیں یکدم کھول دیں۔ کانا دیو شیتل ہی کو دیکھ رہا تھا۔ شیتل کے اس طرح آنکھیں کھولنے سے کانا دیو دیوار سے جا ٹکرایا جیسے اسے کسی نے اٹھا کر پھینکا ہو۔ شیتل تم جاؤ شہزادی کو تلاش کرو میں اسے دیکھتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی شیتل غائب ہو گئی۔ اتنے میں کانا دیو اٹھ چکا تھا اور غالباً منتر بھی پڑھ چکا تھا۔ اس نے آکاش پر پھونک مار دی۔ آکاش کو ایک بار پھر جھٹکا کھانا پڑا جیسے کسی نے بجلی کرنٹ اس کے اندر چھوڑ دیا ہو۔ واقعی کانا دیو طاقتور ہے اور ہم جنہیں اپنی طاقت پر مان تھا جھٹکا کھا گئے۔

اس کے ساتھ ہی کانے دیو نے کچھ پڑھ کر پھونکا تو بے شمار بلائیں آکاش کے اردگرد حاضر ہو گئیں جو کھا جانے والی نظروں سے آکاش کی طرف بڑھنے لگیں۔ آکاش نے ایک ہی گولے سے سب کو جلا کر راکھ کر دیا۔ کانا دیو کھڑا یہ سب ماجرا دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں شیتل بھی شہزادی کو لے کر حاضر ہو گئی۔ کانا دیو خاموش کھڑا رہا جیسے اس نے ہتھیار ڈال دیئے ہوں۔ کانے دیو تم تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ آکاش کی آواز تھی۔ ویسے تمہارے پاس کوئی انہونی طاقت موجود ہے جس کی وجہ سے بچ گئے ورنہ آج زندہ نہ ہوتے ہم پھر آئیں گے۔ ابھی ہم شہزادی کو لینے کے لئے آئے تھے، لڑنے نہیں آئے تھے۔ تو نے خواہ مخواہ پنگا لیا۔ ابھی ہم شہزادی کو لے کر جا رہے ہیں۔ دوبارہ آئیں گے اور اس بار آ کر خوب لڑائی کریں گے۔ شیتل آکاش کی باتوں پر ہنس رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تینوں غائب ہو گئے اور کانا دیو انہیں جاتا ہوا حسرت سے دیکھنے لگا۔ کانے دیو نے جادوئی پنجے کو اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کے دیکھنے لگا اسے غصہ آ رہا تھا کہ پنجے کو دیوار میں دے ماروں مگر کسی انہونی طاقت کی وجہ سے زندہ بچ گئے۔ یہ سوچ کر اسے رکھ لیا۔ اور ناکامی پر ماتم کرنے لگا کہ اتنے میں راگنی چڑیل حاضر ہو گئی۔ کانا دیو سر جھکائے بیٹھا تھا۔ شمشاد بھی موجود تھا۔ راگنی یہ سب کیا تھا ان کے پاس وہ کون سی طاقت تھی جس سے ہم مات کھا گئے۔ جاؤ راگنی پتہ کرو ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے، بدلہ لیں گے جاؤ راگنی جاؤ۔ راگنی غائب ہو گئی۔

■

وردان جادوگر جالوس کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو۔ جالوس ہمیں پتہ ہے تم ہمارے پاس کس لئے آئے ہو۔ تمہیں شکتیاں چاہئیں ناں تمہیں اپنے دشمنوں سے لڑنا ہے جس کے لئے تمہیں بہت ساری طاقت چاہئے تمہیں طاقتیں مل جائیں گی مگر اس کے لئے تمہیں وہ کرنا پڑے گا جس کا میں حکم دوں گا۔ حکم کی عدولی تیرے لئے موت کا پیغام ہو گی۔ میں

تمہیں کالی طاقتوں کا بادشاہ بنا دوں گا پھر کرۂ ارض پر تمہارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ تم ایک قوی ہیکل جادوگر بن جاؤ گے۔ یہاں تک کہ جبرال بھی تمہارے سامنے عاجز ہو گا اور شمشاد جادوگر وہ تو کس باغ کی مولی ہے اسے چیونٹی کی طرح مسل دو گے۔ یہ سن کر جالوس جادوگر کی آنکھوں میں چمک عود آئی۔ اے مہان کالی شکتیوں کے بادشاہ میں ہر طرح سے تیری سیوا کرنے کے لئے تیار ہوں مگر مجھے شکتی دان بنا دیجئے۔ جالوس ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم نے ایک مورتی پر چالیس سال تک چلہ کاٹا مگر اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گنوا دیا مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہم وہ شکتیاں تمہارے بدن میں ڈالیں گے۔ تمہارے خطرے لئے خطرے کی بات یہ ہے کہ اس وقت اس مورتی کی ساری طاقتیں ایک لڑکی میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے وہ بہت شکتی شالی ہو گئی ہے اور ہاں خیر مناؤ کہ تم میرے پاس ہو اگر اپنی بوسیدہ سی حویلی میں ہوتے تو ضرور مارے جاتے کیونکہ وہ لڑکی اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تمہیں تمہاری حویلی میں ڈھونڈ کر واپس چلے گئے۔ تمہیں مارنے کے لئے آئے تھے۔ جالوس دینائے جادو میں ہلچل مچی ہوئی ہے، ایک طرف وہ لڑکی پراسرار طاقتوں کی مالک بن چکی ہے، دوسری طرف کانا دیو جادوئی پنجہ حاصل کر کے اپنی طاقتوں میں کئی گنا اضافہ کر چکا ہے۔ یہ جادوئی پنجہ شعلہ جادوگرنی کا ہے انہیں یہ پنجہ میرے بھائی ورداس جادوگر نے دیا تھا جو کہ اس وقت زمین کے اندر اپنا چلہ کاٹ رہا ہے۔ کالی ماتا نے ہم دونوں بھائیوں کو الگ الگ جگہ پر مقرر کیا ہے۔ وہ زمین کی تہہ میں ہے اور میں زمین کے اوپر ہوں۔ ورداس جادوگر کو جب بھی انسانی خون اور گوشت کی ضرورت پڑتی ہے تو شعلہ جادوگرنی وہ ضرورت پوری کرتی۔ ان کی اس خدمت سے خوش ہو کر ورداس جادوگر نے انہیں جادوئی پنجہ عنایت فرمایا۔ جالوس اگر تم نے میری خدمت کی تو میں بھی تمہیں ایسی شکتیاں دوں گا کہ یاد کرو گے۔

کالے دیوتا آپ حکم کریں میں نے کیا کرنا ہے، میں آپ کے حکم کو بجا لاؤں گا۔ وردان جادوگر نے جالوس سے نظر ہٹا لی اورت ایک طرف زمین کو دیکھنے لگے۔ اچانک زمین پھٹی اور اس میں سے ایک جن نمودار ہو گیا۔ وردان جادوگر نے اس جن کو حکم دیا کہ جالوس کو آگ لگا دو۔ یہ سن کر تو جالوس کے اوسان خطا ہو گئے۔ جالوس گھبراہٹ میں پہلو بدلنے لگا۔ جالوس گھبراؤ نہیں ہم تمہارے اس جسم کو جلا کر ایک اور جسم دیں گے جو ہر لحاظ سے طاقتور ہو گا اور پھر تمہاری روح اس میں ڈال دیں گے۔ تب تک تمہاری روح ہمارے قبضے میں رہے گی۔ تمہاری روح کو ہم ایسے امرت میں نہلائیں گے کہ وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہے گی۔ ڈرو مت اپنی آنکھیں بند کر لو تمہیں تکلیف ضرور ہو گی مگر کچھ دیر کے لئے اس کے بعد تمہاری روح تمہارے جسم سے جدا ہو جائے گی۔ ہاں جالوس پھر چلنے کے لئے تیار رہو۔ جالوس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ رضامند ہو۔ یہ دیکھ کر وردان جادوگر نے جن کو اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی جن منہ سے آگ اگلنے لگا اور آگ نے جالوس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جالوس سوکھی لکڑیوں کی طرح جلنے لگا۔ جالوس کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں جالوس کا بدن جل کر کوئلہ بن گیا اور زمین پر بکھرنے لگا۔ اسی اثنا میں راکھ کے ڈھیر سے ایک سایہ سا نکل کے وردان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ غالباً یہ جالوس کی روح تھی۔ یہ دیکھ کر وردان جادوگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تر گئی۔ جالوس تم میری آواز سن سکتے ہو مگر بول نہیں سکتے۔ تمہاری روح چالیس دن تک بغیر بدن کے رہے گی۔ چالیس دن کے بعد تمہیں ایک بدن دیا جائے گا۔ تب تک تم آزاد رہو جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ ہو سکتے تو کالی ماتا کے درشن کر لو تب تک میں تمہیں دیئے جانے والے بدن کو شکتی مان بناتا ہوں، جاؤ۔ یہ سن کر جالوس کی روح ایک طرف کو چل دی۔ وردان جادوگر نے کچھ پڑھ کر اپنے سامنے پھونک ماری تو ایک بوسیدہ سا بدن حاضر ہو گیا۔

جیسے صدیوں سے بے جان پڑا ہو۔ گوشال اب وقت آ گیا ہے کہ تیرے جسم میں روح ڈال دی جائے اور روح بھی جالوس جادوگر کی۔ دیکھ جالوس خود چل کر میرے پاس آیا ہے ذرا سوچ جب دو جادوگروں کے بدن مل جائیں گے کتنا شکتی شالی ہوں گے اور ہر چیز کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ مگر یہ سب میرے حکم سے ہوگا کیونکہ تمہارا یہ وجود اور جالوس کی روح میرے قبضے میں ہو گی۔ تم میرے تابع ہو کر کام کرو گے۔ وردان جادوگر نے ایک دہشت ناک قہقہہ لگایا جس کی آواز خاموش وادی میں گونج گئی اور ہر چیز لرزنے لگی۔

■

گوشال جادوگر دنیا کا مانا تانا جادوگر تھا جس نے اپنے زمانے میں تمام جادوگروں کو عاجز کر لیا اور جنات کو اپنا اسیر بنا لیا۔ بے انتہا شکتیوں کا مالک گوشال جادوگر طاقتیں حاصل کرنے کے لئے اس نے پھر وہ کام کر ڈالا جس کی ضرورت پڑی۔ انسانوں کا قتل عام نومولود بچوں کا خون پینا۔ کالی ماتا کو بلی دینا، کتنے ہی انسانوں کو اس نے اپنے گندے ارادوں کے لئے استعمال کیا۔ یہاں تک کہ اس نے جنات کی طاقتوں کو یکجا کر کے اپنے اندر سمو لیا۔ ایک آخری عمل (جس سے وہ امر ہو جاتا) نے اسے مات دے دی۔ وہ یہ کہ گوشال جادوگر نے اپنے ایک شاگرد وردان کو اعتماد میں لے کر اس سے ایک عمل کروانا چاہا۔ گوشال کی روح کو آگ میں جلنا تھا اور اس کا بدن وردان کے پاس تھا۔ وہ اس لئے کہ ایک وقت مقرر تک وردان نے ایک منتر پڑھ پڑھ کر گوشال کے بدن پر پھونک مارنی تھی جس سے گوشال کی روح بدن میں واپس آ جاتی اور وہ امر ہو جاتا۔ مگر وردان منتر جاری نہ رکھ سکا۔ اس کی نیت میں فتور آ گیا تھا کیونکہ اس وقت گوشال جادوگر کی ساری طاقتیں وردان کے پاس تھیں۔ منتر جاری نہ رکھنے کی وجہ سے گوشال کا بدن لڑکھڑاتا ہوا وردان کے سامنے آ گرا۔ گوشال کی روح بدن میں داخل ہونے کے لئے تڑپتی رہی چونکہ عمل نامکمل تھا اس لئے اس کی روح آسمانوں پر پرواز کر گئی۔ اس کی ساری طاقتوں کا مالک وردان بن بیٹھا۔ آج وہ یہی عمل دہرا رہا تھا مگر کسی اور رنگ میں کہ جالوس کی روح گوشال کے بدن میں ڈال دی جائے اور انہیں اپنے تابع کر کے ان سے کام لیا جائے۔ وردان جادوگر کافی دیر گوشال کے بدن پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونک مار رہا تھا کہ اچانک گوشال کے بدن نے حرکت کرنا شروع کی اور وہ وردان جادوگر کے سامنے ایسے بیٹھ گیا جیسے اس میں روح عود آئی ہو۔ یہ سب دیکھ کر وردان کے ہونٹوں پر ساحرانہ مسکراہٹ تیر گئی۔

■

شمریز نے اپنے گرد حصار کھینچ لیا اور بت کے سامنے ہو کر بیٹھ گیا۔ اس طرح کہ وہ اس بت کی آنکھوں میں جھانک سکتا تھا۔ مگر بیٹھنے سے پہلے اس نے وہ سفوف آنکھوں میں ڈال لیا جو انہیں شہزادے فرہاد نے دیا تھا۔ یہ چلہ ایک گھنٹے کا تھا۔ چلے کے دوران بغیر آنکھ جھپکائے اس بت کی آنکھوں کو دیکھنا تھا اور ایک مخصوص منتر پڑھنا تھا۔ ایک عجیب سا عمل صرف ایک گھنٹے کا اس بت کی آنکھوں سے آنکھیں ملانی تھیں اور وہ بت بھی شیطان ابلیس کا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ کون مائی کا لال ہے جو ہماری آنکھوں سے آنکھیں ملانے کی جرأت رکھتا ہو اور اگر پھر بھی ناکام ہو گیا تو ہم اسے آگ میں جلا دیں گے۔ کامیابی پر ہم اسے ایسی شکتیاں دیں گے وہ یاد رکھے گا۔

شمریز نے منتر پڑھنا شروع کیا۔ شمریز بدستور منتر پڑھ رہا تھا اور اس بت کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا کہ آہستہ آہستہ اس بت کی آنکھیں روشن ہونے لگیں اور ہوتی بھی چلی گئیں۔ آنکھوں کی چمک انتہائی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی جس کی وجہ سے شمریز کی آنکھوں میں جلن سی ہونے لگی۔ مگر وہ ابھی تک کامیاب تھا اور بت کی آنکھوں کی چمک شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ ابھی تقریباً آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ اچانک چھوٹی چھوٹی سی مخلوق بونے نما ہاتھوں میں سوئیاں لے کر اس کی طرف بڑھنے لگی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ سوئیاں آنکھوں میں چبھو دیں گے۔ شمریز کو اپنی موت نظر آنے لگی وہ آنکھیں جھپکنے ہی والا تھا کہ وہ بونے حصار سے ٹکرائے اور ختم ہو گئے۔ شمریز کے لئے مزید آنکھیں کھلی رکھنا مشکل ہوتا جا رہا تھا کہ اچانک آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کو سکون سا ملتا چلا گیا۔ شاید چلے کا وقت پورا ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور زمین پر لیٹ گیا۔ کافی دیر وہ اپنی آنکھیں بند کرے زمین پر لیٹ رہا۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو انبالہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی اور اسے چلے کی کامیابی پر مبارکباد دے رہی تھی۔ مگر ابھی تو پہلا دن تھا مزید چھ دن بقایا تھے۔ ان چھ دنوں میں کیا بنتا یہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔ اس کے کچھ دن اسی طرح گزر گئے کہ چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہے مگر وہ اپنے چلے میں کامیاب رہا۔ آج اس کا آخری دن تھا شمریز اور انبالہ بیٹھے آخری دن کے چلے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو ضرور ہم اپنے دشمنوں سے لڑ سکیں گے۔

انبالہ آج میرا آخری دن ہے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا۔ نہیں شمریز تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ پھر بھی انبالہ مجھے کچھ ہو گیا تو تم نے ہار نہیں ماننی بلکہ دشمنوں سے لڑنا ہے۔ اب تو کانا دیو بھی ہمارا دشمن ہے جس نے ہمیں یہ ذلت دکھائی۔ نہیں شمریز ایسی باتیں مت کرو تم ضرور کامیاب لوٹو گے۔ تمہارے بعد میں ضرور دشمنوں سے بدلہ لوں گی۔ ساتویں دن جب اس نے اپنے گرد حصار کھینچا تو غلطی سے حصار کے درمیان ایک گیپ سا رہ گیا جو کھینچی گئی لکیروں کو ایک دوسری سے جدا کر رہا تھا اسے اپنی کامیابی پر اتنی خوشی تھی کہ اس نے یہ کام جلدی میں کیا اور اس گیپ کو نظر انداز کر گیا۔ اس نے منتر پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ آنکھوں کی چمک اسی طرح بڑھتی جا رہی تھی مگر پھر اچانک بت کی آنکھوں سے ایک شعلہ نکلا اور شمریز کی طرف بڑھنے لگا۔ شاید اسے رستہ مل گیا تھا۔ اسی وجہ سے وہ حصار کے اندر داخل ہو گیا اور شمریز کی آنکھوں کے ساتھ چمٹ گیا۔ اس صورت حال میں وہ اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھ سکا۔ اپنے آپ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ آنکھیں بند ہوتے ہی قدرتی طور پر اس کے بدن کو آگ لگ گئی۔ ساتھ ساتھ اس بت کی آنکھوں نے بھی آگ برسا دی جو شمریز پر پڑنے لگی۔ شمریز چیختا ہوا حصار سے باہر نکل پڑا۔ یہ سب دیکھ کر انبالہ بھاگتی ہوئی شمریز کے پاس آئی۔ مگر قریب آتے ہی پیچھے ہٹ گئی۔ کیونکہ وہ آگ لگے شمریز کو چھو نہیں سکتی تھی۔ یہاں تک کہ شمریز کا بدن جل کر کوئلہ بن گیا اس میں سے ایک سایہ سا نکلا اور ایک قبر کی طرف چل پڑا۔ وہ سایہ انبالہ کی طرف ہاتھ ہلاتا ہوا ایک نئی قبر میں داخل ہو گیا۔ جیسے انبالہ کو اپنا وعدہ یاد دلا رہا ہو۔ انبالہ یہ سب سہہ نہ پائی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ قبرستان میں ایک اور قبر کا اضافہ ہو چکا تھا۔

جب انبالہ کو ہوش آیا تو بوڑھا شیطان اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔ انبالہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا تھا یہ عمل بہت مشکل ہے تم نہیں کر پاؤ گے مگر شمریز نے جان بوجھ کر آنکھیں بند نہیں کی بلکہ غلطی سے حصار میں گیپ رہ گیا تھا تو ایک شعلہ اس کی آنکھوں سے چمٹ گیا۔ ایسے میں آنکھیں بند کرنا ضروری امر تھا پھر اس کے بعد کیا ہوا تم نے دیکھ لیا۔ اب کیا ارادہ ہے تمہارا بوڑھے شیطان نے انبالہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ عمل اب میں کروں گی۔ انبالہ نے بے زاری سے جواب دیا۔ بوڑھا شیطان حیرت میں پڑا۔ پر تم ہاں میں کروں گی۔ شمریز کے ادھورے عمل کو میں پورا کروں گی۔ انتقام کی آگ میرے اندر جل رہی ہے۔ جن کی وجہ سے میں نے اپنا سب کچھ گنوا دیا انہیں کیسے چھوڑ دوں یا تو میں کامیاب ہو جاؤں گی یا اپنے شمریز کے پاس چلی جاؤں گی۔ یہ سن کر بوڑھے شیطان کے ہونٹوں پر ساحرانہ مسکراہٹ تیر گئی۔ ضرور یہ کامیاب ہو جائے گی کیونکہ یہ انتقام کی آگ میں جل رہی ہے اور اب شمریز کی موت نے اس آگ کو اور بھڑکا دیا ہے اور پھر بوڑھا

شیطان انبالہ کو منتر ھکانے لگا۔

■

جبرال جادوگر اپنے محل میں موجود تھا کہ اچانک چھنگا دیو حاضر ہو گیا۔ ہاں چھنگا دیو بتاؤ کیا خبر لے کر آئے ہو۔ آقا بہت بری خرب ہے۔ کانے دیو نے جادوئی پنجہ حاصل کر لیا ہے اور بے پناہ طاقتوں کا مالک بن چکا ہے اور اس سے بھی بری خبر یہ ہے کہ شمشاد جادوگر بھی اس کے ساتھ مل چکا ہے۔ جب میں کانے دیو کی نگری پہنچا تو شمشاد بھی وہی پر موجود تھا۔ کانے دیو نے میری موجودگی کو بھانپ لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے پکڑتا میں باہر نکل آیا۔ جونہی میں باہر نکلا وہاں پر وہی لڑکا اور لڑکی موجود تھے جنہوں نے میرے پیچھے میرے گولے لگائے تھے۔ وہ کانے دیو سے پرستان کی شہزادی کا مطالبہ کر رہے تھے مگر جب کانے دیو نے انکار کیا تو انہوں نے کانے دیو کو پٹخ پٹخ کر مارا۔ میں حیران تھا کہ جادوئی پنجے کے باوجود کانا دیو مار کھا گیا۔ شاید وہ کانے دیو کو مار ڈالتے مگر ہو سکتا ہے جادوئی پنجے کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ انہوں نے اس طاقت کا اعتراف بھی کیا تھا کہ کانے دیو کسی انہونی طاقت کی وجہ سے بچ گیا۔ ہوں تو یہ بات ہے۔ جبرال نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ پر آقا آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہماری طرف وہ پیش قدمی تبھی کریں گے جب ان میں سے کوئی ایک بچ جائے گا۔ رہی بات شمشاد جادوگر کی تو اس کے پاس ابھی تک ایسی کوئی طاقت نہیں کہ ہمارا سامنا کر سکے۔ وہ تو خود کانے دیو کے چرنوں میں بیٹھا ہے۔ ایک مالا ضرور ہے اس کے پاس جو ابھی تک بیکار ہے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس یاقوتی مالا کی طاقتوں کو زندہ کرنے والی وہی لڑکی ہے۔ شمشاد اور کانا دیو مل کر اس لڑکی کو اپنے قبضے میں لینا چاہ رہے ہیں مگر مشکل امر ہے۔ آقا میں تو کہتا ہوں اس سے پہلے کہ کسی بھی طریقے سے وہ اس لڑکی کو حاصل کریں ہمیں وہ یاقوتی مالا چرا لینی چاہئے۔ ہاں چھنگے دیو تمہاری یہ تجویز بالکل درست ہے۔ تم جاؤ اور کسی بھی طرح وہ یاقوتی مالا چرا کر لے آؤ۔ اس کے ساتھ ہی چنگا دیو غائب ہو گیا۔ جبرال جادوگر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اگر واقعی کانے دیو کے پاس جادوئی پنجہ ہے تو اس سے بھی خطرہ ہے۔ دوسری طرف اگر وہ لڑکی اور لڑکا اس کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو وہ بھی طاقت میں کم نہیں ہیں۔ ہر طرف خطرات منڈلا رہے ہیں مگر جب جالوس جادوگر کا خیال آیا تو اسے کچھ حوصلہ ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ کچھ ایسی طاقتیں لے آئے اور ہم ان کا مقابلہ کر سکیں۔ بس وہ ایسی ہی سوچیں سوچنے لگا۔ اچانک اسے طلسمی آئینے کا خیال آیا تو طلسمی آئینہ منگوا کر جادوئے دنیا کے احوال دیکھنے لگا۔ طلسمی آئینہ اسے آنے والے حالات سے آگاہ کرنے لگا۔ ایک طرف کانا دیو راگنی چڑیل سے کہہ رہا تھا۔ دوسری طرف شمشاد جادوگر اور شمیتا جادوگرنی کوئی پلین بنانے میں مصروف تھے کہ اچانک کانا دیو حاضر ہو گیا اور وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد چھنگا دیو مالا کے بالکل قریب کھڑا ہے اور اسے چھونے کی کوشش کر رہا ہے مگر جیسے ہی اس نے مالا کو ہاتھ لگایا تو اسے ایک کرنٹ سا لگا اور اسی اثنا میں وہاں پر ایک لڑکا اور لڑکی ظاہر ہو گئے۔ ان کے وہاں پر آتے ہی چھنگا دیو سب کی نظروں میں آ گیا۔ جسے چھنگے دیو کے منہ میں موجود موتی کا اثر ختم ہو گیا ہو۔ پھر کچھ ہی دیر بعد چھنگا دیو کا وجود دھویں میں تبدیل ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بوتل میں داخل ہو گیا۔ بوتل کو مضبوطی سے بند کر دیا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد کانے دیو کو غائب ہوتے ہوئے دیکھا۔ شمشاد جادوگر نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے ساکت کر دیا گیا اور وہ یاقوتی مالا اس لڑکی کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی۔ اسے لے کر وہ دونوں باہر کو نکل گئے۔ باہر نکلتے ہی پورا ہال آگ سے بھر گیا۔ شمشاد جادوگر اور شمیتا جادوگرنی کی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ پھر اس کے سامنے آئینے میں وردان جادوگر نظر آیا جس کے سامنے ایک مردہ جسم پڑا ہوا تھا کہ اچانک ایک سایہ سا آیا اور اس مردہ جسم میں داخل ہو گیا اور وہ

مردہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ ہی دیر بعد اسے وہاں پر وردان کی چیخیں سنائی دیں اور وہ مردہ جواب زندہ کھڑا تھا قہقہے لگانے لگا اور پھر تصویر بدل گئی۔ اب ایک بت کی آنکھوں سے شعائیں نکل کر ایک لڑکی کی آنکھوں میں داخل ہونے لگیں۔ شعاعیں نکلنا بند ہوئیں تو وہ لڑکی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی آئینہ صاف ہوتا چلا گیا۔ شعاعوں کا نکل کر اس لڑکی کی آنکھوں میں داخل ہونا یہ منظر جبرال جادوگر کے لئے نیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں مالا حاصل کر لیں گے جبکہ چھنگا دیو کو قید کر لیا جائے گا۔ شمشاد اور شمیتا دونوں ہی ہلاک ہو جائیں گے مگر کانا دیو وہ کہاں چلا گیا۔ جبرال جادوگر ایسے ہی خیالوں میں ڈوبتا چلا گیا اور آنیوالے وقت کا انتظار کرنے لگا۔

■

آکاش اور شیتل شہزادی تسلیم کو لے کر بابا فرید کے جنگل میں پہنچ چکے تھے۔ سبھی کو اپنا منتظر پایا۔ شہزادی تسلیم کو دیکھ کر شہزادہ فرہاد کے بدن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور بے اختیار اس کی طرف بڑھ گیا۔ آؤ آکاش آؤ۔ ہمیں امید تھی کہ تم ضرور کامیاب لوٹو گے۔ سناؤ جالوس جادوگر کا کیا بنا۔ اتنا کہہ کر بابا فرید انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ بابا جالوس جادوگر نہیں ملا ہم نے اسے بہت تلاش کیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ کوئی وردان جادوگر ہے اس کے پاس کچھ شکتیاں لینے گیا ہے۔ آکاش نے جواب دیا۔ اچھا کانے دیو کی سناؤ۔ ہاں بابا کانے دیو کا بھی سامنا ہوا مگر ایک بات ہمیں ابھی تک اچنبھے میں ڈال رہی ہے۔ بابا وہ جب بھی کوئی منتر پڑھ کر ہم پر پھونک مارتا تو ہمیں ایک عجیب سا جھٹکا لگتا اور ہمیں یہ گمان ہونے لگتا کہ کانا دیو کی طاقتیں ہم پر حاوی ہوتی جا رہی ہیں۔ مگر حیران کن بات یہ ہے کہ ہم تے بھی اسے پٹخ پٹخ کر مارا تھا۔ اس نے دوبارہ کچھ پڑھ کر ہم پر پونکا تو پھر ہمیں ایک اور جھٹکا لگا۔ ایسا لگتا کہ کسی نے بجلی کا کرنٹ ہمارے اندر چھوڑ دیا ہو۔ ہم نہ سمجھ سکے کہ اس کے پاس ایسا کیا ہے جس کی وجہ سے ہم جھٹکا کھا گئے۔ یہ سب باتیں سن کر بابا فرید گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ اتنے میں شہزادی تسلیم آگے بڑھی۔ میں بتاتی ہوں کہ کانے دیو کے پاس ایسی کون سی طاقت ہے۔ سب اسے دیکھنے لگے جیسے سننے کے لئے بے چین ہوں۔ کانے دیو کے پاس جادوئی پنجہ ہے جس کی وجہ سے آپ کے جادو نے ان پر اثر تو کیا تھا مگر ایک حد تک۔ وہ جادوئی پنجہ اس نے سانپوں کے باسی شمریز کے پاس سے چرایا تھا۔ شمریز کا نام سن کر شہزادہ فرہاد اچھل پڑا مگر وہ خاموش ہی رہا۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں دو سائے اترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہ نیلم اور انیل تھے جو بابا فرید کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آؤ انیل کیسے آنا ہوا۔ بابا وہ شمریز کو ہم نے اندھے کوئیں میں قید کیا تھا۔ آج جب اندھے کوئیں میں جھانک کر دیکھا تو وہ وہاں پر نہیں تھا بلکہ دونوں فرار ہو چکے ہیں۔ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ ہاں بابا ہم نے انہیں ہر جگہ تلاش کر لیا ہے مگر وہ ہمیں کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ اب وہ تمہیں کہیں نظر نہیں آئیں گے۔ یہ شہزادہ فرہاد کی آواز تھی۔ سب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگے۔ ہاں میں نے انہیں ایک ایسی جگہ میں بھیج دیا ہے جہاں پر شکتیاں دی جاتی ہیں۔ وہ وہاں پر شکتی دان بننے کے لئے گئے۔ مگر تم نے انہیں وہاں پر کیوں بھیجا۔ یہ سوال شہزادی تسلیم نے فرہاد سے پوچھا۔ مگر میں کیا کرتا وہ انگوٹھی جس میں مجھے کانے دیو نے قید کر دیا تھا وہ اس کے پاس تھی۔ اس نے یہ راز جان کر مجھے آزاد کر دیا تھا۔ نہیں فرہاد اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے کوئی بھی اپنی آزادی کے لئے کچھ بھی کر سکتا۔ یہ بابا فرید کی آواز تھی۔ اب صرف اس کے بارے میں سوچو کہ اگر وہ کامیاب لوٹے تو واقعی شکتی شالی بن کر لوٹیں گے۔ نہیں بابا مشکل ہے اصل تو وہاں سے کوئی واپس آتا نہیں ہے۔ وہاں پر ان سے ایک ایسا عمل کروایا جائے گا جس میں وہ زندہ نہیں بچیں گے، ضرور مارے جائیں گے۔ فرہاد نے سب کو تسلی دی۔ جیسے اپنی غلطی کا کفارا ادا کر رہا ہو۔ ٹھیک ہے انیل تم جاؤ اور ناگ دیوتا کو ساری باتوں

سے آگاہ کر دو اور ہاں خیال رہے کہ کہیں وہ کامیاب بھی نہ لوٹ آئیں۔ اگر ایسی ویسی کوئی بات ہوئی ہمارے پاس چلے آنا ہم کچھ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ایک طرف کو چلتے ہوئے غائب ہو گئے۔

اچھا بابا فرید اب ہمیں بھی چلنا چاہئے۔ آکاش تمہارا شکریہ کہ تم نے شہزادی کو کانے دیو کی قید سے آزاد کرایا۔ فرہاد نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور آکاش کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔ کبھی اگر ہماری ضرورت پڑی تو ضرور یاد کرنا ہم دل و جان سے تمہارے لئے حاضر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے سب سے اجازت لی اور دونوں اوپر کو اڑتے چلے گئے۔ کملا دیوی بھی ان کیس اتھ تھی۔

بابا فرید آکاش اور شیتل تونوں ہی گہری سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ کانے دیو کو فراموش کر چکے تھے۔ اور شمریز نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ جما لیا تھا۔ بابا فرید ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ ورنہ ہم بے بس ہو جائیں گے۔ خدانخواستہ اگر وہ کامیاب لوٹے تو ضرور شکتی شالی بن کر لوٹیں گے اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے۔ ہمیں کوئی طاقت حاصل کرنی ہو گی۔ مگر وہ کون سی طاقت ہو سکتی ہے جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ یاقوتی مالا اچانک ہی شیتل کے منہ سے نکل گیا۔ ہاں آکاش شیتل ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یاقوتی مالا کو لے کر آؤ اس سے ہماری طاقتوں میں کئی گنا اضافہ ہو گا۔ پھر ہم وردان جادوگر اور شمریز کا مقابلہ کر پائیں گے۔ جاؤ آکاش۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور اس مالا تک پہنچے تم اسے میرے پاس لے آؤ اور پھر آکاش اور شیتل اس مالا کو حاصل کرنے کے لئے وہاں سے غائب ہو گئے۔

■

شمشاد جادوگر اپنی نگری میں بیٹھا گہری سوچوں میں مستغرق تھا۔ وہ لڑکی کانے دیو پر حاوی آ گئی اور کانے دیو کو آنکھوں کے اشاروں سے دور پھینک دیا۔ باوجود اس کے کہ کانا دیو کے پاس جادوئی پنجہ موجود تھا اتنے میں شمیتا جادوگرنی اندر داخل ہوئی شمشاد کو پریشان دیکھا تو بول پڑی۔ شمشاد پریشان کیوں ہو؟ شمیتا پریشان ہونے کی بات جو ہے تم نے یہ دیکھا نہیں کہ کس طرح کانا دیو ان دونوں سے مات کھا گیا۔ پھر وہ کس طرح ہمیں وہ لڑکی لا کر دے گا وہ لڑکی تو خود پراسرار طاقتوں کی مالک ہے۔ ہم جو اتنے سالوں میں ایسی طاقت حاصل نہ کر سکے وہ کچھ ہی دنوں میں شکتی دان بن گئی۔ مجھے تو لگتا ہے کہ کانے دیو کے پاس موجود جادوئی پنجے کی طاقتیں ماند پڑ گئی ہیں۔ نہیں شمشاد! جادوئی پنجے کی طاقتیں بدستور قائم ہیں۔ شمیتا نے بیٹھتے ہوئے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہر طاقت کو کوئی نہ کوئی توڑ ہوتا ہے۔ جادوئی دینا کے لئے وہ پنجہ ابھی بھی ویسا ہی طاقتور ہے مگر اس لڑکی کے سامنے جادوئی پنجہ کی طاقتیں بے بس ہیں۔ تو شمیتا اس کا مطلب ہے کہ کانا دیو اب ہمارے کسی کام کا نہیں۔ نہیں شمشاد یہ بات بھی نہیں اب اگر ہم اس سے دشمنی کرتے ہیں تو وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس کے ساتھ چلنا پڑے گا۔ ویسے شمیتا یہ بات ابھی تک میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ان دونوں کے پاس وہ کون سی شکتیاں ہیں جن کی وجہ سے وہ اتنے طاقتور بن گئے ہیں۔ شمشاد میں نے اپنے علم سے پتا چلایا تھا کہ اس لڑکی کے اندر جالوس جادوگر کی مورتی کی ساری طاقتیں حلول کر گئی ہیں اور اس لڑکے کے پاس طلسمی انگوٹھی ہے جو انہیں شاہ جنات نے دی تھی اور ان دونوں کا مقصد بھی جادوئے دنیا سے جادوگروں کو ختم کرنا ہے۔ جن میں ہم تم بھی شامل ہیں۔ اتنے میں ان کے سامنے دھواں سا پھیلنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دھواں کانے دیو کا وجود اختیار کر گیا۔ آؤ کانے دیو کیسے آنا ہوا۔ شمشاد جیسا کہ تم جانتے ہو۔ اتنے میں کانا دیو ان کے برابر آ کر بیٹھ گیا۔ کس طرح وہ دونوں ہمیں بات دے گئے جس کے لئے آئے تھے وہ کر گزرے اور ہم ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور چال چلیں ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ تم یاقوتی مالا میرے حوالے کر دو، وہ میرے پاس حفاظت میں رہے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو

کہ کوئی اسے تم سے چرا لے۔ تم اس کی حفاظت نہ کر پاؤ۔ کانے دیو تمہاری بات تو درست ہے لیکن اگر میں وہ تمہیں دے دوں تو میرے پاس کیا رہ جائے گا۔ شمشاد تم فکر کیوں کرتے ہو میں ہوں ناں تیرے ساتھ۔ نہیں کانے دو اس دور میں کوئی کسی کا نہیں ہے وقت آنے پر سب کچھ بدل جاتا ہے۔ میں تمہیں یہ مالا نہیں دے سکتا۔ میں خود اس کی حفاظت کروں گا۔ میں نے اس پر ایسا طلسم پھونک رکھا ہے کہ کوئی اسے چھو بھی نہیں سکتا۔ تم بھی نہیں۔ شمشاد تم میری دوستی کو ٹھکرا رہے ہو۔ نہیں کانے دیو دوستی میں یہ معاہدہ نہیں ہوا تھا کہ میں یہ مالا تمہیں دوں گا۔ شمشاد تم بھول رہے ہو کہ میرے پاس جادوئی پنجہ ہے میں یہ مالا زبردستی بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ نہیں کانے دیو نہیں یہ تمہاری سوچ ہے۔ ذرا مالا کو چھو کر تو دیکھ جل جاؤ گے۔ دونوں ہی غصے سے غضبناک ہوئے جا رہے تھے۔ اچانک مالا کے گرد بجلی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ جیسے اس کو کسی نے چھوا ہو شمشاد سمجھ گیا کہ کوئی ان دیکھا وجود مالا کو حاصل کرنا چاہتا ہے مگر میرا طلسم اسے ایسا نہیں کرنے دے رہا اور پھر وہ اپنے چاروں طرف نظریں دوڑانے لگے۔ مگر اس سے پہلے کہ کوئی انہیں نظر آتا آکاش اور شیتل ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ان کے آتے ہی چھنگا دیو بھی سامنے آ گیا جو مالا کے اوپر جھکا ہوا اسے چھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر ابار بار اسے بجلی کا کرنٹ سا لگتا اور ہاتھ پیچھے کھینچ لیتا۔ وہ اس چیز سے بیگانہ تھا کہ سب اسے دیکھ سکتے ہیں جونہی اس کی نظر آکاش اور شیتل پر پڑی تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور اپنے آپ کو غائب کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر ناکام رہا۔ اس سے پہلے کہ چھنگا دیو کچھ اور کرتا شیتل کی آنکھوں سے تیز شعاعیں نکلیں۔ چھنگا دیو کے بدن سے ٹکراتے ہی چھنگا دیو دھواں بننے لگا اور دھواں ایک بوتل میں داخل ہو گیا۔ یہ سب دیکھ کر کانا دیو تو غائب ہو گیا۔ شمشاد اور شمیتا اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ وہ دونوں بھی خوفزدہ تھے۔ مگر حفظ ماتقدم کے طور پر شمشاد جادوگر گرجا تم نے جرأت کیسے کی میری نگری میں آنے کی۔ ہماری مرضی ہم جہاں بھی جائیں تمہارے باپ کی نگری ہے اور ہاں ہم فضول کسی کے پاس نہیں جاتے۔ ہمیں یہ مالا چاہئے تھی۔ سو چلے آئے۔ پر تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ تمہیں ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ بس مالا لے کر چلے جائیں گے۔ آکاش بولتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شیتل مالا کی طرف بڑھ گئی۔ شمشاد نے جب یہ دیکھا تو انہیں روکنے کے لئے اٹھنا چاہا مگر آکاش نے ہاتھ کا اشارہ اس طرح کیا کہ جیسے کہہ رہا ہو۔ شمشاد بیٹھے رہو مالا ہم خود لے لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی شمشاد اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ شیتل نے مالا کو چھوا تو اس کے بدن میں بھی ایک کرنٹ سا دوڑ گیا۔ کیا ہوا شیتل آکاش نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ آکاش لگتا ہے اس پر شمشاد نے کوئی خاص طلسم پھونک رکھا ہے جس کی وجہ سے ہم اسے چھو نہیں سکتے اور پھر آکاش کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہوا۔ لگتا ہے شیتل اسے پھر زندہ کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی آکاش نے ہاتھ کے اشارے سے شمشاد کو اٹھنے کا کہا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ شمشاد اس کا طلسم ختم کرو ورنہ ہم تمہیں مار ڈالیں گے۔ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا ورنہ تم اسے لے جاؤ گے۔ لے تو اسے ہم اب بھی جائیں مگر تم زندہ نہیں بچو گے۔ اس کے ساتھ ہی آکاش نے ایک پھونک شمشاد پر ماری اور ایک اپنی مٹھی پر مار دی۔ جب آکاش نے اپنی مٹھی کو زور سے دبایا تو شمشاد کی جان نکل گئی۔ ہاں بول وہ طلسم ختم کرتا ہے یا نہیں ورنہ تیری جان میری مٹھی میں ہے۔ کرتا ہوں کرتا ہوں۔ پر اس شرط پر کہ تم ہمیں آزاد کر دو گے۔ ٹھیک ہے شمشاد تم طلسم ختم کرو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے اور شمشاد کچھ پڑھ کر مالا پر پھونک مارنے لگا۔ مالا کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ اب تم اسے چھو سکتے ہو۔ کچھ ہی دیر بعد وہ مالا شیتل کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی۔ وہ اسے الٹ پلٹ کے دیکھنے لگا۔ اچھا شمشاد اب ہم چلتے ہیں، تمہاری جان بخشی اور وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے پر پہنچ کر وہ دونوں پلٹے اور

شمشاد کو دیکھنے لگے جو انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ یقیناً اسے مالا کا غم تھا۔ اور پھر آکاش اور شیتل نے کچھ پڑھ کر شمشاد کی طرف پھونکا اور باہر نکل گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی پورا ہال آگ سے بھر گیا۔ شمشاد اور شمیتا کی چیخیں سنائی دینے لگیں۔

■

جالوس جادوگر کی روح فضا میں معلق گردانوں کے چکر کاٹ رہی تھی۔ جالوس سوچ رہا تھا کہ وردان جادوگر نے اسے بے بس کر دیا ہے اور وہ اسی کے رحم و کرم پر ہے۔ چاہے تو اسے جسم دے دے اور چاہے تو اسے اسی طرح رہنے دے مگر اس کی باتوں سے لگتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وردان جادوگر نے اسے وچن دیا ہے۔ پھر اپنے وعدے سے کیسے پھر سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ کیونکہ وہ آگ میں جلنے کے لئے تیار ہوا تھا۔ خیر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ جالوس جادوگر کی روح اسی طرح گردش میں رہی۔ جالوس کو بدن چالیس دن کے بعد ملتا تھا اور انتالیس دن اس نے اسی طرح گزار دیئے کہ اس کو پناہ نہ مل سکی اور یہ انتالیس دن وہ کالی ماتا کے درشن کرتا رہا۔ اس کی پوجا پاٹ کرتا رہا۔ آج آخری دن تھا اور وہ کالی ماتا کے درشن کر رہا تھا کہ اچانک کالی ماتا کے بت کی آنکھیں ہلنے لگیں اور جالوس کو ایک آواز سنائی دی۔ جالوس ہم تمہاری سیوا سے خوش ہوئے۔ میں کالی ماتا ہوں اور تمہارے ارادوں کو خوب جانتا ہوں۔ یہ نہ کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہو۔ اسی لئے میں تمہیں ایک راز دیتا ہوں۔ وردان جادوگر تمہاری روح کو گوشال کے بدن میں ڈھالے گا ضرور مگر اپنے مقصد کے لئے۔ وہ تمہیں اپنے تابع کرنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنی ساری طاقتیں ایک ڈھانچے میں قید کر دی ہیں۔ وہ ساری طاقتیں تمہارے اندر ڈال دے گا مگر تم اس کے تابع ہو کر کام کرو گے۔ اس لئے کہ وہ انسانی ڈھانچہ اس کے پاس ہو گا اور پھر کبھی بھی وہ تم سے اپنی ساری طاقتیں چھین سکتا ہے۔ اس لئے تم خود سے کچھ نہیں کر سکو گے۔ اس لئے میں تمہیں وہ طریقہ بتاتا ہوں جس کی وجہ سے تم وردان کی قید سے آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ اس لئے کہ ہم وردان سے خوش نہیں ہیں اس نے گوشال کو مارا ضرور مگر اپنی طاقتیں بڑھانے کے لئے اس کے مقابلے میں اس نے ہمیں خوش نہیں کیا۔ جالوس جادوگر جو بول جنہیں سکتا تھا کالی ماتا کی ساری باتیں سن رہا تھا۔

تم نے اس انسانی ڈھانچے کو اپنے قبضے میں لے لینا ہے۔ ساری طاقتیں تو وہ تمہیں پہلے ہی دے چکا ہو گا۔ انسانی ڈھانچہ بھی تمہارے قبضے میں ہوا تو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ تم اسے آسانی سے مار سکو گے اور پھر وہ ڈھانچہ لے کر تم ہمارے پاس آ جانا ہم اس ڈھانچے کی ساری طاقتیں تمہیں دے دیں گے اور تم مہان شکتی بن جاؤ۔ ہماری یہ نوازشیں تم پر اس لئے ہیں کہ تمہارے دادا سامری جادوگر ہمارا بہت بڑا سیوک تھا اس نے لاکھوں انسانوں کی بلی ہمیں دی تھی اس لئے ہم ان سے خوش تھے اور آج وہ ساری طاقتیں تمہیں دے دیں گے۔ جاؤ اب تمہارے بلاوے کا وقت آ گیا ہے اور پھر اچانک جالوس کی روح ایک طرف کو اڑنے لگی جیسے اسے کوئی کھینچ رہا ہو۔ اس نے اندازہ لگایا کہ وہ وردان جادوگر کی سمت میں اڑ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ وردان کے سامنے موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ وردان کے سامنے ایک بوسیدہ سا جسم پڑا ہے اور اس کے پہلو میں ایک ڈھانچہ پڑا ہے۔ وردان جادوگر کبھی اس بوسیدہ مردے پر پھونک مارتا اور کبھی اس انسانی ڈھانچے پر اب اس نے ایک اور پھونک کا اضافہ کر دیا تھا جو وہ جالوس کی روح پر مار رہا تھا۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جس سے وہ گوشال جادوگر کے بدن کو اپنے قبضے میں رکھتا۔ وہ اس میں جالوس کی روح تو ضرور ڈال دیتا مگر وہ دونوں اس کے حکم کے پابند رہے۔ کافی دیر تک وہ یہ عمل کرتا رہا کہ اچانک جالوس کی روح کو تکلیف ہونے لگی۔ تکلیف کی شدت بڑھتی جا رہی تھی اور وہ چیخ و پکار کرنے لگا۔ مگر اس کی یہ چیخ و پکار کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جالوس جادوگر کی روح گوشال کے

بدن کی طرف بڑھی اور اس میں غائب ہو گئی۔ جالوس کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا جو اب گوشال کی صورت میں سامنے تھا۔ کچھ ہی دیر بعد گوشال کے بدن نے آنکھیں کھول دیں۔ بدن میں جان آتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وردان جادوگر کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔ جالوس جادوگر نے آگے بڑھ کر وہ انسانی ڈھانچہ اٹھا لیا۔ ڈھانچے کو ہاتھ لگتے ہی وردان جادوگر کی آنکھیں کھل گئیں۔ جالوس کے ہاتھوں میں ڈھانچہ دیکھا تو پکار اٹھا۔ جالوس یہ کیا کیا تم نے اسے اپنی جگہ پر واپس رکھ دو ورنہ پھر سے تمہاری طاقتیں ختم ہو جائیں گے۔ نہیں وردان نہیں ایسا نہیں ہو گا بلکہ اس ڈھانچے کے چلے جانے سے تمہاری طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور میں اپنے آپ کو تمہاری قید میں نہیں رکھ سکتا۔ جالوس تم میرے ساتھ دھوکا کر رہے ہو۔ وردان گرجا۔ کیسا دھوکا؟ تم نے بھی تو کیا تھا گوشال جادوگر کے ساتھ۔ دیکھو گوشال کے بدن نے آج تجھ سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ جالوس میں نے تمہیں نئی زندگی دی ہے تمہیں پھر سے خاک میں ملا دوں گا۔ وردان اگر ایسا کر سکتے ہو تو کر کے دیکھ لو مگر تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ تمہاری ساری طاقتیں تو میرے پاس ہیں۔ میں ہی کچھ کرتا ہوں۔ جالوس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے آگ کا ایک گولہ ناچ رہا تھا۔ جالوس نے ابھی گولے کی طرف اشارہ ہی کیا تھا کہ وردان تڑپ اٹھا۔ نہیں جالوس تم مجھے نہیں مار سکتے۔ دیکھو میں نے تمہیں شکتیاں دی ہیں میں تمہارا محسن ہوں بھلا اپنے محسن کو تم کیسے مار سکتے ہو۔ وردان، کالی ماتا بھی یہی چاہتی ہے کہ تم اب زندہ نہ رہو اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی جالوس نے گولے کو اشارہ کیا تو وہ وردان جادوگر کی طرف بڑھ گیا۔ جالوس جادوگر وہ انسانی ڈھانچہ اٹھائے کالی ماتا کے مندر کی طرف جانے لگا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وردان کے بدن کو آگ لگی ہوئی تھی اور اس کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ جالوس جادوگر نے یہ سب نظر انداز کیا اور مندر کی طرف بڑھ گیا۔

■

انبالہ نے منتر یاد کیا اور چلے کی جگہ جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے گرد حصار کھینچا اور منتر پڑھنے لگی کچھ ہی دیر بعد بت کی آنکھوں میں چمک عود آئی۔ جیسے خوش ہو رہا ہو کہ ایک شکار ہو گیا۔ وہ منتر پڑھتی جا رہی تھی اور بت کی آنکھوں کی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے اندازہ ہو چلا تھا کہ واقعی اس بت کی آنکھوں میں جھانکنا کتنا مشکل ہے۔ مگر انتقام کی آگ میں وہ ایسی جلی کہ اس نے آنکھوں میں وہ سفوف بھی نہ ڈالا۔ یہاں تک منتر پڑھتی ہوئی کامیاب ہوتی چلی گئی۔ چھ دن اس نے ایسے گزار دیئے کہ اسے پتہ بھی نہ چلا۔ وہ سب واقعات اس کے ساتھ ہوتے ایسے جو شمریز کے ساتھ گزرے تھے مگر وہ جوانمردی سے ان کا مقابلہ کرتی رہی۔ آج ساتواں اور آخری دن تھا۔ جونہی اس نے منتر شروع کیا بت کی آنکھیں ہلنے لگیں اور ان آنکھوں سے شعلہ سا نکل کر انبالہ کے گرد حصار کا چکر کاٹنے لگا جیسے اندر داخل ہونے کا رستہ تلاش کر رہا ہو مگر وہ ناکام رہا اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ گولہ بجھ گیا۔ اس کے علاوہ بھی عجیب و غریب مخلوق ہاتھوں میں سوئیاں لے کر اس کی طرف بڑھتی رہی مگر حصار سے ٹکرا کر ختم ہو جاتی۔ انبالہ آنکھوں کی جلن سے بے خود ہوتی جا رہی تھی۔ ایسا لگتا کہ ابھی وہ موند دے گی مگر کچھ ہی دیر باقی تھی آج بت کی آنکھوں کی چمک کچھ زیادہ تھی۔ جس کے سامنے آنکھیں کھلی رکھنا محال لگتا تھا۔ اس سے پہلے کہ انبالہ کی آنکھیں جھپک پڑتیں بت کی آنکھوں سے روشنی کی لکیریں نکلیں اور حصار کو توڑتی ہوئی انبالہ کی آنکھوں میں داخل ہونے لگیں۔ کچھ ہی دیر بعد بت کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں اس کے ساتھ ہی انبالہ بے سدھ ہو کر زمین پر گر پڑی اور بے ہوش ہو گئی۔ جب انبالہ کی آنکھ کھلی تو وہ بوڑھے شیطان کے سامنے تھی اور اس کے چاروں طرف کثیر تعداد میں جنات، دیو، چڑیلیں اور بدروحیں ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ بوڑھا ایک طرف کو بیٹھا ہوا تھا۔

انبالہ کو ہوش میں آتا دیکھ کر وہ انبالہ کی طرف بڑھنے لگا۔ مبارک ہو تمہیں اے لڑکی تم اپنے چلے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ مبارک ہو کہ کالے دیوتا نے اپنی ساری شکتیاں تمہیں دے ہیں وہ تم سے خوش ہوئے۔ بدلے میں یہ سب جنات تمہارے غلام بن گئے ہیں۔ جو کام ان سے لینا چاہو گی وہ لے سکو گی۔ یہ عام جنات نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جو یہاں پر عملوں میں مصروف ہیں۔ اتنا کہہ کر اس بوڑھے شیطان نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے کہ اچانک ان ہاتھوں پر ایک تاج ظاہر ہو گیا اور یہ تمہارے لئے ہماری طرف سے تحفہ ہے۔ آگے بڑھ کر انہوں نے وہ تاج انبالہ کے سر پر رکھ دیا۔ اب اگر چاہو تو ان سب جنات کو تم کسی بھی چیز میں قید کر سکتی ہو تا کہ ہر وقت یہ تمہارے ساتھ رہیں۔ ہاں کالے دیوتا کے پجاری مجھے ان سب کی ضرورت ہے اس لئے انہیں آپ میرے سر پر موجود تاج میں قید کر دیجئے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اتنا کہہ کر اس بوڑھے شیطان نے سب جنات کو اشارتاً حکم دیا۔ اشارہ پاتے ہی وہ سب ہوا میں ایسے بکھر گئے جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہ ہو اور پھر دھوئیں کی صورت میں باری باری انبالہ کے سر پر موجود تاج میں سماتے گئے۔ یہ دیکھ کر بوڑھے شیطان کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ تیر گئی۔ جاؤ انبالہ جاؤ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ ختم کر دو سب کو جو بھی تمہارے راستے میں آئے مٹا دو اسے۔ اس سے پہلے کہ اس وادی کو آگ لگ جائے چلی جاؤ یہاں سے۔ سب سے مشکل اور آخری عمل کر کے تو نے کالے دیوتا کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ اب یہ وادی زیادہ دیر قائم نہیں رہے گی اور سب جنات بھی تمہارے قبضے میں آ چکے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ بوڑھا شیطان غائب ہو گیا۔ انبالہ اکیلی ہی اس وادی میں موجود رہ گئی۔ اچانک چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔ لگتا ہے واقعی اس وادی کو آگ لگنے والی ہے۔ انبالہ نے خود سے کہا اور پھر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اس جنگل کا تصور باندھا جہاں سے سفر شروع کیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ اسی جنگل میں موجود تھی۔

■

کانا دیو غصے کی حالت میں اپنے محل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راگنی چڑیل اس کے پیچھے تھی۔ اسی حالت میں کانا دیو محل میں داخل ہو گیا اور بے چینی کی سی حالت میں ٹہلنے لگا۔ راگنی بھی اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ ماحول پر گہرا سکوت طاری تھا۔ دونوں ہی خاموشی سے اپنی ناکامی پر ماتم کر رہے تھے۔ کانا دیو مسلسل سوچ کا شکار تھا۔ اتنے میں راگنی بول پڑی۔ کانے دیو! کانے دیو نے پلٹ کر راگنی کو دیکھا۔ حوصلے سے کام لو وہ لوگ طاقتور ضرور ہیں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مگر بہت جلد ہم کوئی ایسا راز پالیں گے جس کی وجہ سے ہم ان پر حاوی ہو جائیں گے۔ کانا دیوا بھی پشیمانی کی حالت میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس نے راگنی کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور محل سے نکل کر باغ میں آ گیا۔ راگنی بھی اس کے پیچھے چلی آئی۔ نہیں راگنی ہم ان کا مقابلہ کبھی بھی نہیں کر سکتے۔ کانے دیو نے رکتے ہوئے کہا۔ ان کے پاس طلسمی انگوٹھی اور مورتی کی طاقتیں موجود ہیں اور اب تو وہ یاقوتی مالا بھی بلے اڑے۔ تم خود سوچو اب وہ کیا سے کیا ہو جائیں گے۔ راگنی نے کوئی جواب نہ دیا اور کچھ سوچنے لگی۔ اچانک ہی بول پڑی۔ کانے دیو ایک حل ہے میرے پاس۔ کانے دیو نے حیرت سے راگنی کی طرف دیکھا۔ کیا حل ہے تمہارے پاس۔ سوالیہ نظروں سے راگنی کو دیکھنے لگا۔ کانے دیو تم نہیں جانتے یہ جادوئی پنجہ اصل میں کس کا ہے۔ کانے دیو نے تعجب سے پوچھا۔ یہ جادوئی پنجہ شعلہ جادوگرنی کا ہے۔ جو ایک غار میں پتھر کی بنی بیٹھی ہے۔ اسے اس حالت تک گوشال جادوگر نے پہنچایا تھا۔ وہ اس طرح کہ شعلہ جادوگرنی خوبصورت رہنا پسند کرتی ہے وہ اکثر دوشیزہ کے روپ میں رہتی تھی۔ ایک دن گوشال کی نظر اس پر پڑ گئی اور اسے وہ پسند آ گئی بس پھر کیا تھا بس فوراً اپنے آپ کو اس سے شادی کے لئے تیار کر لیا جبکہ گوشال خود بدصورت تھا۔ بھلا ایسے میں شعلہ کیسے راضی ہوتی۔ انکار

کی صورت میں اسے پتھر کا بنا دیا گیا اور یہ جادوئی پنجہ اس کے سر پر رکھ دیا۔ اس میں بھی ایک راز تھا وہ یہ کہ جب تک کوئی اور اس کے سر سے وہ پنجہ اٹھا کر نہ رکھتا وہ اسی طرح پتھر کی بنی رہے گی۔ اب اگر ہم یہی پنجہ اس کے سر پر رکھ دیں تو وہ اپنی اصلی حالت میں آ جائے گی اور اگر ہم نے ایسا کیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس پنجہ کا استعمال صحیح طرح سے جانتی ہو اور ہماری مدد کر سکے۔ راگنی نے ساری بات کانے دیو کو بتا ڈالی۔ مگر شعلہ جادوگرنی ہماری مدد کیوں کرے گی۔ کانے دیو نے حیرت سے پوچھا۔ کیوں نہیں کرے گی کانے دیو ضرور کرے گی۔ کیونکہ ہم انہیں اصلی حالت میں لے کر آئیں گے تو پھر راگنی ہمیں چلنا چاہئے۔ شعلہ جادوگرنی کو بھی آزما لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ہواؤں میں اڑتے ہوئے سرخ پہاڑ پر جا اترے اور اس غار کو تلاش کرنے لگے۔ جہاں شعلہ جادوگرنی قید ہے مگر انہیں وہ غار کہیں بھی نظر نہ آیا۔ دونوں سوچ میں پڑ گئے کہ غار کہاں ہو سکتا ہے۔ اتنے میں راگنی اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی اور غار کو تلاش کرنے لگی جلد ہی بند آنکھوں سے اسے غار نظر آ گیا۔ راگنی نے کانے دیو کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر غار کے دہانے پر جا اتری۔ آہستہ آہستہ وہ غار میں داخل ہونے لگے۔ وہ دونوں غار میں دھیرے دھیرے سے چل رہے تھے جبکہ غار لمبا ہوتا جا رہا تھا۔ کافی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد انہیں ایک تخت پر عورت بیٹھی دکھائی دی۔ کافی بدصورت لگتی تھی وہ دونوں سمجھ گئے کہ یہی شعلہ جادوگرنی ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ راگنی اب کیا کریں کانے دیو نے دھیرے سے کہا۔ کانے دیو یہ پنجہ اس کے سر پر رکھ دو۔ کانے دیو نے آگے بڑھ کر وہ پنجہ شعلہ جادوگرنی کے سر پر رکھ دیا اور پیچھے ہٹ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد شعلہ جادوگرنی کی آنکھیں ٹمٹمانے لگیں اور پھر ان کے سامنے شعلہ جادوگرنی سر جھکائے زندہ حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ابھی تک وہ اپنے آپ کو گہری نیند سے بیدار کر رہی تھی آہستہ آہستہ اپنے سر کو اٹھانے لگی۔ سامنے کانا دیو اور راگنی کو پا کر غضبناک ہو گئی۔ کون ہو تم اور یہاں کس لئے آئے ہو۔ ایک لمحے کے لئے وہ دونوں سہم گئے۔ جی میں کانا دیو ہوں اور یہ راگنی ہے۔ ہم ہی آپ کو پتھر سے اصل حالت میں لے کر آئے ہیں۔ میرا دشمن کہاں ہے۔ جی ہم آپ کے دشمن کو نہیں جانتے۔ اب جادوئی پنجہ شعلہ جادوگرنی کے ہاتھوں میں تھا اور وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ ساری آپ بیتی اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔ گوشال جادوگر نے کیوں کر اسے پتھر کا بنایا تھا مگر یہ گواشل چلا کہاں گیا۔ ایک بار پھر وہ کانے دیو اور راگنی کو دیکھنے لگی مگر اس بار اس کی آنکھوں میں تشکر اُمڈ آیا تھا۔ نہیں چھوڑوں گی میں اپنے دشمن کو بدلہ لوں گی اس سے۔ غصے میں اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کانے دیو اور راگنی کو اشارہ کرتی ہوئی ایک طرف کو چل دی۔ کانا دیو اور راگنی بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

■

ناگ دیوتا اپنی نگری میں بیٹھا نیلم اور انیل کا انتظار کر رہا تھا جنہیں کتنی ہی دیر ہو گئی تھی مگر ابھی تک نہیں لوٹے۔ یہ شمریز اور انبالہ کہاں جا سکتے ہیں۔ پر سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ اندھے کنوئیں سے باہر کیسے نکلے کیا ان کے پاس ابھی بھی شکتیاں موجود تھیں یا پھر ہمارے ہی کسی دھوکے باز کا سہارا لیا انہوں نے۔ یہ وہ خیالات تھے جو ناگ دیوتا کے دماغ میں چل رہے تھے اور یہ سب سوچ کر اس کا دماغ مفلوج ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک ہی اسے نیلم اور انیل کا احساس ہوا۔ جیسے اس کے پاس موجود ہوں اور پھر ایسا ہی ہوا وہ دونوں سامنے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ یہ کافی پریشان ہیں۔ ناگ دیوتا نے ان کی پریشانی کو بھانپ لیا۔ ہاں انیل کچھ پتہ چلا شمریز کا اور سوالیہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔ تھوڑی خاموشی کے بعد انیل گویا ہوا۔ ہاں ناگ دیوتا آج کل وہ ایک ایسی وادی

میں موجود ہیں جہاں پر عملیات سکھائے جاتے ہیں اور یہ سب عمل شیطان ابلیس کی زیر نگرانی ہوتے ہیں۔ پہلے وہ انہیں شیطان کا پجاری بناتے ہیں اور پھر انہیں لامحدود شکتیوں سے نواز دیتے ہیں۔ انیل نے تفصیل بتائی۔ مگر انیل وہ اندھے کنویں سے نکلے کیسے۔ ہاں ناگ دیوتا س کے بارے میں بھی ہمیں پتہ چلا ہے، پرستان کا شہزادہ فرہاد ان کی قید میں تھا انہوں نے اپنی آزادی کے لئے اسے استعمال کیا اور فرہاد نے اپنی آزادی کے لئے انہیں اس وادی میں بھیج دیا جہاں آج کل وہ موجود ہیں۔ مگر فرہاد کہہ رہا تھا کہ وہاں کے سارے عمل انتہائی مشکل ہیں اگر وہ سات دن تک نہیں لوٹے تو سمجھ لینا اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔ جبکہ آج انہیں پورے چودہ دن ہو چکے ہیں۔ ضرور وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ناگ دیوتا ساری باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ مگر انیل یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں زندہ ہوں اور ہمیں مارنے کی تیاری میں لگے ہوں۔ ناگ دیوتا نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ ہاں ناگ دیوتا یہ بھی ہوسکتا ہے اسی لئے بابا فرید کہہ رہے تھے کہ جتنا جلدی ہو سکے تم میرے پاس چلے آؤ۔ تم میرے ہاں محفوظ رہو گے۔ تب تک میں بھی کچھ کرتا ہوں۔ ہاں انیل بابا فرید ٹھیک کہہ رہے تھے ہمیں انہی کے پاس چلنا چاہئے ضرور وہ ہماری مدد کرے گا اور ہم کچھ مشورہ بھی کر سکیں گے۔ چلو چلتے ہیں۔ اتنا کہہ کر ناگ دیوتا اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے بالکل درمیان میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ اڑنا ہی چاہتے تھے کہ اچانک ہوا چلنے لگی۔ مگر یہ ہوا انہیں کچھ پراسرار سی لگتی تھی۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت اس پر غور کرنے لگے کہ ہوا بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ طوفان کی صورت اختیار کر گئی۔ اتنا بڑا طوفان انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا کہ کئی درخت اپنی جگہ سے اکھڑ کر دور جا گرے تھے۔ انہیں اپنے وجود پر قابو پانا مشکل رہا تھا ایسا لگتا تھا کہ یہ طوفان انہیں اڑا کر لے جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ایک بگولا سا ان کی طرف بڑھا اور انہیں اٹھا کر دور پھینک دیا۔ وہ تینوں زمین پر آ گرے ان کے گرتے ہی طوفان تھم گیا۔ ایسا تھا کہ دور دور تک ہوا کا نشان نہیں تھا۔ وہ درخت جو تیز ہوا کی وجہ سے سرسراہٹ کی آواز پیدا کر رہے تھے اب خاموشی سے سینہ تان کر کھڑے تھے۔ ناگ دیوتا کو یقین ہو چلا تھا کہ ضرور کوئی پراسرار طاقت کے زیر اثر یہ سب کچھ ہوا ہے۔ وہ متلاشی نگاہوں سے اپنے چاروں طرف نظر دوڑانے لگے۔ اس سے پہلے کہ کوئی انہیں نظر آتا تیز گرمی کے احساس نے انہیں آ گھیرا۔ وہ تینوں تپش میں جلنے لگے ان کے پسینے چھوٹ گئے۔ پھر اچانک ایک ہیولہ سا ان تینوں کے سامنے لہرایا اور دیکھتے ہی دیکھتے وجود اختیار کر گیا۔ جسے دیکھ کر وہ تینوں دنگ رہ گئے۔ یہ انبالہ تھی جو ان کے سامنے کھڑی تھی۔ مگر یہ کیا شمریز ساتھ نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ ناگ دیوتا کچھ کہتے انبالہ بول پڑی۔ کیوں ناگ دیوتا اندازہ ہوا میری طاقت کا اور اس سب کا سہرا تمہارے سر ہے کیونکہ تمہاری ہی وجہ سے ہم اس وادی میں گئے اور پراسرار طاقتوں کے مالک بن بیٹھے۔ انبالہ پرسکون بولے جا رہی تھی۔ واقعی اسے اپنی شکتیوں پر گھمنڈ تھا۔ اچھا تو یہ تم تھی جو ہمیں اس طوفان کی نذر کرنا چاہتی تھی۔ نہیں ناگ دیوتا نہیں یہ تو میری جادوئی کرشمہ سازیاں تھیں تا کہ تمہیں اندازہ ہو کہ میرے پاس کتنی طاقت موجود ہے۔ ویسے میرا دل نہیں چاہتا کہ تمہیں ختم کروں مگر کیا کروں شمریز کے بدلے میں تم میں سے کسی ایک کو موت دینی پڑے گی۔ تم سوچ رہے ہو کہ شمریز، ہاں شمریز اب اس دنیا میں نہیں رہا اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اتنا کہہ کر وہ تھوڑی دیر کے لئے اردگرد سے بیگانہ ہو گئی۔ وہ تینوں اسے حیرت سے تکنے لگے کچھ ہی دیر بعد اس کے سر پر موجود تاج سے شعاعوں کی ایک لکیر سی بنتی چلی گئی جو ناگ دیوتا کی طرف بڑھ رہی تھی جیسے ہی وہ لکیر ناگ دیوتا سے ٹکرائی تو ناگ دیوتا کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آگ لگتے ہی ناگ دیوتا تڑپ اٹھے۔ نیلم اور انیل نے لاکھ کوشش کی مگر وہ آگ بجھانے میں ناکام

رہے۔ ان کے کسی بھی منتر کا اس آگ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ناگ دیوتا اسی طرح آگ میں جلتے رہے یہاں تک کہ جل کر کوئلہ بن گئے۔ انبالہ ابھی تک گرد ونواح سے بیگانہ آنکھیں بند کئے ہوئے تھی۔ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور ناگ دیوتا کے جلے ہوئے بدن کو دیکھ کر جواب آہستہ آہستہ ہوا کے دوش پر بکھر رہا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ نیلم اب تم تیار ہو جاؤ مگر ابھی نہیں ایک ایک کر کے ماروں گی۔ ابھی تم اس کے غم میں رو لو میں پھر آؤں گی۔ ابھی چلتی ہوں اور ہاں ایک بات یاد رکھنا تم جہاں بھی چلے جاؤ میں تمہیں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ ہوا میں بکھر گئی۔ نگری کے سبھی سانپ ناگ دیوتا کے گرد جمع ہو چکے تھے۔ ناگ دیوتا کی موت ہر آنکھ اشکبار تھی۔ نیلم اور انیل بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ درد کے گہرے ساغر میں ڈوبے ہوئے وہ کیا کر سکتے تھے۔ چاروناچار انہوں نے ناگ دیوتا کی راکھ کو سمیٹا اور ایک طرف کو چل دیئے لگتا ایسا تھا کہ ان کی آنکھوں میں بھی خون اتر آیا ہے۔

■

آکاش اور شیتل ''یاقوتی مالا'' کو لے کر جنگل میں اتر چکے تھے۔ بابا فرید جو ان کا پہلے ہی سے منتظر تھا۔ یاقوتی مالا ان کے ہاتھوں میں دیکھ کر خوشی کی لہریں اس کے چہرے پر دوڑ گئیں۔ بے اختیار وہ ان دونوں کی طرف بڑھ گیا اور مالا ان کے ہاتھوں سے لے لی۔ ہاں آکاش یہی ہے وہ مالا جس کے ذریعے ہم پراسرار طاقتوں کے مالک بن جائیں گے۔ کسی زمانے میں یہ مالا شبھال جادوگر کے گلے میں ہوا کرتی تھی۔ اس نے اس مالا کے ہر دانے پر کئی کئی چلے کاٹے اور انہیں لڑیک میں پروتا گیا جس سے ہر دانہ انتہائی طاقتور بن گیا۔ اس نے اس مالا کے ہر دانے میں ایک طاقتور دیوتا کی طاقتوں کو سمو دیا تھا اور جو بھی اس مالا کو اپنے گلے میں ڈالتا وہ پراسرار شکتیوں کا مالک بن جاتا مگر اپنی موت کے وقت اس نے کچھ وقت کے لئے اس کی طاقتوں کو سلب کر لیا۔ اس پر ایسا طلسم پھونک دیا جس کی وجہ سے کوئی بھی اس مالا سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اس نے مرتے وقت وہ طلسم تو ختم نہیں کیا مگر اس راز سے سنگرام کو ضرور آگاہ کر گیا جس سے مالا کا طلسم ٹوٹ جاتا اور وہ راز یہی تھا کہ وہ انسان جس میں پہلے ہی سے کچھ خاص شکتیاں موجود ہوں وہ اگر اسے چھو لے تو اس پر موجود طلسم ٹوٹ جائے گا مگر اس کی طاقتوں کو استعمال کرنے کے لئے پھر بھی ایک چلہ کرنا پڑے گا۔ بابا فرید نے مالا کے بارے میں ساری داستان انہیں سنا ڈالی جسے سن کر وہ کافی حیران تھے مگر بابا وہ چلہ کس طرح کرنا پڑے گا۔ شیتل نے حیرانگی سے پوچھا۔ وہ یہ چلہ میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں۔ یہ ایک رات کا چلہ ہو گا جو تمہیں خود کرنا ہے۔ صبح کو مالا کی ساری طاقتیں زندہ ہو جائیں گی اور تم اس کی طاقتوں کو استعمال کر سکو گی اور پھر بابا فرید شیتل کو منتر سکھانے لگا اور یہ چلہ تم نے آج کی رات ہی مکمل کران ہے کیونکہ ہمارے دشمن ہماری تاک میں بیٹھے ہیں۔ ایک طرف کانا دیو ہے اور دوسری طرف جالوس جادوگر بھی شکتیاں اکٹھی کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے شمریز اور انبالہ بھی کامیاب لوٹیں پھر تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی۔ اتنے میں انہوں نے نیلم اور انیل کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ دونوں کے چہرے مرجھائے لگتے تھے ایسا لگتا تھا کہ دونوں ہی پریشان ہیں۔ بابا فرید ان کی پریشانی کو بھانپ گیا۔ آؤ انیل کیسے ہو؟ مگر مجھے تم دونوں پریشان لگتے ہو خیریت تو ہے اور ہاں ناگ دیوتا تمہارے ساتھ کیوں نظر نہیں آ رہے۔ بابا فرید پوچھتا چلا گیا۔ نیلم اور انیل ابھی تک سر جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ بابا فرید خیریت نہیں ہے۔ ناگ دیوتا اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ انسب کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ مگر کیسے؟ آکاش آگے بڑھتا ہوا انیل کے سامنے آ گیا تھا۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا انبالہ اس وادی سے کامیاب لوٹی ہے اور اسی نے ناگ دیوتا کی جان لی ہے۔ مگر اس وقت تم کہاں پر تھے؟ آکاش نے پھر پوچھا۔ ہم بھی وہیں موجود تھے اور ہمارے سامنے ہی

اس نے ناگ دیوتا کو آگ لگا دی اور ہم کچھ بھی نہ کر سکے۔ آکاش واقعی وہ بے پناہ شکتیوں کی مالک بن چکی تھی اور کسی بھی وقت ہم دونوں میں سے کسی کی بھی جان لے سکتی ہے۔ اس نے ہمیں دھمکی دی ہے کہ وہ ایک ایک کر کے ہمیں مار ڈالے گی۔ اس کے اندر انتقام کی آگ جل رہی ہے۔ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ کیا وہ ہم سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ اچانک شینتل بول پڑی۔ یہ تو اس سے مقابلے کے بعد ہی سامنے آئے گا۔ آکاش نے کہا۔ فی الحال شینتل تم چلے کی تیاری کرو اس سے پہلے کہ ہمارا ان سے سامنا ہو ہمیں کچھ اور طاقتیں حاصل کرنی ہوں گی۔ نیلم اور انیل تم دونوں ہمارے پاس ہی رکو گے اگر وہ یہاں آئی تو ہم اسے دیکھ لیں گے مگر وہ شمریز کہاں گیا۔ بابا فرید نے حیرانگی سے پوچھا۔ ہاں بابا، شمریز چلے کے دوران مارا گیا اور انبالہ ہی اکیلی لوٹنے میں کامیاب ہوئی اور شمریز ہی کی موت کا بدلہ وہ ہم سے لے رہی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ ہماری وجہ سے مرا ہے۔ ٹھیک ہے انیل اسے یہاں آنے دو ہم دیکھ لیں گے۔ شینتل تم جاؤ اور چلے کی تیاری کرو۔ بابا فرید نے شینتل کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ شینتل اٹھ کر ایک طرف کو چل دی اور ایک جگہ جا کر حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گئی۔ مالا کو اس نے اپنے سامنے رکھا اور منتر پڑھ کر اس پر پھونکیں مارنے لگی۔

■

جالوس جادوگر انسانی ڈھانچے کو لے کر کالی ماتا کے مندر میں داخل ہو گیا۔ آؤ جالوس آؤ ہمیں امید تھی کہ تم ایسا ہی کرو گے جس کا تمہیں حکم ملے گا۔ ہم تم سے خوش ہوئے جلدی کرو۔ اس ڈھانچے کو ایک طرف رکھو اور میرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جالوس نے ایسا ہی کیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد بت کی دونوں آنکھوں سے شعاعیں نکلنے لگیں ایک آنکھ سے نکلی ہوئی شعاعیں جالوس جادوگر کی پیشانی میں جذب ہونے لگیں اور دوسری آنکھ کی شعاعیں اس ڈھانچے پر پڑنے لگیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ پھر اچانک اس انسانی ڈھانچے کی آنکھوں سے ایسی ہی شعاعیں نکل کر بت کی ایک آنکھ میں داخل ہوئیں اور دوسری آنکھ سے نکل کر جالوس جادوگر کی آنکھوں میں اترنے لگیں۔ کافی دیر اسی طرح ہوتا رہا اور پھر یہ عمل ختم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ انسانی ڈھانچہ زمین پر بکھر گیا جالوس اپنی آنکھیں کھول دو۔ یہ کالی ماتا کی آواز تھی۔ جالوس آنکھیں کھول کر اردگرد دیکھنے لگا۔ جب اس نے ڈھانچے کو دیکھا جو زمین پر بکھرا پڑا تھا۔ جاؤ جالوس جاؤ اب تم مہان شکتی بن چکے ہو اور نیست و نابود کر دو اپنے دشمنوں کو۔ میرا سایہ ہر وقت تیرے ساتھ رہے گا۔ اگر کبھی ہماری ضرورت پڑی تو ہمارے پاس آ سکتے ہو۔ جاؤ باہر تمہارے خدام تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جالوس جادوگر سر جھکاتا ہوا باہر کو نکل گیا۔ باہر آ کر انہوں نے دیکھا کہ بہت ساری بلائیں، دیو، جنات کی کثیر تعداد موجود تھی جو سب سر جھکائے کھڑے تھے ایسے جیسے سب جالوس کے غلام بن گئے ہوں۔ جالوس جادوگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیر گئی جالوس قہقہے لگانے لگا اور پوری وادی جالوس کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔

جالوس تو نے وہ مقام پا لیا جس کے تو خواب دیکھا کرتا تھا۔ جالوس خود سے مخاطب تھا۔ ہاں جالوس تو مہان شکتی بن چکا ہے۔ جالوس جادوگر نہیں بلکہ جالوس دیوتا بن چکا ہے۔ سنا تم سب نے جکالوس گرجا آج سے میں دیوتا ہوں تم سب کا دیوتا۔ ایک بار پھر جالوس کے قہقہے سنائی دینے لگے۔ جبرال میں آ رہا ہوں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گا کیونکہ تم میری راہ میں رکاوٹ ہو۔ مٹا ڈالوں گا ان سب کو جو میرے رستے میں آئیں گے اور پلک جھپکتے ہی وہ جبرال جادوگر کے محل کے پاس موجود تھا۔ جبرال جادوگر جو ابھی تک آئینے کو گھور رہا تھا کہ اچانک محل کو شدید جھٹکا لگا اور اس کے در و دیوار کسی زلزلے کی مانند ہلنے لگے۔ جبرال حیران پریشان گرد و نواح کا جائزہ لینے لگا کہ وہ کون مائی کا لال ہے جس نے میرے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ سامنے آئے

میں کہتا ہوں سامنے آئے۔ ابھی جبرال اس انتظار میں تھا کہ کب کون سامنے آتا ہے مگر اس سے پہلے ایک طرف سے زنجیریں آئیں اور تیزی کے ساتھ جبرال کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جبرال جادوگر نے بہت کوشش کی کہ انہیں روک پائے مگر ناکام رہا اور زنجیروں میں جکڑتا ہی چلا گیا۔ ابھی تک کوئی بھی وجود جبرال کے سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون شکتی مان ہے جس کے سامنے میری طاقتیں بے بس ہیں اور پھر اچانک ہی وہ جبرال کے سامنے موجود تھا۔ جبرال اسے غور سے دیکھنے لگا۔ شاید پہچان نہیں پا رہا تھا۔ کون ہو تم بالآخر جبرال نے پوچھ ہی لیا۔ کیوں جبرال اپنے خادم کو نہیں پہچانو گے۔ اوہو، تم کیسے پہچانو گے میرے جسم کو تو آگ کھا گئی یہ تو میں گوشال کے بدن میں ہوں۔ جبرال میں جالوس ہوں جسے تو نے وردان کے پاس بھیجا تھا دیکھ میں کتنا شکتی شالی بن کر لوٹا ہوں۔ وردان جادوگر کی ساری طاقتیں میرے قبضے میں آ گئی ہیں۔ مگر جالوس یہ سب کیا ہے یہ زنجیریں اور یہ گوشال کا بدن۔ جبرال تم گوشال کو چھوڑو صرف اتنا جان لو کہ ان زنجیروں نے میرے ہی حکم سے تمہیں جکڑا ہے۔ مگر کیوں جالوس؟ وہ اس لئے کہ میں اپنے سامنے کسی جادوگر کو نہیں دیکھ سکتا۔ میں اکیلا دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں۔ جادوئی دنیا میں نام کمانا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے تم کو رستے سے ہٹانا پڑے گا۔ نہیں جالوس تم ایسا نہیں کرو گے۔ وردان نے بھی میرے سامنے زندگی کی بھیک مانگی تھی میں نے اسے بھی نہ چھوڑا جس کی وجہ سے میں آج اتنا طاقتور بنا ہوں۔ تو تمہیں کیسے چھوڑوں گا بولو جبرال۔ ٹھیک ہے جالوس تم مجھے مار ڈالو مگر یاد رہے کہ تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا کوئی نہ کوئی تمہارے مقابلے کے لئے ضرور آئے گا۔ جالوس نے اپنا رخ جبرال سے پھیر لیا اور دروازے کو دیکھنے لگا۔ اس نے اپنے کاندھے کو اوپر سے ناگوٹھی کا اشارہ جبرال کی طرف کر دیا تو وہ آگ کے گولے دروازے سے اندر داخل ہو گئے اور جالوس کے دونوں طرف سے گزر کر جبرال کے بدن سے ٹکرا گئے۔ اس کے ساتھ ہی جبرال کو آگ لگ گئی اور وہ آگ میں جلنے لگا یہاں تک کہ کوئلہ بن کر ہوا میں بکھر گیا۔ جالوس جادوگر نے انگلی کا اشارہ کیا تو جبرال جادوگر کی جلی ہوئی راکھ غائب ہو گئی اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔ اچانک اس کی نظر طلسمی آئینے پر پڑی تو اس نے آئینہ اٹھا لیا۔ ایک خیال آتے ہی آئینے کو حکم دیا اے آئینے کیا اس وقت مجھ سے بھی زیادہ طاقتور موجود ہے دنیا پر اگر ہے تو اسے مجھے دکھاؤ کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ یہ سنتے ہی آئینے میں عکس ابھرنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی چاروں طرف نظر دوڑا رہی ہے جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔ اس کے سر پر خوبصورت سا تاج رکھا ہے۔ وہ اسے کوئی ناگ دیوی لگتی تھی کیونکہ اس کے چاروں طرف سانپ رینگتے نظر آ رہے تھے اور پھر آئینہ صاف ہوتا چلا گیا۔ جالوس جادوگر کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ کیا ابھی بھی مجھ سے زیادہ طاقتور موجود ہے۔ اس نے سب بلاؤں کو حاضر کیا۔ تم میں سے جو سب سے طاقتور ہے وہ سامنے آئے۔ یہ سن کر دو سینگوں والا قد آور دیو کھڑا ہو گیا۔ دیوتا آپ حکم کریں مجھے کیا رکان ہے۔ پھر جالوس نے آئینے میں اس لڑکی کی تصویر دکھا دی۔ جاؤ اسے اٹھا کر لے آؤ۔ یہ سنتے ہی دیو غائب ہو گیا اور جالوس جادوگر اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ مگر اس سے پہلے وہ اپنے ان دشمنوں سے نمٹنا چاہتا تھا جنہوں نے اس سے مورتی کو چھینا تھا اور پھر یہی کچھ سوچ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس جنگل کی طرف چل پڑا جہاں انہوں نے مورتی کو رکھا تھا۔

■

انبالہ اس وقت ناگ دیوتا کی نگری میں آ موجود ہوئی اور اپنے اردگرد نیلم اور انیل کو تلاش کرنے لگی مگر وہ اسے کہیں بھی نظر نہ آئے۔ ان کی تلاش میں ناکامی کے بعد وہ زمین پر بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد نگری کے سارے سانپ اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے آنکھ کھولی تو اپنی جادوئی

کرشمہ سازیوں کا اثر دیکھ کر مسکرانے لگی۔ مگر نیلم اور انیل اسے پھر بھی نظر نہ آئے۔ اچانک وہاں پر موجود سانپ پھنکارنے لگے جیسے کسی آنے والی مصیبت کا پتہ دے رہے ہوں اور پھر ایسا ہی ہوا کہ دو سینگوں والا قدآور دیوہیکل اس کے سامنے کھڑا تھا جو انبالہ کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انبالہ کو بڑے غور سے دیکھنے لگا جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو اور پھر اچانک وہ پیچھے ہٹنے لگا اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ سامنے کون بیٹھی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ سہم سا گیا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ انبالہ اسے یہ سب کچھ کرتا دیکھ رہی تھی اور پھر بول پڑی کون ہو تم؟ میں جگو دیو ہوں۔ کیوں آئے ہو یہاں پر؟ مجھے جالوس جادوگر نے آپ کو اٹھانے کے لئے بھیجا ہے۔ تو اٹھاتے کیوں نہیں۔ میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دیو نے عاجزی سے جواب دیا۔ تو اب تمہارے ساتھ کیا کیا جائے؟ جو آپ حکم کریں میں وہی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انبالہ کچھ دیر سوچنے لگی۔ اچھا تم ایسا کرو جالوس کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس اٹھا لاؤ۔ نہیں دیوی میں ایسا بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میں اس کے تابع ہوں۔ تو تم کیا کر سکتے ہو بیکار کے دیو ہو۔ انبالہ کہہ کر انبالہ اوپر دیکھنے لگی کہ اس کے تاج میں سے ایک بلا سامنے آ گئی۔ کیا حکم ہے دیوی؟ جاؤ اس دیو کو جالوس جادوگر کے سامنے پھینک آؤ تاکہ اسے پتہ چلے کہ اس نے کس چیز سے ٹکر لی ہے۔ اس کے بعد انابلہ نے انگلی کا اشارہ کیا تو وہ دیو زنجیروں میں جکڑا گیا۔ بلا نے زنجیر کا ایک ٹکڑا پکڑا اور اسے لے اڑی۔ بڑا آیا جالوس جادوگر تیرا باپ بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دیوتا بنتا ہے۔ سالا انبالہ خود سے کہہ رہی تھی۔ ایک بار پھر وہ آنکھیں بند کر چکی تھی اور نیلم اور انیل کو تلاش کرنے لگی۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں میں چمک رقص کر رہی تھی جیسے اس نے نیلم اور انیل کو دیکھ لیا ہو اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس جنگل میں جا پہنچی جہاں پر نیلم اور انیل گہری سوچوں میں ڈوبے اسے پریشان دکھائی دیئے تھے اور ایک طرف ایک بزرگ زمین پر چت لیٹے ہوئے دکھائی دیئے۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے اب وہ زندہ نہ ہوں۔

■

نیلم اور انیل جنگل میں پریشان حال بیٹھے تھے۔ بابا فرید اور آکاش اس کے غم میں برابر کے شریک تھے جبکہ شیتل اپنے چلے میں مصروف تھی۔ وہ سب گہری سوچوں میں مستغرق یہ سوچ رہے تھے کہ کیا شیتل اس چلے کے بعد مہان شکتی بن جائے گی اور پھر انبالہ کا مقابلہ کیا جا سکے گا۔ مگر ابھی تو پوری رات پڑی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ انبالہ آ دھمکے جبکہ جالوس جادوگر سے وہ سب بیگانے تھے کہ وہ بھی تو آ سکتا ہے اور پھر ایسا ہی ہوا جنگل پر چھائے گہرے سکوت کو کسی کے خوفناک قہقہوں نے توڑ دیا۔ قہقہے انہیں کہیں دور سنائی دے رہے تھے اور پھر آہستہ آہستہ قریب آتے گئے۔ وہ سب حیران پریشان اپنے اردگرد دیکھنے لگے کہ اچانک ان کے سامنے جالوس جادوگر کھڑا تھا۔ جالوس جادوگر کو وہ اپنے سامنے پا کر دنگ رہ گئے۔ کون ہو تم؟ بابا فرید نے غصے سے کہا۔ بھول گئے بڈھے میری طاقتوں پر قبضہ کر کے وہ مورتی مجھے خالی لوٹا دی تھی اور اب پوچھتے ہو کہ کون ہوں میں۔ اچھا تو تم جالوس جادوگر ہو۔ بابا فرید نے اسے پہچانتے ہوئے کہا۔ ٹھیک پہچانا بڈھے۔ کیوں آئے ہو یہاں پر۔ آکاش نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ حساب چکتا کرنے، میرے اوپر قرض تھا تمہارا تم بھی تو آئے تھے ہماری حویلی میں پر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تم سے میری وہاں پر ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ شکتیاں لینے گیا تھا ناں دیکھ جالوس اب خود تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ بگاڑ لو جو بگاڑنا ہے۔ جالوس جادوگر بولتا چلا گیا۔ وہ ایسے بات کر رہا تھا کہ جیسے اسے اپنی طاقت پر گھمنڈ ہو اور پھر ایسا ہی ہوا جالوس جادوگر بابا فرید کو دیکھنے لگا۔ تمہی ہو ناں وہ جس نے میری مورتی کی ساری طاقتیں سلب کر لی تھیں۔ تم زندہ نہیں بچو گے۔ اتنا کہہ کر جالوس نے انگلی کا اشارہ کیا تو جالوس

کے اشارہ کرنے سے بابا فرید اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے۔ کچھ ہی دیر بعد جالوس کے سامنے ایک خوفناک بلا کھڑی تھی۔ کیا حکم ہے میرے آقا۔ جاؤ اس بڈھے کا گلہ دبا دو۔ یہ سنتے ہی بلا بابا فرید کی طرف بڑھ گئی۔ جب آکاش نے یہ دیکھا تو اس بلا اور بابا فرید کے درمیان میں لکیر کھینچ دی جو اندھیرے میں صاف نظر آ رہی تھی۔ بالا آہستہ آہستہ بابا فرید کی طرف بڑھ رہی تھی جونہی وہ لکیر سے ٹکرائی تو ایک زوردار دھماکہ ہوا اور بلا دور جا گری۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ لکیر ٹوٹ چکی تھی بلا پھر اٹھ کھڑی ہوئی اور بابا فرید کی طرف بڑھ گئی۔ اس دفعہ آکاش نے کئی طرح کی شعاعیں اس بلا کی طرف پھینک دیں مگر وہ شعاعیں اس بلا سے ٹکرائیں اور بلا کو ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ شعاعیں غائب ہو گئیں۔ بلا بدستور بابا فرید کی طرف بڑھ گئی اور بابا فرید کے گلے کو دبانے لگی۔ اس بلا کے چھوتے ہی بابا فرید اصلی حالت میں آ گئے تھے اور اس بلا کے ہاتھوں میں جھولنے لگے۔ آکاش کی سب کوششیں ناکام گئیں اور وہ بابا فرید کو نہ بچا سکا۔ یہاں تک کہ بابا فرید ایک طرف کو ڈھلک گئے۔ یہ دیکھ کر آکاش چیخا اور بابا فرید کی طرف بھاگا۔ جالوس جادوگر اسے روکنا چاہتا تھا کہ اچانک آندھی اور طوفان شروع ہو گیا اور سب حیرانگی سے اردگرد دیکھنے لگے۔ طوفان اتنا سخت تھا کہ درخت اپنی جگہ سے اکھڑنے لگے اور ان کی شاخیں زمین کو چھوم رہی تھیں اور وہ سب کسی ناگہانی طاقت کے منتظر تھے کہ کون سامنے آتا ہے۔ طوفان تھما تو سامنے انبالہ کھڑی تھی۔ جالوس جادوگر تو اسے دیکھ کر فوراً رفو چکر ہو گیا۔ ارے ارے جالوس کہاں چلے تم نے تو اپنا کارندہ مجھے اٹھوانے کے لئے بھیجا تھا۔ دیکھ میں خود تیرے سامنے آ گئی مگر جالوس غائب ہو چکا تھا۔ خیر جالوس تو کہاں جائے گا میں ابھی تیرے پیچھے آتی ہوں۔ پہلے ان سے نمٹ لوں اور پھر نیلم اور انیل کو گھورنے لگی۔ بڑی اچھی جگہ ڈھونڈی ہے چھپنے کے لئے۔ میں نے کہا تھا ناں کہ تمہیں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گی۔ دیکھ لو میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا۔ انبالہ آکاش کی موجودگی سے بیگانی تھی جبکہ آکاش بابا فرید کے پاس بیٹھا غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ نیلم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اب تمہاری باری ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنی ہتھیلی پر پڑھ کر کچھ پھونکا اور ہتھیلی کا رخ نیلم کی طرف کر دیا۔ ہتھیلی سے آگ نکلنے لگی اور اتنی تیزی سے نیلم کی طرف بڑی کہ اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور نیلم آگ میں جلنے لگی۔ آکاش نے جب یہ دیکھا تو اس نے بھی ایک لکیر نیلم کی طرف چھوڑ دی جو شاید آگ بجھانے کے لئے تھی مگر وہ لکیر آگ ہی میں غائب ہو گئی۔ یہ دیکھ کر انبالہ مسکرا دی اور آکاش ہاتھ پٹخ کر رہ گیا۔ آج یہ کیا ہو گیا ہے مجھے میری طاقتیں ماند پڑ گئی ہیں اور بابا فرید کے ساتھ ساتھ ہم نے نیلم کو بھی گنوا دیا ہے۔ ایک طرف بابا فرید کا بے جان جسم پڑا تھا جبکہ دوسری طرف نیلم کو آگ لگی ہوئی تھی۔ آکاش نے غصے سے انبالہ کی طرف دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں تھی۔ شاید چلی گئی تھی۔ ہو سکتا ہے جالوس جادوگر کے پیچھے گئی ہو اور پھر آکاش اور انیل دونوں ہی اپنے اپنے دوستوں کے پاس بیٹھ کر آنسو بہانے لگے۔ شیتل کو باہر کے حالات کا کچھ علم نہیں تھا جو دنیا و مافیہا سے بیگانی اپنے چلے میں مصروف تھی اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے مالا کو اپنے گلے میں ڈالا اور حصار سے باہر قدم رکھ دیا۔ کچھ ہی دیر بعد آکاش کو اپنی طرف آتی دکھائی دی جس کے لبوں پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

■

کانا دیو اور راگنی چڑیل دونوں ہی شعلہ جادوگرنی کے پیچھے جا رہے تھے۔ وہ انہیں لے کر ایک کمرے میں داخل ہو گئی۔ کمرہ کسی ملکہ کی رہائش گاہ لگتا تھا۔ کانے دیو اور راگنی کمرہ کا جائزہ لینے لگے۔ ہر چیز سے دلکشی سی دلکشی ظاہر ہو رہی تھی۔ شعلہ جادوگرنی نے انہیں ایک طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ایک اور کمرے میں چلی گئی۔ کافی انتظار کے بعد وہ باہر نکلی۔ اسے دیکھ کر کانا دیو اور راگنی حیران رہ گئے۔ وہ کوئی حسین سی دوشیزہ لگتی

تھی اور واقعی وہ ایک شہزادی کے روپ میں ان کے امنے ظاہر ہو گئی۔ اس کے سیاہ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے وہ آ کر بیڈ پر دراز ہو گئی۔ جبکہ کانا دیو اور راگنی حیرت کی تصویر بنے اسے دیکھ رہے تھے۔ یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی شعلہ جادوگرنی ہے۔ کانے دیو۔ اچانک ہی وہ دونوں چونک سے گئے جو شعلہ جادوگرنی کے حسن میں کھوئے ہوئے تھے۔ مجھے خوبصورت بننا پڑتا ہے اور یہ سب میں ورداس جادوگر کے لئے کرتی تھی کیونکہ اسے خون اور گوشت کی ضرورت پڑتی تھی اور وہ بھی انسانی گوشت تو اس حلیے میں کسی بھی بھولے بھالے انسان کو پھانسنا مشکل نہیں اور بدلے میں مجھے ورداس جادوگر نے یہ پنجہ دیا تھا۔ وہ زمین کی تہہ میں اپنا چلہ پورا کر رہا ہے۔ لگتا ہے ابھی تک اس کا چلہ پورا نہیں ہوا اسی لئے وہ باہر نہیں آیا۔ کانے دیو مجھے پتہ ہے تم میرے پاس کیوں آئے ہو میں تمہاری مدد ضرور کروں گی مگر اس سے پہلے ہمیں یہ پتا لگانا ہو گا کہ میرے بعد کون کون سی طاقتیں وجود میں آئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی شعلہ جادوگرنی نے پنجے کا اشارہ آئینے کی طرف کر دیا اور پھر آئینے پر تین لوگوں کی تصویر ابھرنے لگی۔ جنہیں دیکھ کر کانا دیوا ور راگنی دنگ رہ گئے۔ کانے دیو مجھے بتاؤ یہ کون لوگ ہیں۔ شعلہ جادوگرنی یہ درمیان میں جالوس جادوگر ہے اور اس کے ایک طرف آدم زاد لڑکی شیتل ہے اور دوسری طرف سانپوں کی باسی انبالہ ہے جس کے پاس سے میں نے یہ پنجہ چرایا تھا۔ مگر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد تو یہ بے بس ہو گئے پھر دوبارہ یہ شکتی وان کیسے بن گئے۔ کانے دیو نے حیرت سے کہا۔ کانے دیو، ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے علم نے مجھے بتایا ہے کہ جالوس جادوگر نے وردان جادوگر کو مار کر اس کی طاقتوں پر قبضہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے کالی ماتا نے اسے مہان شکتی بنا دیا ہے اور وہ لڑکی انبالہ کو کالے دیوتا کی سرپرستی حاصل ہے۔ کوئی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور یہ آدم زاد لڑکی شیتل کے پاس یاقوتی مالا کی پراسرار طاقتیں موجود ہیں ہم اس کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ ایسے میں صرف ایک ہی بچا ہے جو ان کا مقابلہ کر سکتا ہے، ہو سکتا ہے انہیں مات بھی دے دے اور وہ ہے ورداس جادوگر …… ورداس۔ مگر شعلہ یہ ورداس جادوگر ملے گا کہاں۔ کانے دیو یہ زمین کے اندر ہے اور میرے ساتھ اتنا کہہ کر شعلہ جادوگر اٹھ کھڑی ہوئی اور انہیں لے کر غار سے باہر آ گئی۔ باہر آ کر زور زور سے ورداس کو پکارنے لگی۔ ورداس کہاں ہو تم …… کہاں ہو باہر آؤ۔ شعلہ جادوگرنی پکار رہی تھی مگر اس کی کسی بھی بات کا ردعمل ظاہر نہیں ہوا تھا اور پھر اچانک ہی زمین ہلنے لگی اور ایک جگہ شگاف ہوتا چلا گیا۔ اچانک اس شگاف سے ایک ہیبت ناک شکل والا بوڑھا ظاہر ہوا جو شاید ورداس جادوگر تھا۔ شعلہ کیوں جگایا ہمیں؟ ورداس گرجا۔ ورداس تمہیں نہیں پتہ کہ کیسی کیسی طاقتیں سامنے آ گئی ہیں اور تم ابھی تک سوئے ہوئے ہو۔ شعلہ ہم سب جانتے ہیں مگر کیا کریں آج میرے چلے کی آخری رات ہے اس سے پہلے میں کچھ نہیں کر سکتا ورنہ میرا چلہ ناکام ہو جائے گا۔ چلے میں کامیابی کے بعد میں سب کو دیکھ لوں گا اور یہ جالوس کا بچہ، اس نے تو میرے بھائی وردان کو مارا ہے۔ اسے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا مگر ورداس میں کہاں جاؤں ہر طرف موت منڈلا رہی ہے، مجھے پناہ چاہئے پناہ۔ شعلہ تم ہمارے ساتھ چلو جب تک ہمارا چلہ پورا نہیں ہوتا تم ہمارے پاس پاتال میں رہو گی۔ چلو یہ ٹھیک ہے ورداس میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ مگر شعلہ ہمارا کیا بنے گا؟ کانے دیو نے فکرمند ہوتے ہوئے کہا۔ کانے دیو تم یہ پنجہ پکڑو اور تب تک اسی غار میں ٹھہرو، ایک رات کی ہی تو بات ہے۔ چار و ناچار کانے دیو نے پنجہ پکڑا اور ورداس جادوگر کو لے کر زمین میں اتر گیا اور آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ کانا دیو اور راگنی حسرت سے انہیں زمین میں اترتا دیکھنے لگے۔ وہ کر بھی کیا سکتے تھے اور پھر غار کی طرف بڑھ گئے۔

■

جالوس جادوگر غصے کی حالت میں اپنے محل میں

داخل ہوا اور جا کر تخت پر بیٹھ گیے۔ ابھی اسے بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کا بھیجا ہوا دیو اس کے سامنے زنجیروں میں جکڑا ہوا آ گرا۔ جالوس دیکھ کر دنگ رہ گیا اور پھر کچھ ہی دیر بعد آگ کا ایک شعلہ اس دیو کی طرف بڑھا اور اسے جلا کر راکھ کر گیا۔ جالوس بے بسی کی تصویر بنے یہ سب دیکھتا رہا۔ پھر ایک آواز سنائی دی۔ دیکھ لیا اپنی نادانی کا انجام اگر دوبارہ ایسی حرکت کی تو اس بار یہ گولہ تمہیں جلائے گا۔ یہ سن کر جالوس کا سارا بدن لرز گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ غیبی آواز آنا بند ہو گئی۔ جالوس کے سامنے اس دیو کی راکھ پڑی تھی۔ جالوس گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ ایک بار پھر اس نے طلسمی آئینے کو اٹھایا اور اس سے مخاطب ہوا۔ اے آئینے مجھے دوبارہ اس شخص کو دکھا جو مجھے زیادہ طاقتور ہے۔ اس کے ساتھ ہی آئینے پر ایک عکس ابھرنے لگا۔ مگر جالوس یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس بار کوئی اور ہی چہرہ اس کے سامنے تھا۔ اس نے دیکھا کہ جس جنگل سے وہ ہو کر آ رہا ہے ایک سائیڈ پر ایک لڑکی اپنے گلے میں مالا ڈال رہی ہے۔ جالوس جادوگر کو غصہ آیا اور اس نے وہ آئینہ اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا جس سے آئینہ چکنا چور ہو کر بکھر گیا۔ مگر یہ کیا آئینے کے ہر ٹکڑے پر اسی لڑکی کی تصویر رقص کر رہی تھی۔ جالوس جادوگر غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ کانچ کے ٹکڑوں کو روندھتا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ کالی ماتا کے پاس جانا چاہتا تھا اور پھر پلک جھپکتے ہی وہ کالی ماتا کے مندر کے باہر موجود تھا۔ وہ مندر میں داخل ہو گیا۔ آؤ جالوس آؤ مجھے پتہ ہے تم کیوں آئے ہو۔ ہاں کالی ماتا یہ کیا مصیبت ہے دو دو لوگ مجھ سے طاقت میں زیادہ ہیں۔ میرا خواب تو ادھورا ہی رہا۔ اب میں کیا کروں مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔ جالوس جادوگر گرج رہا تھا۔ جالوس میں کچھ نہیں کر سکتی ان میں سے ایک کے پاس یاقوتی مالا کی طاقتیں ہیں اور دوسری کالے دیوتا کے زیر سایہ ہے اب کالے دیوتا سے تو میں نہیں لڑ سکتی۔ صرف کالے دیوتا سے تمہاری سفارش ہی کر سکتی ہوں کہ وہ تمہیں اپنی امان میں لے لے۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ جالوس جادوگر مایوس ہوتا چلا گیا۔ اچھا تو تم میری مدد نہیں کر سکتی میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر جالوس غصے کی حالت میں مندر سے نکلا اور اپنی نگری کی طرف پرواز کرنے لگا۔ جب وہ سرخ پہاڑوں سے گزرنے لگا تو اسے وہاں پر کانا دیوا اور راگنی نظر آ گئے۔ انہیں دیکھ کر وہ نیچے اترنے لگا اور ان کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ ابھی وہ کانے دیو پر حملہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ کچھ فاصلے پر ایک اور وجود ابھرتا ہوا دکھائی دیا، یہ انبالہ تھی جو جالوس جادوگر کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

■

شیتل ان کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مگر یہ کیا وہاں پر آکاش اور انیل دونوں پریشان بیٹھے تھے۔ ایک طرف بابا فرید چت لیٹے ہوئے تھے اور دوسری طرف نیلم کا جلا ہوا بدن پڑا ہوا تھا۔ شیتل یہ سب دیکھ کر سکتے میں آ گئی اور آگے بڑھ کر آکاش کو جھنجوڑنے لگی۔ آکاش …… آکاش یہ سب کیا ہے اور کیسے ہوا؟ شیتل وہ جالوس جادوگر آیا تھا اور بابا فرید کو مار کر چلا گیا۔ مگر نیلم۔ شیتل نے حیرانگی سے پوچھا۔ ہاں شیتل جالوس کے بعد انبالہ آئی تھی اور وہ نیلم کو …… اتنا کہہ کر آکاش نے سر جھکا لیا۔ مگر تم اس وقت کہاں تھے؟ شیتل میں بھی موجود تھا مگر ان کی طاقتوں کے سامنے میری طاقتیں بے بس ہو گئی تھیں میں نے بہت کوشش کی مگر ناکام رہا اور وہ اپنے ہدف کو نشانہ بنا گئے۔ آکاش نے ساری روداد سنا ڈالی۔ شیتل بے چینی سے ٹہلنے لگی جیسے کوئی پلین ترتیب دے رہی ہو۔ آکاش ابھی تک بابا فرید کے پاس بیٹھا تھا۔ انیل بھی نیلم کے غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ شیتل نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اسے وہ سب کچھ نظر آ گیا جسے وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ آکاش اٹھو انیل ادھر آؤ۔ اس نے دونوں کو پکارا۔ آکاش اور انیل دونوں تھکے ہوئے بدن کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور شیتل کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے۔ آکاش اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا

دیں ہمارے دشمن ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور اتفاق سے سب ایک جگہ موجود ہیں، میں نے انہیں دیکھ لیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیتل نے دونوں کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ لئے اور انہیں لے اڑی۔

■

کانا دیو جالوس جادوگر کو اپنے سامنے دیکھ کر پریشان رہ گیا۔ جالوس جادوگر نے آگ کا ایک شعلہ کانے دیو کی طرف پھینک دیا مگر یہ کیا کہ کانے دیو اور جالوس جادوگر کے درمیان میں ایک اور وجود آ گیا۔ یہ انبالہ تھی گولہ اس کے بدن سے ٹکرایا اور بجھ گیا۔ اگر یہی گولہ کانے دیو سے ٹکراتا تو ضرور وہ جل کر کوئلہ بن جاتا۔ نہیں جالوس نہیں یہ میرا دشمن ہے میں تمہیں اس کو نہیں مارنے دوں گی۔ اس کی وجہ سے جادوئی پنجہ ہمارے ہاتھوں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے جو جو مصیبتیں اٹھائی ہیں ہم ہی جانتے ہیں۔ کانے دیو آج تمہیں پھر بات کا حساب دینا ہوگا۔ پھر اس نے اپنے تاج سے ایک دیو کو حاضر کیا۔ کیا حکم ہے دیوی۔ اس کانے دیو کو پٹخ پٹخ کر مارو۔ دیو یہ سنتے ہی کانے دیو پر ٹوٹ پڑا اور اٹھا اٹھا کر پٹخنے لگا۔ کبھی اسے پہاڑ میں دے مارتا اور کبھی زمین پر ڈال دیتا۔ کانا دیو اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا مگر کوئی اس کی سننے والا نہیں تھا۔ کانے دیو کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھی۔ کانا دیو مار کھا کر ادھ موہ ہو گیا اور نڈھال ہو کر زمین پر پڑا رہا تب جا کے انبالہ نے اس دیو کا ہاتھ روک دیا بس کرو دیو۔ اس کے ساتھ ہی انبالہ کے بدن سے وہی گولہ نکلا جو جالوس نے کانے دیو کی طرف پھینکا تھا اور کانے دیو کی طرف بڑھ گیا۔ گولہ کانے دیو سے ٹکرایا اور اسے آگ لگ گئی۔ اب کانا دیو آگ میں جلنے لگا۔ راگنی یہ دیکھ کر بھاگنے لگی مگر ایک باریک سی لکیر نے اسے بھی آ لیا اور وہ بھی جل اٹھی۔ دونوں کی ملی جلی چیخیں سنائی دینے لگیں اور تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے پھر انابلہ جالوس جادوگر کی طرف متوجہ ہوئی۔ کیوں جالوس دیکھ لی میری طاقت، تو خواہ مخواہ مجھ سے ٹکرا رہا ہے۔ میری تجھ سے کیا دشمنی ہے اپنی خیر منا اور نکل لے یہاں سے ورنہ تو بھی کانے دیو کی طرح مارا جائے گا۔ دوبارہ میرے رستے میں مت آنا ورنہ اس بار تجھے نہیں چھوڑوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہونا ہی چاہتی تھی مگر اس سے پہلے تین سائے ان کے سامنے لہرائے اور دیکھتے ہی دیکھتے انسانی وجود اختیار کر گئے۔ انہیں دیکھ کر انبالہ کے چہرے پر غم و خوشی کی ملی جلی لہریں دوڑ گئیں کیونکہ وہ آکاش، شیتل اور انیل تھے۔ جالوس بھی انہیں حیران کن نظروں سے دیکھنے لگا کیونکہ یہ وہی لڑکی تھی جو دوبارہ آئینے میں ظاہر ہوئی تھی۔ سب جادوئی طاقتیں ایک جگہ ہو چکی تھیں دیکھنا یہ ہے کہ کون کسے مات دیتا ہے مگر تاریخ اتحاس میں جب جب حق اور باطل سامنے آئے ہیں تو جیت ہمیشہ حق کی ہوئی ہے۔ ایک طرف جالوس جادوگر اپنے گندے ارادوں کے ساتھ موجود تھا تو دوسری طرف آکاش اور شیتل حق کے لئے لڑ رہے تھے پھر ایک کا غصہ عروج پر تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی کسی پر وار کرتا شیتل بول پڑی کیوں ناگن دیوی تو بہت طاقتور بنتی ہے بڑا غرور ہے اپنی طاقت پر دیکھ میرا ادنیٰ سا وار۔ اتنا کہہ کر شیتل نے اپنی پانچوں انگلیاں انبالہ کی طرف کر دیں۔ انگلیوں سے پانچ لکیریں نکل کر انبالہ کے اردگرد گھومنے لگیں گویا کہ وہ ان لکیروں کے درمیان گھر چکی تھی۔ جو بھی لکیر انبالہ کو چھوتی تو اس کے بدن میں کرنٹ سا دوڑ جاتا۔ کیوں ناگن دیوی کچھ اندازہ ہوا میری طاقتوں کا۔ شیتل نے حقارت سے کہا۔ اچانک ہی انبالہ نے اپنا تاج سر سے اتارا اور اسے ہاتھوں میں لے کر ان لکیروں کے درمیان گھومنے لگی۔ جوں جوں وہ گھومتی گئی اس کے گرد لکیروں کا حصار ٹوٹتا چلا گیا۔ اب وہ ان لکیروں سے آزاد تھی۔ واہ ناگن دیوی واہ تو نے تو کمال کر دیا۔ اتنی آسانی سے ان لکیروں سے آزاد ہوگئی۔ داد دینی پڑے گی تمہاری شکتیوں کو۔ مگر وہ شکتیاں بھی کیا جو کسی کی موت بن جائیں کیا فائدہ ایسی شکتیوں کا جو شیطان کے قدموں میں سر رکھ کر حاصل کی جائیں۔ کیا فائدہ ایسی

شکتیوں کا جو کسی سے کسی کا محبوب چھین لیں۔ یہ بات کہتے ہوئے شیتل انیل کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی آنکھیں آنسوؤں سے جھلمل کر رہی تھی۔ انبالہ کو ایک شدید جھٹکا لگا کیا واقعی اس نے یہ سب کیا ہے۔ کسی سے کسی کا محبوب چھینا ہے۔ شیطان کی پجارن بن گئی ہوں۔ میں تو ایسی نہیں تھی وہ تو شمریز ایسا تھا کہ کچھ بھی کر گزرتا تھا اور یہ سب میں نے اسی کی خاطر کیا ہے۔ نہیں میں بری نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ خیالات تھے جو اس کے دماغ کو جھنجوڑ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے اندر کا شیطان مرتا جا رہا ہے۔ ایک بار پھر شیتل اسے خیالات کی دنیا سے واپس لے آئی۔ یہ دیکھ انبالہ میرا دوسرا جھٹکا شیتل انبالہ کی سوچ سے بیگانی تھی کہ وہ ندامت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ شیتل نے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک مار دی جس سے انبالہ کے پیر اکھڑنے لگے اور وہ دور جا گری۔ یہی حال شیتل نے جالوس کا کیا وہ بھی دور پڑا کراہ رہات ھا۔ مگر ابھی بھی غرور اس کی پیشانی سے جھلک رہا تھا۔ اتنے میں شیتل تیسرے وار کے لئے اپنے آپ کو تیار کر چکی تھی اور یہ ایسا وار ہوتا کہ ان کے جسموں کو جلا کر راکھ کر دیتا مگر اس سے پہلے زمین ہلنے لگی اور زمین میں دراڑیں پڑ گئیں۔ ان دراڑوں نے جالوس اور انبالہ کو اپنے اندر کھینچ لیا جیسے کسی نے ان کو بچایا ہو۔ سامنے کالے دیوتا بیٹھے ہوئے تھے۔ ورداس، جالوس اور انبالہ اس کے سامنے موجود تھے۔ کالے دیوتا ورداس کو دیکھے جا رہا تھا۔ ورداس تمہیں ہم نے جو اتنی شکتیاں دی ہیں وہ کب استعمال کرو گے۔ اوپر دیکھ حق کا بول بالا کرنے والے ہم پر حاوی ہوتے جا رہے ہیں جاؤ جا کر ان کا مقابلہ کرو۔ کالے دیوتا میرا چلہ ابھی نامکمل ہے میں ابھی ان کا سامان نہیں کر سکتا۔ ورداس نے اپنا مدعا بان کیا۔ چھوڑو چلے کو میں تمہیں بغیر چلے کے ایسی شکتیاں دیتا ہوں کہ تم اس پر حاوی آ جاؤ گے۔ اس کے لئے تمہیں مجھ کو خدا ماننا پڑے گا اور میرے سامنے سجدہ کرنا پڑے گا۔ چلو سب سجدے میں گر جاؤ۔ یہ سنتے ہی ورداس اور جاولس دونوں سجدے میں گر پڑے مگر انبالہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ کیوں انبالہ تم سجدہ کیوں نہیں کرتی۔ کالے دیوتا آپ نے مجھے شکتیاں ضرور دی ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تمہیں خدا مان بیٹھوں۔ سجدہ صرف خدا کو کیا جاتا ہے تیرے جیسے شیطان کو نہیں۔ انبالہ بولتی چلی گئی۔ انبالہ تم ہمارے حکم کی عدولی کر رہی ہو اس کی سزا جانتی ہو۔ میں پھر سزا کے لئے تیار ہوں مگر تجھ جیسے لعنتی کو سجدہ نہیں کروں گی۔ انبالہ نے اپنا فیصلہ سنایا۔

ورداس جالوس اٹھو اور ختم کر ڈالو اس انبالہ کی بچی کو۔ کالے دیوتا گرجا اور اس سے پہلے کہ وہ انبالہ پر کوئی وار کرتے انبالہ نے محسوس کیا کہ وہ اوپر کو اٹھ رہی ہے اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ زمین کی سطح پر موجود تھی۔ اسے ایسا لگا کہ کسی نے اسے اوپر اٹھا لیا ہو۔ شیتل نے جب انبالہ کو اپنے سامنے پایا تو غصے میں آ کر آگ کا گولہ اس کی طرف پھینک دیا۔ انبالہ نے وہ گولہ ہوا ہی میں معلق کر دیا اور فوراً بول پڑی شیتل میری بات سنو میں اب وہ پہلے والی انبالہ نہیں ہوں بلکہ میں اب تمہارے ساتھ ہوں۔ دیکھ زمین کے نیچے کالے دیوتا ورداس اور جالوس ہمیں ختم کرنے کے پروگرام بنا رہے ہیں ہمیں مل کر ان سے لڑنا ہے میری بات کا یقین کرو۔ انہیں جیسے انبالہ کی باتوں کا یقین ہونے لگا تھا۔ شیتل نے گولے کی طرف انگلی کا اشارہ کیا تو وہ ہوا میں بکھر گیا۔ انبالہ چلتی ہوئی ان کے قریب آ گئی۔ میں تم سب کی گناہ گار ہوں مجھے معاف کر دو۔ انبالہ نے ہاتھ جوڑ کر ان سب سے معافی مانگی۔ شیتل نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا جیسے معاف کر دیا ہو۔ انبالہ کنکھیوں سے انیل کو دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو تم پریشان کیوں ہوتے ہو اب میں ہوں ناں تیری۔ ابھی وہ ایک دوسرے کی غلطی پر پشیمان تھے کہ اچانک زمین ہلنے لگی۔ یہاں تک کہ پہاڑ بھی لرزنے لگے۔ زمین پھٹی اور دو وجود نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔ یہ ورداس جادوگر اور جالوس جادوگر تھا۔ شیتل اور انبالہ انہیں اپنے سامنے پا کر آگے بڑھ گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو

دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں۔ شروع کیں اور پھر انہوں نے اپنی ساری شکتیاں ان پر پھینک ڈالیں۔ مگر وہ جو بھی منتر پڑھتی وہ ناکام لوٹ آتا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آگ کے کئی گولے برسائے مگر وہ کارگر ثابت نہ ہو سکے۔ یہ سب دیکھ کر آکاش اور انیل بھی پریشان ہو گئے۔ اب کیا کریں یہاں تو کوئی بھی جادو نہیں چل رہا، اب کیا کریں۔ وہ سب حیرت کی تصویر بنے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ پوری وادی ورداس کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔ اسی اثنا میں ورداس کی آنکھوں سے دھواں نکلنے لگا اور اردگرد چھا گیا۔ آکاش اور شیتل وغیرہ بھی اس دھویں کی زد میں آ گئے گہرا دھواں ان کے گرد چھانے لگا اور ان کے دماغ مفلوج ہوتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سب غش کھا کر گر پڑے مگر گرتے گرتے انہیں ایک دردناک اور کربناک چیخ سنائی دی۔ آگے انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا بنا۔

جب انہیں ہوش آیا تو ان کے پاس بابا فرید موجود تھے جو انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے اور پھر باری باری وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے سامنے دیکھا تو جالوس اور ورداس کو آگ لگی ہوئی تھی اور وہ دونوں جل رہے تھے۔ جبکہ بابا فرید دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ ایک سفید لباس میں ملبوس سایہ سا نظر آ رہا تھا اور پھر وہ چلتا ہوا ان کے قریب آ گیا اور انہیں مبارکباد دینے لگا کہ تم نے اپنے دشمنوں کو ختم کر دیا ہے۔ دنیا سے غلیظ بوجھ کم ہو گیا ہے اور انبالہ تمہیں بھی مبارک ہو کہ اللہ نے تمہیں گمراہ ہونے سے بچا لیا ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ ماری جاتی۔ یہ سب چیزیں مجھے دے دو کیونکہ ان کا اب کوئی فائدہ نہیں انہیں سمندر میں پھینک دینا چاہئے اور پھر بابا فرید نے ان سے وہ یاقوتی مالا، طلسمی انگوٹھی اور سنہری تاج لے لیا۔ اب تم اپنی آنکھیں بند کر لو میں تمہیں تمہاری بستی میں پہنچا دیتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے تمہیں جنگل میں جانا ہوگا جہاں پر میری اور نیلم کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، انہیں جا کر دفنا دینا۔ اس کے بعد تم آزاد ہو اور ہاں آکاش ہو سکے تو شیتل کو اپنا بنا لینا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری جوڑی اچھی ہے اور بابا فرید نے انیل اور انبالہ کو دیکھا اور تم بھی۔ یہ سنتے ہی وہ سب مسکرا دیتے۔ انہوں نے آنکھیں بند کیں اور وہ ہواؤں میں اڑنے لگے۔ بابا فرید بھی ایک طرف کو چل دیا۔ سمندر پر جا کر وہ چیزیں بابا فرید نے سمندر میں ڈال دیں اور اوپر کو اڑ گئے۔ مگر نیچے شیطان ابلیس ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا۔ وہ چیزیں اس کے ہاتھ پر آ گریں اس کے ہونٹوں پر ساحرانہ مسکراہٹ تیر گئی۔ اب ایک اور ورداس جنم لے گا۔ ایک اور جالوس سامنے آئے گا اور یہ سلسلہ پھر چل نکلے گا۔ اس کے ساتھ ہی شیطان ابلیس کے قہقہے گونج اٹھے۔

❊□❊

سنہری باتیں

☆ خدا کا خوف عقل کی بنیاد ہے۔

☆ سست ہو کر گھر میں پڑے رہنے سے اور باہر نکل کر محنت کرتے کرتے تھک کر مر جانا بہتر ہے۔

☆ اچھے لوگ اچھی باتیں اور اچھے خیالات زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

☆ زندگی میں آپ دو ہی اشخاص کو اہمیت دیتے ہیں ایک دوست دوسرا دشمن۔

☆ جو انسان اپنے خلوص کی قسمیں کھائے اس پر کبھی اعتبار مت کرو۔

☆ جل کر کباب ہونے کی بجائے کھل کر گلاب بن جاؤ۔

☆ جو بات دشمن کے سامنے مناسب نہیں، دوست کو بھی نہ بتاؤ۔

☆ کامیابی صرف ایک بار دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔

☆ ناکامی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے۔

☆ اگر خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو بھی خوش رکھو۔

☆ زبان کا وار تلوار سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

☆ دنیا کی محبت خطاؤں کا سرچشمہ ہے۔

☆......احمد نجمی۔ کالا باغ

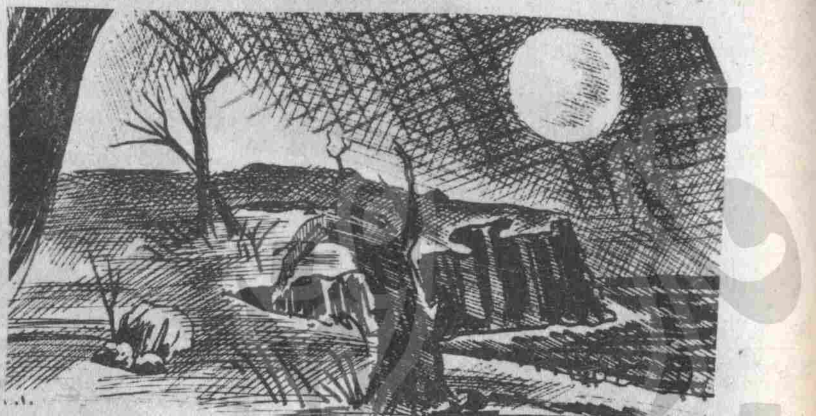

انجان مسافر

۔۔۔تحریر: محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد۔۔

رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ پتہ نہیں کتنا مشکل وقت باقی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہو سکتا تھا وہ مجھے ڈرا کر واپس بھیجنا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مڑ نہ سکوں میں یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ہلکی سی آہٹ پر بھی نظر رکھ رہا تھا وہ بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑے گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو دیندر نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کو چھین لیا جائے تاکہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور وار کامیاب ہو شیروز نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برمان نے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو ڈرا دیں اور اسکا ارادہ بھی کمزور کر سکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔ وہ کس طرح برمان نے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا صحیح نہیں ہوگا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزماتے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزمائیں اس کی طاقت وہ جاننا ہمارے ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا عمل کیسے آیا اس کے پاس پھر ہم اس مصیبت کا سدباب کر سکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمان نے شیروز سے کہا اور میرا دل کسی انجانے خوف سے دھڑکتا جا رہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہو رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر پھل لگے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہو کر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس مشروب کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تھوڑا سا چلتے ہوئے میں نے تین اطراف سے پتوں کی چرچراہٹ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آ رہا ہو۔۔۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات جنم لیتے ہیں کہ وہ کیا سے کیا بن جاتا ہے بعض اوقات زمین سے آسمان اور آسمان سے زمین پر آجاتا ہے کچھ حالات واقعات میرے بھی ایسے تھے پہلے تو دینا مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن آج وہی دنیا مجھ سے جھک کر ملتی ہے میری عزت کرتی ہے میں آپ کو زندگی کے حالات بتار ہا ہوں جو میں نے اپنے اوپر برداشت کئے ہیں اور جس طریقے سے کئے یہ میں یا میرا خدا جانتا ہے سنئے میں یعنی اقبال پاشا کی زبانی۔

کیا تم نے کبھی ایسا کوئی کام کیا ہے جس سے ہماری عزت میں اضافہ ہوا ہو ابو کی آواز آئی جس کام پر تم کو لگایا وہ چھوڑ کر آگئے ہر دفعہ ان لوگوں کی غلطی ہوتی ہے ابو کافی غصے میں تھے اس دفعہ بھی انہوں نے مجھے ایک دکان پر مجھے کام دلوایا تھا میں اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے کرر ہا تھا جب مالک نے میرے اوپر چوری کا الزام لگایا میں ہر طریقے سے اس کو یقین دلانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا پھر اس نے مجھے گندی گالی دی جو میں بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا بس میں نے اس کو مارا اور سر پھوڑ دیا۔اور کام چھوڑ دیا شکر کرو تمہاری ماں اس دنیا سے پہلے ہی رخصت ہوگئی ہے ورنہ تمہاری یہ حرکتیں اس کی جان لے سکتی تھیں مجھے کافی دکھ ہوا۔

ابو کی ان باتوں کا وہ پتہ نہیں کیا کیا کہتے رہے

اور میں کیا کیا سوچتا رہا منہ بنایا افسردہ بیٹھا تھا اس طرح شام کا وقت ہو گیا اور دن کا اختتام اور رات کا آغاز ابو فوج سے پنشن آئے تھے ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا اس وجہ سے گزارا اچھے طریقے سے ہو رہا تھا میں نے ایک خیال پر عمل کرنے کا سوچا اور وہ تھا فرار کافی مشکل تھا لیکن اس کے علاوہ اور چارہ بھی نہیں تھا رات کے وقت میں نے گھر کو خیر آباد کہا اور باہر کی طرف نکل پڑا پیسے میرے پاس تھے اور کپڑوں کے کچھ جوڑے بھی لیے اور بھی کچھ ضروری چیزیں بیگ میں رکھی اور چل پڑا انجان منزل کی طرف اور یہاں سے میری وہ کہانی شروع ہوتی ہے جس کو میں سنانا چاہتا ہوں۔

میں ابھی تھوڑی دیر چلا تھا یہ اکتوبر کے لمحات ہیں اور سردی تھی لیکن اتنی نہیں تھی سڑک کے کنارے گاؤں کی سڑکیں تھی ٹوٹی ہوتی ہیں میں نے ایک جگہ پر تھوڑا سا آرام کیا ٹائم دس سے اوپر کا تھا سردی لگی تو ساتھ سے تھوڑے پتے اور لکڑیاں لیں اور آگ لگ کر بیٹھ گیا جب سردی کا احساس کم ہوا تو آگ بجھا کر پھر آگے چل پڑا چلتے چلتے مجھے احساس ہوا کہ اور بھی کوئی میرے ساتھ اس انجانی منزل پر رواں دواں ہے میں نے رک کر جائزہ لیا لیکن کوئی نہیں تھا پھر چل پڑا مجھے آوازیں آئیں میں نے رک کر آواز دی ہیلو کون ہے سامنے آؤ مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا تھا اور جذباتی بھی کافی ہوں اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ بائیس سال کی عمر میں میں نے سات جگہ سے استعفی پایا ہے میں نے جب دیکھا کہ کوئی سامنے نہیں آرہا ہے تو بیگ سے چاقو نکال لیا اور ہاتھ میں لائٹر بھی پکڑ لیا مشکل وقت سے تا کہ نکل سکوں آنکھیں میری سامنے تھے لیکن کان اس آواز پر لگے تھے پھر اچانک میرے پاس سے کوئی گزرا اور اس کا لمس مجھے اپنے ہاتھ پر ہوا میں نے جھٹ سے بیگ ٹارچ نکالی اور آن کر کے دیکھنے لگا میرا دل تیز تیز چلنے لگا ذہن میں خیال آیا یہ کوئی انسان نہیں ہے کوئی اور ہی مخلوق ہے دل کو کلمے سے اپنی اصلی حالت میں لایا۔

بائیں ہاتھ میں ٹارچ اور چاقو دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور زبان پر آیات کا ورد کرنے لگا کافی دیر تک کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا میں کافی پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں کافی دور نکل آیا ایک بار تو سوچا کہ گھر سے نکل کر غلطی کی ہے چلو واپس چلیں لیکن پھر دل کو مضبوط کیا اور چل پڑا اب تو کچھ بن کے ہی گھر آؤں گا ورنہ نہیں جاؤں گا گھر اتنے میں ایک تیز رفتار سایہ میرے قریب سے گزرا جس نے چلتے ہوئے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور خنجر گر گیا پھر اس نے مجھے ایسے اٹھایا جیسے کوئی میں معصوم بچہ ہوں اور زور سے ایک درخت کے تنے کے ساتھ مارا میرا سر کا پچھلا حصہ کافی زور سے لگا جس سے پورے جسم میں درد کا احساس جاگ گیا اور دھڑام سے زمین پر گرا اور پھر کچھ دیر میں لاشعور کی دنیا میں چلا گیا۔

میں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں یکدم میرے دماغ میں ٹیسیں اٹھیں میں نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں پھر اپنی آنکھوں کو تھوڑا سا ملا اور پھر دوبارہ اوپن کیا میں ایک چار دیواری کے اندر تھا دیوار کا رنگ بالکل سفید تھا بیڈ بھی سفید تھا چادر بھی سفید الغرض ہر چیز سفید تھی لیکن اتنی روشنی کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور روشنی کہاں سے آرہی ہے میں نے اٹھ کر دیواروں کا جائزہ لیا کوئی سوراخ نہیں تھا بالکل صاف ستھری تھی میں پھر پریشان ہو کر بیٹھ گیا پندرہ منٹ بعد مجھے آواز آئی اٹھ گئے ہو میں نے ہڑ بڑا کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ہوئے تھی تم کون ہو اور یہاں آئی کیسے یہاں تو کوئی دروازہ بھی نہیں ہے میں ایک ہی سانس میں سوال کہہ دیا۔وہ مسکرائی اور ٹرے بیڈ پر رکھی جس میں چائے اور پراٹھے تھے ٹرے کو دیکھ کر میری بھوک یکدم بیدار ہو گئی لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور نظریں اس کے چہرے پر گاڑھ دیں زیادہ گھور کر نہ دیکھو پاشا اگر تم میرا اصلی چہرہ دیکھ لو تو خوف سے تمہارے دل کی دھڑکن بند ہو جائے گی ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں نے تیزی سے کہا میں موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں لڑکی میں نے تم سے جو سوال کی ہے ان کا جواب دو اس بار میں نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

وہ مسکرائی اوراس کے موتی کی طرح دانت مجھے نظر آئے آخر کافی دل والے ہو میرا نام پارو ہے اور میں جنات سے تعلق رکھتی ہوں اور اس وقت تم ہماری دنیا میں ہو اور میں یہاں کیوں ہوں یہ بتانا پسند کروگی آپ میں تم سے کچھ چھپاؤں گی نہیں اور نہ ہی تم سے پہلے آنے والوں سے چھپایا تھا مجھ سے پہلے کون آئے تھے کس کو لائی تھی تم میں نے تیزی سے پوچھا تمہارے سے پہلے تین نوجوان آئے تھے ان کو بھی اسی طرح لایا گیا تھا لیکن وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے یہ کہہ کر وہ معنی خیز نظروں سے مجھے دیکھنے لگی یعنی تم قاتلہ ہو ان کا خون پی گئی ہو لیکن یہ یاد رکھنا میں اتنی جلدی تمہارے ہاتھ آنے والا نہیں ہوں میں نے غصے میں کہا۔

میری بات پر اس نے زور سے قہقہہ لگایا نہیں ہم نے ان کا خون نہیں کیا اور نہ ہی پیا ہے یہ ہمارا قبیلہ ہے اس کا مالک ایک مہارانی ہیں ہمارے قبیلے کے ساتھ تین اور قبیلے ہیں وہ لوگ سوری جنات لوگ مظلوم انسانوں کا خون پیتے ہیں اور ہم کو بھی پینے کو کہتے ہیں لیکن ہماری مہارانی بہت رحم دل ہیں وہ نہیں چاہتی کسی پر کوئی ظلم ہو اس وجہ سے انہوں نے نہ کردی اور جس کی وجہ سے وہ تینوں قبیلے کے سردار ہمارے دشمن بن گئے اور وہ ہم سب کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو میں کیا خدمت کرسکتا ہوں آپ کی میرے پاس نہ تو کوئی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا علم ہے کہ ان کو ختم کرسکوں تم سے پہلے جو تین آئے وہ بھی اسی طرح نڈر تھے لیکن ان کی موت ہوگئے موت ہوگئی کس نے مارا انہیں اور کیوں ۔وہ بھی تمہاری طرح بے روزگار تھے ہم نے انہیں یہاں لاکر ایک کام سونپا تھا کہ تم ان تین سرداروں کو ختم کردو تو ہم تم لوگوں کو مالا مال کردیں گے اور اتنا کردیں گے کہ تمہاری آنے والی نسلیں بھی عیش کریں گی میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا کہیں تم مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہی مجھے مارنا یا میری بلی تو نہیں دینا چاہتی وہ مسکرائی ایسی کوئی بات نہیں ہے پاشا اگر ایسا ہوتا تو میں تم کو اپنی اصلیت کو یں بتاتی یا تم کو اس طرح آرام دہ کمرے میں کیسے رکھتی اور تم میرے سامنے اس طرح زندہ وجاوید بیٹھے باتیں کیوں کرتے چہرے کے انداز ے سے تو وہ سچ کہہ رہی تھی اور دل بھی گواہی دے رہا تھا بس دماغ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

اچھا اگر میں یہ کام کرنے کے لیے نہ راضی ہوں تو ۔میں تم کو اس جگہ پر چھوڑ دوں گی جہاں سے لائی ہوں اور پھر اپنی زندگی کا ماتم کرنا اور ساری زندگی محنت کرنا پھر بھی تمہیں اتنا کچھ نہیں ملے گا جتنا میں تمہیں دوں گی ۔لیکن یہ کام تم لوگ تو آسانی سے کرسکتے ہو پھر مجھے کیوں کہہ رہے ہو انہوں نے اپنے قبیلے کے گرد ایک حصار قائم کرر کھا ہے اور اس حصار سے جو کوئی بھی آتشی مخلوق ٹکرائے گی تو وہ بھسم ہو جائے گی اس وجہ سے ہم ان کے قبیلے میں داخل نہیں ہو سکتے یہ کام ایک انسان ہی کرسکتا ہے اس وجہ سے تمہیں یہاں لائی ہوں لیکن میرے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے میں ان کو مار سکوں یہ کام ہمارا ہے بس تم حامی بھرو میں سوچ میں پڑ گیا اور پھر ایک نظر اپنے حالات پر ڈالی ایک گہری سانس لی اور خود میں بڑبڑایا موت تو آنی ہے بالی پھر ڈر کیسا ہوسکتا ہے کامیاب ہو جاؤں اور پھر زندگی کی ساری خوشیاں میرے پاس ہوں گی میں نے اس کی طرف دیکھا اور پہلی بار مسکرا کر ہاں کردی وہ تو جیسے خوشی سے جھوم گئی ہو تم کافی عقل مند ہو اب اپنا ناشتہ کرو پھر میں تمہیں بتاتی ہوں تم نے کیا کرنا ہے وہ پیچھے مڑی اا ور دیوار سے گزر گئی جیسے وہاں کوئی دیوار ہی نہ ہو حیران ہو پھر بولا۔

یہ جناتی دینا ہے پیارے کچھ بھی ہوسکتا ہے پھر میں ناشتہ کرنے لگا تھوڑی دیر میں وہ میرے لیے اچھی سی پینٹ شرٹ لائی جو مجھے پہننے کو کہا جب میں پہن چکا تو وہ دربارہ آئی اور ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہاں سے ایک دروازہ بن گیا آؤ وہ مسکراہٹ سجا کر بولی میں اس دروازے سے نکل گیا وہ میرے پیچھے آئی وہاں پر ہی سفید نہ نظر آنے والی روشنی تھی اور ایک لمبی سی راہداری ہم لوگ وہاں سے چل پڑے پھر وہ راہداری ختم ہوئی اور ایک گراؤنڈ سا شروع ہوگیا بیس منٹ تک چلنے کے بعد وہ بھی ختم ہوگیا تو باغ آیا جب اس کا اختتام ہوا تو میرے سامنے ایک عالیشان

آسمان کو چھوتا ہوا محل ظہور ہوا کچھ دیر تو میں اسے دیکھتا رہا میری حیرت کو دیکھ کر وہ محضوض ہوئی ابھی تو تم نے اندر سے نہیں دیکھا پھر وہ چل کر سامنے والے دروازے پر گئی دربان نے دروازہ کھولا اور ہم ہم اندر داخل ہوئے سامنے ایک بڑا سا بال تھا اس کے سامنے ایک چبوترا سا بنا ہوا تھا جو مکمل سونے کا تھا پھر وہاں پر شیشے کی سیڑھیاں تھیں جو اوپر جاتی ہوئی نظر آتی اور الغرض وہاں پر ہر چیز شیشے کی تھی میری تو آنکھیں چندھیا گئیں یہ کیا ماجرہ ہے میں نے دل میں سوچا پھر اس میری میزبان نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے آگے چلنے کو کہا۔

میں جیسے ہی آگے جارہا تھا تو وہ چبوترا میرے نزدیک آتا جارہا تھا میں اس کو دیکھ کر حیران ہوگیا اس تخت پر ہیرے لگے ہوئے تھے پھر نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ وہاں کوئی بیٹھا بھی ہوا ہے اور نزدیک جانے پر اس کا چہرہ نظر آیا وہ بلا کی خوبصورت تھی میرے ساتھ آنے والی پارو سے بھی زیادہ میں اس کی آنکھوں میں تقریبا ڈوب گیا تھا جب اس کی آواز آئی او پاشا صاحب اور اس نے ایک طرف بہت ہی آلا کرسی پر بیٹھنے کو کہا میں اس کے چہرے پر ہی نظریں ٹکائے بیٹھ گیا وہ ہلکی سی مسکرائی کیا دیکھ رہے ہو میں یکدم ہربڑایا اور شرمندہ سا ہوگیا وہ دراصل اتنا خوبصورت چہرہ دیکھ کر میں بھول گیا تھا کہ آنکھیں بند بھی کرنی ہیں میں اس حرکت پر معذرت خواہ ہوں اس کی ہنسی کچھ زیادہ ہی تیز ہوئی اور ہلکی سی آواز آئی تمہاری صاف نیتی مجھے اچھی لگی تم بلاشبہ ایک اچھی اور محنتی انسان ہو شکریہ میں نے جواب دیا ہمارے حالات کے بارے میں پارو نے آپ کو بتادیا ہوگا میں اس علاقے کی مالکہ ہوں اور ان کی حفاظت میرا فرض ہے جی بالکل ۔ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ان کے علاقے کے ساتھ آتشی حصار ہے جس کو ہم چھو بھی نہیں سکتے ہیں اور اس کو پار ایک انسان ہی کرسکتا ہے اور اس کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے دیکھئے میں کوئی لڑائی کرنے والا نہیں ہوں بس ذرا جذباتی انسان ہوں اور کسی کی کوئی کڑوی بات ہضم نہیں ہوتی اس وجہ سے ہاں مجھے پتہ ہے وہ درمیان میں بولی ہم کو ایسے ہی آدمی کی تلاش ہے جو اندر سے نڈر ہو جی بتائیں مجھے کیا کرنا ہے تم نے وہاں جاکر ان تین سرداروں کو مارنا ہے وہ مجھے پارو بتا چکی ہے لیکن ان کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے اس کا طریقہ بھی تمہیں بتائیں گے تم فکر مت کرو ۔۔پاشا کے لیے شربت لاؤ۔

تھوڑی دیر میں ایک کنیز ٹائپ لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں ایک جام تھا شیشے کی وجہ سے اس جام کا رنگ مجھے نظر آرہا تھا وہ ہلکا سبز تھا اس نے وہ جام مجھے پیش کیا ور چلتی بنی تم اس جام کو پیو اس کا فائدہ ہم بعد میں بتائیں گے میں نے ڈرتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ لگالیا اس کا ذائقہ تو بہت اچھا تھا اور پی کر مجھے کچھ احساس ہوا اس کے پینے پر تمہاری ساری تھکن ختم ہوجائیگی تم جتنا دوڑو گے تھکاوٹ نہیں ہوگی یہ احساس مجھے ہونا شروع ہوگی جو میں پیدل چل کر آیا تھا اس کی تھکاوٹ بالکل ختم ہوگئی تھی ستائسی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور جام ایک سائیڈ پر رکھ دیا اس کے بعد اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا تو ایک خوبصورت جڑھا ہوا فیروزہ مجھے دیا میں آگے بڑھ کر اسے قبول کرلیا اسی طرح پھر ہاتھ لباس میں ڈالا تو ایک خوبصورت نو انچ کا خنجر مجھے دیا میں نے وہ بھی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے لے لیا اور الٹ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو اور خنجر کو اپنے پاس رکھو لیکن ان کی افادیت کیا ہے انگوٹھی کی وجہ سے تم جو چاہو بن سکتے ہو یعنی حالات کے مطابق تم اپنا روپ بدل سکتے ہو اور یہ جو خنجر ہے اس کو تم اگر جھٹا دو تو یہ تلوار بن جائے پھر جب تم کسی چیز کا مقابلہ کروگے تو یہ تم کو مدد دے گی اور تماہری حفاظت بھی کرے گی شکریہ کے ساتھ انگوٹھی کو پہن لیا اور خنجر جو کہ میان میں تھا اپنی بیلٹ میں جکڑ دیا۔اور اس کے ساتھ تم کو ایک لباس دیا جائے گا جس کو ہم کہتے ہیں چست لباس اس کی مدد سے تم تیز دوڑ سکتے ہو اور وہ رنگ کا کالا ہوگا جو تم کو رات کو مدد کریگا شلوار قمیض ہوگی وہ ہلکی سی مسکرائی اور بولی۔

نہیں وہ لیڈر کی پینٹ اور شرٹ ہوگی او تھینکس میں یہ ہی چاہتا تھا کیا تم کل سے مشن پر جانا چاہتے ہو

نہیں میں آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہتا بہت خوب اسکے لیے پینٹ شرٹ لاؤ چست والی پھر وہی کنیز آئی اورلباس مجھے دے گئی اور ہاتھ کے اشارے سے کہا تم وہاں جا کر تبدیل کر سکتے ہو میں نے شکریہ کے ساتھ اٹھا اوراس کمرے کی طرف چل پڑا وہاں ڈریسنگ کا ہر مال پڑا ہوا تھا اور ساتھ میں باتھ روم بھی تھا میں سب سے پہلے نہایا پھر اس کے بعد چست لباس پہنا اور تھوڑی سی کریم لگائی پھر کھنگی کی اور تیار ہو کر شیشے کی طرف دیکھنے لگا پہلی بار میں نے اپنا آپ اتنا خوبصورت دیکھا مجھے اچھی خاصی وہ پینٹ جچ رہی تھی پھر سینٹ لگا کر باہر آ گیا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی تم اچھے خاصے خوبصورت جوان ہو مین نے شکریہ کیساتھ بیٹھ گیا۔

یہ پارو تم کو وہاں تک پہنچا دے گی جہاں سے وہ آتشی حصار شروع ہوتا ہے ویسے جاتے ہوئے ایک بات پوچھ سکتا ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا ہاں پوچھو۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔تم کیوں پوچھن چاہتے ہو میں چاہتا ہوں کہ جس کے لیے میں کام کر رہا ہوں اس کا زیادہ تو نہیں کچھ تو نام تو پتہ ہونا چاہیے مجھے ملکہ شائنہ کہتے ہیں اور کیا ہی خوب کہتے ہیں ملکہ جی ملتے ہیں بعد میں خدا حافظ میں اتنا کہہ کر چل پڑا پارو میرے ساتھ تھی وہ بھی بالکل خاموش تھی جب وہ باہر نکلی تو بولی اس طرف اور بائیں جانب اشارہ کیا میری اور ملکہ کی جب باتیں ہوئی نہ تو تم بولی ہو اور نہ ہی ہنسی ہو وہ ہلکی سی مسکرائی ہم اپنی ملکہ کا بہت احترام کرتے ہیں ان کی وجہ سے ہم زندہ ہیں ورنہ تو کب کے مر چکے ہوتے یا قید کر رہے ہوتے اس وجہ سے ہم ان کے سامنے کچھ نہیں بولتے کہیں ان کو ہماری بات نہ بری لگ جائے تھوڑا دور جا کر اس نے یکدم میرا ہاتھ پکڑ لیا میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا وہ بولی۔

میرا ہاتھ نہ چھوڑنا میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا او پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہمارے پاؤں کے نیچے سے بگور سا اٹھا اور ہمارے پاؤں زمین سے اٹھنے لگے اور ہم نے پرواز شروع کر دی میں نے نیچے ساری بستی دیکھی پھر وہ بستی ختم ہوئی اور ہم نے ایک سائیڈ پر اترنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد میں ہم زمین پر تھے یہ پرواز کوئی بیس منٹ جاری رہی ہو گی پندرہ یا بیس قدم کے بعد وہ حصار شروع ہو جاتا ہے اس سے آگے میں نہیں جا سکتی ہوں میں نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور شکریہ کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اپنا خیال رکھنا پھر وہ اسی طرح اڑی اور پھر نظروں سے غائب ہو گئی میں نے سامنے کی طرف چلنا شروع کر دیا تھوڑی دیر میں مجھے ایک آگ کی طرح سی لکیر نظر آئی میں سمجھ گیا یہ ہی وہ حصار ہے سنبھل کر چلنا ہو گا میں نے اللہ کا نام لے کر حصار کے اندر پاؤں رکھ دیا مجھے کچھ نہ ہوا اب میں ان کے علاقے میں تھا سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا اور میرے محتاط ہونے کا میرے لیے یہ لمحات کافی زیادہ کچھاؤ والے تھے ایک گھنٹہ چلنے کے بعد سورج اپنی منزل طے کر چکا تھا اور میں بھی اب بالکل تیار تھا خنجر پر میرا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور ممکنا خطرے سے نمپٹنے کے لیے تیار تھوڑی دیر لگی تو مجھے کچھ احساس ہوا جیسے کوئی دبے پاؤں چل کر میری طرف آ رہا ہے میں نے اپنے کان ان آوازوں کی طرف کر لیے۔اور ایک بڑے سے درخت کے تنے کو اپنی پشت کے پیچھے کر لیا اور آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

شکر ہے رات چاندنی تھی ورنہ تو کافی مشکل آتی تھوڑی دیر بعد تین بہت ہی خوفناک چہرے والے آئے ہوئے تھے آنکھیں ان کی سرخ تھیں چہرے بلاؤں کی طرح اور منہ سے ٹپکتی ہوئی رال ان میں نے ایک بولا بجلی کی کڑک کی طرح آواز نکلی تھی اوہ آدم زاد کون ہے تو اور کہاں سے آیا ہے اور ادھر کیا ر کر رہا ہے اس نے تین سوال ایک ساتھ کر دیئے میں نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور بولا تم لوگ کون ہو ہم اس آتشی حصار کے محافظی ہیں اور تم یہاں آئے کیوں ہو اگر زندگی چاہتے تو واپس چلو جہاں سے آئے ہو ورنہ اس سے پہلے بھی آئے تھے انسان لیکن ہم سے بچ نہیں سکے دیکھو زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور میں جہاں سے آیا ہوں تمہارا کوئی لینا دینا نہیں اس بات سے اور مجھے جو کام دیا گیا ہے وہ میں کر کے ہی جاؤں گا اچھا وہ بھیانک طریقے سے مسکرایا

اور اپنے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو اب تمہاری موت کے ذمہ دار ہم نہ ہوں گے ان تینوں نے انگڑائی لی اور بھیانک بھیڑیوں کے روپ میں آ گئے ان کی جسامت بہت بڑی ہو گئی تھی اور قد پانچ فٹ کے برابر اور شارپ دانت تھے جو باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے تینوں نے مل کر آدودو کی آواز نکالی اور مجھ پر حملہ کے لیے تیار ہو گئے میں نے خنجر کو ہاتھ میں لیا اور خود کو ایک جنگلی اور بڑے بندر جیسے فلم میں ہے بن جاتے ہیں کو کہا تو سیکنڈ کے ہزادویں حصے میں میرے پاؤں ایک دم بڑے ہوئے ہاتھوں کی لمبائی بھی بڑی اور جسامت موٹی ہونا شروع ہو گئی پھر لمبے کالے بال مجھ پر آئے اور پھر ایک بڑے بن مانس کے روپ میں ان کے سامنے تھا خنجر بدستور میرے ہاتھوں میں تھا اور اس کو میں نے جھٹکا دیا تو وہ ایک لمبی تلوار بن گیا ان تینوں نے مجھے دیکھ کر غرغر کی آواز نکالی جیسے کہہ رہے ہوں کیا۔

تیار ہوں میں نے بھی ایک دھار سی ماری اور کاشن دیا میں تیار ہوں پھر تینوں نے مجھ پر یک باری سے حملہ کر دیا۔جو میرے سامنے تھا تو جیسے ہی میری رینج میں آیا تو تلوار اس کی گردن میں گھسا دی اور باقی دو نے ایک میری بازو پر اپنے جبڑے ڈالے اور دوسرے نے میری ٹانگ پکڑ لی میں نے اسکی گردن سے تلوار نکالی اور تلوار جس نے بازو پکڑا ہوا تھا ماری اس کو ہلکا سے کٹ لگا تو وہ اوں اوں کی آواز نکالتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور ٹانگ والے جبڑے پر ایک مکا رسید کر دیا کڑک کی آواز اس کا جبڑا ٹوٹا اور پھر ایک ہی وار سے اس کی گردن علیحدہ کر دی اب دو کی بجائے ایک رہ گیا تھا وہ تھوڑا دور کھڑا مجھے گھور رہا تھا میں نے ٹانگ کی طرف دیکھا تو وہاں سے اچھا خاصا خون بہہ رہا تھا اور مجھے تکلیف بھی ہو رہی تھی یہ وقت تکلیف کو برداشت کرنے کا تھا میں نے بھی اس کی طرف دیکھا وہ بالکل میرے پاس پہنچ گیا تھا اس نے جست لگائی اور وہ میری گردن اپنے جبڑوں میں لینے کی کوشش کرنا چاہتا تھا لیکن میں بھلا ایسا کیسے ہونے دینا چاہتا تھا میرا تلوار ہاتھ تو بلند ہی رہا وہ دھڑم کی آواز سے پیچھے درخت کے تنے کے ساتھ ٹکرایا۔

وہ بھی اٹھا ہی تھا کہ میں نے وہاں پر ہی گھوم کر تلوار دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بلند کی اور اس طرح اس کے جسم میں گھسا دی جیسے کوئی کدال مزدور زمین کے سینے میں پوست کرتا ہے وہ تھوڑی دیر تڑپا اور پھر زمین پر گر گیا میں نے تلوار نکال لی اور چیک کیا وہ واقعی مر چکا تھا پھر میں اپنی اصلی حالت میں آ گی تلوار اسی طرح میرے ہاتھ میں تھی اور اس پر خون لگا ہوا تھا میں خواب کے عالم میں یہ سب دیکھ رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا ابھی امی مجھے جگا دیں گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا میں نے تلوار کو صاف کیا اور آگے کی طرف چل پڑا نہیں یہ نہیں ہو سکتا ایک بہت ہی طاقت ور دیو نے زور سے دھاڑ ماری وہ سامنے دیوار پر سکرین کی رح تمام منظر دیکھ رہا تھا کہ کس طرح میں نے یعنی پاشا نے ان تینوں کا خاتمہ کیا ہے وہ غالبا اس علاقے کا سردار تھا اور اسی وجہ سے وہ حیران و پریشان دیکھ رہا تھا جانی چڑیل اس نے زور سے پکارا تو زمین سے دھواں نکلا اور ایک بدصورت شکل والی چڑیل کھڑی نظر آئی جی برما دیو آپ نے مجھے یاد کیا۔

اس آدم زاد نے میرے ان تین محافظوں کو ختم کر دیا ہے جو میں نے آتشی حصار کے گرد اس کی حفاظت کے لیے رکھے تھے کیا یہ کیسے ممکن ہے ہاں ایسا ہی ہوا ہے اور یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم جاؤ اور باقی کے دوسرداروں کو بلا لاؤ تا کہ اس چیز سے چھٹکارا حاصل کیا جائے جاؤ جو حکم سردار وہ پھر اسی طرح دھواں بن کر زمین میں سما گئی تم کو تمہاری موت یہاں لائی ہے آدم زاد اب تم میرے اولین دشمن ہو اور جب تک میں تمہارا سر تن سے جدا نہیں کر لیتا میں چین سے بیٹھنے والا نہیں ہوں اور پھر وہ یکدم غصے میں آیا اور ایک بڑا سا پتھر جس کا وزن دو من ہو گا ایک ہاتھ میں اٹھا کر اس سکرین والی جگہ پر دے مارا اور وہاں سے وہ منظر غائب ہو گیا

ادھر میں نے ان تینوں کے خاتمے کے بعد آگے کی طرف راہ لی اور چلنا شروع ہو گیا اب میرا دل پہلے سے زیادہ مضبوط اور نڈر ہو گیا تھا میں نے اس تلوار کو جھٹکا دیا تو

وہ پھر سے خنجر کے روپ میں آگئی اور اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنے کان آنکھ کھلے رکھ کر اپنی منزل کی طرف چل پڑا تھوڑی دور د چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مجھے بھوک لگ گئی ہے لیکن پیاس نہیں لگ رہی تھی شاید اس مشروب کا اثر تھا کہ پیاس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی میں نے ادھر ادھر کھانے کے لیے تلاش کرنا شروع کردیا مجھے پھر ایکدرخت نظر آیا جس پر بے پناہ پھل تھے میں نے ان پر چڑھ گیا اور میرے پیٹ کی آگ بجھانے لگا کھانے سے فراغت کے بعد میں جیسے ہی نیچے اترا تو کچھ پھڑ پھڑاہٹ محسوس ہوئی جیسے کوئی چیز اڑ کر آرہی ہے میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کوئی دس کے قریب پرندے جو عام پرندوں سے کوئی چار گنا بڑے تھے وہ اڑ رہے تھے میں نے اندازہ لگایا یہ کوئی چڑیلیں ہی ہوں گی ورنہ اتنے بڑے پرندے تو نہیں ہوتے میں ایک گھنے درخت کے سائے میں ہوگیا پھر وہ دس نیچے اتریں اور اپنی اصلی حالت میں آگئیں یہیں تھا وہ مجھے اس کی بو آرہی ہے۔

میں نے وہاں پر ہی رہنے کا ارادہ کیا ان میں سے ایک تلاش کرتی ہوئی میری طرف آئی تو میں نے خنجر اس کی گردن پر پھیرا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگئی اس کی لاش دھویں کی طرح غائب ہوگئی باقی نو کو میں دیکھ رہا تھا ان میں سے ایک نے میرے والے درخت جس میں میں خود کو چھپا رکھا تھا اشارہ کیا وہ وہاں ہے سب نے اس کیطرف دیکھا تو میں چھلانگ لگا کر باہر نکل آیا اور دوڑ لگادی تو وہ زور سے چلائی اپنا روپ بدلو اور وہ اسی طرح خوفناک پرندوں میں دوبارہ آگئیں میں آگے کی طرف دوڑ رہا تھا وہ اڑتی ہوئی میرے سر پر آگئیں دو سے نیچے کی طرف ڈائی لگا کر مجھے پکڑنا چاہا تو میں یک دم نیچے ہوا اور وہ میرے اوپر سے گزر گئیں انکا یہ نشانہ خطا گیا لیکن میں پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گر گیا اور تین یا چار قلابازیاں کھا کر رکا وہ بلندی کی طرف گئیں اور پھر میری طرف آنے لگیں میں مسکرایا اس دفعہ اور یکدم اپنے آپ کو پکارا چل پاشا ائیر فائر ڈریگن بن جا۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ میرے ہاتھ دونوں بڑے بڑے پنکھ بن گئے میری ٹانگیں پتلی ہوئی پھر ان پر خونی بڑے بڑے پنجے آئے اور میری جسامت تبدیل ہوئی اور منہ کی جگہ چونچ نے لے لی اور اب وہاں پر ایک فلائیڈ ریگن تھا وہ نو کی نو میری طرف محو پرواز تھیں کہ میں نے یکدم پروں کو اوپر کیا اور زور سے جھٹکا دیا اور گولی کی طرح آسمان کی طرف محو پرواز ہوگیا۔ اوپھر اپنا منہ کھولا اور باہر کی طرف سانس لیا تو منہ سے آگ ایسے نکلی جیسے فائر بریگیڈ کے پائپ سے پانی نکلتا ہے اآگے آنے والی تین چڑیلوں کو تو میں جلا دیا ان کی چیخیں آسمان کو ہلا رہی تھیں اور باقی ادھر ادھر ہوگئیں اور میں درمیان سے نکلتا ہوا اوپر کی طرف چلا گیا اور پر جا کر میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو وہ چھ چڑیلیں آپ کچھ فاصلے پر ہوگئی تھیں اور گول دائرے کی شکل میں آگئیں یعنی کہ وہ مجھ کو گھیرنا چاہتی تھیں نہ بچو تمکو معلوم نہیں ہے تمہارا پالا کس چیز سے پڑا ہے وہ مجھ کو گھیرا ڈالنے کی شروعات کرنے لگیں میں نے بھی اپنی پرواز آہستہ کردی اور ان کو قریب آنے دیا وہ تیزی سے میری طرف بڑھنے لگی جب وہ میرے بالکل قریب آگئیں تو میں نے یکدم ایک پر تو پیچھے کی جانب آگے سے تھوڑا سا موڑا اور دوسرا پر زور زور سے مارنے لگا جس کی وجہ سے میں لٹو کی طرح گھوما اور ساتھ ہی آگ منہ سے نکالی تین جو میرے بالکل قریب تھیں آگ نے ان کو ایسے پکڑا جیسے وہ پٹرول کو پکڑتی ہے وہ چیختی ہوئی نیچے گرنے لگیں اور ایک کو تو اس کے ایک پر پر لگی میں نے جھپٹ سے اس پر حملہ کیا اپنی جونچ اس کی گردن پر ماری اور دونوں پنجے دبا کر جھٹکا دیا تو وہ تین حصوں میں تقسیم ہوگئیں باقی کی دو تو ڈر سے تیز رفتاری سے اڑنے لگیں آب میں یعنی فل سپیڈ سے ان کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر میں ان کو میں نے جالیا اور ایک کو تو فائر سے آگ لگادی اور دوسری کو تو میں نے اپنے پنجوں میں رکھ کر ٹکرے کردیا ان سے فراغت کے بعد میں نے زمین پر اترنا شروع کردیا صحیح سلامت اترنے کے بعد میں دوبارہ اپنی اصلی حالت میں اگیا یا ہو۔ کیا بات ہے مزہ

آگیا واہ جگر کیسے تو نے ان کو ٹکڑے کیے مزا آگیا میں نے اپنے آپ کو شاباش دی اور خوشی سے انگوٹھی کو چوما اور نیکسٹ منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا۔ برمادیو کافی غصے میں ٹہل رہا تھا آخر یہ ہے کون جو میری طاقتوں کو اڑائے چلا جا رہا ہے یہ کونہوسکتا ہے اتنے میں وہ یہی چڑیل حاضر ہوئی سردار میں نے ان کو پیغام دے دیا ہے وہ آرہے ہیں اسنے میری دس چڑیلوں کو بھی ماردیا ہے اور آدم زاد تو اتنا طاقت ور نہیں ہوسکتا ہے وہ میرے محافظ دیوار چڑیلوں کو ہرا سکے یہ کچھ اور بات ہے یہ مجھے شائنہ کی سازش لگتی ہے ضرور اس نے کوئی جادوگر کو بھجوایا ہے چلو دیکھ لیتے ہیں تھوڑی دیر میں جو لمبے قد والے دیو آئے وہ شکل سے کافی پریشان تھے۔

کیا ہوا برما جو اس قدر جلدی میں ہم کو بلایا ہے بات ہی کچھ ایسی ہے پھر اس سے تمام بات ان کے گوش گزار کردی اچھا تو یہ بات ہے چلو اس کا حل نکالتے ہیں اس طرح غصہ کرنے کا کیا فائدہ ہے تم بیٹھو ٹھیک کہتا ہے دیندر بلاوجہ طیش میں نہ آیا کرو اس کو ذرا اور آگے آنے دو تا کہ اس کے بھاگ جانے کا چانس نہ رہے پھر ہم اپنا وار اس پر کریں گے اچھا تم سناؤ برمادیو اس تیسرے دیو سردار سے پوچھا۔ وہ ہلکا سا ہنسا بھی شیروز دیو کو بھی کچھ ہوا ہے اور اپنی پریشانی کو بھول جاؤ ہم اس کا مقابلہ تینوں مل کر کریں گے اور اس کی گردن تمہارے قدموں میں ہوگی ویسے بھی ہم لوگ اپنے چلے مکمل کر چکیں ہیں ہر کوئی ہم سے نہیں ٹکرا سکتا بس اس کو ذرا فتح کے نشے میں آگے نکل آنے دو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

برما تھوڑا سے مسکرایا شکریہ تم دونوں کا چڑیلوں کا حملہ تو کافی اچانک تھا میں بھی پریشان ہوگیا تھا لیکن اب میں نے اور زیادہ چوکنا ہونا تھا کیونکہ رات کا معاملہ تھا میں نے خنجر بھی ہاتھ میں لے لیا اور اللہ کو یاد کرتا ہوا آگے چل پڑا تھکاوٹ تو مجھے تھی نہیں بس ذرا نیند آنے لگی تھی میں نے ایک گھنے درخت کو دیکھا تو اس کی شاخوں کو اپنا بستر بنالیا اور سو گیا مجھے پتہ نہیں تھا کہ میری آنکھ کب لگی تھی میں نے آنکھ کھولی تو مجھے کچھ کڑ کڑ کی آواز سنائی دی یہ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ آواز انسانوں کے پاؤں سے پیدا ہو رہی ہے یا جانوروں کے پاؤں سے البتہ میں نے ایک شاخ کو ہٹا کے دیکھا تو کوئی بھی نہ نظر نہ آیا کیا یہ میرا وہم ہے خود سے سوال کیا نہ یہ ہو تو نہیں سکتا جو ماحول ہے اس کے حساب سے تو نہیں میں نے خنجر کو ساتھ میں لیا ذرا سا جھٹکا دینے پر وہ لمبی تلوار بن گیا اور آہستہ سے نیچے اترا شاید میری بھول تھی جیسے ہی پاؤں زمین کو ٹچ کیے تو اس کی رفتار سے میں ہوا میں تھا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جب نظر پڑی تو شدت کا دھچکا لگا کہ مجھ کو پاؤں سے درخت کی اپنے شاخ نے ٹکرایا تھا اور میں کوئی نو یا دس فٹ اونچا تھا اور مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ میرا سر سینکڑوں ٹکروں میں تبدیل کرنا چاہتا تھا تلوار بدستور میرے ہاتھ میں تھی میں نے جھٹ سے شاخ کو دو حصوں میں تقسیم کردیا اور پھر دھڑام سے زمین پر جیسے کوئی بھاری چیز گرتی ہے ایسے گرا تکلیف سے میری ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن یہ وقت بیٹھ کر ملنے کا نہیں تھا میں جھٹ سے کھڑا ہوا اور مقابلے کے لیے تیار ہوگیا دو شاخیں دائیں بائیں سے آئیں ایک کو تو میں نے کاٹ دیا لیکن دوسری نے میرا بائیاں بازو پکڑا لیکن جھٹ سے وہی بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی پھر تو جیسے وہ درخت پاگل ہوگیا ہو اس نے لگاتار حملے شروع کردیے میں بھی اس کی شاخوں کو کاٹ رہا لیکن وہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں کافی پریشان ہوگیا کہ اس کا کیا کروں میں نے جھٹ سے اپنے آپ کو ایک آدم خور بھیڑیا بننے کو کہا۔

ایک دم میرے ہاتھ لمبے ہوگئے میری ٹانگیں بھیڑیوں کی طرح سی ہوگئی میرا قد بڑھنا شروع ہوگیا ساتھ ہی میرے جسم پر بال آنا شروع ہوگئے میرے منہ میں دانت باہر کی طرف نکلے آپ میں ایک سات فٹ سے تجاویز ایک خونی بھیڑیا تھا میں نے اپنے ہاتھ کو زور کی جنبش دی تو تین انچ کے ناخن نکل آئے میں نے سب سے پہلے اپنی طرف آنے والی شاخوں کو کاٹا نوکیلے دانوں سے خونی پنجوں سے اور ساتھ ہی اس درخت کی طرف بھی بڑھتا چلا گیا میں پھر چھلانگ لگا کر درخت پر چڑھ گیا وہاں

سے پھر ایک اور جست لگائی اور زیادہ نزدیک اس کے بعد میں نے جیسے ہی بالکل تنے کے پاس چھلانگ لگائی تو ایک لمبی اور موٹی شاخ میرے اردگرد لپٹ گئی میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جس سے اس درخت سے نہ ختم ہونے والا چیخوں کا طوفان شروع ہوگیا میں سمجھ گیا کہ یہ جناتی کا کام ہے پھر تو میں پاگل ہوگیا ہر تنے کو جڑ سے اکھاڑنے لگا چیخوں کا تسلسل شروع ہوگیا اور ہر دفعہ اس شاخ سے خون نکلتا جب تمام لمبی شاخوں کو میں اکھاڑ چکا تو پھر تنے کو دونوں بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور پھر زور لگا کر اس کو زمین سے اکھاڑ دیا اور ایک سائیڈ پر پھینک دیا اس کو پھینکنے پر مجھے حیرانگی ہوئی۔

اس تنے میں لغزش پیدا ہوئی پھر اس کا حجم کم ہوا اور ساتھ ہی چھوٹا ہونا شروع ہوگیا اور آخر میں اس کی لمبائی ایک چڑیل کے برابر رہ گئی اور وہ تنا اب بالکل اپنی اصلی حالت یعنی چڑیل کے روپ مین آگیا وہ لیٹی سانسیں لے رہی تھی اس کے سر کے بال اکھڑ چکے تھے دونوں بازو بھی علیحدہ ہو چکے تھے وہ تڑپ رہی تھی تم اس میں کامیاب نہیں ہوسکو گے اس نے اتنا کہا اور وہاں سے ہی ٹھنڈی ہوگئی اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی پھر میں دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آیا اور اس راکھ کو دیکھا۔ خس کم جہاں پاک ۔کہہ کر چل پڑا رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ پتہ نہیں کتنا مشکل وقت باقی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہوسکتا تھا وہ مجھے ڈرا کر واپس بھیجنا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مر نہ سکوں میں یہ باتیں سوچتا جارہا تھا اور ساتھ ہلکی سی آہٹ پر بھی نظر رکھ رہا تھا وہ بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑے گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو دیندر نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کو چھین لیا جائے تا کہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور وار کامیاب ہو شیرور نے کہا ہاں یہ ہوسکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برما نے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کو ڈرا دیں اور اس کا ارادہ بھی کمزور کرسکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔

وہ کس طرح برما نے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا صحیح نہیں ہوگا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزماتے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزمائیں اس کی طاقت وہ جاننا ہمارے ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا عمل کیسے آیا اس کے پاس پھر ہم اس مصیبت کا سدباب کرسکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمان نے شیروز سے کہا اور میرا دل کسی انجانے خوف سے ڈھرکتا جارہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہورہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر پھل لگے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہوکر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس مشروب کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہورہی تھی تھوڑا سا چلتے ہوئے میں نے تین اطراف سے پتوں کی چڑ چڑ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آرہا ہو۔

مجھے اب ہوشیار ہونا پڑا اور خود کو ایک بڑے سے تنے کے ساتھ لگا کر کھڑا ہونا پڑا پھر میرے سامنے دائیں اور بائیں سے تین اشخاص آئے وہ بالکل میرے جیسے تھے یعنی آدم زاد محسوس ہورہے تھے مجھے حیرانگی ہوئی یہاں پر آدم زاد کیسے۔ میرے سامنے والے نے مسکرا کر کہا تمہاری سوچ غلط ہے پاشا ہم آدم زاد نہیں ہیں اور نہ ہی تمہارے علاوہ کوئی آدم زاد نہیں ملے گا یہ جنوں کی بستیاں ہیں اور یہاں تم کو جن ہی ملیں گے۔ اور تم یہاں کیوں آئے ہو میں نے اس پوچھا وہ ہنسا اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش بھی واپس نہیں جائے گی او اچھا تم ان تین سرداروں کی طاقتیں ہوں کیا تمہارے سردار اتنے نامرد ہیں کہ وہ خود سامنے نہیں آتے اور ایسی طاقتوں اوسوری پالتو کتوں کو بجھوا دیتے ہیں خود سامنے نہیں آسکتے کیا ایک بکری کو مارنے کے لے شیر کیوں آئے ہم

جیسے وحشی ہی بہت ہوتے ہیں اچھا میں گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والا نہیں اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو میدان میں اتر کر کرو پھر دیکھتے ہیں بکری کون ہے اور شیر کون ہے ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔ تمہارے حوصلے کی داد دینی ہوگی اب بس بھی کرو باتیں کرنا میرے منہ میں اس آدم زاد کو دیکھ کر پانی آرہا ہے اپنے شکار کے ساتھ ایسا نہیں کرتے دائیں طرف کھڑے جن نے کہا۔

ٹھیک ہے مجھے بھی کوئی خواہش نہیں ہے تم جیسے کے منہ لگنے کی اور ساتھ ہی میں نے تلوار نکالی اور تیار ہوگیا مرنے کی اتنی جلدی ہے تمہیں ساتھ ہی ایک نے ہاتھ بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی تلوار آگئی دوسرے نے اسی طرح کیا تو ایک بڑا ہتھوڑا آیا اور تیسری نے ہاتھوں کو ملا کر جھٹکا دیا اور ایک موڑی زنجیر اائی جب میں نے یہ دیکھا تو میرے لیے ڈھال پیش کرو اور فٹ سے ایک ڈھال میرے ہاتھ میں آگئی اور میں بالکل تیار ہوگیا وہ تینوں تھوڑا سا پھیل گئے میں بھی تھوڑا سا پیچھے ہوا تا کہ ان کے گھرے میں نہ آسکوں تلوار اور ہیمبر والے نے حملہ کیا تو میں نے ایک کو تلوار سے روکا اور دوسرا ہتھوڑا اپنی ڈھال پر ٹن کی آواز آئی لیکن ڈھال کو کچھ نہ ہوا وہ جیسے ہی دوسرا حملہ کرنے کے لیے آیا تو میں نے دائیں ٹانگ اس کے پیٹ میں ماری اور تلوار کا وار کرنا چاہتا تھا کہ زنجیر والے نے میرے پاؤں کے ساتھ زنجیر لپٹی تو اور جھٹکا دیا اور گرا دیا مجھے تلوار والے نے حملہ کیا میں زمین پر ہی رول ہوا او رساتھ ہی ہتھوڑے والے نے وار کیا جو کہ ڈھال پر روک اور پھر تلوار کا وار کرنا چاہا جو کہ میں نے تلوار سے ہی نکارہ کیا اور جھٹ سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہیمبر والے کے آنکھوں میں مٹی ڈالی اور وہاں پر ہی آنکھیں ملنے لگا ہتھوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

میں نے الٹی قلابازی کھا کر خود کو پیروں میں کھڑا کیا اور تلوار والے سے مقابلے پر آگیا میں تلوار بھی ساتھ میں چلا رہا تھا اور ڈھال کی مدد سے اس کے وار کو نکارا بھی کر رہا تھا ہتھوڑے والا ابھی تک آنکھیں مل رہا تھ میری نظر اس زنجیر والے پر پڑی جو زنجیر کو گھما کر میری طرف پھینکنا چاہتا تھا میں نے ڈھال کو قریبی کی طرف اس کی طرف پھینکا جو اس کی چھاتی میں لگی وہ ڈھرم سے زمین بوس ہوگیا پھر تلوار سے میری گردن اڑانا چاہی میں تھوڑا سا نیچے ہوا اور پھر ایک وار اس کی ٹانگ پر کیا وہ یکدم بیٹھ گیا اور اپنی ٹانگ کی طرف دیکھنے لگا میرے ہے اتنا ہی کافی تھا میں نے کدال کی طرح تلوار اس کی گردن نہیں اتار دی اور پھر پھرتی سے اس ہیمبرے والے کو جو آنکھیں مل کر کچھ سیدھا ہوا تھا اور ہتھورا اٹھا کر میری طرف مڑ ہی تھا کہ ایک ہی وار سے سر تن سے جدا کر دیا اور وہ وہیں پر ڈھیر ہوکر رہا گیا زنجیر والا اٹھ کر یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے دوساتھی مارے گئے ہیں وہ غصے سے پاگل ہوگیا اور یکدم مجھ پر حملہ آور ہوا اس کے حملے کا انداز بہت ہی جارحانہ تھا میں اس کے دلوں سے بھجنے لگا وہ تو نان سٹاپ بس حملہ کیے جارہا تھا۔

میں اس کے حملے صرف روک رہا تھا اس نے زنجیر کو گھما کر میری طرف پھینکا تا کہ وہ زنجیر میری گردن سے لپٹ سکے لیکن میں نے یہ خواب اس کا پورا نہ ہونے دیا اور جھٹ سے اپنا بازو آگے کیا وہ زنجیر میرے بازو کے ساتھ لپٹ گئی اور میں نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا وہ حیرانگی سے زنجیر پکڑ کر دیکھنے لگا یہ موقعہ میرے لیے اچھا تھا میں نے تلوار کو اچھا دیا اور نیزے کی طرح پکڑا اور زور لگا کر اس کی طرف پھینک دیا اور تلوار عین اس کے دل والے مقام میں پیوست ہوگئی وہ دل پر ہاتھ رکھتا ہوا زمین پر جا گرا تھوڑا سا تڑپا پھر ٹھنڈا ہوگیا میں نے آگے بڑھ کر تلوار نکالی اور اس کو صاف کیا اور ڈھال کو بھی اٹھالیا ڈھال جھٹ سے غائب ہوگئی اور تلوار کو جھٹکا دیا اور اصلی حالت میں لایا پھر زور سے چیخا کیا اتنا ہی دم ہے تم لوگوں میں خود سامنے کیوں نہیں آتے مجھے بھی پتہ چلے میں کس کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہوں یا بس اپنے پالتو کتوں کو بھیجتے رہوں گے تم لوگ یہ تقریر کر کے مجھے کچھ سکون ملا اور منزل کی طرف چل نکلا میری تقریر کے الفاظ اس کی غار میں گونج رہے تھے وہ تینوں حیران کھرے دیکھ رہے تھے برما میں نے کہا تھا یہ آدمی اتنی جلدی ہار ماننے والا نہیں ہے

بلکہ اس کو ہرانے کے لیے ہمیں خود ہی میدان میں اترنا پڑے گا۔

ہوں سب شہرور نے کہا لگتا تو یہی ہے اس کو اب خوفد چنتوتی دینی ہوگی چلو باہر کی طرف وہ تینوں باہر نکل گئے اور پھر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے شہرور آ جاؤ میرے ساتھیوں مجھ کو تمہاری ضرورت ہے آ جاؤ اتنے میں اندھی سی چلانا شروع ہوگئی درخت زمین سے اکھرنے لگے اندھی جیسے جلیے نزدیک ہوئی اس کا رنگ کالا کی بجائے سرخ ہونے لگا پھر اس آندھی سے ایک ہیولا باہر آیا کیا حکم ہے آقا مشرق کی طرف ہمارا ایک دشمن ہے جو ہم کو تنگ کر رہا ہے اور ہمیں مارنے آیا ہے اس کو ختم کرنا ہے اور ہاں اس کا جسم میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہوگا وہ ہیولہ کافی خطرناک تھا جسم تمام دھویں کی طرح کالا تھا سر پر دو سینگ تھے آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ تھیں ہاتھ تو بالکل لوہے کی سلاخیں تھیں وہ مسکرایا اور بولا جو حکم آقا آپ فکر نہ کریں اس کا آپ وہ میرا شکار ہے پھر ساتھ ہی وہ اڑتا ہوا نکل کھڑا ہوا آپ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے بچ نکلتا ہے۔

ہاہاہا۔۔ان تینوں کے قہقہے گونج اٹھے مستی سے میں چل رہا تھا تو مجھ کو ہوا محسوس ہوائی میں نے آسمان کی طرف دیکھا سورج نکلا ہوا تھا اور بادل کا تو ایک ٹکرا بھی نہیں تھا پھر یہ ہوا ایک دم تیز کیسی ہوگئی پھر ہوا نے اور زیادہ زور دیا پھر اور زیادہ وہ حیران ہونے لگا اس نے اپنے پاؤں کی زمین پر جمائے آگے چلتا رہا اور ایک جگہ جا کر دیکھا تو سامنے سے یعنی مغرب کی جانب سے کالا سیاہ طوفان اٹھ رہا تھا پھر وہ طوفان میری طرف آنے لگا ہوا نے اب آندھی کا رخ اختیار کر لیا تھا پتہ اڑ اڑ کر میرے منہ پر لگتے وہ طوفان نزدیک سے نزدیک وہنے لگا اب تو چھوٹے درخت اور کیکری وغیرہ ت جڑوں سے اکھڑنا شروع ہوگئے میں نے جھٹ سے درخت کے ایک تنے کو پکڑ لیا وہ بھی جھول رہا تھا بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ کر دور جا گرے میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ کیا کروں ایک تو یکدم دن سے رات کا سماں تھا اور دوسرا یہ طوفان میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہوگیا میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہوگیا میری تو جیسے جان پت بنی ہوئی تھی پھر اس طوفان سے ایک سیاہ سایہ نکلا وہ کافی بڑا تھا اس کو آپ جنگلی بھینسا کہہ سکتے ہیں جنگلی بھینسے کی طرح سینگ تھے اس کے زمین پر پاؤں رکھتا تھا تو دھڑام کی آواز آتی تھی طوفان رک گیا تھا پر آسمان اور زمین کا رنگ بالکل سرخ ہوگیا تھا ایسے محسوس ہوتا جیسے لاوہ نکل رہا ہو آسمان اور زمین سے۔ یہ کہاں ہو تم آدم زاد اس کی آواز سنائی دی جیسے ہزاروں شیر مل کر دھاڑ رہے ہوں کہاں ہو تم باہر آؤ وہ درختوں کو ہاتھوں سے اکھاڑ کر پھینک رہا تھا جیسے وہ عام سی چھوٹی شاخیں ہوں میں اسی ہی تنے کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا یہ سوچ میرے ذہن میں تھی کہ شائنہ ملکہ کی آواز آئی۔

پاشا اپنی آنگوٹھی کی طاقت استعمال کرو اس کو اپنے اوپر یونی سر پر رگڑو جلدی۔ میں نے بگیر کسی تاخیر کے اس کے اس حکم کو مانا اور انگوٹھی سر پر رگڑنی شروع کر دی پھر اس انگوٹھی سے چار رنگ کا دھواں نکلا سرخ کالا سفید اور نیلا اور وہ تمام کا تمام ناک کے ذریعے مریے اندر جانے لگا مجھ کو تو اپنا سانس سوکھتا ہوا محسوس ہوا کھانسی سی لگ گئی اور اس کے بعد میرا جسم چٹان کی طرح سخت ہوگیا میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں میں یکدم اس تنے سے باہر نکل آیا اور اس کی طرف بڑھا جہاں پر کھڑے اس نے تمام درخت اکھاڑ رکھے تھے اور میدان بنا دیا تھا میں اس کے سامنے کھڑا ہوا کیوں چلا رہا ہے تو وہ مڑا اور میری طرف دیکھنے لگا اور ہنسا تم ہو وہ لڑکے جو ہمارے سردار کو تنگ کر رہے ہو اس کا ہاتھ تو مجھ سے بھی بڑا تھا ہاں میں ہی ہوں ہاہاہا۔۔تم ہو اس نے ساتھ ہی پھونک ماری اس کے خیال میں اڑ کر کہیں دور جا گروں گا لیکن میں ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا بس یہی کچھ کر سکتے تھے تم وہ غصے سے اور سرخ ہوگیا اس نے ہاتھوں کا مکا بنا کر مجھ پر مارا لیکن میں چھلانگ لگا کر ایک دم سائیڈ پر ہوگیا اور یہ چھلانگ میری کوئی دس یا پندرہ منٹ

برھی اور جہاں اس کا مکہ پڑا تھا وہاں کی جگہ بالکل سیاہ ہوگئی اور وہ تقریبا سات فٹ ہوگئی پھر اس نے تھپڑ کی طرح ہاتھ گھمایا میں نے ایک جمپ لگایا جو بالکل اس کے نزدیک جا پہنچایا مجھ کو میری چھلانگ کافی بڑی تھی یہ سب دیکھ کر تو وہ جیسے بھینسا ڈھیر جاتا ہے بالکل ایسے ہوگیا اس نے تو پھر حملوں کی بارش کر دی پھر میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا لیکن میں اس کے ہاتھ سے گزر گیا بالکل دھویں کے بادل کی طرح۔

وہ زور سے ہنسا تم دھویں کو کیسے پکڑ سکتے ہو مجھے پریشانی ہوئی لیکن جھٹ سے میرے ذہن میں ایک فلم آ گئی اس میں کس طرح اس کو پکڑتا ہے میں نے سیکنڈ میں اک زنجیر منگوائی اور اس پر پھونک ماری تو اس پر آگ کے شعلے آ گئے اور جھٹ سے گھما کر اس کے ہاتھوں پر ماری تو اس کو زور کی لگی وہ ہنسی بھول گیا اور دو قدم پیچھے ہوگیا میں مسکرایا اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے وہ غصے سے ہاتھ کو دیکھتا ہوا بولا بس بہت ہوگیا اب تمہاری موت کا وقت ہے اس نے گھور کر میری طرف دیکھا تو دو آگ کی شعاعیں نکلیں جو میری طرف بڑھی میں نے فٹ سے چھلانگ لگائی اور پانچ فٹ دور جا گرا یہ حملہ اچانک تھا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر گیا مجھ کو چوٹ بھی اچھی آئی تھی میں نے اپنے لیے ایک ڈھال منگوائی اور پھر ساتھ ہی زنجیر کو جھٹکا دیا اس کی طرف زنجیر لمبی ہوگئی اور اس کے پاؤں کے ساتھ لپٹ گئی میں نے زور لگا کر پیچھے کھینچا وہ لڑکھڑایا لیکن گرا نہیں اس نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کر کرے زنجیر کو پکڑنا چاہا یہ موقعہ میرے لیے اچھا تھا میں نے فٹ سے زنجیر کھینچی اور اس گردن میں ڈال دی اس کی گردن میں زنجیر پھندے کی طرح پڑ گئی اور ساتھ ہی زور لگا کر اس کو کھینچ لیا جھے نہیں پتہ تھا کہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی کہ اس سو گز کی بلا کو میں نے گھنٹوں بیٹھا دیا غالبا یہ طاقت ان چار دھوؤں کی وجہ سے ہے جو میرے اندر تھے مجھے کافی خوشی ہوئی وہ گھنٹوں بیٹھ گیا تھا پھر میں نے زور لگا کر زنجیر لی اور اس کو پھونک کر آگ لگائی اس کیھ چہرے کے قریب کھڑا ہو کر زور زور سے زنجیر کو ہلایا جو گول دائرے کی طرف گھومی اور ساتھ ہی اس سے آگ کے شعلے اگلے وہ یکدم پریشان ہوگیا اگ کے شعلے اس پر پڑے اور پھر وہاں سے وہ جلنے لگا آپ جاؤ دوزخ کی طرف جو تمہارا اصلی ٹھکانہ ہے پھر وہ ہوا کی طرح ہوا اس کی حیثیت ختم ہوگئی اور وہ دھواں کی طرح زنجیر میں چلا گیا اس کے ساتھ ہی زنجیر بھی میرے ہاتھ سے غائب ہوگئی اور دوسری بھی پھر دھواں کے ان سرخ بادلوں سے سورج نکلا اور تمام طرف روشنی ہوگئی میں سورج کی طرف لپکا پھر مجھے ایک جھٹکا سا لگا اور ایسے لگا جیسے میرے جسم سے روح نکل گئی ہو میرے منہ سے وہ چار دھویں نکلے اور جو بالکل انگوٹھی میں سما گئے اور میں پہلے کی طرح بالکل نارمل ہوگیا مسکرا کر انگوٹھی کا شکریہ ادا کیا اور پھر آگے کی طرف چلا گیا۔

اب پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو اتنا ایزی نہ لیں لیکن تم لوگوں نے تو میری بات نہیں مانی برمادیو کہنے لگا کمال ہے کس طرح دلیری سے اس کو شکست دی میری تو حیرانگی ختم نہیں ہو رہی تھی اب لگتا ہے ایک کھلی جنگ ہونی چاہیے جس میں وہ نہ بچ سکے تمہارا مطلب ہے ویندر کہ ہم تینوں مل کر اس پر دھاوا بول دیں تاکہ وہ آگے سے سر نہ اٹھا سکے اور پھر ہم اس کو ختم کر سکیں یس یہی طریقہ ہے اس کو شکست دینے کا ورنہ وہ انگوٹھی ہم لوگوں کو ختم کر دے گی اپنی اپنی طاقتوں کو اکٹھا کر لو پھر اب فیصلہ کن جنگ ہوگی۔

مجھے چلتے ہوئے کافی دیر ہوگئی لیکن کوئی رولا نہیں ہوا دن ڈھل گیا تھا سورج غروب ہوگیا تھا لیکن کوئی واقعہ نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ جنگل ختم ہونے کا نام لے رہا تھا میری کافی پریشانی میں اضافہ ہوگیا تھا کہ ماجرہ کیا ہے میں نے کچھ پھل کھائے اور پھر سو گیا کافی لمبی تان کر سوتا رہا آنکھ میری سورج کی روشنی سے کھلی اٹھ کر میں نے ادھر ادھر پانی تلاش کیا اور ایک چھوٹا سا تالاب نظر آیا اور میں نے اپنا منہ صاف کیا اور ساتھ میں نہایا بھی تین دن سے اسی طرح چل رہا تھا لیکن نہانے کا ٹائم نہیں ملا تھا نہانے کے بعد میرا ذہن کافی فریش ہوگیا تھا پھر سے پھل کھائے اور

مغرب کی طرف چل پڑا یہ ایک کافی لمبا سفر تھا میرے لیے مجھے کافی پریشانی ہو رہی تھی کہ اب کیا ہوتا ہے سمندر کا خاموش رہنا ایک طرح سے بڑے طوفان کا پتہ ہوتا ہے اور یہی سوچ کر میں پریشان تھا میں سوچوں میں سے اس وقت جب میری سماعت سے ملکہ شائنہ کی آواز ٹکرائی پاشا میں نے ادھر ادھر دیکھا اور کون ہے کا لفظ میرے منہ سے نکلا۔

میں شائنہ ہوں پاشا ان تینوں سرداروں کو پتہ چل رہا ہے کہ تم کس وجہ سے آئے ہو اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور اس دفعہ وہ اکیلے نہیں بلکہ اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ مل کر تم پر حملہ کریں گے لیکن تم کو یہ سب کیسے معلوم ہے اور مجھے کہاں سے دیکھ رہی ہو تم مجھے یہ بات میرے علم سے پتہ چلی ہے اور تمہیں میں دیکھ نہیں رہی ہوں لیکن تمہاری آواز سن ضرور سکتی ہوں تم نے اب یہ کرنا ہے کہ یہاں سے بیس کلومیٹر دور ایک چٹان ہے یعنی وہ چٹان بالکل انگریزی لفظ سی کی طرح ہے اور وہ جگہ تم نے چوز کرنی ہے لڑائی کے لیے کیونکہ جہاں سے تم داخل ہو گے پیچھے کی طرف جنگل ہوگا اور تم وہاں پر اپنا دائرہ بنا لینا سامنے اور دائیں بائیں چٹان ہوگی اور جس جگہ تم قابض ہو گے وہ پیچھے سے خالی ہوگئی جس سے تمہیں لڑائی کرنے میں آسانی ہوگی لیکن وہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیلا۔۔

اس کی تم فکر نہ کرو تم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان تین سرداروں میں سے ایک لمبا اور ان سے زیادہ صحت مند ہوگا یعنی دیو ہوگا وہ اپنی اپنی تینوں طاقتیں لائیں گے اور تخت پر بیٹھے ہوں گے تم کو نظر آجائیں وہ سردار دیو تم نے کسی طرح سے مارنا ہے لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا یہی تو بات تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ اس سے اس جنگل کے گرد جو آتشی حصار ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ہم پر میں یعنی اور میری فوج آجائے گی تم تک اور پھر ہم مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اور یہ تمہارے اوپر ہے کہ تم کسی طرح اس کو ختم کرو گے اور جلدی کرو تم نے وہاں تک پہنچنا ہے اور وہ بھی جلدی کیوں کہ جہاں وہ تمہیں دیکھیں گے وہاں پر حملہ کریں گے تم پر سو جلدی کرو۔ یہ آخری بات تھی جو اس نے کی پھر سلسلہ ختم ہوگیا لیکن میں اس کو ماروں گا کیسے وہ ختم کیسے ہوں گے میری آواز ٹکرا کر میرے ہی کانوں تک آرہی تھی میں سمجھ گیا کہ وہ اب چلی گئی ہے اس لیے میں نے اس میدان تک جانے کا فیصلہ کرلیا میں نے خود کو ایک جنگلی چیتے کی شکل میں آنے کو کہا اس کیساتھ ہی میری کمر یکدم سیدھی ہوگئی میرے پنجے بالکل گول ہوگئے کچھ سیکنڈ میں اب میں یعنی چیتا پاشا کھڑا تھا اور میں نے پھر دوڑ لگا دی میری رفتار بالکل ہوا کی طرح تھی میں یہ فیصلہ کرچکا تھا کہ پندرہ یا بیس منٹ میں خود کو وہاں حاضر کرتا ہوں اس وجہ سے میں نے رفتار تیز کردی تھی میں جلد اس جگہ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

کیا سب نے اپنی اپنی چاقتیں جمع کرلیں ہیں بالکل برما اور ونیدر نے کہا تو پھر چلو اس کے پہلے ہی بہت زیادہ ٹائم مل چکا ہے اس کا آخری ٹائم آچکا ہے اور وہ ہم میں سے ہی کسی کے ہاتھوں مریگا بالکل پھر تینوں ہوا میں بلند ہوئیا ور اڑنے لگے اور ان تینوں کیساتھ ایک طوفان سیبھی اڑتا تھا جو کہ ان کی طاقتیں تھیں وہ بھی چنگاڑتی ہوئی ان کے پیچھے تھیں میں بیس منٹ میں اس جگہ پہنچ گیا وہاں کا میدان دیکھا تو حیران رہ گیا یہ جنگل کا بالکل درمیان تھا اور ایک چٹان ایسے ہی تانی شکل کی تھی اور بہت زیادہ بڑی اور مضبوط تھی میں نے تمام طرف نظر دوڑائی مجھے شائنہ کی تجویز کی جگہ اچھی لگی میں نے انگوٹھی کی طرف دیکھا اور پھر اس کو مخاطب کیا اس میں تم جو بھی ہو باہر آجاؤ مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے انگوٹھی پہلے تو سرخ ہوئی پھر اس سے چار رنگ کے دھویں نکلے جن نے تھوڑی دیر میں چا شکلیں بنا ڈالیں وہ قد میں مجھ سیکا فیبڑے تھے جسمانی لحاظ سے مجھ سے پچاس فیصد تگڑے تھے چوڑی چھاتی اور مضبوط بازو میں نے پہلے تو ان کی طرف دیکھتا رہا وہ بھی میری طرف دیکھتے رہیان کی آنکھیں انڈے کی طرح سفید تھیں لیکن جسمانی رنگ بالکل مختلف تھے مجھے کافی حیرانگی ہوئی لیکن مجھے اس بات پر نہیں بلکہ کسی اور طرف دھیان دینا تھا آپ لوگوں نے

میری پہلے بھی مدد کی تھی اور بہت ہی خوفناک اور طاقت ور چڑیلوں ڈائنوں اور دیو سے میری جان بچائی ہے آپ حکم کریں ہم اپنی جانیں دے دیں گے کیونکہ جو بھی اس انگوٹھی کو پہنتا ہے اور اچھے مقصد کے لیے اس کو استعمال کرتا ہے تو ہم چاروں اسکی حفاظت بھی کرتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں درمیان والے نے کہا میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور سب کا شکریہ ادا کیا حالات یہ ہیں کہ پہلے وہ علیحدہ علیحدہ اپنی طاقتوں سے مجھے پر حملہ کرتے رہیں گے میں لیکن اب انہوں نے باقاعدہ جنگ کی صورت حال پیدا کردی ہے اور میں اکیلے مر نہیں سکتا ان سے کیوں کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیلا اس وجہ سے مجھے تمہاری ضرورت ہے تاکہ ہم سب مل کر ان کا مقابلہ کریں اور اس لمبے دیو برما کو ختم کریں تاکہ اس علاقے کے گرد پھیلا ہوا طلسمی جال ختم ہو جائے اور وہ ملکہ شائنہ ہماری مدد کو پہنچ سکے اور یہ سب کام کرنے کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے تمہارے تعاون کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کرسکتا چاروں نے صرف سر کو ہلایا ۔سب سے پہلے تو مجھے ایک ڈھال کی ضرورت ہے دائیں طرف نے مجھے ڈھال دی یہ لیں میں بولا شکریہ وہ صرف مسکرایا میں نیدیکھا وہ کافی مضبوط تھی میں نے اس کو بائیں ہاتھ میں پھنسا لیا اور پھر اپنا خنجر نکال لیا سامنے والے دیو جوان سے کچھ بڑا تھا یہ ایک منٹ خنجر مجھے دیں گے میں نے خنجر اس کو دیا تو اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ بالکل لاوے کی طرح سرخ ہوگیا اور میری طرف بڑھا دیا یہ خنجر جب بھی کسی کو لگے گا تو وہ وہاں ہی راکھ ہو جائیگا میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی میں نے شکریہ ادا کیا اس نے میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔

تم لوگ خود کو کہیں چھپا لو تاکہ وہ تمہیں دیکھ نہ سکیں اور میری طرف بڑھیں اکیلا سمجھ کر اور جب وہ بالکل سامنے آجائیں تو پھر تملوگوں نے حملہ کرنا ہے ٹھیک ہے وہ یکدم غائب اور میں ڈھال لے کر وہاں کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر میں مجھے تین تخت اڑتے ہوئے نظر آئے اور ان کے ساتھ آندھی بھی تھی مجھے حیرانگی ہوئی کہ یہ بڑی جلدی آگئے پھر وہ تینوں تخت زمین پر اترے اور وہاں پر جی دیو سردار کھڑے تھے میں ان تختوں کو لے کر آنے والوں کو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

بہت خوب آدم زاد بہت خوب تمہاری بہادری تو یقیناً دیکھنے کے قابل ہے کہ کس طرح تم نے ہمارے بے انتہا طاقت ور بلاؤں کو شکست سے دوچار کیا اور ہمارے سامنے کس طرح اکڑ کر کھڑے ہو میں نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا بس ان کی طرف دیکھتا رہا کیا تم کو ڈر نہیں لگا ہم سے میں ہلکا سا مسکرایا نہیں ڈرتا صرف اپنے خدا سے ہوں باقی کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اب بھی موقعہ ہے یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی زندگی کی خوشیاں مناؤ جو کچھ باقی رہ گئی ہے تمہاری میں نے آنے سے پہلے سے وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ مجھے ابھی بھی یاد ہے جب تک میں وہ وعدہ تم تینوں پورا نہ کرلوں میں یہاں سے واپس جانے والا نہیں ہوں اور یہ وعدہ تم تینوں کی موت پر ہی ختم ہوسکتا ہے یا پھر میری موت پر میرے الفاظ پر دو تو مسکرائے لیکن تیسرا جو درمیاں میں تھا ان سے تھوڑا بڑا ابھی تھا اور طاقت جسمانی لحاظ سے زیادہ تھا اس کو کچھ مرچیں لگیں وہ کافی غصے میں ہوگیا یہ و ابھی پتہ چل جائے گا کہ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے اطمینان سے برما غصہ مت کرو اس کو دیکھتے ہیں کہ کیا کرسکتا ہے اس سائیڈ والے نے زور سے تالی بجائی ان کے تخت کو اٹھا لیا گیا اور وہ بالکل پیچھے ہٹ گئے جہاں تک کافی فاصلہ تھا مجھے بالکل وہ بونے سے نظر آرہے تھے پھر یکدم ہی بجلی چمکی کڑک کی آواز اتنی تیز تھی کہ میری تو نسیں ہی پھٹنے لگیں کان کے پردے تو جیسے ڈھول کی طرح بجنے لگے اور دھماکوں کی آواز سے تو دل دہلا گیا میں نے ڈھال آگے کرلی اور پھر وہاں سے تھوڑا پیچھے ہوا جب تھوڑی دیر کے بعد مٹی کا رولا کم ہوا تو ان تینوں کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں ایک جماعت کی طرح عجیب عجیب شکلوں کے جن دیو چڑیلیں کھڑی تھیں ایک دفعہ تو میں پریشان ہوگیا پھر اپنا دل مضبوط کیا اللہ پر بھروسہ رکھا اور مجھے اپنی ان

چار انگوٹھی طاقتوں پر یقین تھا وہ میری مدد ضرور کریں گے میں نے بھی ڈھال سنبھال لی اور خنجر کو ہاتھ میں جھٹکا دیا جس سے وہ تلوار بن گیا اس دفعہ اس کا رنگ چاندنی کی طرح نہیں بلکہ سرخ ہو گیا۔۔

ختم کر دو اسے۔۔۔تو اس کے ساتھ ہی دو قطاریں آگے بڑھیں وہ دوڑتی ہوئی آئیں زمین ہلنا شروع ہو گئیں جب وہ بالکل سامنے ہو آئی تو میں نے یعنی اللہ کو یاد کرنے دوڑ لگا دی اور ڈھال میرے ہاتھ میں تھی جب بالکل ہم سامنے پہنچے تو آگ کے چار گول اڑتے ہوئے آ پچس نے ایک دہشت ناک ماحول پھیلا دیا اس سے ان عجیب مخلوق کے ٹکرے میں نے تو بکھرتے ہوئے دیکھے اور ان کو آگ لگنے کے بعد تمام کے تمام مر گئے تین جو میرے سامنے آ رہے تھے ان میں سے جو جو آگے تھے میں نے ان پر جمپ لگا دیا ایک کے منہ پر زور سے ڈھال ماری اور دوسرے کے سینے میں تلوار اتاری تو وہ وہیں مٹی کا ڈھیر بن گیا خود کو سنبھالتے ہوئے میں نے لیٹے ہی تلوار ماری جو اس ڈھال کو لگنے سے گرا تھا اس کی پیٹھ پر لگی اور وہ بھی وہیں ختم ہو گیا تیسرا میرے اوپر بالکل سر پر پہنچ گیا وہ مجھ پر حملہ کرنے والا تھا لیکن ایک ہی چیخ سے ڈھیر ہو گیا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے وہ نیلے جسم والا کھڑا تھا اسنے اسے مار دیا تھا پلک جھپکتے ہی سب ختم ہو گیا ہم لوگ ان سے نمپٹتے ہیں تم اس برما دیو کو ختم کرو ٹھیک ہے میں نے کہا اتنے میں آواز آئی گھیر لو انہیں اور ختم کر دو ہمکیونکہ آگے آگے تو انہوں نے دوڑ لگا کر ہم کو گھیر لیا میں نیکہا ہم کو پیٹھ ملا کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے ہم پانچوں نے پیٹھیں ملا لیں تم ان لوگوں کو سنبھالو میں اس کو لے کر برما کی طرف جاتا ہوں ٹھیک ہے ان تینوں نے مل کر کہا پھر وہ دشمن کی طرف دوڑ پڑے۔

میں نے اتنا دیکھا کہ انکے ہاتھوں میں کمال کی خوفناک بڑی بڑی تلواریں آ گئی تھیں اور بائیں ہاتھ سے وہ بجلی کی طرح شعاعیں بھی نکالتے جو جس پر پڑتی وہ وہاں ہی ڈھیر ہو جاتا چلو میرے ساتھ اس کالے دیو نے مجھے کہا۔ جس نے تلوار پر کچھ پڑھ کر مجھے دیا تھا اس نے اپنی جون بدل لی تھی وہ اب ایک آدم خور بن گیا تھا جس کے منہ سے آگ نکلتی تھی اور وہ ہر طرف کھلبلی مچا رہا تھا میں نے بھی تلوار گھما دی جو کسی نہ کسی کو لگتی تو وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا دوسری طرف شائنہ بالکل دائرے کے پاس کھڑی تھی اور حسرت سے اسے دیکھ رہی تھی کب یہ ختم ہو اور وہ ہماری مدد کو پہنچ سکیں جلدی کرو پاش اس برما کو بس ایک بار ختم کر دو پھر دیکھو میں انکا کیا حال کرتی ہوں تمام اس کے ماتحت کھڑے تھے پارو بھی وہاں پر موجود تھی ادھر اس نیلے سرخ اور سفید دیو نے تو قیامت برپا کر دی تھی جس طرح ان کی تلوار چلتی تھی اسی طرح وہ اپنی ہاتھ آنکھوں سے بجلی نکالتے جو کسی نہ کسی عجیب مخلوق پر پڑتی تو وہ وہیں گولے کی طرح پھٹ جاتا اور ان کی فوج میں جلدی سے کمی ہو رہی تھی لیکن وہ تینوں سردار پریشان نہ تھے شہرور دیو یہ تو عام سی طاقتیں ہیں اصل طاقت تو میں نے بچا کر رکھی ہوئی ہے جب یہ تھک جائیں گے تو پھر میں یہ سب ان پر حملہ کروں گا لومنٹوں میں ان پانچوں کی لاشیں بچھا دیں گی وہ مزے سے لڑائی کا نظارہ کر رہے تھے۔

کالے دیو یہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے اور بڑتے جا رہے ہیں طاقتیں ان کی میں نے ایک کے دل میں تلوار اتاری دوسرے کی گردن اڑا دی اور تیسری کی ٹانگیں کاٹ ڈالی ہیں اسی طرح پھرتی سے حملہ کرتا لیکن حیران کن بات کہ مجھ میں یہ پھرتی آئی کہاں سے شاید اس مشروب کی وجہ سے تھے کالے دیو نے تین کو بروقت ختم کیا اور ساتھ ہی زور کا سانس لیا اور منہ کو دائیں بائیں کیا تو آگ نکلی جس سے دھڑ ادھڑ جلنے لگے تم ٹھیک کہتے ہو اس نے میری طرف پھونک ماری مجھے جھٹکا لگا اب تم غائب ہو اور تم کو کوئی بھی چھو نہیں سکتا ہے میں حیران ہوتے دیکھ رہا تھا واقعی وہ عجیب سی مخلوق حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ابھی تو میں یہاں تھا پھر کہاں گیا۔ برما تک پہنچنے کی کوشش کرو ہم انہیں سنبھالتے ہیں ٹھیک ہے میں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تلوار چلا دی چیخوں کی پکار شروع ہو گئی کیونکہ میں کسی کو نظر تو نہیں آ رہا تھا بس ہر طرف مٹی کے ڈھیر بنتے جا رہے تھے کالے دیو نے

عجیب سی آواز نکالی باقی تین دیو نے بھی سنی اور وہ غالباً اس کا مطلب سمجھ رہے تھے سب بیک وقت ایک فلائی ڈریگن بن گئے اور تھوڑی سی بلندی پر اڑنے لگے اور ساتھ ہی منہ سے آوازیں نکال رہے تھے اور شعلے پھینک رہے تھے ہر طرف قیامت کا سماں تھا ان عجیب سی مخلوق کی چیخیں گونج رہی تھی ان سب سے تو بعض وہاں سے ڈر کے مارے غائب ہو گئے تھے پچیس منٹ بعد ہر طرف شعلے تھے باقی کچھ نہیں سب اسی طرح غائبانہ حالت میں تھا اور یہ سب دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر میں وہ نیچے اترے اور اصلی حالت میں آ گئے میں ان کے پاس آیا بہت خوب کیا یہ لڑائی ختم ہو گئی نہیں کالے دیو نے کہا اصل لڑائی تو ابھی شروع ہوئی ہے تھوڑی دیر میں وہ شعلے ختم ہو گئے تھے میں نے دیکھا کہ بھیڑیوں کا ایک جھرمٹ ان تینوں تختوں سے نکل کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وہ تعداد میں سو کے قریب تھے پہلے تو تم عام سی مخلوق سے لڑ رہے تھے اب تمہارا مقابلہ میرے خونخوار محافظوں سے ہو گا اگر بچ گئے تو پھر دیکھتے ہیں ویندر نے کہا اور ساتھ ہی ان تینوں کا قہقہہ گونجا۔ یہ سالے ڈرپوک خود تو سامنے نہیں آ رہے ہیں اپنی طاقتوں کو بھیج رہے ہیں۔ تم اسی طرح غائب رہو گے پاشا اور ان کے درمیان سے نکل جا کر جانا ہے اور باقی ہم سنبھال لیں گے میں نے حیرانگی سے کہا وہ تعداد میں سو کے برابر ہیں اور تم چار ہو مجھے تمہاری مدد کرنی ہو گی نہیں تم اپنا ذہن اس برما تک محدود رکھو اور اسے قتل کرنے کی کوشش کرو تا کہ ملکہ ہماری مدد کو پہنچ سکے ٹھیک ہے اب ان کے درمیان سے جاؤ تم میں نے آگے چلنا شروع کر دیا وہ بھیڑئے مجھے نہیں دیکھ رہے تھے ان کی نظر ان چار دیو پر تھی تم نے دیکھا وہ آدم زاد ان کو نظر نہیں آ رہا ہے وہ غائب حالت میں ہے لیکن ہم سے غائب نہیں رہ سکتا۔

برما بولا تم چپ رہو اس سے بھی نمٹ لیں گے پہلے ان چاروں کا کچھ ہو شہرور نے کہا مجھے بس ان کی فکر ہو رہی تھی میں نے اللہ کا نام لیا اور چل پڑا مجھے تو یہ معلوم تھا کہ میں ان کی نظروں سے غائب ہوں لیکن وہ تینوں تو مجھے دیکھ سکتے تھے میں بن مانس بنوں گا تم سرخ دیو جنگلی ریچھ بنو گے اور تم سفید دیو آدم خور بھیڑیا اور تم نیلے دیو سب اسی طرح ان کا مقابلہ کروں گا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی اور سب نے مل کر حملہ کرنا ہے اور ایک جگہ ٹک کر مقابلہ کرنا ہے اور پہل ان کی طرف سے ہو گی جب وہ سامنے آئیں تو پھر اپنے روپ بدلنے ہیں ٹھیک ہے او کے۔ سب نے کہا۔ چیر ڈالو انہیں یہ آواز گونجی اور تمام بھیڑیوں نے طرف دوڑ لگا دی وہ کافی تعداد میں تھے اس وجہ سے کھڑک کر لڑنے کو کہا تھا وہ جب بالکل سامنے اائے تو تمام نے جمپ لگا کر ہوا میں ہی اپنے روپ بدلے جبکہ نیلے دیو نے ہاتھ بلند کیا اور ایک لڑی سی تلوار آئی اور پھر ہمارے درمیان جنگ کا آغاز ہو گیا وہ تعداد میں زیادہ تھے میں نے ایک پر چھلانگ لگائی سیدھا اس کے اوپر جا گرا اس کی ہلکی سی چیخ نکلی بس پھر بروقت چار بھیڑیوں نے میری طرف چھلانگ لگائی میں نے جمپ لے کر ہوا میں بلند ہوا اور پھر دور جا گرا وہ چاروں آپس میں ٹکرائے تو وہ چون کی آواز نکال کر خاموش ہو گئے۔

ایک نے اس کی ٹانگ پر حملہ کیا اور اپنے بڑے جبروں میں لے لی اس نے جھٹ سے اپنے ناخن باہر نکالے اور پور ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا جس سے اس کی پیٹھ اڈھیر ڈالی وہ چیخا لیکن یہ چیخ اس کی آخری تھی مین نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن موڑ دی ایک اور نے میرے دائیں کندھے پر حملہ کیا میں نے فٹ سے اس کو سر سے پکڑا اور سامنے پٹخ دیا اور دونوں ہاتھ اس کے پیٹ میں گھسائے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ایک اور طرف سرخ دیو نے ریچھ کی طرح حملہ کیا وہ دوڑتا ہوا آیا دو کو ڈھسن لگائی ایک کے منہ پر تھپڑ مارا وہ دور جا گرا ایک جو سائیڈ سے اایا اس نے اس کی ران پر حملہ کیا سرخ دیو نے اپنا جبڑا اس کی گردن پر گاڑھا اور اس کی گردن آدھی غائب ہو گئی جو جو ڈھسن سے گرے تھے ابھی وہ سنبھلے ہی نہ تھے کہ نیلے دیو نے تلوار سے ان کا صفایا کر دیا سرخ دیو نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی پیٹھ سے ایک بھیڑیا لپکا لیکن ہوا میں ہی اسے کیچ کر لیا اور زمین پر سر کے بل دے مارا وہ ہلکا سا چیخا

اور پھر منکا ٹوٹنے کی آواز آئی نیلا دیو تو بالکل پاگل ہو گیا تھا وہ چھلانگ لگا کر کبھی کہیں اور کبھی کہیں جاتا اس نے چھلانگ لگا کر سفید دیو کی طرف پہنچا جہاں پر چار بھیڑیوں نے اس پر حملہ کر دیا تھا اس نے اک کے پیٹ میں تلوار گھسا دی اور جو سرے کو درمیان سے ایک ہی وار میں دو کر دیا باقی دو کو سفید دیو نے سنبھال لیا کالا دیو جس نے ابھی تک دس کو ختم کر دیا تھا جلدی سے ان سرداروں کے تختے کی جانب بڑھا تین بھیڑیے اس کی جانب لپکے تینوں نے بروقت حملہ کیا اور اس کو لیتے ہوئے زمین پر قلابازیاں کھاتے گرے اور اس پر حملہ کر دیا دو تو اس نے اپنے بازوؤں میں لپیٹ لیا لیکن ایک نے اس کی ران پر زور کا چک ڈالا جس سے اس کی چیخ نکل گئی میرا دھیان اس کی طرف ہوا وہ مجھ سے کوئی دس فٹ دور تھا میں نے اس کی طرف دور لگا دی وہ بھیڑیا اس کو جھنجھوڑے ہوئے تھا میں نے یہ فاصلہ بجلی کی طرح یاد کیا اور ایک ہی جمپ لگا کر تلوار کدال کی طرح اس کے سینے میں لگا دی وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا کالا دیو جلدی سے اٹھا اور ان دونوں بھیڑیوں کو ایک طرف اچھال دیا وہ دور جا گرے ان کو اٹھنے سے پہلے ہی نیلے دیو تلوار سے ختم کر دیا۔

چلو اور سنبھل کر کالے دیو کے منہ سے انسانی آواز سن کر تو پہلے میں ڈر سا گیا پھر اس نے مجھے جلدی سے پکڑا اور زور سے گیند کی طرح اچھال دیا میں اڑتا ہوا ایک پرندے کی طرح ان تینوں سرداروں کی طرف جا رہا تھا لیکن میرا نشانہ برما دیو تھا میں نے جلدی سے ڈھال کو سیدھا کیا شہرور نے مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اسنے دونوں ہاتھوں کو میری طرف جھٹکا دیا اس سے آگ سی نکلی لیکن وہ آگ میری ڈھال کی وجہ سے مجھ تک نہیں پہنچ پائی تھی برما دیو حیرانگی سے پہلے شہرور دیو کی طرف دیکھا پھر میری طرف نظر اٹھائی لیکن میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اور تلوار کو خنجر کی طرح اس کے سینے میں گھسا دیا اور اس کو لیتا ہوا تخت سے نیچے جا گرا۔

وہ میرے نیچے تھا اور میں بالکل اس کے اوپر تھا تلوار میری اس کے سینے میں گھس گئی تھی وہ آخری سانس لیتے ہوئے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں حیرانگی سے اس کی طرف وہ پھر وہاں پر ہی مٹی کا ڈھیر بن گیا اور ہوا میں اڑ گیا۔ میرا سر اسکے سر سے ٹکرایا تھا جس سے میرے سر سے خون آنے لگا لیکن میں نے دھیان نہ دیا بس پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سرخ رنگ کی شعاع سی پھیل گئی اچانک دھماکہ ہوا اور وہ آتشی حصار یکدم غائب ہو گیا شائنہ سمجھ گئی برما دیو مارا گیا ہے اس نے کہا چلو اپنے ساتھیوں کی مدد کریں پھر یکدم وہ سب ہوا میں بلند ہوئے تعداد میں وہ سو سے زیادہ ہوں گے لیکن ہوا میں بلند ہونے کے وہ میدان میں اڑے سب سے آگے ملکہ شائنہ تھی اس نے ہی سب کو راستہ دکھایا تھا۔

میں نے سمجھنے والے انداز میں بولا کیا میں نے برما کو مار دیا ہے ہاں ہاں میں نے برما کو مار دیا ہے یہ آواز ان ویندر اور شہرور دیو نے بھی سنی اور ان دیو جو میرے ساتھ تھے سب نے سنی وہ بھیڑیوں کا خاتمہ کر چکے تھے سب نے خوشی سے چھلانگیں لگانا شروع کر دیں ویندر اور شہرور دیو تو غصے سے آسمان کی طرف اٹھے اور ہاتھوں کو اوپر کی طرف بلند کیا سب آجاؤ اور مل کر ان کا مقابلہ کرو ایسے میں ہر طرف سے آندھی چلنے لگی اس آندھی سے آگ کے گولے برسنے لگے اور ہر گولے سے ایک مخلوق نکلتی جو آتشی ہوتی بہت ہی خوفناک اور دل کو دہلا دینے والا ان کا چہرہ ہوتا میں جھٹ سے تخت کے نیچے ہو گیا۔

لگتا ہے ان دونوں نے تمام طاقتوں کو بلا لیا ہے ہر طرف آتشی مخلوق تھی میں نے ہمت کر کے باہر سر نکالا چار دیو لڑ رہے تھے پھر اللہ کا نام لے کر باہر نکلا اور انکی طرف دوڑ پڑا میں ابھی بھی غائبانہ حالت میں تھا میں نے ایک آتشی مخلوق کو تلوار ماری وہ وہاں پر ہی ڈھیر ہو گیا سرخ کالا نیلا اور سفید دیو اب اصلی حالت میں آ چکے تھے وہ کافی خوش تھے میں نے دوڑ کر ان کا ساتھ دیا جہاں سے دائیں بائیں سے مخلوق ان پر حملہ کر رہی تھی وہ ایک گول دائرے کی طرح ان سے لڑ رہے تھے۔

شاباش پاشا۔ کالے دیو نے ایک اس بلا کر سر قلم کر دیا میں نے دیکھا اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا لیکن اس کو پرواہ نہ تھی یہ تو میرا فرض تھا جناب میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا ہر طرف دن کی بجائے رات کا سماں تھا اور ان کالے بادلوں سے گرنے والے سرخ رنگ کے گولے ہر طرف وحشت پھیلائے ہوئے تھے اب تک شائنہ کو آ جانا چاہئے تھا پتہ نہیں اس کے اتنی دیر کیوں لگا دی میرے ذہن میں یہ سوال چل رہا تھا کہ ایک طرف سے بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی جو سیدھے ان ہوا میں بلند سرداروں پر پڑی وہ چلاتے ہوئے پیچھے جا پڑے میں حیران رہ گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

جب نظر سامنے کی طرف اٹھی تو وہ ملکہ شائنہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی تھے سب کو جلا ڈالو کسی کو بھی چھوڑنا نہیں ہے ملکہ کی آواز گونجی اس کی آواز سن کر تو سب جوش میں آ گئے آدھے سے زیادہ زمین پر اترے اور کچھ تو آسمان کی طرف اڑ پڑے اور بادلوں میں غائب ہو گئے شائنہ کی فوج نے ہمارے ساتھ دینا شروع کر دیا اب تو ہر طرف جنوں بھوتوں کی لاشیں پڑی تھیں ہر کوئی چیخ رہا تھا قیامت کا سماں نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر لگی تو بادلوں میں گرج کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں گڑگڑ کی آوازیں ہمارا دھیان اوپر چلا گیا تو ان پر سرخ اور سفید رنگ کے گولے اڑتے ہوئے نظر آئے جو ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر ان سے گڑگڑ کی آواز نکلتی تھوڑی دیر تو ایسا ماحول رہا پھر ان بادلوں میں دراڑ پڑی جس طرح زلزلے کے بعد زمین پر پڑتی ہے اور بالکل اسی طرح اور پھر ان سے سفید روشنی نکلتی ہوئی اور ایک آواز کے ساتھ جیسے ایٹم بم پھٹتا ہے اس طرح ہر طرف پھیل گئی اور بادل کالے غائب ہونا شروع ہو گئے۔

پھر آہستہ آہستہ ہر طرف سورج کی روشنی پھیل گئی سورج کی شعاعیں زمین پر پڑیں تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اس سے ہم پر وہ آتشی گولے برسنا بند ہو گئے پھر وہاں پر تمام مخلوق نے جو ان گولوں سے نکلتی تھی لڑنا بند کر دیا روشنی سفید والی ختم ہوئی تو مجھے پارو نظر آئی جو اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ زمین پر اتر رہی تھی۔ یہ سب منظر ویندر اور شہرور دیو دیکھ رہے تھے ان دونوں نے یہاں سے نکلنے کو سمجھا وہ ابھی اڑے ہی تھے کہ ان دیکھی زنجیروں نے انہیں جکڑ لیا۔

تم کہاں جا رہے ہو ملکہ شائنہ نے کہا میری نظر تم پر ہی تھی اس طرح تو نہیں جانے دوں گی اس نے ان کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا ہمکو چھوڑ دو ہم دوبارہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے یہاں سے دور چلے جائینگے دوبارہ کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے شہرور نے التجا کی ان دونوں کے منہ سے تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا اچھا تم دونوں کو چھوڑ دو ں اور ان لوگوں کا کیا ہو گا جن کی تم نے بلیاں دی ہیں جن ہم نسلوں کو تم نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ کتنی بستیاں تم تینوں نے اجاڑ ڈالی تھیں انکی روحوں کو کیا جواب دوں گی میں ہم کو معاف کر د ملکہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے ملکہ نے غصہ سے انکی طرف دیکھا اور منہ میں کچھ پڑھ کر ان کی طرف پھونک مار دی تو وہ درد سے تڑپنے لگے نہیں نہیں ہمکو چھوڑ دو ہم کو معاف کر دو ان کی چیخیں ملکہ کے کانوں میں پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گئیں ملکہ نے جب دوسری پھونک ماری تو ان کے جسم نیلے سرخ ہونا شروع ہو گئے ان کی چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا پھر ان کے جسموں سے شعلے نکلے اور پھر وہاں پر ہی ڈھیر ہو گئے سب نے مل کر نعرے لگانا شروع کر دیئے ملکہ شائنہ زندہ باد ہر کوئی خوش ہو گیا وہ مسکراتی ہوئی میرے پاس آئی اور فرط جذبات سے مجھے گلے سے لگا لیا تمام لوگ یکدم چپ ہو گئے میں بھی حیران رہ گیا جب وہ پیچھے ہٹی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رو رہی تھی مجھے حیرانگی ہوئی اس نے روندھی ہوئی آواز میں کہا۔

تمہارا شکریہ اقبال پاشا آج جو تم نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے وہ زندگی بھر ہم نہیں اتار سکتے ہم مسلمان جنات ہیں لیکن اس آتشی حصار کی وجہ سے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے تمہاری مہربانی کہ تم آئے اور ہماری مصیبتوں کو ختم کیا۔ میں ہلکا سا مسکرایا اس میں احسان والی کون سی بات ہے ہم مسلمان ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ ایکدوسرے کی مدد کریں اگر کسی پر کوئی پریشانی آ جائے تو اس کا ساتھ دیں اور اگر آپ اس کی پریشانی یا مصیبت کو ختم

کر سکتے ہیں تو اس کی مدد کریں اور یہ ایسا جذبہ ہے جس میں نہ تو ذات کا دخل ہے اور نہ ہی جنات بھوت کا اور نہ ہی مذہب کا۔

اقبال پاشا زندہ باد اقبال پاشا زندہ باد سب خوشی سے نعرے لگانے لگے میں نے ہاتھ کو بلند کیا اور انہیں چپ رہنے کو کہا۔ میں پہلے تو لالچ پر آیا تھا کہ مجھے پیسوں کی ضرورت تھی لیکن اب میرے دل میں لالچ ختم ہو گیا ہے انسان کو بعض اوقات کام بغیر کسی لالچ کے بھی کرنا چاہئے تا کہ اپنے دل اور ضمیر کو زیادہ مضبوط بنا سکیا اور اسے زندہ رکھ سکے پھر وہاں سے ہماری واپسی ہوئی وہ تمام علاقہ ملکہ نے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کے گرد آتشی حصار بنا دیا میں کچھ دن وہاں رہا اور علاقہ گھوما۔ پھر ایک دن شائنہ بولی۔

اب تم کیا کرنا چاہتے ہو پاشا۔ میں اب اپنے گھر جانا چاہتا ہوں مجھے خوشی ہوگی کہ آپ لوگ مجھے گھر چھوڑ دیں ملکہ تخت سے نیچے اٹھ آئی جو پاشا تم نے ہمارے لیے کیا ہے وہ تو کوئی اپنا بھی نہیں کرتا ہے ویسے بھی تم ہمارے مہمان ہو اور خالی ہاتھ مہمان کو ہم نہیں جانے دیتے ہیں اس نے تالی بجائی اور ایک چھوٹا سا بکس آیا وہ ملکہ نے مجھے دیا یہ کیا ہے میں نے سوال کیا کھول کے دیکھو میں نے اسے دیکھا تو سونے کی ایک اینٹ تھی اس میں میں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا یہ ہم ہر مہمان کو دیتے ہیں ہمارے علاقے کا دستور ہے کوئی شاہی مہمان ہو تو اس کو یہ تحفہ دیتے ہیں ۔اور پلیز انکار نہیں کرنا ہے میں نے اس کیطرف شکریہ والی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا شکریہ۔ کیا تم ابھی گھر جانا چاہتے ہو جی بالکل ابھی تو ٹھیک ہے پارو اس کو گھر چھوڑ آؤ میں نے ملکہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو چوما اور مسکرا کر اسنے میری طرف دیکھا ٹھیک ہے خدا حافظ پھر میں اور پارو اس قلعہ نما کوٹھی سے باہر نکل آئے باہر نکل کر پارو نے میری طرف دیکھا اور کہا تیار ہو میں نے گھوم کر ہر طرف دیکھا بہت سے جن مجھے نظر آئے سب مجھے ہاتھ ہلا رہے تھے جیسے وہ خدا حافظ کہہ رہے ہوں میں نے زور کی سانس لی اور ریڈی کہا اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یکدم غائب ہو گئی جب میری آنکھ کھلی تو میں اپنے گھر کی گلی میں موجود تھا اور رات کا وقت تھا میں نے اسی طرح ہاتھ پکڑ کر اسے چوما تو وہ مسکرائی اور بولی اقبال زندگی میں تجھے کبھی ضرورت پڑے تو دل میں تین بار میرا نام پکارنا میں حاضر ہو جاؤں گی میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا اور کہا جو حکم جناب کا وہ مسکرائی اور اپنے موتی جیسے دانت دیکھا کر غائب ہو گئی میں سرد آہ بھر کر رہ گیا اور گھر کی طرف چل دیا۔

اگر یہ کہانی آپ لوگوں کو اچھی لگی تو بتایئے گا پھر میں اس نامعلوم مسافر کی طرح اور کہانیاں بھی ارسال کروں گا آپکی رائے کا منتظر۔ محمد وقاص احمد حیدری۔

❁❁❁

اقوال زریں

g کسی بھی زخم یا دکھ کو بھلانے کے لئے وقت ایک مرہم ہے۔

g انسان کبھی برا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اس کی برائی بری ہوتی ہے۔

g اپنوں کا پھول غیروں کے کانٹوں سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

g محنت کی کمائی کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

g اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع مت کرو۔

g تم خود نیکی کرو مگر دشمن سے نیکی کی امید نہ رکھو۔

g اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو غم بھی نہ دو۔

g ہر نشے والی چیز حرام ہے۔

g ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

g ماں ایک ایسی سہیلی ہے جو اولاد کے ہزاروں راز دل میں چھپا لیتی ہے۔

g انسان اپنے کردار سے پہچانا جاتا ہے، پھول اپنی خوشبو سے۔

☆......خرم شہزاد-لیہ

❁❁❁

پھانسی

عاصم نسیم بٹ

ان دنوں سونے کی تلاش میں جوق در جوق لوگ شمال کی جانب الاسکا کی طرف بڑھ رہے تھے اسی دور میں بہتے ہوئے نیلسن اور اس کی بیوی ایڈتھ بھی کلون ڈائیک جا پہنچے۔ 1897ء کے موسم بہار کا آغاز ہو چکا تھا کہ وہ سکاگ وے میں تھے لیکن چل کوٹ کے درے کو عبور کر کے ڈاسن تک جانے کے لیے ان کے پاس پھوٹی کوڑی نہ تھی لہٰذا نیلسن نے اپنا کام شروع کیا تمام موسم سرما اس نے خوب محنت کی اور پھر 1898ء میں دونوں میاں بیوی ایک ستر فٹ لمبی کشتی میں سوار لاٹویا خلیج کو عبور کر رہے تھے ان کے ہمراہ تین مقامی باشندے (ریڈ انڈین) اور تین اور افراد تھا کشتی والے مقامی باشندوں نے انہیں بمعہ ان کے سازو سامان کے خلیج لاٹویا کے علاقہ میں 100 میل آگے ایک غیر آباد کھاڑی میں اتارا اور خود واپس سکاگ وے کی جانب لوٹ گئے دوسرے تین آدمی بھی ان کے ہمراہ کھاڑی میں اترے کیونکہ وہ ان کی پارٹی کے آدمی تھے ہر ایک برابر کا حصہ دار تھا اور ہر ایک نے برابر ہی کا حصہ ضروریات کی اشیاء خریدنے پر صرف کیا تھا اسی طرح وہ منافع میں بھی برابر کے حصے دار تھے ایڈتھ نے اس پارٹی کے کھانے کا انتظام اپنے ذمہ لیا تھا اور یوں وہ ایک آدمی کے حصے کے برابر کی حقدار پائی تھی سب سے پہلے انہوں نے سر چھپانے کے لیے درخت کاٹ کر لکڑی کی تین جھونپڑیاں تیار کیں ان جھونپڑیاں کی صفائی اور دیکھ بھال بھی ایڈتھ کی ذمہ داری تھی باقی مردوں کے ذمے سونے کی تلاش کوئی آسان کام نہ تھا ہر شخص کو انتہائی محنت سے کام کرنا پڑتا اور تب کہیں جا کر رات گئے ایک آدمی بمشکل پندرہ سے بیس ڈالر یومیہ کا سونا حاصل کر پاتا انہوں نے الاسکا کے موسم گرما کا پورا فائدہ اٹھایا اور سب سے آخر میں سکاگ وے واپس لوٹنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن جب وہ واپسی کے لیے تیار ہو کر خلیج کے ساحل پر پہنچے تو کشتی والے مقامی باشندے ان کا انتظار کر کے سکاگ وے جا چکے تھے اب ان کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ کسی اتفاقی ذرائع نقل و حمل کا انتظار کریں اسی دوران انہوں نے اپنے اپنے حصے کا سونا بانٹ لیا اور سردی سے بچنے کے لیے جلانے کی لکڑی کا ذخیرہ بھی جمع کر لیا جلد ہی شدید سردی پڑنے لگی اور برفباری شروع ہو گئی وہ ایک بار پھر اپنے جھونپڑے میں واپس لوٹ آئے ایک دن جب وہ سو کر اٹھے تو پینے کا پانی بھی منجمد ہو چکا تھا پھر طوفان پر طوفان آنے لگے خلیج کے ساحل منجمد ہو چکے تھے اور ہر جانب گہرا سکوت مسلط تھا ان کا تلاش کردہ کل سونا آٹھ ہزار ڈالر کی قیمت کے لگ بھگ تھا موسم کی خرابی کے باعث اسی پر قناعت کرنے کے سوا چارہ بھی نہ تھا مردوں نے برفانی جوتے تیار کیے اور وہ شکار کھیلنے اور تازہ گوشت حاصل کرنے نکل کھڑے ہوئے رات دیر تک وہ جھونپڑے میں تاش کھیلتے رہتے۔

اب چونکہ سونے کی تلاش کا کام ختم ہو چکا تھا لہٰذا ایڈتھ نے آگ جلانے اور برتن صاف کا کام مردوں کے سپرد کر دیا تھا اس دوران میں وہ ان کے کپڑے اور جرابیں وغیرہ مرمت کرتی رہتی یا کھانا تیار کرتی رہتی اب تک ان کے درمیان کسی بھی قسم کا جھگڑا تو کیا تو تکار بھی نہ ہوئی تھی نیلسن بڑا ہی دھیما آدمی تھا رہی ایڈتھ تو سبھی اس کے مداح تھے اسے ہر قسم کے مرد سے نپٹنے کا فن بھی خوب آتا تھا ان کے ساتھیوں میں سے ایک طویل القامت دبلا پتلا ٹیکساس کا باشندہ لارکی تھا جسے ہر شخص کی ہمدردی حاصل تھی اس لیے کہ وہ اکثر غمگین سا رہتا شاید اس لیے کہ وہ حاصل کردہ سونے سے مطمئن نہ تھا پارٹی کا چوتھا رکن آئرلینڈ کا باشندہ مائیکل ڈینل تھا جو اپنے ساتھیوں کو اپنی مذاحیہ باتوں سے ہر وقت ہنساتا رہتا وہ قومی الجثہ، جفاکش اور طاقتور آدمی تھا البتہ بعض اوقات وہ چھوٹی سی بات غصے میں کر جاتا لیکن اکثر بڑی سے بڑی بات اور مشکل سے مشکل کام پر بڑے صبر و سکون سے ڈٹ جاتا تھا

انچویں ممبر کا نام ڈچی تھا جسے سبھی پسند کرتے تھے وہ بھی سب کو خوش رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتا اس کی زندگی کا منتہائے مقصود ہی دوسروں کو ہنسانا تھا سبھی بڑے مزے سے دن گزارتے اچھا سے اچھا کھاتے اور سی خوشی رہتے تھے اور پھر ایک دن ایک غیر متوقع حادثہ ہوا صبح کے آٹھ بجے وہ میز پر ناشتے کے لیے بیٹھے تھے میز پر موم بتی جل رہی تھی نیلسن میز کی ایک جانب اور ایڈتھ دوسری جانب بیٹھی تھی میز کی ایک جانب ڈچی اور ہار کی دروازے کی جانب پشت کیے بیٹھے تھے ان کے سامنے دوسری جانب جگہ خالی تھی اور مائیکل ڈینل ابھی تک نہ آیا تھا نیلسن نے خالی کرسی کی جانب دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور بڑی سنجیدگی سے کہا مگر وہ ہے کہاں جوں ہی اس کی بھوک بڑھے گی وہ واپس آجائے گا معا جھونپڑے کا بیرونی دروازہ کھلا اور ڈینل اندر داخل ہوا سبھی اسے دیکھنے کے لیے دروازے کی جانب گھومے اس کے ہاتھ میں دو نالی شارٹ گن تھی جسے اس نے اپنے کندھے سے لگاتے ہوئے ان کے دیکھتے دیکھتے دو فائر داغ دیئے پہلے فائر پر ڈچی ڈھیر ہو کر میز پر گرا اور اس کے کافی سے بھرا ہوا مگ الٹ گیا دوسرے فائر پر ہار کی تیزی سے اوپر اچھلا اور منہ کے بل فرش پر گرا اوہ خدایا! کے الفاظ اس کے حلق میں پھنس کر رہ گئے۔ یہ ایک بالکل غیر متوقع حادثہ تھا ہینز نیلسن اور ایڈتھ دونوں منجمد ہو کر رہ گئے دونوں متوحش نظروں سے قاتل کو دیکھ رہے تھے بندوق کی نالیوں سے بارود نکلتے ہوئے دھوئیں میں وہ انہیں واضح طور پر دکھائی نہ دے رہا تھا کمرے پر مسلط سکوت میں ڈچی کے مگ سے گرتے ہوئے کافی کے قطروں کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی ڈینن نے بندوق کا میگزین کھولتے ہوئے خالی کارتوس نکالے۔ اب دوسرے ہاتھ سے وہ جیب میں سے نئے کارتوس نکال رہا تھا ابھی وہ نئے کارتوس میگزین میں ٹھونس ہی رہا تھا کہ ایڈتھ تیزی سے اٹھی تین سیکنڈ کے اندر اندر وہ چیتے کی مانند قاتل پر جھپٹی۔ قاتل کا گریبان اس کے دونوں ہاتھوں میں تھا ایڈتھ کے ٹکراتے ہی وہ چھ سات قدم پیچھے کی جانب ڈگمگاتا ہوا چلا گیا ایک ہاتھ سے بندوق سنبھالتے ہوئے ڈینن نے ایڈتھ کو پرے دھکیلنے کی کوشش کی لیکن ایڈتھ کے نرم و نازک جسم میں اب کسی بھوکے چیتے کی سی پھرتی اور قوت حلول کر چکی تھی ایڈتھ نے اسے گردن سے دبوچتے ہوئے فرش پر گرایا ڈینن نے سیدھا ہوتے ہوئے کروٹ لی لیکن ایڈتھ بدستور اس کی گردن دباتے ہوئے اس کے ساتھ ہی گھومی

پھر وہ دونوں کرسی سے ٹکراتے ہوئے دور تک کمرے میں لڑھکتے چلے گئے نیلسن کو اپنی بیوی سے پہلے اٹھنے میں بس ایک سیکنڈ کی تاخیر ہو گئی تھی وہ بلاشبہ بیوی کی نسبت کم تیز اور چست واقع ہوا تھا اس نے صورت حال کو بھانپنے میں ایڈتھ کی نسبت آدھے سیکنڈ کی دیر کر دی تھی جب وہ اٹھا تو ایڈتھ ڈینن کی گردن دبوچ چکی تھی نیلسن اٹھتے ہی شیر کی مانند دھاڑا وہ جب ان کی جانب لپکا تو دونوں فرش پر قلابازیاں کھا رہے تھے اس نے چند ہی گھونسوں سے ڈینن کو بے ہوش کر دیا جونہی ڈینن کا جسم ڈھیلا پڑا ایڈتھ نے اس کو چھوڑ دیا اور خود لڑھکتی ہوئی اس سے الگ ہو گئی اب وہ فرش پر لیٹی ہانپتی ہوئی کبھی نیلسن کو اور کبھی ڈینن کو دیکھ رہی تھی نیلسن بدستور ڈینن پر گھونسے برسا رہا تھا اور ڈینن بے سدھ پڑا تھا اس نے جنبش تک نہ کی ایڈتھ نے چلاتے ہوئے نیلسن کو رکنے کے لیے کہا وہ ایک بار پھر چلائی لیکن نیلسن کب اس کی آواز سن رہا تھا ایڈتھ نے اٹھتے ہوئے نیلسن کے بازو پکڑے لیکن بے سود پھر وہ قاتل اور خاوند کے درمیان حائل ہو گئی جونہی نیلسن کو احساس ہوا کہ وہ اب قاتل کی بجائے اپنی بیوی کو گھونسے مار رہا ہے تو وہ رکا اور تیزی سے الگ ہٹ گیا اس نے آج تک نیلسن کو اس قدر غصے میں نہ دیکھا تھا اب وہ ڈینن کی نسبت نیلسن سے زیادہ خوفزدہ تھی اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ دھاڑتا ہوا نیلسن اس کا خاوند ہے نیلسن ہانپتا ہوا کمرے کی دیوار کے ساتھ جا لگا اب رد عمل کا وقت آپہنچا تھا ایڈتھ کمرے کے درمیان فرش پر کھڑی تھی اور اس کا سراپا بید مجنوں کی مانند کانپ رہا تھا اس کی نظریں اپنے سامنے ہر چیز کو دیکھ رہی تھیں ڈینن فرش پر بے حس و حرکت پڑا تھا اس کے قریب ہی ایک کرسی الٹی پڑی تھی دو نالی بندوق کا آدھا حصہ اس کے جسم تلے دبا ہوا تھا جس کا میگزین بدستور کھلا ہوا تھا اس کے ہاتھ سے دونوں نئے کارتوس نکل کر فرش پر گر پڑے تھے جنہیں وہ میگزین میں ٹھونسنے میں ناکام رہا تھا ہار کی فرش پر منہ کے بل اور ڈچی میز پر پڑا تھا کمرے پر موت کا سکوت طاری تھا ہیبت ناک سکوت! ایڈتھ نے نیلسن کی جانب دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن زبان نے اس کا ساتھ نہ دیا اس کا حلق بری طرح خشک ہو رہا تھا جھونپڑے کا موجودہ ماحول ان کے لیے بالکل انجانا اور غیر متوقع تھا بلاشبہ یہ خلاف توقع حادثہ جھونپڑے کی ہر پرانی شے کو اپنے ساتھ لے گیا تھا اوہ خدایا ایڈتھ نے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا نیلسن بغیر بولے متوحش نظروں سے

اسے دیکھ رہا تھا پھر اس نے گردو پیش پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور اپنا بیلٹ سر پر رکھتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھنے لگا تم کدھر چلے؟ ایڈتھ نے پوچھا اس کے لہجے میں حیرانگی تھی نیلسن دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے گھومتے ہوئے بولا باہر قبر کھودنے کے لیے۔ مجھے یہاں تنہا مت چھوڑو۔ ایڈتھ نے کمرے میں نظریں دوڑاتے ہوئے کہا قبریں کھودنے میں دقت لگے گا اور باہر طوفان بھی تو شدت کا ہے نیلسن نے جواب دیا۔ کیا معلوم کتنی قبریں کھودنا ہوں گی۔ ایڈتھ نے ہکلاتے ہوئے کہا پھر یہ کہ میں تمہارا ہاتھ بٹاؤں گی نیلسن نے میز کی جانب بڑھتے ہوئے موم بتی اٹھائی اور دونوں اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا ہارکی اور ڈچی دونوں مر چکے تھے کم فاصلے سے فائرنگ کی وجہ سے ان کے چہرے بری طرح مسخ ہو چکے تھے پھر ایڈتھ ڈنین کی جانب بڑھ گئی یہ تو زندہ ہے ایڈتھ کی آواز سن کر نیلسن آگے آ کر ڈنین کو دیکھنے لگا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا جسے ایڈتھ نہ سمجھ سکی کیا کہا تم نے؟ تم ایک طرف ہٹ جاؤ اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے نیلسن کی یہ آواز ایڈتھ کے لیے غیر مانوس تھی اس نے چونکتے ہوئے اپنے خاوند کی جانب دیکھا جو بندوق کی میگزین میں کارتوس ڈال رہا تھا یہ تم کیا کر رہے ہو؟ ایڈتھ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے پوچھا نیلسن نے کوئی جواب نہ دیا پھر ایڈتھ نے اسے بندوق کندھے تک لے جاتے دیکھا ایڈتھ نے آگے بڑھتے ہوئے بندوق کی نالیاں اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھا دیں۔ چھوڑ دو! نیلسن دھاڑا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایڈتھ کے ہاتھ سے بندوق کی نالیاں چھڑانے کی کوشش کی لیکن ایڈتھ آگے بڑھ کر اس سے لپٹ گئی ہوش میں آؤ۔ وہ چلائی پاگل نہ بنو۔ اس نے ہارکی اور ڈچی کو قتل کیا ہے نیلسن بولا میں اسے جان سے مار دوں گا۔ لیکن یہ سراسر غلط بات ہے ایڈتھ نے احتجاجاً کہا آخر قانون بھی تو کوئی چیز ہے اس نے ہارکی اور ڈچی کو قتل کیا ہے اب اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے نیلسن نے پھر دہرایا لیکن ایڈتھ بھی اپنی بات پر ڈٹی رہی وہ بار بار اسے قانون کی بالادستی کے حق میں دلائل دیتی رہی اس نے کہا کہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو پھر تم میں اور اس میں فرق ہی کیا رہ جائے گا دو برائیاں مل کر کب ایک اچھائی کو جنم دیتی ہیں بالا آخر بیسنر نیلسن کو ایڈتھ کی بات تسلیم کرنا پڑی۔ ٹھیک ہے یونہی سہی۔ اس نے کہا لیکن یاد رکھو کہ یہ کسی بھی وقت موقع ملنے پر ہم دونوں کو قتل کر دے گا بہتر یہی ہے کہ تم مجھے اسے ختم کر لینے دو۔ ایڈتھ نے نفی میں سر ہلایا پھر جونہی نیلسن نے بندوق ایڈتھ کی جانب بڑھائی معاً دروازہ کھلا اور ایک ریڈ انڈین اندر داخل ہوا یہ نیگوک تھا جو دروازہ کھٹکھٹائے بغیر اندر چلا آیا تھا اس کے ساتھ ہی ہوا کا جھونکا اور قدرے برف کمرے میں داخل ہوئی دونوں نے گھوم کر اسے دیکھا بندوق بدستور نیلسن کے ہاتھ میں تھی نیگوک نے کمرے کا بھیانک منظر دیکھا اور کانپ اٹھا لیکن اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے یکسر خالی رہا جیسے وہ ان سفید فام مہذب لوگوں کے کسی بھی کام میں مداخلت کا خواہش مند نہ ہو ہارکی کی لاش اس کے پاؤں میں فرش پر پڑی تھی نیلسن بدستور بندوق لیے کھڑا سوچ رہا تھا کہ نیگوک نے اسے ہی قاتل جانا ہے اب وہ سوالیہ نظروں سے ایڈتھ کو دیکھ رہا تھا صبح الخیر! ایڈتھ نے ریڈ انڈین سے کہا یہاں تو قیامت گزر گئی ہے اگرچہ آواز اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ اچھا خدا حافظ نیگوک بولا مجھے جلدی ہے اب میں چلتا ہوں اس نے فرش پر پھیلے خون سے بچتے ہوئے دروازے کی جانب قدم اٹھائے اور دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکل گیا دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی جانب دیکھتے رہ گئے سوچتا ہو گا کہ یہ سب کچھ ہمارا کیا دھرا ہے نیلسن بولا میرا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایڈتھ بولی وہ جو کچھ بھی سمجھتا ہے تم اس کی پرواہ نہ کرو اس پر ہم بعد میں غور کریں گے فی الحال ہمیں دو قبریں کھودنی ہیں لیکن اس سے پیشتر ہمیں ڈنین کو باندھ دینا چاہیے تاکہ یہ فرار نہ ہو سکے اور جب نیلسن نے ڈنین کو اس خیال سے ہاتھ لگانے سے بھی انکار کر دیا کہ مبادا جوش میں آ کر وہ اسے قتل نہ کر دے تو ایڈتھ نے اکیلے ہی اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ دیے پھر وہ دونوں باہر نکلے زمین برفباری کی وجہ سے سخت سرد تھی انہوں نے جلانے کی لکڑیاں اکٹھی کر کے برف پر جلائیں اور جب آگ کی حرارت سے برف پگھلی تو ایک گھنٹے کے بعد وہ برف کو بیلچے سے ہٹا کر اس قابل ہو سکے کہ گھنٹے بھر میں دو تین انچ زمین کھود سکیں انہیں بار بار آگ کے الاؤ جلانا پڑے۔ بلاشبہ یہ بڑا تکلیف دہ کام تھا گرتی ہوئی برف آگ کو ٹھیک سے جلنے بھی نہ دیتی اور تیز برفیلی ہوا ان کے جسموں کو چیرتی ہوئی گزر رہی تھی اس دوران وہ بہت کم باتیں کر سکے البتہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے کہ ڈنین نے قتل کیوں کیے؟ دونوں اس حادثے پر انتہائی غمگین تھے۔ چار بجے کے لگ بھگ دو قبریں تیار تھیں بمشکل دو دو فٹ کی

گہری بہرحال ان سے کام لیا جا سکتا تھا گردو پیش تاریکی میں ڈوبتا جا رہا تھا ہارکی اور ڈچی کے جنازے بھی اپنی نوعیت کے بالکل منفرد جنازے تھے دونوں لاشوں کو وہ برف گاڑی پر لاد کر قبروں تک لائے تازہ گرتی ہوئی پھس پھس برف گاڑی کا پھسلنا خاصا مشکل تھا دونوں میاں بیوی بھوکے اور انتہائی تھکے ہوئے تھے ان میں تیز ہوا کے تھپیڑوں کے مقابلے کی تاب نہ تھی بار بار دونوں کے قدم اکھڑ اکھڑ جاتے کئی بار برف پر الٹ گئی اور انہیں بار بار لاشوں کو اٹھا کر گاڑی پر رکھنا پڑا قبریں کوئی سو فٹ کے قریب نیچی جگہ پر تھیں سو فٹ کا یہ فاصلہ انہیں برفانی کتوں کی طرح ہاتھوں اور ٹانگوں کے بل چل کر طے کرنا پڑا بالا آخر رات گئے دونوں لاشیں دفنا دی گئیں کل صبح ان قبروں کے ناموں کی تختیاں لگا دوں گا نیلسن بولا ایڈتھ کو رلانے کے لیے یہ چند الفاظ کافی تھے وہ اب سسکیاں بھرتی ہوئی رو رہی تھی نیلسن اس کو سہارا دیتے ہوئے کیبن میں واپس لے آیا۔ اب ڈنین ہوش آ چکا تھا وہ آزاد ہونے کے لیے کئی بار فرش پر لڑھک کر آزاد ہونے کی بے سود کوشش بھی کر چکا تھا اس نے دونوں میاں بیوی کو آتے دیکھا لیکن بولا نہیں ایک بار پھر نیلسن نے قاتل کو چھونے سے انکار کیا ایڈتھ بمشکل تمام اس گھسیٹ کر اس کے مخصوص کمرے میں لے جانے کی کوشش کر رہی تھی نیلسن کہنے لگا اب بھی وقت ہے تم مجھے اسے ختم کر لینے دو اس کی موت کے بعد ہمیں کسی بھی مصیبت کا سامنا نہ ہو گا لیکن ایڈتھ راضی نہ ہوئی اور اسے بدستور اس کے کمرے کی جانب گھسیٹنے میں مصروف رہی۔ پھر انہوں نے کچن کو صاف کیا لکڑی کے فرش پر جہاں خون جم چکا تھا نیلسن نے اسے رندے سے صاف کیا اور لکڑی کے اس خون آلود برادے کو انگیٹھی میں ڈال کر جلا دیا۔ دن گزرتے رہے گردو پیش پر اندھیرا اور سکوت بدستور مسلط تھا کبھی کبھار اس سکوت کو تیز ہوا کے جھکڑ توڑتے رہے اور تاریکی آسمانی بجلی کی چمک روشنی میں بدلتی رہی نیلسن خود سے کوئی بھی کام نہ کرتا لیکن ایڈتھ کے ہر حکم کی بلا چوں و چرا تعمیل کرتا جہاں تک ڈنین کا تعلق تھا نیلسن نے اسے کلی طور پر ایڈتھ کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا اس سلسلے میں وہ اس کے کسی کام میں بھی مداخلت نہ کرتا اگرچہ قاتل ایک مستقل دردِ سر تھا دونوں دن رات اس کی متواتر نگرانی کرنے پر مجبور تھے دونوں بندوق لیے اس کے قریب بیٹھے رہتے شروع میں دونوں باری باری آٹھ آٹھ گھنٹے کا پہرہ دیا کرتے لیکن پھر انہوں نے محسوس کیا کہ یہ طویل عرصہ ان دونوں کی برداشت سے باہر ہے اب وہ چار گھنٹے کے بعد پہرے کی باری بدل لیتے انہیں سونا بھی ہوتا کیونکہ زیادہ تر نگرانی انہیں راتوں کو کرنا پڑتی تھی انہیں جلانے کی لکڑیاں اکٹھی کرنے اور کھانا تیار کرنے کے لیے بمشکل وقت ملتا تھا نیگوک کے بعد کوئی بھی مقامی باشندہ ان کے جھونپڑے میں نہ آیا ایک روز ایڈتھ نے نیلسن کو بھیجا کہ وہ کسی طرح کشتی حاصل کرے تاکہ وہ ڈنین کو قریبی تجارتی مرکز یا ساحل کے قریب واقع کس مقامی بستی میں لے جائیں لیکن بے سود وہ کوئی بھی ایسا انتظام نہ کر سکا پھر ایک روز ایڈتھ خود قریبی مقامی بستی میں انڈین قبیلے کے سردار سے جا کر ملی سردار نے اپنی عقل کے مطابق چند الفاظ میں اپنا فیصلہ سنا دیا یہ تمہاری سفید نسل کا معاملہ ہے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں اگر ہم نے تمہاری مدد کی تو پھر ہم بھی اس مصیبت میں ملوث ہو جائیں گے ہم تمہاری مدد کر کے ایک مصیبت مول لیں؟ لہٰذا ایڈتھ بے نیل و مرام اپنے جھونپڑے میں واپس لوٹ آئی اور دونوں میاں بیوی چار و ناچار قاتل کی باری باری نگرانی کرنے لگے بعض اوقات ایڈتھ اپنی باری کے دوران بھری ہوئی بندوق گود میں رکھے نیند کی آغوش میں چلی جاتی مگر جونہی اس کی آنکھ کھلتی وہ ہڑبڑا کر بندوق کو سنبھالتی اور قاتل قیدی کی جانب متوحش نظروں سے دیکھتی اس قسم کے جھٹکے اس کے اعصاب پر کئی بار پڑتے یہ جھٹکے اس کی صحت پر برا اثر ڈال رہے تھے جاگتے ہوئے بھی وہ قیدی سے خوفزدہ رہتی اگرچہ وہ اس سے خاصے فاصلے پر کمبلوں میں لپٹا ہوا پڑا رہتا وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ کسی وقت بھی ہمت ہار بیٹھے گی دوہرے قتل کا ہولناک منظر بار بار اس کی نظروں کے سامنے گھوم جاتا وہ اس دن کی طرح آج بھی خوفزدہ تھی ہر روز وہ اپنے دل کو مضبوط کرنے کی بے سود کوشش کرتی رہتی تھی تاکہ اس فیصلے پر مضبوطی سے قائم رہے جو اس کا ضمیر اسے سنا چکا تھا ایڈتھ کی نسبت نیلسن پر دن بدن الٹا اثر ہو رہا تھا اس کے ذہن میں ایک ہی خیال جڑ پکڑ رہا تھا کہ اسے ہر صورت میں ڈنین کو قتل کر دینا چاہیے اور جب بھی نیلسن کی باری آتی ایڈتھ کو یہی خطرہ رہتا کہ وہ کہیں جھونپڑے کی خونی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ نہ کر دے وہ اکثر ڈنین کو گالیاں دیتا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا وہ اکثر کہتا تھا آخر ایک دن تم مجھے اس قتل کرنے کے لیے

کھو گی اور پھر میں اسے قتل کرنے سے انکار کر دوں گا ایڈتھ کئی بار چوری چھپے یہ دیکھ چکی تھی کہ جب نیلسن کی باری ہوتی تو وہ دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے اس حالت میں وہ اسے جنگلی درندے ہی دکھائی دیتے تھے یوں نیلسن بھی اب ایک غیر متوقع مسئلہ بن گیا تھا ابتداء میں تو وہ یہی چاہتی تھی کہ قاتل ڈنین کے ساتھ مناسب اور قانون کے مطابق سلوک کیا جائے اور مناسب اور قانونی سلوک یہی تھا کہ اسے بطور قیدی کے رکھا جائے وقت آنے پر اسے قانون کے حوالے کر دیا جائے لیکن جوں جوں وقت گزر رہا تھا اسے یہ سب کچھ نیلسن کی وجہ سے خطرے میں گھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس پر طرہ یہ کہ اپنے اعصاب جواب دیتے محسوس ہو رہے تھے وہ اپنے آپ کو ایک شدید اعصابی بوجھ تلے دبا ہوا محسوس کر رہی تھی چوتھے روز ڈنین نے بولنا شروع کر دیا اس کا اولین سوال یہ تھا کہ وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں اور پھر یہی سوال وہ ہر روز کئی بار دہراتا جوابا" ایڈتھ اسے یہی یقین دلاتی کہ وقت آنے پر اسے حوالہ قانون کر دیا جائے گا وہ ہر روز اسے پوچھتی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اس بارے میں ڈنین نے کبھی کوئی جوب نہ دیا البتہ جب اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں اور ٹانگوں میں شدید درد اٹھتا تو وہ غصے میں جھلا کر ایڈتھ کو دھمکیاں دیتا کہ اگر وہ آزاد ہو گیا تو وہ پر امید تھا کہ وہ جلد یا بدیر آزاد ہو جائے گا اس کی ان دھمکیوں کی سن کر ایڈتھ بندوق کے دونوں گھوڑوں پر اپنی انگلیاں رکھ لیتی۔ وہ بری طرح کانپ اٹھتی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگتا پھر رفتہ رفتہ ڈنین ڈھیلا پڑتا گیا کیونکہ بالا آخر اس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں آزاد نہ ہو سکے گا پھر اس نے آزادی کے لیے گڑگڑانا شروع کر دیا اس نے حلفیہ وعدے وعید شروع کر دیے اور یقین دلانے لگا کہ وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ خود بخود اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دے گا اس نے اپنے حصے کا سونا بھی ان کو دینے کا لالچ دیا اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کہیں دور بھاگ جائے گا اور پھر کبھی لوٹ کر مہذب دنیا میں نہیں آئے گا حتی کہ اس نے یہ بھی یقین دلایا کہ اگر اسے آزاد کر دیا جائے تو وہ خودکشی کر لے گا دن ہفتوں میں بدلتے گئے ڈنین اور بھی ڈھیلا پڑتا گیا کچھ دنوں کے بعد وہ اپنی موت کی دعائیں مانگنے لگا وہ ایڈتھ سے کہتا کہ وہ اسے گولی مار دے اس نے نیلسن سے بھی یہی التجا کی کہ وہ ہی اسے ہلاک کر دے تاکہ وہ اس تکلیف دہ قید سے نجات حاصل کر سکے اب ماحول اس نہج پر پہنچ گیا کہ ایڈتھ کے اعصاب جواب دینے لگے اسے معقول آرام بھی تو نہیں مل رہا تھا اسے خوف تھا کہ اگر وہ سو گئی تو نیلسن ضرور ڈنین کو موت کی نیند سلا دے گا جنوری کا آغاز ہو چکا تھا لیکن ابھی برف پگھلنے میں کئی ماہ باقی تھے کہ تجارتی کشتیاں خلیج میں چلنے لگیں خوراک کا ذخیرہ بھی روز بروز گھٹ رہا تھا نیلسن کا شکار کے لیے جانا بھی ممکن نہ تھا قیدی کی نگرانی نے انہیں بھی جھونپڑے میں قید کر رکھا تھا بالا آخر ان پیش پا افتادہ مسائل کے حل کے لیے ایڈتھ نے سوچنا شروع کر دیا وہ کسی بھی صورت میں قانون کو پس پشت ڈالنے کے لیے تیار نہ تھی باہر سرد ہوا کے جھکڑ شور مچاتے ہوئے چلتے اور وہ بندوق اپنی رانوں پر رکھے مضطرب قیدی کی نگرانی کرتے ہوئے سوچوں میں مستغرق ہوتی وہ قانوں کے ارتقاء پر غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچی کہ قانون یہی تو ہے کہ کچھ لوگوں کا گروہ غور کرتے ہوئے جس نتیجے پر پہنچتا ہے اسے قانون کا نام دے دیا جاتا گروہ بڑا بھی ہو سکتا ہے اور چھوٹا بھی چاہے کسی ملک میں ایک ہزار لوگ آباد ہوں پھر بھی ان کا قانون ایک اجتماعی قانون ہوتا ہے ان کا مشترکہ فیصلہ ہی ملک کا قانون کہلائے گا اگر ایک ہزار آدمی مل کر قانون بنا سکتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک سو افراد مل کر قانون نہ بنا سکیں؟ بعینہ کیا پچاس، پانچ اور دو آدمی مل کر قانون نہیں بنا سکتے؟ پھر وہ اپنی اس منطق پر غور کرتے ہوئے خود ہی خوف سے لرز اٹھی یہی منطق اس نے اپنے خاوند سے بیان کی۔ پہلے تو وہ اس سے متفق نہ ہوا اور جب بات اس کی سمجھ میں آگئی تو اس نے کہا کہ ہم شہادتیں کہاں سے لائیں گے؟ ایڈتھ نے کچھ سوچ کر کہا مقامی لوگوں کو اس کام کے لیے آمادہ کیا جا سکتا ہے کوئی دنوں کی سوچ بچار کے بعد بالا آخر ایڈتھ اسی نتیجے پر پہنچی کہ ڈنین کو پھانسی دے دینی چاہیے اور نیلسن بھی اس سے متفق تھا پھر دونوں میاں بیوی نے عدالت لگائی گواہ جج اور وکیل وہ دونوں خود ہی تھے مجرم کو اس کی فرد جرم سنائی گئی پھر بحیثیت جج ایڈتھ نے قاتل کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا فیصلہ سناتے وقت ایڈتھ کی آواز کانپ رہی تھی بہرحال اس نے جوں توں کر کے اپنا فیصلہ سنایا۔ مائیکل ڈنین! تین دن کے بعد پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا حتی کہ تم مر جاؤ گے یہ فیصلے کے الفاظ تھے جنہیں سن کر قیدی نے اطمینان کا سانس لیا پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا اور پھر رکتے ہوئے بولا شکر ہے اس کے بعد تو میری کمر نہ دکھے

گی میرے لیے یہی کافی ہے اس فیصلے کے بعد تینوں اپنی اپنی جگہ مطمئن دکھائی دے رہے تھے سب سے زیادہ اطمینان کی جھلک ڈنین کے چہرے پر دکھائی دے رہی تھی اس کا اضطراب اور مظلومیت یکسر مفقود ہو گئی تھی اب وہ پہلے کی طرح چہک رہا تھا جب ایڈتھ اس کے لیے بائبل کی آیات پڑھتی تو وہ انتہائی سکون محسوس کرتا آخری دن جب اسے پھانسی دی جانے والی تھی ایڈتھ نے پھر اپنا سوال دہرایا ڈنین تم نے یہ ظلم کیوں کیا! بالکل آسان اور واضح بات ہے ڈنین بولا میں سوچ رہا تھا ٹھہرو ایڈتھ نے اس سے کہا اور بھاگتی ہوئی اپنے خاوند کے کمرے میں پہنچی وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اب پہرہ دینے کی باری بھی اس کی تھی جاؤ! ایڈتھ نے نیلسن سے کہا اور قریبی قصبے میں موجود تمام مقامی باشندوں کو لے آؤ بندوق ساتھ لے جاؤ اگر وہ آنے کے لیے رضامند نہ ہوں تو انہیں بندوق سے ڈرا کر ساتھ لے آؤ ڈنین اقبال جرم پر رضامند ہو گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ وہ سبھی یہاں بیٹھ کر اس کا اقبالی بیان سن لیں آدھ گھنٹے کے بعد لیگوک اس کا چچا ہاویکوان اور چند اور ریڈ انڈین نیلسن کے ساتھ جھونپڑے میں داخل ہوئے نیلسن انہیں دھمکا کر لایا تھا اور وہ بادل نخواستہ آئے تھے لیگوک! ایڈتھ بولی تمہیں اور تمہارے قبیلے کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی تم سبھی صرف یہاں آرام سے بیٹھ کر سنو اور بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ پھر مائیکل ڈنین نے جسے موت کی سزا سنائی جا چکی تھی؟ اپنا اقبالی بیان دیا وہ جوں جوں بولتا گیا ایڈتھ اس کا بیان تحریر کرتی گئی مقامی باشندے خاموش بیٹھے سن رہے تھے اور نیلسن بندوق لیے دروازے میں کھڑا تھا مبادا گواہوں میں سے کوئی بھاگ نکلنے کی کوشش کرے ڈنین کہہ رہا تھا میں پندرہ برس سے ملک سے باہر ہوں اور میری تمنا تھی کہ میں جب واپس وطن کو لوٹوں میرے پاس ڈھیر ساری دولت ہو تاکہ میری بوڑھی ماں اپنی بقیہ زندگی آرام سے گزار سکے اس مقصد کے سولہ سو ڈالر بہت کم تھے لہٰذا میں سارا سونا حاصل کرنا چاہتا تھا میں نے یہ طے کیا کہ تم سب کو مار دوں اور خود ہی سکاگولے میں جا کر پولیس کو رپورٹ کر دوں کہ مقامی باشندوں نے تم سب کو مار دیا ہے اور میں بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہوں پھر میں آئیرلینڈ چلا جاتا اسی ارادے سے جب میں جھونپڑے میں آیا تو میرے سامنے ہارکی اور ڈچی تھے میں نے ان کو ختم کر دیا اس کا اقبال جرم سن لیا ہے نا؟ ایڈتھ نے لیگوک اور اس کے چچا سے کہا میں اس کے الفاظ یہاں کاغذ پر لکھ لیے ہیں اب تم اس کاغذ پر دستخط کر دو تاکہ بعد میں یہاں آنے والے لوگ اسے پڑھ کر جان لیں کہ تم نے بھی یہ بیان سنا ہے۔ لیگوک اور اس کے چچا نے کاغذ پر اپنے دستخط ثبت کر دیئے پھر انہیں اگلی صبح اپنے تمام قبیلے کے ہمراہ دوبارہ آنے کے لیا کہا گیا تاکہ مزید کاروائی پر بھی ان کی شہادت ہو اس کے بعد انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی ڈنین کے ہاتھ قدرے ڈھیلے کر دئے گئے تاکہ وہ بھی اپنے اقبالی بیان پر دستخط کرے۔ اگلی صبح مطلع بالکل صاف تھا مگر درجہ حرارت صفر سے پچیس درجے کم تھا اور انتہائی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی کئی ہفتوں کے بعد آج ڈنین اپنے پیروں پر کھڑا تھا اس کے پٹھے اس قابل نہ رہے تھے کہ ٹھیک سے کھڑا ہو سکے لہٰذا وہ بری طرح لڑکھڑا رہا تھا اس نے سہارے کے لیے ایڈتھ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا مجھے چکر آ رہے ہیں اس نے کمزور آواز میں ہنستے ہوئے کہا شکر ہے کہ میری مصیبت تو ختم ہوئی میں تو لیٹے لیٹے تنگ آ گیا تھا اور جب ایڈتھ نے فر کی ٹوپی سے اس کے کانوں کو ڈھانپنے کی کوشش کی تو وہ بولا اب اس کا فائدہ؟ باہر سخت سردی ہے ایڈتھ نے کہا دس منٹ کے بعد تو میرے کانوں کو پتہ بھی نہ ہو گا کہ سردی کسے کہتے ہیں ڈنین کے یہ الفاظ ایڈتھ کے لیے ناقابل برداشت تھے اس تلخ حقیقت نے ایڈتھ کو ہلا کر رکھ دیا تھا اس حالت کو ڈنین بھی بھانپ گیا تھا مجھے افسوس ہے کہ میں نے یہ کہہ کر تمہارا دل دکھایا ہے پھر وہ سیٹیاں بجانے لگا اور گنگناتے ہوئے یکایک رک کر بولا کاش یہاں کوئی پادری ہوتا میں یہ خلش ضرور اپنے ساتھ لے جاؤں گا میرا یہ سفر آخرت بڑا بوجھل ہے وہ بمشکل چل رہا تھا جونہی وہ دروازے سے باہر نکلا ہوا کے تیز جھونکے نے اس کے قدم اکھاڑ دیے نیلسن اور ایڈتھ نے اسے دونوں پہلوؤں سے سہارا دے رکھا تھا وہ کافی دور تک ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہوا چلتا رہا پھر یکایک اس نے کہا کہ اس کے حصے کا سونا آئیرلینڈ میں اس کی ماں کو پہنچا دیا جائے اب وہ چڑھائی چڑھ کر کھلی جگہ پر آ گئے تھے جہاں پر متعدد درخت بھی موجود تھے یہاں ایک درخت کے نیچے برف پر ایک بیرل رکھا ہوا تھا لیگوک، ہاویکوان اور ان کے قبیلے کے سبھی مرد و زن بچے حتی کہ ان کے برفانی کتے سفید فام انسانوں کے قانون کا مشاہدہ کرنے کے لیے نیم دائرے کی شکل میں کھڑے تھے قریب ہی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر تھی جسے نیلسن نے کھودا تھا ڈنین کے لیے ڈنین نے قبر بیرل رسے کے موٹائی اور اس شاخ کی مضبوطی پر بغور نظریں دوڑائیں جس پر پھانسی کا

پھندا اٹکایا گیا تھا قبر کو دیکھتے ہوئے وہ نیلسن سے مخاطب ہوا اگر میں نے زرا بھی عقل سے کام لیا ہوتا تو آج اس قبر میں تم دفن ہوتے اس کے لہجے میں شوخی تھی پھر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا نیلسن کا چہرہ کسی مریض کی طرح دکھائی دے رہا تھا اس نے اس سے قبل اس بارے میں سوچا ہی نہ تھا کہ کسی شخص کو دنیا سے رخصت کرنے کا منظر کس قدر روح فرسا ہوتا ہے دوسری جانب ایڈتھ بھی یہی کچھ محسوس کر رہی تھی بوقت تمام وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھی تاکہ اپنا یہ قانونی فرض پورا کر سکے ڈنین کی بھی ممنوں تھی کہ وہ اب اس سے پورا پورا تعاون کر رہا تھا اس نے نیلسن کی مدد سے ڈنین کو بیرل پر کھڑا کیا ڈنین نے اپنی گردن جھکا دی تاکہ ایڈتھ پھندا باآسانی اس کے گلے میں ڈال سکے جونہی نیلسن نے رسے کو کھینچا تو وہ بالکل سیدھا بیرل کے اوپر کھڑا تھا مائیکل ڈنین! ایڈتھ نے بلند مگر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا کیا تم آخری بار کچھ کہنا چاہتے ہو؟ ڈنین نے گردو پیش پر نگاہ دوڑائی اور آہستگی سے کہا میں خوش ہوں کہ اب معاملہ بالکل صاف ہو چکا ہے تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے میں تمہارا ممنوں ہوں

تو پھر تم کو ایک نادم گناہ گار کی حیثیت سے خدا کے حضور میں پیش کرتے ہیں وہ بلند آواز سے بولا بلاشبہ میں بحیثیت نادم گنہگار خدا کے حضور ہوں۔ خدا حافظ مائیکل! ایڈتھ نے روتے ہوئے کہا اور پوری قوت سے بیرل کو دھکیلنے کی کوشش کی لیکن بیرل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ نیلسن، نیلسن! وہ چلائی خدا کے لیے میری مدد کرو۔ ایڈتھ کی ہمت جواب دے رہی تھی نیلسن تیزی سے آگے بڑھا اور پھر بیرل ڈنین کے قدموں تلے سے نکل گیا۔ ایڈتھ نے گھومتے ہوئے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے پھر وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی یہ منظر دیکھ کر آج نیلسن بھی کانپ رہا تھا ایڈتھ کے اعصاب جواب دے چکے تھے پھر وہ نیلسن کا سہارا لیے ڈگمگاتی برف پر بے تکے ڈگ بھرتی ہوئی جھونپڑے کی جانب بڑھنے لگی اور مقامی باشندے خاموش کھڑے سفید فام قوم کے اس قانون کا نظارہ کر رہے تھے جس کی وجہ سے ایک انسان ہوا میں رقصاں تھا۔ (عاصم نسیم بٹ بی اے۔ ڈی اے ای۔ 1/1- عبداللہ پارک چاہ میراں لاہور-39)

♣ ♣ ♣ ♣

اقوال زریں

(1) کوئی شخص بلا اجازت اگر تمہارے گھر میں جھانکے اور تم ٹھیکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(2) مصائب سے مت گھبراؤ کیونکہ ستارے اندھیرے ہی میں چمکتے ہیں۔

(3) جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔

(4) بہترین دوست وہ ہے جو دوست کی کمزوری کی نشاندہی کرے۔

(5) میں دنیا میں صرف دو چیزوں کے سامنے جھکا ہوں ایک میرا خدا اور دوسری میری ماں۔

(6) دکھا ہوا دل اس گلاس کی مانند ہے جو ذرا سی ٹھوکر لگنے سے چھلک پڑتا ہے۔

(7) سچا دوست ناراض ہو جائے تو بار بار مناؤ کیونکہ ہیروں کی مالا ٹوٹ کر بھی ہیروں ہی کی رہتی ہے۔

(8) کامیابی بازاروں میں نہیں بکتی بلکہ اسے انسان اپنے عزم، حوصلے اور لگن سے حاصل کرتا ہے۔

(9) جس شخص کو خوشبودار پھول تحفہ کے طور پر دیا جائے اس کو چاہئے کہ واپس نہ کرے اگرچہ احسان ہلکا ہے مگر خوشبو اچھی ہے۔ (آصف جلال رکھی خلیفہ میانوالی)

غزل

ہونٹوں کو میرے حرف صداقت کی سزا دے
اس آنکھ کو توہین اطاعت کی سزا دے
یوں روح کے رشتے کبھی ٹوٹا نہیں کرتے
اے دنیا مجھے جرم محبت کی سزا دے
ہوتا ہے ہر اک عشق کا انجام سے آغاز
یہ نام و نسب دیکھ کر فضیلت کی سزا دے
آگاہ کروں درد کی لذت سے بدن کو
اک بار سہی چشم عنایت کی سزا دے
"گھائل" کو ہر ایک جھوٹ سے نفرت ہی رہے گی
یہ بھی ہے بغاوت تو بغاوت کی سزا دے
(غلام قادر گھائل حسین آباد حیدر آباد)

مجھے یہ شعر پسند ہے

مجھے میری قسمت نے ہی مات دے دی تنی
میری محنتوں میں کوئی کمی تو نہ تھی
..........ایم عمیر مظہر سنی-تبکیاں

وہ میرا ہو جو آنکھ میں حیا رکھتا ہو
ہر قدم ساتھ چلنے کا عزم و حوصلہ رکھتا ہو
میں ناز اٹھاؤں تو شکایت نہ کرے
ہر دکھ سہہ کر بھی مسکرانے کی ادا رکھتا ہو
..........تہمینہ عاشق-کوٹ سلطان

پاگل نہ کر دے تیری یہ جدائی ہمیں
لوٹ آ تیرا دور جانا ہمیں اچھا نہیں لگتا
..........عدینان عاشق پریم-گوجر خان

وہ نہیں کرتے یاد اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں
دل اس لئے جلتا ہے کہ ہم انہیں بھلا نہیں سکتے
..........عدنان عاشق پریم-گوجر خان

یادوں کے پھول سوکھ چکے تھے انجم
اشکوں سے اب کیا ابھی ابھی
..........محمد اسحاق انجم-کنگن پور

اسے تو کھو ہی چکے پھر خیال کیا اس کا
یہ فکر کیسی کہ اب ہو گا حال کیا اس کا
..........محمد اسحاق انجم-کنگن پور

محبت کا سبق دے کر یہ کیسا ستم ایجاد کر ڈالا
عارف حسینوں نے جس کو چاہا اسی کو برباد کر ڈالا
..........سیّد عارف شاہ-جہلم شہر

آتا ہے کون کون تیرے غم کو بانٹنے کے لئے فاروق
تو اپنی موت کی افواہ اڑا کے تو دیکھ
..........ایم فاروق-رحیم یار خان

چہرے کا نصف حصہ زیر نقاب کر کے
کرتے ہیں حسن والے دیدار میں ملاوٹ
..........شعیب شیرازی-جوہر آباد

بکھرتے جاتے ہیں سب خواب اپنی پلکوں سے
یہ کس نے جاگتے رہنا سکھا دیا ہے مجھے
..........اسحاق انجم-کنگن پور

دل چیز ہے کیا جاناں یہ جاں بھی تمہاری ہے
تیری بانہوں میں دم نکلے حسرت یہ ہماری ہے
..........انیلہ-ایچ ایف او

خراب جتنا بھی ہونا تھا ہو لئے عدنان
اب اور پیار میں پاگل ہوا نہیں جاتا
..........عدنان خان-ڈی آئی خان

یہی مزاج ہے اپنا کسی کا دل نہ دکھے
جدائیوں کو بھی چاہا ہے قربتوں کی طرح
..........عدنان خان-ڈی آئی خان

بہت ہجوم ہے محبت کے شہر میں غالب
اک بار جو بچھڑ جائے وہ دوبارہ نہیں ملتا
..........ایم فاروق-رحیم یار خان

اگر وہ جان لے میرے درد کی گہرائی کا محور علی!
تو وہ کبھی نہ سوئے مجھے سلانے سے پہلے
..........ایم علی-ڈڈیال

اس امید پر زندہ ہوں کہ آج بھی شاید
زندگی کے کسی موڑ پر تیرا دیدار ہو جائے
..........وصی کنجاہی

تجھے چاہا تو کیا خطا کی ہم نے
ایک تیرے لئے دنیا بھلا دی ہم نے
تو پھر بھی رکھتا ہے شکایت ہم سے
سجدوں میں تجھے پانے کی دعا کی ہم نے
..........عدنان خان-ڈی آئی خان

گلہ شکوہ ہی کر ڈالو کہ کچھ وقت کٹ جائے
لبوں پہ آپ کی خاموشی اچھی نہیں لگتی
..........عدنان خان-ڈی آئی خان

ہر لفظ میں اب تیرا ہی نام لکھا جاتا ہے
مقروض کر دیا ہے تو نے مجھے اپنے نام کا
..........وصی کنجاہی

◆❋◆

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

امی کے نام

تیرے کرم سے سلامت ہے زندگی
تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

تہمینہ عاشق-کوٹ سلطان

بلال، شاہ باغ کے نام

سوچتے ہیں سیکھ لیں ہم بھی بے رخی کرنا
سب کو محبت دیتے دیتے ہم اپنی قدر کھو بیٹھے

عدنان عاشق بریم-گوجرخان

ارمان، پیر گراہ سیداں کے نام

صبح ہوتے ہی تیرے پاس آنے کو جی چاہتا ہے
کہ تیرے دیدار کے بنا کوئی صبح اچھی نہیں لگتی

عدنان عاشق بریم-گوجرخان

کنگن پور میں کسی اپنے کے نام

ذرا سی دیر کو دل میں ملال رکھتا ہے
خفا بھی ہو تو میرا خیال رکھتا ہے

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

کسی دوست کے نام

سہمی سہمی نگاہوں میں ہم خواب سجا دیں گے
سونی سونی راہوں پہ ہم پھول کھلا دیں گے
آپ ہمارے سنگ مسکرا کر تو دیکھو
ہم آپ کا ہر غم بھلا دیں گے

عمر دراز-کھڈیاں خاص

عامر، شانی-مندرہ کے نام

تم جو بچھڑے تو سنسان گھر لگتا ہے
شہر اپنا انجان گھر لگتا ہے
خوف تنہائی ہے مجھ پہ ایسے مسلط
دل دھڑکتا ہے تو دھڑکن سے بھی ڈر لگتا ہے

یم عمیر مظہر ستی-تبکیاں

ایک دور رہنے والے دوست کے نام

ہم نے ان کے آنے پر گھر کے کچے راستے پر
اتنے دیے جلائے کہ روشنی کی حد کر دی
وہ اس پریشانی میں لوٹ گئے کہ رات
کا وعدہ تھا اب دن نکل آیا ہے

عدنان خان-ڈیرہ غازی خان

شہزادہ عالمگیر کے نام

اک بارونق محفل کو چھوڑ کر چلا گیا
عارف ہمارے دلوں میں اپنی یادوں کی شمع جلا گیا

سید عارف شاہ-جہلم شہر

محمد زبیر سولنگی-رحیم یار خان کے نام

کسی سے جدا ہونا اگر اتنا آسان ہوتا تو
جسم سے روح کو لینے کبھی فرشتے نہ آتے دوست!

ایم فاروق-رحیم یار خان

کسی اپنے کے نام

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

ایم علی-ڈڈیال

کسی بچھڑے ہوئے کے نام

وہ عام سی شام تھی جب جدا ہوئے ہم
نہ ٹوٹ کے پیار کر سکے نہ رو سکے ہم
وہ بھی دن تھے کہ ہر روز بات کرتے تھے
یہ بھی دن ہیں کہ آواز کو ترس گئے ہم

ایم علی-ڈڈیال

قارئین کے نام

یارب! اس ملک کو ہر گلشن میں وہ پھول کھلا
جس کو ہر پھول سے گلستان ارم کی مہک آئے

وسی کنجاہی

لا بابہ کاظمی، ڈیرہ اسماعیل خان کے نام

پتہ پھول سے جدا ہے مگر پھول خوشبو سے نہیں
ہم تم سے جدا ہیں دل دل سے تو نہیں

عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

اعزاز حسنین، کوٹلہ سیدان کے نام

اترا ہے میرے دل میں چاند مگر سے
اے کاش کوئی دیکھے تجھے میری نظر سے

سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

الیس، لاہور کے نام

لے کے حالات کے صحراؤں میں آ جاتا ہے
آج بھی پہلی سی رنگین فضا، عید کا چاند
تلخیاں بڑھ گئیں جب زیست کے پیمانے میں
گھول کے درد کے ماروں نے پیا عید کا چاند

محمد عمر-میاں چنوں

R منڈی بہاؤالدین کے نام

تیری خوشی تیری زندگی کی دعا مانگوں
میں اس سے زیادہ تیرے لیے کیا مانگوں
تو میرے حصے کی ساری خوشیاں لے جا
میں اس کے بدلے صرف تیری وفا مانگوں

ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

HA، ننکانہ کے نام

کاش مل جائے مجھے خوابوں کی تعبیر ارشد
آنکھ کھلتے ہی تجھے سامنے بیٹھا دیکھوں

رئیس ارشد-خان بیلہ

رئیس ارشد، خان بیلہ کے نام

تم اداس اداس سے لگتے ہو
کوئی ترکیب بتاؤ منانے کی
میں زندگی گرو رکھ سکتا ہوں
تم قیمت تو بتاؤ مسکرانے کی

رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ

عائشہ باجی، اٹک کے نام

تیری محبت کو اپنے دل سے کبھی بھلانے نہیں دیتا
کہ لکھے ہوئے لفظوں سے تیرا نام مٹانے نہیں دیتا
دشت تنہائی میں اکثر تجھے سوچتا رہتا ہوں میں
کہ یادوں میں مجھے کوئی رونے نہیں دیتا

وصی مغل-واہ کینٹ

نوید، شیخوپورہ کے نام

اک ملاقات کرو ہم سے عنایت سمجھ کر
ہر چیز کا حساب دیں گے قیامت سمجھ کر
ہماری دوستی پہ شک نہ کرنا اے دوست
ہم دوستی بھی کرتے ہیں عبادت سمجھ کر

وحید علی-مانا نوالہ

کسی دوست کے نام

تیرے نام کے ساتھ اپنا نام اچھا لگا
پا لیا جو تو نے وہ جام اچھا لگا
لوگوں کا ڈر نہ اپنوں کا خوف
تیرے ساتھ سفر سرعام اچھا لگا

محمد عمیر مظہر ستی-تبکیاں

رابی خان، پشاور کے نام

دوست ہو تو دوستی کا خیال رکھنا
دور رہ کر بھی ہمیں یاد رکھنا
دوستی محبت کا پھول ہے سنبھال کے رکھنا
ٹوٹے نہ کسی کا دل بس اتنا خیال رکھنا

لعل شاہ رخ خان-کرک

فیضان اینڈ ذیشان، پشاور کے نام

بچھڑے لوگوں کی ہر بات رلا دیتی ہے
ہم کو تو ہر جانے والی شام ڈرا دیتی ہے
ویسے تو ہم دل کے بڑے مضبوط ہیں لیکن
بس کبھی کبھی کسی کی یاد رلا دیتی ہے

لعل شاہ رخ خان-کرک

مہر وقادری، کراچی کے نام

آپ میری دعاؤں میں شامل ہیں اس طرح
پھولوں میں ہوتی ہے خوشبو جس طرح

اللہ پاک آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں دے
زمین پہ ہوتی ہے بارش جس طرح
عبداللہ حسن چشتی-سیت پور

دل میں رہنے والوں کے نام

عجب لطف آ رہا تھا دیدار کی دل لگی کا ساجد
کہ نظریں بھی ہم پر تھیں اور پردہ بھی ہم سے تھا
ثقلین ساجد

اپنی دوست کے نام

درد کے سمندر میں خود کو اتارا کب تھا
ہم تو ڈوب گئے تھے تم کو پکارا کب تھا
سب فیصلے تو قدرت طے کر چکی تھی پہلے ہی
ہمارے ہاتھ میں مقدر کا ستارہ کب تھا
ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

فرحان ساتھی کے نام

غلطی ہے حسینوں سے وفا کی آرزو رکھنا ساجد
یہ دولت جس کو ملتی ہے بڑے مغرور ہوتے ہیں
ثقلین ساجد

گوجرہ میں کسی اپنے کے نام

کسی کی کیا مجال کہ کوئی ہمیں خرید سکے ہادی
ہم تو خود ہی بک گئے خریدار دیکھ کر
حماد ظفر ہادی-گوجرہ

ساحل بی بی، کراچی کے نام

مجھے اداس دیکھ کر زمانے نے سوال کیا
وہ کون ہے جس نے تیرا یہ حال کیا
میں نے کہا وہ محبت ہے جو میری ان کے ساتھ ہے
وہ نہیں ساتھ میرے بس اتنی سی بات ہے
محمد منیر سحری-کراچی

سرحدی محافظوں کے نام

سو جاؤ عزیزو کہ سرحدوں پہ ہمہ وقت
ابھی ہم لوگ زندہ اور بیدار کھڑے ہیں
محمد وصی-واہ کینٹ

ربیعہ خان، منڈی بہاؤالدین کے نام

خاموش تیرا انتظار اور یہ نیند کا بوجھ اسد
میں محبت نہ کرتا تو کب کا سو چکا ہوتا
اسد شہزاد-گوجرہ

کسی دوست کے نام

تو نے بہار رخ پہ سجا لیا
میں نے خزاں کو اپنا مقدر بنا لیا
اک تیرے دم سے ہی میرے چمن میں بہار تھی
تم کیا گئے کہ مجھے تو خزاؤں نے آ لیا
محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

گمنام محبت کے نام

نہ وہ کبھی میرا نام ہونٹوں پہ لائے اور نہ ہم کبھی
اک گمنام سا بندھن تھا میرا اور اس کا
محمد واصف-واہ کینٹ

فوزیہ، لندن کے نام

تیری جدائی کو میں سہہ نہ سکا
زندگی کے سفر میں تنہا رہ نہ سکا
راہ محبت میں وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا
تو سمجھا کہ رسم محبت میں نبھاہ نہ سکا
محمد واصف-واہ کینٹ

احسن ریاض، قادر آباد کے نام

خدا حافظ کہہ کر جب کوئی دور ہوتا ہے
نگاہیں دیکھتی رہتی ہیں جانا ضرور ہوتا ہے
حماد ظفر ہادی-گوجرہ

ایس این کنول، منڈی بہاؤالدین کے نام

سوکھے درختوں کے نیچے سلا کر چھوڑ گیا
عجیب شخص تھا سپنے دکھا کر چھوڑ گیا
یہ اجڑا گھر بھی اسی کی نشانی ہے
جو اپنے نام کی تھی بے وفا لگا کر چھوڑ گیا
حماد ظفر ہادی-گوجرہ

ریحان آفتاب، لاہور کے نام

ہم تنکے چن رہے تھے تبھی کس نے کہا
آشیاں جلانے کے لئے
تھک جائیں گے ہاتھ کیوں پیس رہی ہو مہندی
جگر کا خون خاص ہتھیلی پہ سجانے کے لئے
اے ڈی کنول-گاؤں ڈھلیاں

انیلہ غزل، حافظ آباد کے نام

وہ بے پرواہ ہی سہی دوست تو اپنا ہے فراز
عادت کی بات اور ہے وہ دل کا برا نہیں
لعل شاہ رخ خان-کرک

انعام علی، جنڈ کے نام

تو ہی مل جائے مجھے یہ ہی کافی ہے
میری ہر سانس نے یہ دعا مانگی ہے
جانے کیوں دل کھچا چلا جاتا ہے تیری طرف
کیا تو نے بھی مجھے پانے کی دعا مانگی ہے
انیلہ غزل-پنڈی

اپنی ماں کے نام

برسوں سے میں نکلا تھا جنت کی تلاش
آخر تھک کر ماں کے قدموں میں آ گرا
انعام علی-جنڈ

سلمہ K.T.S.U کے نام

میری خوشی پہ طنز نہ کر، میری بے بسی کو سزا نہ دے
جس زندگی میں تو نہیں، مجھے اس زندگی کی دعا نہ دے
عامر شہزاد وفا-ہری پور

محمد مختار احمد قصور کے نام

ہر لفظ کتابوں میں ترا عکس لئے ہے
ایک پھول سا چہرہ ہے پڑھنے نہیں دیتا
غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

اشرف بھائی کے نام

ہمیشہ ان کے ہی قریب مت رہا کر جو آپ کو خوش رکھتا ہو
کبھی ان کے بھی قریب رہا کرو جو آپ کے بنا خوش نہیں رہ سکتے
رفاقت علی-بھاگ نگر

ملتان اور لاہور کے فرینڈز کے نام

کسی کو بھی چاہنے والے ہم نہ تھے
کسی پر بھی مر مٹنے والے ہم نہ تھے
عادت سی پڑ گئی ہے تمہیں یاد کرنے کی
ورنہ کسی کو یاد کرنے والے ہم نہ تھے
ہانیہ-ملتان

فرزانہ یاسمین، کلورکوٹ کے نام

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

عبدالحسیف، میانوالی کے نام

جب جب اس ملنے کی امید نظر آئی
میری یادوں میں زنجیر نظر آئی
گر پڑے ہماری آنکھوں سے آنسو منیر
اور ہر آنسو میں اس کی تصویر نظر آئی
محمد منیر سحری-کراچی

انیلا شہزادی، لاہور کے نام

یہ کیسا چاہتوں کا سلسلہ ہے
نہ اس سے شکایت نہ خود سے گلہ ہے
زندگی کس موڑ پہ لے آئی وصی
اُسے پانے کی ہمت نہ کھونے کا حوصلہ ہے
شاہد حسین قادری-پشاور

میریجان اقصیٰ کے نام

ناراضگی ایسی ہو کہ پیار کم نہ ہو
خیالات ایسے ہوں کہ کبھی غم نہ ہو
دل کے کونے میں اتنی سی جگہ ضرور رکھنا
کہ خالی خالی سا لگے جب ہم نہ ہوں
مبارک حسین آرائیں-محراب پور

خوفناک ڈائجسٹ، لاہور کے نام

چھوڑ کر تیرا دیدار اور جاؤں کہاں
بن تیرے اور کوئی وقت گزارنے کا سہارا نہیں
محمد فاروق-رحیم یار خان

نظمیں وغزلیات

گیت

اکثر یہ ہوتا ہے پیار میں...... دھوکہ ہوتا ہے اعتبار میں...... عاشقی
میں ہم ملیں اگر کہیں...... تو رکھنا جی دل کو اختیار میں...... محفل
میں جب لوگ آتے ہیں...... چہرہ وہ اصلی چھپاتے ہیں......
پردے میں سب باتیں ہوتی ہیں...... نظروں سے نظریں
چراتے ہیں...... دیکھنے والے دیکھ لیتے ہیں...... کتنی خودی ہے
میرے یار میں...... اکثر یہ ہوتا...... ملنے ملانے کی راتیں ہیں
...... ہونٹوں پہ کتنی ہی باتیں ہیں...... خود سے کہاں لوگ ملتے
ہیں...... غیروں سے ان کی ملاقتیں ہیں...... دیوانگی اپنی عادت
ہے پوچھو نہ ہم...... سے بیدار ہیں اکثر یہ ہوتا ہے

☆---------- انیلہ غزل

غزل

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا
بات نکلی تو ہر بات پہ رونا آیا
ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں ان کو
کیا ہو آج یہ کس بات پہ رونا آیا
کس لئے جیتے ہیں ہم کس کے لئے جیتے ہیں
بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا
کون کہتا ہے کسی کی خاطر اے دوست
سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا

☆---------- انیلا شہزادی-لاہور

غزل

ہر ذرہ اُمید سے خوشبو نکل آئے
تنہائی کے صحرا میں اگر تو نکل آئے
کیسا لگے اس بار اگر موسم گل میں
تتلی کا بدن اوڑھ کے جگنو نکل آئے
پھر دن تری یادوں کی منڈیروں پہ گزارا
پھر شام ہوئی آنکھ سے آنسو نکل آئے
پھر دل نے کیا ترک تعلق کا ارادہ
پھر تجھ سے ملاقات کے پہلو نکل آئے

نوشی گیلانی ---------- کاشی جی آرٹس-

چلا جاؤں گا میں

میرے دل کی دنیا میں آ کر تو دیکھو
تمہیں زندگی کی حقیقت ملے گی
ذرا اپنی آنکھیں اٹھا کر دیکھو
ان آنکھوں میں تم کو محبت ملے گی
تمہیں ناز حسن ادا پر ہے لیکن
ہمیں ناز اپنی وفا پر بہت ہے
ملیں گے ہزاروں زمانے میں تم کو
نہ یہ چاہتوں کی عنایت ملے گی
بڑے شوق سے تم انہیں آزماؤ
نکالیں گے مطلب یہ پھر چھوڑ دیں گے
بدلتے ہیں چہرے ہر اک نام پر یہ
یہاں ایسے لوگوں کی کثرت ملے گی
گوارہ نہیں ہے اگر میری صورت
دعا ہے تمہیں میں نظر ہی نہ آؤں
چلا جاؤں گا میں تیری یاد لے کر
کہاں پیار کی تم کو دولت ملے گی
تمہیں اپنے دل میں بسایا ہے میں نے
خطا ہے یہ میری یہی جرم میرا
جو چاہو محبت کی اب تم سزا دو

بہت مجھ کو اس میں بھی راحت ملے گی
غم زندگی کا زہر پی کے شاید
وہ جس کے لئے آج ہم مر رہے ہیں
بڑا خوف تھا میرے قربت کے جن کو
میری موت سے ان کو شہرت ملے گی

☆---------- فرید علی نہی-سیت پور

میرے بس میں ہوتو......

میرے بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی ایسا شہر بساؤں میں......
جہاں سچ کو سچ سے ہو واسطہ...... جہاں جگنوؤں کو ہوا دکھاتی ہو
راستہ...... جہاں چاند ماند نہ ہو کبھی...... جہاں خوشبوؤں سے
بدلتی رُت کو حسد نہ ہو...... جہاں پستیوں کو بلندیوں سے کردنہ ہو
...... جہاں خواب آنکھوں میں جگمگا ئیں تو...... جسم وجاں کے
سبھی دریچوں میں تیرگی کا گزر نہ ہو...... کوئی رات ایسی بسر نہ ہو
کہ بشر کو اپنے خبر نہ ہو...... جہاں داغ داغ سحر نہ ہو...... جہاں
کشتیاں ہوں رواں دواں...... تو سمندروں میں بھنور نہ ہو......
جہاں برگ وبار سے اجنبی...... کوئی شاخ کو شجر نہ ہو...... میرے
بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی ایسا شہر بساؤں میں

☆---------- فرید علی نہی-سیت پور

غزل

خلیل خدا پر کر بھروسہ وہی بدلے گا تیری تقدیر
خود یوں اپنی تقدیر کو بدلا نہیں کرتے
خدا کبھی دے گا ملنے کا اچھا ہی موقع
یوں ہر وقت اپنی بے بسی پہ رویا نہیں کرتے
خدا انسان کو خود بھی کر دیتا ہے کبھی بے بس
یار کسی کے آشیانے پر یوں ہنسا نہیں کرتے
پیار تو ہوتا ہی وہی ہے جو ایک سے ہو
یوں ہر کسی کے دِل پہ دھنسا نہیں کرتے
یادوں کو ڈال کر اپنے ہی غموں میں
یوں چین سے سویا نہیں کرتے
کتنی ہوتی ہے یہ عجیب عورت خلیل ساگر
کون بچا ہے شخص جو ان کی خاطر رویا نہیں کرتے

☆---------- ایم خلیل ساگر-134/6R

غزل

چاہتوں کا اس قدر اعزاز تو بخشا کرو
اجنبی بن کر ہی میرے واسطے سوچا کرو
خواہشوں کے جسم کو پابندیاں دشنام ہیں
پارسائی کے بدن نہ اوڑھ کر سویا کرو
تم تصور تو نہیں ہو، نہ کوئی آواز ہو
ہاتھ آنکھوں پر دھرو، یہ اہمہ سچا کرو
زندگی کو لذت تعبیر گر مل جائے تو
بے حسی کا زہر پی کر خواب نہ دیکھا کرو
اب ہوا کی سرسراہٹ سے دہل جاتا ہوں میں
چاند بن کر شب کے آنگن میں کبھی اترا کرو
راحت جاں سے تو لازم ہے کہ برتو احتیاط
راحت جاں سے بھی تھوڑا فاصلہ رکھا کرو
دیوتاؤں کی طرح میری پرستش نہ کرو
میں اگر سچا ہوں، میری بات بھی مانا کرو
تم جاوید اپنے خوں سے چاہتوں کے واسطے
وقت کی دیوار پہ حرف وفا لکھا کرو

☆---------- ندا سان راکا-حسن پور ٹوانہ

غزل

ایک لفظ محبت ہے کر کے دیکھو تم
برباد ہو نہ جاؤ تو میرا نام بدل دینا
ایک لفظ مقدر ہے اس سے لڑ کے دیکھو تم
ہار نہ جاؤ تو میرا نام بدل دینا
ایک لفظ وفا کا ہے جو زمانے میں نہیں ملتا
اگر کہیں سے ڈھونڈ کر لے آؤ تو میرا نام بدل دینا

☆---------- سید حیدر شاہ خیالی-شاہ کوٹ

غزل

میں نے دھوکے پہ دھوکے ہیں کھائے، عمر بھر دوستی کی گلی میں
زندگی تو نے لا کر بٹھایا، بے وفا آدمی کی گلی میں
کتنی راتیں گزاری ہیں میں نے، درد اور بے بسی کی گلی میں
میرے محبوب چپکے سے آ جا، ایک دن چاندنی کی گلی میں
ہم اندھیرے سے محفوظ نکلے، لٹ گئے روشنی کی گلی میں
اچھے اچھوں کو رونا پڑا ہے، دلربا عاشقی کی گلی میں
ایک دن جیت لیں گے یقیناً، آپ کو آپ ہی کی گلی میں

☆---------- سید حیدر شاہ خیالی-شاہ کوٹ

غزل

ستائے تو...... مجھے آواز دے لینا! ...... کبھی جب دن نہ گزرے تو
کبھی جب رات تڑپائے تو...... کبھی جب دن میں اندھیرا ہو
مجھے آواز دے لینا...... میں تیرے پاس رہتا ہوں، میں تیرے
ساتھ رہتا ہوں...... مگر پھر بھی گزارش ہے مجھے آواز دے لینا

سجاد اکبر۔ مردان

چپ چپ رہتے ہو

کہاں دل چھوڑ آئے ہو...... بہت چپ چپ رہتے ہو...... نہ کوئی بات کرتے ہو...... بھری محفل میں بھی اکثر...... تم خاموش رہتے ہو...... اداس آنکھوں میں لے کر...... ہر اک چہرے کو دیکھتے ہو...... کوئی جب یاد آتا ہے...... تو ٹھنڈی آہیں بھرتے ہو...... تو کھل کر کیوں نہیں کہتے کسی کو...... یاد کرتے ہو لیکن پیار سے کرتے ہو

آمنہ بی بی۔ راولپنڈی

تیرا بچھڑنا

تیرا بچھڑنا بھی یاد رہے گا
مجھے اس وقت کا انتظار رہے گا
ایک وعدہ کیا تھا صنم تم نے یاد کرو
تیرے وعدے پر اعتبار رہے گا
تیری جدائی کا غم تو ہے سب کو
مگر میرے دل میں یہ غم صدا بہار رہے گا
یہ وعدہ اپنا تھا تم ایسے یاد کرو نہ کرو
مجھے پیار ہے تم سے پیار رہے گا
آکے ملو گی تم بھی کبھی نہ کبھی
تیرا انتظار رہے گا مجھ کو زندگی بھر ......

نیر احمد ابڑو۔ ڈیرہ اللہ یار

خوابوں کی سزا

اگر مجھ کو پکارا تو آ بھی نہ سکوں گا
راہوں میں کوئی دیپ جلا بھی نہ سکوں گا
میں اپنے ہی خوابوں کی سزا کاٹ رہا ہوں
آنکھ میں نیا خواب سجا بھی نہ سکوں گا
پھر تاج محل سپنوں کے آباد مت کرنا
تم درد کے لمحوں میں یاد نہ کرنا
ہاتھوں کی لکیروں پہ کہیں زور چلا ہے
چلنا ہے تو نہی درد کی راہوں پہ اکیلے
یادوں کی پناہوں میں کہیں وقت کٹتا ہے
اب تازہ ستم تم کوئی ایجاد نہ کرنا
تم درد کے لمحوں میں مجھے یاد نہ کرنا

اختیار علی۔ خاص خیلی شہر باندھی

سنگدل سے وفا

سنگدل سے وفا کی تکرار کی
بے وفا سے وفا کی تمنا کی
خفا رہا سارا جہاں مجھ سے
ہرجائی سے ساتھ نبھانے کی تمنا کی
دل ٹوٹ گیا پھر بھی چاہتا رہا اس کو
اس سے وعدہ وفا کی تمنا کی
مجھے معلوم تھا تو چھوڑ جائیے گا
پھر بھی دل نے اپنا بنانے کی تمنا کی
دل روتا ہے اسے یاد کر کے
مجھے شاید اسے یوں چھوڑ جانے کی تمنا کی

مقصود احمد۔ شہر باندھی

میرے اجنبی، میرے آشنا

میرے اجنبی، میرے آشنا تجھے حرف حرف پہ دعا لکھوں...... کوئی ایسا وصل نصیب کر تجھے چاند تارے ہوا لکھوں...... اگر نہ بن سکوں کبھی تیرا تو حیات کو میں فنا لکھوں...... اگر نہ ڈر ہو کفر کا تو تجھے میں اپنا خدا لکھوں...... یہ زندگی قدم قدم پہ تیری یاد سے جواں رہے...... میرے اجنبی میرے آشنا میں کبھی تجھے نہ جدا لکھوں......

اسد علی ظفر۔ انجرا آرا لیس

وہ اب ہم کھو بیٹھے

گم سم سے رہتے ہیں ہم دل کا جانی کھو بیٹھے
آنکھوں سے خون برستا آنکھوں کا پانی کھو بیٹھے
جو اچھی لگتی تھی جو انہیں بھائی کہتی تھی
جو میری یادوں میں بستی تھی وہ اب کھو بیٹھے
دکھ اور سکھ کی برسات کریں جو چاہیں
خاموش رہیں بات کریں وہ شبو اب کھو بیٹھے
جس کیلئے جیتا تھا وہ شبو اب ہم کھو بیٹھے
اپنی سانس روک بیٹھے اپنی زندگی ہار بیٹھے

واحد محمود۔ مانسر کیمپ

پانچ چیزوں کی حفاظت کرنا

محفل میں زبان کی...... بازار میں آنکھ کی...... نماز میں دل کی...... دستر خواں میں پیٹ کی...... نگاہ میں حیا کی

واجد محمود۔ مانسر کیمپ

مجھے تم چھوڑ مت دینا!

ہزاروں دوریاں ہیں پر...... یہ رشتہ توڑ مت دینا...... میرا چہرہ بھلا دینا...... میری یادیں بچا لینا...... جو لمحے درد دیتے ہوں...... انہیں بے شک بھلا دینا...... جو لمحے آس دیتے ہوں...... انہیں دل سے لگا لینا...... کہیں بھی دور رہ لینا...... بہت مجبور رہ لینا...... مگر اس دوری کو تم...... بہانہ مت بنا لینا...... تعلق توڑ مت دینا...... مجھے تم چھوڑ مت دینا......

اسد علی ظفر۔ انجرا آرا لیس

تیرا درد!

تیرا درد تھا، تیری یاد تھی
میں جہاں رہا! میں جدھر گیا!
میرا دن تو یونہی گزر گیا!
جونہی شب ہوئی میں بکھر گیا!
اس بادل کا میرے یار سے
بڑا ملتا جلتا مزاج تھا!
کبھی ٹوٹ کے یہ برس گیا
کبھی بے رخی سے گزر گیا!
مجھے ڈھونڈے گا وہ گلی گلی
تو خبر ملے گی میں مر گیا!
ابھی تنگ ہے وہ میرے نام سے
میرے بعد راہ میں دوستو!
وہ تمہیں کو روک کے پوچھے گا
کہ! کہاں ہے وہ؟ کدھر گیا!

اسد علی ظفر۔ انجرا آرا لیس

سب تمہارے لئے

سب تمہارے لئے...... جان جاں یہ جہاں، یہ زمیں آسماں...... یہ میرے رات دن، خاک ہیں تیرے بن...... یہ میری زندگی، دوستی، دشمنی...... راستے، واسطے سب تمہارے لئے...... سب تمہارے لئے...... تم جو دیکھو تو میرے شب و روز کو...... کوئی مطلب ہے...... تم جو پوچھو تو میرے ہر اک حرف کو...... کوئی رتبہ ملے کوئی منصب ملے...... تم جو سوچو میرے واسطے کچھ بھی...... میں ستاروں کو مٹھی میں بھر لاؤں گا...... تم اگر ایک دن مجھ کو آواز دو...... میں جہاں پر بھی ہوں لوٹ کر آؤں گا...... یہ میرے جسم و جاں میرے شعر و سخن...... میری تنہائیاں...... بزم آرائیاں اب تمہارے لئے، سب تمہارے لئے......

فرید علی نبی۔ سیت پور

میرے بس میں ہو تو

میرے بس میں ہو تو تو بھی کہیں...... کوئی شہر ایسا بساؤں میں...... جہاں سچ کو سچ سے ہو واسطہ...... جہاں جگنوؤں کو ہوا دکھاتی ہو راستہ...... جہاں چاند ماند نہ ہو کبھی...... جہاں خوشبوؤں سے بدلتی رت کو حسد نہ ہو...... جہاں پستیوں کو بلندیوں سے کد نہ ہو...... جہاں خواب آنکھوں میں جگمگائیں تو...... جسم و جاں کے سبھی دریچوں میں تیرگی کا گزر نہ ہو...... کوئی رات ایسی بسر نہ ہو...... کہ بشر کو اپنی خبر نہ ہو...... جہاں داغ داغ سحر نہ ہو...... جہاں کشتیاں ہوں رواں دواں...... تو سمندروں میں بھنور نہ ہو...... جہاں برگ و بار سے اجنبی، کوئی شاخ کوئی شجر نہ ہو...... میرے بس میں ہو تو کبھی کہیں...... کوئی شہر ایسا بساؤں میں......

فرید علی نبی۔ سیت پور

میرے غم

دیکھا جو آئینہ تو آنکھیں نم تھیں
پوری ہوئی نہ جو خواہش تم تھیں
روتا رہا آسمان رات کو میرے غموں پر
آج صبح پھول کی پتیاں نم تھیں
سارے عالم یہ میرے غم ہادی ہو گئے
آج خوشیاں بھی ذرا بے دم تھیں
وفاؤں کے صلے میں دھکے ہی ملے
ہمارے مقدر میں چاہتیں کم تھیں
دیکھا نہ میں نے راستہ کسی اور کا
آیا جس کے لئے وہ صرف تم تھیں
تھکا ہارا گھر آ کے عمر میں نے
دیکھا جو آئینہ تو آنکھیں نم تھیں

عمران نواز۔ بھکر

چراغ حسرت

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے
چراغ حسرت ٹمٹما رہا ہے
میرے نصیب میں لکھی ہیں تلخیاں
عملوں کا نتیجہ پیش آ رہا ہے
گردش میں ہیں ایام زندگانی
ستارہ قسمت کس طرف جا رہا ہے
یاد ماضی بھول گیا ہوں رفتہ رفتہ
یہ مجھ کو کیا ہو رہا ہے
غموں کے بھار تلے پس رہا ہوں میں
زخم ہجر و جگہ بڑھ رہا ہے
تلخی بڑھ رہی ہے دن بدن اس سے
یہ دل چوٹ پہ چوٹ کھا رہا ہے
تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے ذاکر
تو کیا شکوہ تقدیر کرنے جا رہا ہے

محمد ذاکر۔ آزاد کشمیر

غم کے بادل

آج پھر غم کے بادل چھا گئے ہیں
آج پھر ہم کہاں پہ آ گئے ہیں
کس کے گناہوں کی ملی ہم کو سزا
کس کے گناہوں کی ہم سزا پا گئے ہیں
پیاسی نگاہوں کو تھی ساگر کی تلاش
جو تھے سیراب پیاس وہ بجھا گئے ہیں
اب نہ رہی آس ملن کی ہمیں
وقت ملن کا تو ہم گنوا گئے ہیں
آؤ پیار کے ساگر میں ڈوب مریں
میں نے دھیرے سے پوچھا وہ گھبرا گئے ہیں
یہ کیسی ہے محبت چاہت اور وفا
ہم جس کے زیر اعتاب آ گئے ہیں
جس نگری جانا نہیں نام اس کا کیا لینا
بیٹھے بول سجن کے گہرا گھاؤ لگا گئے ہیں
یہ سچ ہے تنہا شخص کی کیا زندگی ہے ذاکر
ایک جگہ بڑے اکیلے ہم بھی اکتا گئے ہیں

محمد ذاکر۔ آزاد کشمیر

آخری بات

کیا ایسا کچھ نہیں ہو سکتا
اک روز کہیں ہم مل بیٹھیں کہیں
جب سورج آکھ چرا جائے کبھی
جب سر پر رات ٹھہر جائے کبھی
جب چہرہ ڈھانپ دیا جائے کبھی
یہ ورق ہی پھاڑ دیا جائے کبھی
ایسا کچھ ہونے سے پہلے کبھی
اک شام کہیں ہم مل بیٹھیں
کسی موڑ پہ شاید پھر نہ ملیں

وقار ساحر۔ منکیرہ ضلع بھکر

چہرے پر نقاب

ایک لڑکی روزانہ گلی سے گزرا کرتی تھی
اس کے چہرے پر نقاب ہوا کرتا تھا
ایک لڑکا اس پر مر مٹا تھا
شاید وہ اسے پیار بھی کیا کرتا تھا
لڑکی نے اس لڑکے کے پڑوسی سے پوچھا
پڑوسی نے اپنا فرض نبھایا اس سے
اپنے آنسوؤں سے قبر کو بھگونے لگی
اے خدا یہ کیسا انقلاب آیا ہے
آج میں پردے میں ہوں
اور میرا محبوب بے نقاب آیا ہے

ذیشان بلال۔ [illegible]

ارے ماں

اتنا رونا بھی اولاد کے لئے مت ارے ماں
آنکھیں سوج جائیں گی رونے سے ارے ماں
تم تو ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو
آپکے رونے سے ہم بھی روئینگے ارے ماں
کیوں روتی ہو ہم سے آپکا رونا دیکھا نہیں جاتا
آپ نے تو ہمیں پال کر بڑا کیا
پھر کیوں اتنا روئی ہو ارے ماں
میں بھی روؤں گا آپ کے رونے سے
اگر آپ کی آنکھوں سے ایک قطرہ آنسو کا گرا

میں تو ساری عمر دکھوں سے روؤں گا شاہ رخ
لیکن آپکو کبھی رونے نہیں دوں گا ارے ماں

لعل شاہ رخ خان۔ کرک

نادان

اک لڑکا پاگل سا...... ایک دیوی کو دیکھا کرتا تھا...... اس کا عکس اپنے دل میں بسا کر...... اس کی پوجا کیا کرتا تھا...... پر وہ نادان تھا نہیں جانتا تھا کہ!...... وہ ایک دیوی ہے......

لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان

بے رخی سے چل دیا

وہ مجھ سے بے سبب الجھا نہیں تھا
وہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں تھا
بہت اعلیٰ تھا اس کا ظرف
لیکن وہ میری ذات کو سمجھا نہیں تھا
وہ جتنی بے رخی سے چل رہا تھا
میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں تھا
اسے میں کیوں برا ٹھہراؤں یارو
وہ اچھا تھا فقط میرا نہیں تھا

ملک جواد نواز قریشی۔ ڈی آئی خان

غزل

پردیس جانے والے مجھ کو نہ بھول جانا
قسم ہے تجھ کو میری مجھے تم نہ بھول جانا
وہ قسمیں اور وعدے کہاں ہیں تیرے
یاد کر تم نے کہا تھا مجھے تم نہ بھول جانا
دل لگانے والے کہاں چلے ہمیں چھوڑ کر
ہمیں بلا کر اندھیری راتوں میں نہ بھول جانا
ڈر لگتا ہے مجھے تنہائی کے سائے سے
دن گرم ہے سائے میں بیٹھا کر نہ بھول جانا
محبت کرنے والوں کو نہیں در تیر و تلوار کا
شاہین غیروں کے ساتھ مجھے بھی نہ بھول جانا

ندا شاہین بھٹی۔ بمعرفت اسلم ماڈل سکول ہاشمی کالونی احمد پور لمہ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

غزل

ہم نشینو! کچھ نہیں رکھا یہاں پر کچھ نہیں
چھوڑ دو اس کی ہوس دنیا کے اندر کچھ نہیں
در کھلا ہی رہنے دو گھر سے نکلتے وقت تم
کچھ اگر ہے تو تمہاری ذات ہے گھر کچھ نہیں
بائیں میں سورج رہے و چاند دہنے ہاتھ میں
دل اگر کچھ نہیں تو شعبدہ گر کچھ نہیں
میں سراپا رات بھی ہوں، میں سراپا صبح بھی
میں سے برتر کچھ نہیں و مجھ سے کم تر کچھ نہیں
اک چمک آنکھوں میں آجاتی ہے اسکو دیکھ کر
ورنہ دل تو متفق ہے آپ سے، زر کچھ نہیں
وقت نے سب دور کر دی ہیں میری خوش فہمیاں
یہ میرا مخلص ہے مجھ کو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں

یٰسین احمد۔ میانوالی

انتظار

میں تو شدت سے کرتی ہوں انتظار اس کا
شاید کہ ہار لائے اس بار پیام اس کا
کہاں تو یوں تھا بھلا دوں گا جلد ہی اس کو
پر کیوں آتا ہے جانے خیال بار بار اس کا
میں ایک پیڑ کی شاخ یا شاید باد صباء
اور وہ آسمان جو کچھ نہیں جھکتا
یہیں سے شروع ہے کہکشاں کا سفر
اور وہ سفر ...... جو شاید کبھی نہیں رکتا

خالد یٰسین۔ میانوالی

تم مجھے یاد آتے ہو

تم مجھے یاد نہیں نہیں آتے لوگوں سے...... اور اپنے آپ سے...... میں یہ بات...... کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں۔

یٰسین احمد، واں بھچراں میانوالی

زندگی

زندگی کو ان کے نام کر دیا...... میں نے پیار تم سے کیا لیکن تو نے پیار کسی اور سے کیا...... میں نے اپنی جان کو تم پر قربان کیا...... لیکن تم نے اپنی زندگی کو کسی اور کے نام کیا...... مجھے قبر میں بھی یاد رہے گا کسی سے دل لگایا تھا...... لیکن وہ بے وفا میرے پیار کو مذاق سمجھتا تھا...... ورنہ بنا رہا انجان کہ جس کا انہوں نے دل دیا...... اس بے وفا نے بھی ان کو ٹھکرا دیا...... اس نے تو اپنی زندگی ہی میں

ٹھکرایا تھا مجھے وسیم...... لیکن میں نے مر کر اپنی ساری زندگی کو ان کے نام کر دیا۔

فیصل شہزاد۔فتح جنگ

غزل

سنگ مر مر سے تراشا ہوا یہ شوخ بدن
اتنا دلکش ہے کہ اس کو اپنانے کو جی چاہتا ہے
سرخ ہونٹوں میں چھلکتی ہے وہ رنگین شراب
جس کو پی پی کر بہک جانے کو جی چاہتا ہے
نرم سینے میں دھڑکتے ہیں وہ نازک طوفان
جن کی لہروں میں اتر جانے کو جی چاہتا ہے
تم سے کیا رشتہ ہے کب سے یہ معلوم نہیں
لیکن اس حسن پر مر جانے کو جی چاہتا ہے
ہم سے بہتر یہ پازیب جو اس پاؤں میں ہے
اس پازیب میں ڈھل جانے کو جی چاہتا ہے
رکھ لے کل کیلئے یہ دوسری پازیب بھی
کل پھر اس بزم میں آنے کو جی چاہتا ہے

اظہر محمود۔راولپنڈی

یادیں

اک دن میں نے اس سے پوچھا
کہ تم مجھ کو کتنا یاد کرتی ہو
تو اس نے جواب دیا بہت زیادہ
میں نے پوچھا پھر بھی اس نے جواب دیا
تمہاری سوچ سے بھی زیادہ پھر!
اس نے مجھ سے پوچھا تم مجھ کو کتنا
یاد کرتے ہو میں نے جواب دیا تم تو بالکل
پاگل ہو یاد تو ان کو کیا جاتا ہے
ان کو بھلا جائے تم تو میرے دل کی ہر دھڑکن میں ہو

کاشف علی جھمٹ۔دانا آباد

غزل

میرا دل کرتا ہے آج غزل لکھ ڈالوں
برسوں کے بعد کسی کو آج خط لکھ ڈالوں
بچھڑے ایسے کہ پھر مجھے ملنے کا نام نہیں لیا
تنہائی سے تو بہتر ہے تیرا نام لکھ ڈالوں
اکثر خواب تیرے نیند سے بیزار کرتے ہیں
اپنا نام لکھ کر تیرے دل کی کوٹھری میں ڈالوں
دل اک شیشہ ہے درد، ہجر کے سہتا نہیں
دل کرتا ہے قید خانے کے درو دیوار توڑ ڈالو
میرے بس میں ہوتا تو تجھے شیشی میں بندکر لیتا
شاہین تجھ سے باتیں کرنے کیلئے شیشی توڑ ڈالو

فدا شاہین بھٹی۔احمد پور

مزاحیہ غزل

سڈل سے ہمیں آتا ہے پلٹنے کا مزا بھی
چمٹا بھی کھڑکتا ہے تو بجتا ہے توا بھی
تو کاغذی بادام ہے کیا تجھ سے کریں عشق
ہڈی ہے نہ پسلی تیری نازک ہے ادا بھی
دم خم ہے بہت جوتیاں کھانے کا ابھی تو
رستے میں جو چھیڑوں تو وہ ہوتے ہیں خفا بھی
حلوہ ہو یا منجن ہو کھچڑی یا پلاؤ
کر جاتے ہیں وہ دل کی ہنڈیاں کو صفایا بھی
مجھ سے بھی تو کچھ رسم بڑھا کر ذرا دیکھو
افسوس وہ پرکھتے نہیں وہ کھوٹا کھرا بھی
اس دل کی ایڑیاں میں ذرا دیر تو رہے
پھر آپ کو چل جائے گا مزمل کا پتہ بھی

مستری مزمل ساگر۔دھاڑیوال

حال دل

گزر رہی ہے جو مجھ پر بتا سکا نہ کبھی
جو حال دل ہے زباں پر وہ آسکا نہ کبھی
جنہوں نے چہرہ انسانیت کو مسخ کیا
وہ واقعات میں دل سے بھلا سکا نہ کبھی
اجڑ گئیں تھیں جو سیلاب وقت کے ہاتھوں
وہ دل کی بستیاں اپنی بسا سکا نہ کبھی
اڑا کے لے گئی جب سے اسے ہوائے الم!
وہ ابر سر خوشی پھر سر پہ چھا سکا نہ کبھی
سکوں نہ لینے دیا بوئے اجنبیت نے
عجیب رنگ زمانہ ہے سجا سکا نہ کبھی
بہا کے لے گیا جو قدر خیر و امن و سکوں
وہ انقلاب سمجھ ہی میں آسکا نہ کبھی

ہزار کوششیں بسیار پر بھی اے واجد
جو سو چکے ہیں میں ان کو جگا سکا نہ کبھی

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

اداس نظر

ویراں خیال، قلب پریشاں، نظر اداس
پھیلی ہوئی ہے گماں تک فضائے یاس
گم کردہ راہ شوق ہوں صحرائے وقت میں
منزل اس کی کوئی توقع نہ کوئی آس
اب ان کی انجمن میں ہے پاس وفا کسے
ایک ایک کر کے اٹھ گئے جتنے تھے حق شناس
جب بات ہے ہمیں بھی ملے منزل مراد
پیغام سر خوشی ہی سہی انتہائے یاس
رہنے دے میرے غم کا بھر میری چشم تر
بے سود عرض حال ہے بیکار گزر گئے
آجائے جن کو آب و ہوائے الم بھی راس
واجد سخن کی قدر تو کیا رہ گئی ہے آج
مفقود شعر گوئی دل کی فقط بھڑاس

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

اپنوں کے ظلم

میرے دشمنوں نے جو بھی وار کئے یار بن کر
اپنوں نے جو بھی ظلم کئے پیار بن کر
وہ بھی بے وفا نکلا زمانے کی طرح
میرے دوستوں نے جو دکھ دیئے دلدار بن کر
میری بے بسی کا مذاق اڑایا ہر کسی نے
مجھے اپنوں نے جو زہر دیا اعتبار بن کر
بے سود پھرتا ہوں میں پاگلوں کی طرح
مجھے کسی نے بھی نہ دل سے لگایا خدا سے ڈر کر
تیرے دکھوں نے مجھ کو مار ڈالا جانے جگر
یہاں کوئی ملا مجھے بے وفا بن کر
ایک سانسو کی ڈوری ہے یہ بھی ٹوٹ جائیگی
عزیز کوئی بھی نا آئے گا تیرا پیار بن کر

عزیز احمد بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

میری چاہت

میری چاہتوں کو یوں بھلا نہ سکو گے
یہ درد دل تم یوں سنا نہ سکو گے
کر دیں گے عشق میں ہم تیرا ایسا حال
کہ میری بربادی کا جشن تم منا نہ سکو گے
ہوتے ہو خوش دیکھ کر میرا جو حال
کہ حال دل تم کبھی سنا نہ سکو گے
کہ دامن کو تیرے ہم پکڑیں ایسے
کہ چاہ کر بھی تم یوں چھڑا نہ سکو گے
کہ چھین لی ہیں مجھ سے میری کیوں خوشیاں
کہ تم بھی اے ظالم اب مسکرا نہ سکو گے
اگر ٹوٹ جائے کبھی انجانے سے دل بھی
کہ دل سے تم دل کو ملا نہ سکو گے
روٹھ گیا اگر یونہی خود سے عزیز
کہ عمر بھر اسے پھر تم منا نہ سکو گے

عزیز احمد بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

اس کا چہرہ

وہ چپ رہے بھی تو مجھ کو سنائی دیتا ہے
ہر چہرہ اس کا چہرہ دکھائی دیتا ہے
کسی بھی چیز کی دل میں طلب نہیں باقی
مجھے بھی رونق دینا پسند ہے لیکن
تیرا خیال مجھے کب رہائی دیتا ہے
وہ ایک پل بھی مجھے چھوڑتا نہیں تنہا
کبھی دکھائی کبھی وہ سنائی دیتا ہے
یہ رات کیسے ڈرائے گی مجھ کو عزیز
غم فراق مجھے روشنائی دیتا ہے

فیروزہ بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

اجنبی شہر

اجنبی شہر کے اجنبی راستے ہیں یہ
میری تنہائی پر مسکراتے رہے وہ
میں بہت دیر تک یوں ہی چلتا رہا
تم بہت دیر تک یاد آتے رہے
دل لگی دل کی لگی بن کے مٹا دیتی ہے
روگ دشمن کو بھی نہ یارب لگانا دل کا
وہ بھی اپنے نہ ہوئے دل بھی گیا ہاتھوں سے

موت زندگی کی طرف اک دریچہ کھلا
ہم بھی گویا کس ساز کے تار تھے
چوٹ کھاتے رہیں گنگناتے رہے
فیروزہ بھٹی۔ ٹمپل روڈ لاہور

پیار کا سمندر

وہ پیار کا سمندر سا چمن میرے نظاروں کا چمن
جفاؤں کے بعد وفاؤں کا ثمر خواب سا ملن سراب
نگری نگری آتی ہوئی ٹھنڈی ہواؤں جیسا وہ
جلاتی گرمی کے بعد آتی ہوئی ٹھنڈی ہوا لگے
نہ صبح کی آمد نہ جاتی ہوئی رات کا اعلان
وہ پھر آتی ہوئی صبح کی امید کبھی کرن سا لگے
ڈبلیو۔ کراچی کینٹ

غزل

میرے یار دی صورت کمال سونہڑی
جس نو کھیڑ لئی کا بل کندھار آیا
پنڈی، جہلم، لاہور، روات توڑی
ہر ایک قصبہ تے پنڈ بازار آیا
خبر چھپی جد چین، جاپان، قصر توڑی
شہر دی کرن دیدار آیا اس دا
گورے تکھنو دلیوں زمرد آئے
چلو تکھیے اج کون پوٹھو ہار آیا
اطہر محمود۔ راولپنڈی

زندگی کا سفر

ختم ہو گا زندگی کا یہ سفر دیکھ لینا
تنہا رہ جاؤ گے پھر تم دیکھ لینا
زندگی میں نہیں کوئی ممکن اپنا
بعد مرنے کے ہو گی قدر میری دیکھ لینا
مجھے اب کوئی کلی بھی نہیں دیتا
پر پھولوں سے مہکے گی قبر میری دیکھ لینا
تنہا ہی زندگی میں چل رہا ہوں
جنازے میں ہو گا شہر سارا دیکھ لینا
جو اب حالت پر میری مسکراتے ہیں
پریشان ہوں گے ان کے چہرے دیکھ لینا
کچھ کے سچے کچھ کے جھوٹے آنسو ہوں گے
کتنا عجیب ہو گا وہ منظر دیکھ لینا
☆ ---------- عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

تلاش

جو نہ مل سکا وہی بے وفا، یہ بڑی عجیب سی بات ہے
جو چلا گیا مجھے چھوڑ کر، وہی آج تک میرے ساتھ ہے
میرا نام تک جو نہ لے سکا، جو مجھے قرار نہ دے سکا
جسے اختیار تو تھا مگر، مجھے اپنا پیار نہ دے سکا
وہی درد میری حیات ہے، وہی شخص میری تلاش ہے
☆ ---------- محمد شفیق۔ سوہاوہ

میری سادگی میر جرام ہے

میری سادگی میرا جرم ہے، یہاں چاہتوں کا صلہ نہیں
یہاں جانے کیسی ہوا چلی، رہی دوستوں میں وفا نہیں
یہاں جل گیا میرا آشیانہ، ابھی بادلوں کو پتہ نہیں
تیرے در پہ دستک دے سکوں، یہ حق تو تو نے دیا نہیں
میں راہی ہوں راہِ امید کا، مجھے منزلوں کا پتہ نہیں
بے بس ہوں جہاں میں اتنا، جیسے میرا کوئی خدا نہیں
☆ ---------- عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

غزل

نفرت کی بات ہے نہ محبت کی بات ہے
تیری نظر ہے مجھ پہ یہ حیرت کی بات ہے
گر تو ہے خود پرست تو ہم بھی انا پرست
کس طرح سے جھکے کوئی غیرت کی بات ہے
ناراضگی بھی طرزِ محبت کی اِک ادا
روٹھوں تو تجھ سے کیسے یہ الفت کی بات ہے
آنکھیں چھلک پڑی ہیں تمہارے فراق میں
کیوں کر سنبھالوں دل کو کہ فرقت کی بات ہے
کربِ غم فراق، غرور نشاط وصل
ان پہلوؤں پہ سوچنا فرصت کی بات ہے
☆ ---------- ملک عرفان۔ کالکی منڈی

مجھے بھول جانے کا شکریہ

یوں راہِ وفا کی سلیب پر دو قدم اٹھانے کا شکریہ
بڑا پرخطر تھا یہ راستہ تیرا لوٹ جانے کا شکریہ
جو اداس ہیں تیرے ہجر میں جنہیں بوجھ لگتی ہے زندگی
سر بزم انہیں دیکھ کر تیرا مسکرانے کا شکریہ
تیری یاد کس کس بھیس میں میرے شعر و نغمہ میں ڈھل گئی
یہ کمال تھا تیری یاد کا مجھے یاد آنے کا شکریہ
جو زمانے بھر کا اصول تھا وہ اصول تو نے نبھاہ دیا
یہی رسم ٹھہرے گی معتبر مجھے بھول جانے کا شکریہ
☆ ---------- فرید علی نبی۔ سیت پور

محبت اب نہیں ہو گی

میری حسرت کے جنازے کو اٹھانے والے
کتنے بے درد ہیں یہ لوگ زمانے والے
کوئی اپنا نہیں مطلب کی ہے دنیا ساری
اب کہاں ملتے ہیں وہ یار پرانے والے
میں دعا گو ہوں سدا نیند ہو مبارک تجھ کو
ہجر کا درد مجھے دے کے جگانے والے
بس یہی سوچ کے ہر بار مناتا ہوں تجھے
لوٹ کے آتے نہیں روٹھ کے جانے والے
ان کے سینوں میں کبھی جھانک کے دیکھو تو سہی
کتنے افسردہ ہیں اوروں کو ہنسانے والے
☆ ---------- فرید علی نبی۔ سیت پور

بڑی حسین رات تھی

چراغ و آفتاب گم بڑی حسین رات تھی
شباب کا نقاب گم بڑی حسین رات تھی
مجھے پلا رہے تھے وہ کہ خود ہی شمع بجھ گئی
گلاس گم شراب گم بڑی حسین رات تھی
لبوں سے لب جو مل گئے بوں سے لب جو سل گئے
سوال گم جواب گم بڑی حسین رات تھی
لکھا تھا جس کتاب میں کہ عشق تو حرام ہے
فرید وہ کتاب گم نصیب گم بڑی حسین رات تھی
☆ ---------- فرید علی نبی۔ سیت پور

غزل

اپنے لئے شاہراہِ حیات ہموار کر نہ سکا
اظہار کر کے بھی میں تجھے پیار کر نہ سکا
مجھے تیرے پیار سے جاں عزیز نہ تھی لیکن
میں چاہ کر بھی تجھ پہ جان نثار کر نہ سکا
تو ہو بھی جاتی شاید تقدیر میری
بس میں ہی تجھ کو اپنا کر نہ سکا
افسوس یہ نہیں ہے کہ تو میرا ہو نہ سکا
دکھ یہ ہے کہ میں خود کو تیرا کر نہ سکا
تیرے عشق کا یہ ادب ہے دل میں طاہر
میں آج تک کسی اور کو پیار کر نہ سکا
☆ ---------- ایم طاہر القادری سروانہ۔ حضرو

اک ماں نے بیٹے سے کہا

کتنے ارمانوں سے پالا تھا میں نے تجھ کو
پھر دائمی سوگ دیا تو نے مجھ کو
یاد کر حالات کٹھن کو تو ذرا
نہ سویا کرتا تھا تو پاس بلائے بنا مجھ کو
آ گئی ہیں کیوں تلخیاں اب دل میں تیرے
کیا میرے جوشِ محبت میں آ گئی کمی بتلاؤ مجھ کو
تیرے واسطے میں نے کتنے جتن کیے تھے
اب ہو گیا ہے دشوار تجھ پہ سنبھالنا مجھ کو
اک بلبل تھی جو گلشن اغیار میں گئی
آہ! کیا خبر تھی حالاتِ زیست کی مجھ کو
ایسے گزرتے ہیں شب و روز ہجر میں تیرے طاہر
کہ ناگن کی طرح ڈستی ہیں ویران راتیں مجھ کو
☆ ---------- ایم طاہر القادری سروانہ۔ حضرو

غزل

تجھے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں نہ بسایا تو پھر کہنا
آ کے تجھے تیرے خوابوں میں نہ ستایا تو پھر کہنا
تیری سوچوں میں گزر جاتی ہے ساری رات
زندگی بھر راتوں کو نہ جگایا تو پھر کہنا
ڈھونڈتے پھرو گے تم ہر جگہ ہم کو
اپنے عشق میں تجھے پاگل نہ بنایا تو پھر کہنا

☆ ---------- اے ایس مونی۔لیاقت پور

غزل

کیوں رکھوں میں اپنے قلم میں سیاہی
جب کوئی ارمان دل میں مچلتا ہی نہیں
نہ جانے کیوں سبھی شک کرتے ہیں مجھ پر
جب سوکھا گلاب میری کتابوں میں ہے ہی نہیں
کشش تو بہت تھی میرے پیار میں مگر
کیا کروں کوئی پتھر دل پگھلتا ہی نہیں
اگر خدا ملے تو اس سے اپنا پیار مانگوں گا
سنا ہے وہ مرنے سے پہلے کسی سے ملتا نہیں

☆ ---------- اے ایس مونی۔لیاقت پور

رسوائیاں ماضی کی

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں
نہ میں تم سے کوئی امید رکھوں دل نوازی کی
نہ تم میری طرف دیکھو غلط انداز نظروں سے
نہ میرے دل کی دھڑکنیں لڑکھڑائیں تیری باتوں سے
نہ ظاہر ہو تیری کشمکش کا راز نظروں سے
تمہیں بھی کوئی الجھن روکتی ہے پیش قدمی سے
مجھے بھی لوگ کہتے ہیں یہ جلوے پرائے ہیں
میرے ہمراہ بھی رسوائیں ہیں ماضی کی
تمہارے ساتھ بھی گزری ہوئی راتوں کے سائے ہیں
تاحرف روگ ہو جائیں تو اس کو بھلانا بہت
تا تعلق روگ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا
وہ افسانہ جسے انجام تک لانا ناممکن ہو
اُسے ایک خوبصورت موڑ دے کر بھلا اچھا
چلو اس بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں

☆ ---------- محمد عمیر مظہر ستی۔تبکیاں

مالک ارض وسماء ہماری خطاؤں کو معاف کردے

اے اللہ! اے مالک ارض وسما...... ہم کمزور ہیں لاچار ہیں۔ اور تو قوت والا ہے...... ہم عاجز ونحیف ہیں...... اور تو بالادست وبے نیاز...... ہم مانگنے والے ہیں...... اور تو دینے والا ہے۔ ہم مجرم اور تو شہنشاہ...... تجھے تیری شان رحیمی وکریمی کا واسطہ...... ہمیں اپنے لطف وکرم سے محروم نہ کر...... ہمیں کسی آزمائش یا امتحان میں نہ ڈال...... کیونکہ ہم کی آزمائش اور امتحان کے قابل نہیں...... اے مالک ارض وسما...... تو عاصیوں کی خطائیں معاف کرنے والا ہے...... اور معاف کو پسند کرنے والا بھی...... ہماری خطائیں معاف کردے...... ہم گناہگار ہیں خطا کار ہیں...... لیکن تیری رحمت سے مایوس نہیں...... مالک دو جہاں ہمارے دلوں کو پھیر دے...... ہماری روحوں کو پاک صاف کر دے...... بیماروں کو شفا عطا فرمادے...... لاچاروں کو اسباب عطا فرمادے...... ہماری خطاؤں سے درگزر کر کے مالک...... ہمیں اس راستے پر چلادے...... جو تیرا پسندیدہ راستہ ہے...... اے ہمارے خالق و مالک...... ہم تجھ سے رحم کی بھیک مانگتے ہیں...... تیرا لطف وکرم چاہتے ہیں

☆ ---------- محمد عمیر مظہر ستی۔تبکیاں

ابھی دور ہے کنارا

بکھرے ہوئے ہیں ہم تو تاریکیاں اندھیرے...... تنہائیوں میں میری تیرا درد ہے سارا...... ابھی دور ہے کنارا...... کچھ بھید چاہتوں کے کچھ رنگ الفتوں کے...... امید جانتی ہے ڈرو بانہیں ستارا...... ابھی دور ہے کنارا...... تو ساتھ ہے تو شعلے شبنم بن کے گرے ہیں...... تو ساتھ ہے تو ہم کو طوفان ہے گوارا...... ابھی دور ہے کنارا...... پھر کیا ہوا جو ہم سے ابھی دور ہے کنارا...... ہم سوغموں کا تارا...... ابھی دور ہے کنارا

☆ ---------- انیلہ غزل۔حافظ آباد

غزل

سوچوں پہ وہ چھایا ہے مری آ کے کہیں سے
میں جاؤں کہیں رابطہ رہتا ہے وہیں سے
ملتا ہے قرار اک تیرے اقرار سے دل کو
ہو جاتا ہے بے چین فقط اک نہیں سے
یوں خاک نشینوں سے وہ رہتا ہے گریزاں
جس طرح سے اس کا نہ ہو کچھ ربط زمیں سے
اس تیر نظر کی ہے کسک آج بھی باقی
کھایا نہیں پھر ایسا کبھی تیر کہیں سے
بجلی تھی اسد یا کہ نظر کا تھا شرارہ
اس بات میں کچھ کہہ نہیں سکتا میں یقیں سے

☆ ---------- مبارک علی اسد۔فیصل آباد

گلدستہ

خوبصورت باتیں

❋ رشتے جب اذیت کے سوا کچھ نہ دیں تو اس سے کنارہ کشی بہتر ہے خواہ وقتی ہی سہی۔
❋ منزل کا تعین کیئے بغیر اگر سفر شروع کر دیا جائے تو ہر اٹھتا ہوا قدم آپ کے حوصلے پست کرنے لگتا ہے۔
❋ کبھی بھی کسی سے توقعات وابستہ نہ کرو کیوں کہ توقعات انسان کو دوسروں پر افسوس کرنا سکھاتی ہیں۔
❋ کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اپنے آپ کو اس کے قابل بناؤ کہ دنیا والے تمہیں پانے کی تمنا کریں۔
❋ غم کا علاج مصروفیت ہے۔
❋ شکست کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے فتح۔
❋ بہت زیادہ بولنے سے انسان اپنی عزت کھو بیٹھتا ہے۔
❋ اپنے دوست کو راز نہ دو کہیں یہ اعتماد ناگ کی طرح نہ ڈس لے۔
❋ عمل علم کا اور علم عمل کا محتاج ہے۔
❋ توبہ گناہ کو اور جھگڑا رزق کو کھا جاتا ہے۔
❋ علم ایک مسکراتا پھول ہے جو غم کی آگ سے کملا جاتا ہے۔
❋ آدمی کی قابلیت زبان میں پوشیدہ ہے۔
❋ زبان کھولنے سے پہلے سوچ لو کہ تم سے زیادہ عقل مند لوگ موجود ہیں۔
❋ بندوں سے محبت کرنے سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

☆...... شاہد نواز اینڈ احسان علی۔گوجرہ

گوشت نہیں

ایک عورت گوشت خریدنے کے لئے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے نرم اور عمدہ قسم کا گوشت دے دو لیکن یہ خیال ضرور رکھنا اس میں ہڈی، چربی اور چھیچھڑے بالکل نہ ہو، سمجھ گئے نا؟ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ قصاب نے کہا۔ آپ کو کسی پولٹری فارم پر جانا چاہئے اور وہاں سے کچھ انڈے خریدنے چاہئیں گوشت نہیں۔

☆...... تصور اقبال پردیسی۔گوجرہ

موت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بیٹا مر گیا تو ایک صوبے کے عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا۔ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میر منشی قلم تراشنے لگا تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے فرمایا۔ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور میری طرف سے لکھو۔ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ موت ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے ہم نے اپنے نصیبوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لئے جب وہ آتی ہے، ہم اس کا تذکرہ نہیں کرتے۔''

☆...... ہانیہ ملتان

خوف خدا

منصور بن عمار کو کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تم پر کیا گزری؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا۔ اے منصور تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخشا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارب! مجھے خبر نہیں۔ پھر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک دن تو بیٹھا ہوا بہت سے آدمیوں کو وعظ اور نصیحت کر رہا تھا کہ یہ باتیں سنا کر رلا رہا تھا ان میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ خوف سے ایسا رویا جو کہ کبھی نہ رویا تھا میں نے اسے بخش دیا اور اس کی وجہ سے تجھ کو اور تمام مجلس کو بخش دیا۔

☆...... ہانیہ۔ملتان

فاسق

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

☆...... ہانیہ۔ملتان

Phool Aur Kalian
پھول اور کلیاں

حلال وحرام

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار جارہے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور ایک شخص سے جو دروازے پر کھڑا تھا فرمایا۔ میرے گھوڑے کو تھامے رکھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ وہ شخص بدنیت ہوگیا اور گھوڑے کی لگام اتار کر لے گیا اور گھوڑے کو وہیں چھوڑ گیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوکر باہر آئے تو جیب سے دو درہم اس شخص کے لئے بطور انعام نکالے لیکن دیکھا کہ وہ شخص لگام چرا کر لے گیا ہے۔ اتنے میں آپؓ کا غلام آگیا آپؓ نے دو درہم اس کو دیئے کہ نئی لگام خرید لاؤ۔ چور نے لگام بازار میں بیچ دی تھی اور غلام وہی لگام خرید لایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ اس بے وقوف شخص نے اپنی بے صبری سے حلال روزی کو حرام میں تبدیل کر لیا جو درہم میں اسے انعام کے طور پر دینا چاہتا تھا وہی اس نے لگام بیچ کر حرام کے طور پر وصول کر لئے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

ضمیر کے پاسباں

حضرت عبداللہ بن محیرزؒ اپنے عہد کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ایک مرتبہ کپڑا خریدنے بازار گئے۔ اتفاق سے دکاندار آپ کو جانتا نہیں تھا اس نے کپڑا دکھایا اور کچھ قیمت بتائی لیکن آپ نے کچھ قیمت کم کرنا چاہی۔ دکاندار نہ مانا دکاندار کا پڑوسی انہیں جانتا تھا اس نے دکاندار سے کہا۔ بھائی کچھ پیسے چھوڑ دو جانتے نہیں یہ کون ہیں؟ یہ عبداللہ بن محیرزؒ ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جب یہ سنا تو اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے کہ ہم یہاں پیسوں سے کپڑا خریدنے آئے ہیں اپنے ایمان سے نہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

کلمے کی فضیلتیں

✽سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے۔

✽جو شخص سو مرتبہ روزانہ کلمہ پڑھتا ہے اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔

✽جو آدمی سو مرتبہ کلمہ پڑھتا ہے تو زمین اور آسمان کا خلاء اس کی نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔

✽کلمہ طیبہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے زیادہ وزنی ہے۔

✽جو شخص دن میں یا رات میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کی برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

✽انسان کی قدر ومنزلت علم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

✽صدقہ خدا کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔

✽شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

رحم

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپؐ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپؐ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا پھر فرمایا۔ جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

زندگی بعد موت

ہر غیبت کرنے والے طعنے دینے والے کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے شاید وہ خیال کرتا ہے یہ مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا (موت کے بعد کی زندگی) موجب ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حورہ مہ میں جھونک دیا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حورہ مہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی بے شک وہ اس میں بند کر دیے جائیں گے یعنی آگ کے لمبے لمبے ستون ہیں۔

☆......محمد فاروق۔رحیم یار خان

معلومات

✽علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی مسلمانوں کے عظیم اصلاح کار سرسید احمد خان نے پندرہ روزہ رسالہ "تہذیب الاخلاق" کی بنیاد رکھی تھی۔

✽زمین اور زمین میں موجود چیزوں کا مطالعہ علم ارضیات کہلاتا

ہے۔

✽مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں کے مغل اعظم محمد جلال الدین اکبر شہزادے تھے۔

✽شب برأت پندرہ رجب کو منائی جاتی ہے۔

✽مذہب اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ تھے جو سوا دو سال خلیفہ رہے۔

✽ملک نیپال کی کرنسی روپیہ کہلاتی ہے۔

✽امریکی محکمہ دفاع کی عمارت کو پینٹا گون کہتے ہیں۔

✽دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک جزائر کا مشتمل مالدیپ ہے۔

☆......پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔کراچی

خواہش

ایک وکیل صاحب اپنے موکل سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ جب میں چھوٹا تھا تو میری خواہش تھی کہ میں بڑا ہوکر ڈاکو بنوں گا۔ موکل بولا۔ جناب! آپ خوش قسمت ہیں ورنہ اس دنیا میں انسان کی ہر خواہش کب پوری ہوتی ہے۔

☆......پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔کراچی

تاریخ

آج کیا تاریخ ہے؟ بیوی نے کچھ لکھتے لکھتے چونک کر اپنے شوہر سے پوچھا۔ اخبار میں دیکھ لو تمہارے قریب ہی رکھا ہے۔ شوہر نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ خاتون نے اخبار اٹھایا اور برا سا منہ بنا کر بولی۔ + یہ تو کل کا اخبار ہے میں آج کی تاریخ پوچھ رہی ہوں۔

☆......محمد نعمان۔ہربنس پورہ۔لاہور

حضرت علیؓ نے فرمایا

✽پریشانیاں تذکرہ کرنے سے بڑھ جاتی ہیں۔ خاموش ہونے سے کم، صبر کرنے سے ختم اور شکریہ کرنے سے خوشی میں بدل جاتی ہیں۔

✽باشعور اور باضمیر لوگوں کے بیچ دوستی کا رشتہ خون کے رشتوں سے کہیں زیادہ قریب اور گہرا ہوتا ہے۔

✽آنسو اس وقت مقدس ہوتے ہیں جب وہ کسی اور کے دکھ اور تکلیف کو محسوس کر کے نکلیں۔

✽تم جنت نہ مانگو بلکہ تم دنیا میں ایسے کام کرو کہ جنت تمہیں مانگے۔

✽اگر کسی کا ظرف آزمانا ہو تو اسے زیادہ عزت دو۔ عالی ظرف ہوا تو تمہیں زیادہ عزت دے گا اگر کم ظرف ہوا تو خود کو عالی سمجھے گا۔

✽اگر تمہیں وہ سب مل جائے جو تمہاری مرضی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری مرضی پوری کی اور اگر تمہیں وہ نہ ملے جو تمہاری مرضی تھی تو بھی زیادہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی مرضی سے دینا چاہتا ہے اور اللہ کی مرضی بہت بہتر ہے ہماری مرضی سے۔

✽جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرنے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور دل پر اپنی فکر کے دروازے کھول دیتا ہے۔

✽ہر میٹھی چیز میں زہر ہے سوائے شہد کے اور ہر کڑوی چیز میں شفا ہے سوائے زہر کے۔

✽قبر چار آوازیں دیتی ہے: (1) یہاں اندھیرا ہے روشنی لانا (2) میں خاک ہوں بستر لانا (3) تنہائی ہے دوست لانا (4) سانپ بچھو ہیں دوا لانا۔

✽لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر صرف بولنے سے پہلے تک، بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا غلام بن جاتا ہے۔

☆......محمد نعمان۔ہربنس پورہ، لاہور

بخیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہوگئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ویل یعنی ہلاکت ہے۔ اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے۔ عرض کیا بخیل کون ہے۔ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

☆...... بہادر عارابانی۔گھوٹکی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سفر پر روانہ ہوتے یا پھر کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کا دن روانگی فرماتے۔ یعنی اس روز کو مناسب خیال کرتے آپؐ سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ سفر لمبا ہے تو رفتار تیز کرتے، سفر میں کئی پڑاؤ ڈالتے۔ تو عادت طیبہ تھی صبح کے وقت کوچ فرماتے اور سفر میں کتنی ہی کم مدت کے لئے ٹھہرتے جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے مصافحہ کرتے اور اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے (دارالمعاد)۔ سفر میں جب آپؐ اپنے ہمراہیوں کے ہاں ہوتے اور سب کو مل کر کوئی کام کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ کام میں ضرور حصہ لیتے مثلاً ایک پڑاؤ پر اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمے لیا تو آپؐ نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمے لیا۔ سفر سے واپسی پر آپؐ سیدھے گھر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ مسجد تشریف لے جاتے اور وہاں پر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔ سفر سے واپسی کے دوران جب بچے آپ کو مل جاتے تو انہیں اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ چھوٹے بچوں کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے اور سمجھدار بچوں کو اپنے پیچھے۔ آپؐ جب سفر میں جاتے، جہاد کے لئے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھائے۔

☆......رابی خان- شیخ آباد، پشاور

اقوال زریں

❊ جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
❊ تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ سلام میں پہل کرنا، دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
❊ خدا اس شخص پر رحم کرے جو میرے عیبوں سے مجھے خبردار کرتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
❊ تعجب ہے اس شخص پر جو دوزخ پر ایمان رکھے اور پھر بھی گناہ کرے اور شیطان کو دشمن سمجھے مگر پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ (حضرت عثمانؓ)
❊ جو اچھی بات سنو لکھ لو، جو لکھ لو اسے یاد کر لو، جو یاد کر لو اسے بیان کرو۔ (یحییٰ برمکی)
❊ طالب علم میں شرم مناسب نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔ (افلاطون)
❊ تمام اعضائے جسم میں سب سے زیادہ نافرمان زبان ہے۔ (فیثا غورث)
❊ میٹھی زبان بے شمار دشمنوں سے بچاتی ہے۔ (سعدی)
❊ بہترین خصلت زبان کی حفاظت ہے۔ (حضرت عائشہؓ)
❊ آپ کی ایک مسکراہٹ جہاں دوسروں کو خوشی عطا کرتی ہے وہاں آپ کو بھی اطمینان دیتی ہے۔ (ڈاکٹر شگفتہ نقوی)
❊ مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ (البیرونی)
❊ اپنی مسکراہٹ سے کسی کا دل جیت لینا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆......نامعلوم

اچھی باتیں

❊ اگر کسی کو دعا نہیں دے سکتے تو بددعا بھی مت دو۔
❊ گلے شکوے سے زبان بند رکھو تو راحت نصیب ہوگی۔
❊ کسی سوالی کو اگر کچھ نہ دے سکو تو اسے جھڑکی بھی نہ دو۔
❊ خدا سے دعا کرو اپنے لئے بھی دوسروں کے لئے بھی۔
❊ اگر خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین اور غریبوں کی کرو۔
❊ اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے۔
❊ اگر اپنی عزت کرانا چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو۔
❊ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
❊ جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔
❊ آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔
❊ کسی کا دل نہ دکھاؤ کہ تیرے پہلو میں بھی دل ہے۔
❊ ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔
❊ تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔
❊ علم سے بڑا کوئی خزانہ نہیں، بری عادت سے زیادہ کوئی دشمن نہیں اور شرم سے بہتر کوئی لباس نہیں۔
❊ خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
❊ کھوکھلے قہقہوں کے مقابلے میں پرخلوص مسکراہٹ زیادہ قیمتی ہے۔

❊ ادب بہترین کمال اور صدقہ بہترین عبادت ہے۔
❊ درخت لگانا صدقہ جاریہ ہے۔
❊ جنت میں صرف وہ آدمی جائے گا جس سے اس کے ماں باپ راضی ہوں گے۔

☆......نامعلوم

بارش کی خبر دینے والا پودا

برما میں ایک پودا پایا جاتا ہے جسے وہاں کی مقامی زبان میں ''پیڈانک'' کہا جاتا ہے۔ یہ پودا ایک طرح سے بیرومیٹر کا کام دیتا ہے کیوں کہ اس کی کلیوں کا کھلنا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ چوبیس گھنٹے کے اندر بارش ہونے والی ہے۔

☆......مہر محمد احسان نذیر- پسرور

استاد کی خواہش

ایک استاد اپنے شاگرد سے آخری بار مخاطب ہو رہا تھا۔ میرا کام ختم ہو گیا میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں یا تھا۔ شاگرد نے جواب دیا۔ بے شک مجھے اس کا اعتراف ہے۔ استاد نے پوچھا۔ بتا پھر تم کیا بتا سکتے ہو کہ اس وقت میری سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ شاگرد کچھ دیر سوچتا رہا اور جواب نہ دے پایا۔ استاد نے کہا۔ ایک فاتح اور استاد کی خواہش اس موقع پر یکساں ہوتی ہے وہ یہ کہ کاش اس کا بیٹا یا شاگرد اس پر فتح حاصل کر لے۔

☆......فائزہ علی- لاہور

فلک شگاف شاعر

کر ہی لینی ہوگی اب تو ہر شاعر کو شادی بیوی ہوگی اچھی تو جذبات بھی ہوں گے سچے اور اگر نہ اچھی بیوی ہوگی اس کے غم میں رات کو اکثر اٹھ اٹھ کر وہ شعر کہے گا اچھے۔

☆......بشریٰ، رابی خان، کرن سرفراز- پشاور

کیا آپ جانتے ہیں؟

❊ حضرت موسیٰ کی پیدائش کے وقت رئیس دوئم مصر کے حکمران تھے۔
❊ ایک عام پنسل سے تین کلومیٹر تک لمبی لکیر کھینچی جا سکتی ہے۔
❊ بندر، خرگوش، نیولا اور کنگرو جانور انسانوں کی طرح ہاتھوں سے چیزیں کھاتے ہیں۔
❊ پاکستان میں سب سے زیادہ تصویریں قائداعظم کی نوٹوں پر ہیں۔
❊ پاکستان کا قومی پھول چنبیلی اور قومی جوس گنا کا رس ہے۔
❊ پاکستان اور بھارت میں یہ تین زبانیں پنجابی، اردو اور انگلش مشترک طور پر بولی جاتی ہیں۔
❊ صوبہ سندھ کے مشہور شاعر حضرت سچل سرمستؒ کو ''سلطان الشعراء'' کا خطاب دیا گیا تھا۔
❊ برطانیہ کے پہلے وزیراعظم وال پول تھے۔
❊ انقلاب فرانس کا ممتاز رہنما وبس پیٹر تھا۔
❊ ہندوستان کی مکمل آزادی کا نعرہ سب سے پہلے مولانا حسرت موہانی نے لگایا تھا۔
❊ 21 دن تک انسانی خون کا ذخیرہ اصل حالت میں رہ سکتا ہے۔
❊ پاکستان کا قومی ترانہ پہلی بار ریڈیو پر 13/اگست 1954ء کو نشر ہوا۔
❊ سورج سے زمین کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ 94,448,000 میل ہے۔
❊ دنیا کی سب سے بڑی آبشار اودیوما ہے۔
❊ اقوام متحدہ کا قیام 24/اکتوبر 1945ء کو عمل میں آیا۔
❊ دنیا میں سب سے زیادہ بارش چراپونجی (بھارت) میں ہوتی ہے۔
❊ جنوبی افریقہ میں سب سے زیادہ سونا پایا جاتا ہے۔
❊ دنیا میں سب سے بڑا جنازہ مصر کے صدر ناصر کا نکلا تھا۔
❊ خلاء میں جانے والا پہلا انسان یوری گگارین تھا۔
❊ دنیا میں کل 455 آتش فشاں پہاڑ ہیں۔
❊ دنیا کا سب سے بڑا صنعتی شعر شنگھائی ہیں
❊ پارسی مذہب اور سکھ مذہب میں تمباکو نوشی حرام ہے۔
❊ روم کو لافانی شہر کہا جاتا ہے۔

☆......ناصر علی- ساہیوال

ہوا-لات

دور سے حسن کا جب بھی دیکھ نظارہ کرتے ہیں
دل تو کیا پھر گردے بھی وہ ہار کرتے ہیں
جو مرتے ہیں محبوبہ پہ شادی ہی سے پہلے
وہی بعد میں بیوی کو مارا کرتے ہیں

☆......رابی، بشریٰ اینڈ کرن سرفراز- پشاور

اقوال زریں

اللہ ان کو دوست رکھتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔
اگر تم لوگوں کے قصور معاف کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف کرے گا۔
خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
کسی پر احسان کرو تو اسے چھپاؤ اور اگر تم پر کوئی احسان کرے تو اسے ظاہر کرو۔
نیکی کرنے میں دیر نہ کرو اور بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو۔
دانا بولنے سے پہلے سوچتا ہے اور بیوقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔
اگر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مسلسل محنت کرو۔

جمشید نواز، ملکوال

☆ سچ تمام برائیوں کا علاج ہے۔
☆ عورت کے کہنے پر کبھی عمل نہ کر، بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔
☆ پیٹ ایک ایسا برتن ہے جو کبھی نہیں بھرتا اور نہ کبھی ٹوٹتا ہے۔
☆ نیک انسان کو زندگی میں یا موت کے بعد کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔
☆ حسن کے لحاظ سے ہر ایک بیٹا یوسفؑ ہے۔

عثمان لاڈلہ۔ تلے عالی

☆ اپنے رب کے سوا کسی سے مت ڈرو۔
☆ انسان صورت سے نہیں سیرت سے پہچانا جاتا ہے۔
☆ غریب وہ ہے جس کا اس دنیا میں کوئی دوست نہیں۔
☆ سچ بولنا بے شک بڑی بات ہے مگر اس سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ میں سچ سننے کی ہمت ہو۔
☆ اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھو۔
☆ تنہائی برے ساتھیوں سے بہتر ہے۔

الطاف حسین دکھی۔ آزاد کشمیر

ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ دو ہزار برائی مٹائی جاتی ہیں، جبکہ دو ہزار درجات بلند ہوتے ہیں۔
فرشتے سحری کرنے والے پر درود بھیجتے ہیں۔
آیت الکرسی جس گھر میں پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔
جب کوئی شخص یتیم کے سر پر پیار کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہے تو خدا ہر بال کے بدلے میں نیکی عطا کرتا ہے۔
تم بڑھاپے کے بالوں کو مت نوچو یہ قیامت کے دن نور بن کر چمکیں گے۔

محمد احسان راکا، حسن پور ٹوانہ ہموکہ

ارشاد نبویؐ جس کے جب ملک میں تباہی ہو اور لوگوں کے جان و مال محفوظ نہ ہوں تو استغفار پڑھو۔
نبی کریمؐ کا ارشاد کہ جب دعا کرو تو دوسروں کو بھی یاد رکھو ہو سکتا ہے کسی کے نصیب کی بہت سی خوشیاں آپ کے اک حرف دعا کے انتظار میں ہوں۔
ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود بننے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ حضرت سلمان علیہ السلام
اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔ (الانفال-60)
برائی کو بھلائی کا ذریعہ بناؤ۔ (افلاطون)
قومیں فکر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں۔ (علامہ محمد اقبالؒ)
خدمت سے خوش قسمتی حاصل ہوتی ہے۔ (شیخ سعدیؒ)
ان سے دوستی کبھی نہ کرو جو تم سے بہتر نہیں۔ (کنفیوشش)

کلیم اللہ خان۔ ترگ

تین باتیں

حضرت عمرؓ نے فرمایا تین چیزیں علم اور محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔
سلام کرنا، دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا، مخاطب کو پورے نام سے پکارنا۔

جمشید نواز، ملکوال

امید

زندگی کے سفر میں اگر امید کے پھول نہ ہوں تو زندگی بے معنی ہے امید زندگی کی تاریکی میں چاند کی طرح روشن ہے انسان اس روشنی کے سہارے زندگی گزار رہا ہے۔ ان کا پہلا اور آخری سہارا امید ہی ہے امید ساحل مراد سے قریب لے جاتی

ہے اور نا امیدی اسے ساحل مراد سے دور پھینک دیتی ہے امید ہی انسان کا سہارا ہے جس پر انسان زندگی گزار رہا ہے ویسے بھی نا امیدی میں مایوسی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا۔ امید پر ہی دنیا قائم ہے۔

جمشید نواز، ملکوال

میں کتنا خوش نصیب ہوں

میں نے اللہ سے طاقت مانگی تا کہ کارنامے سرانجام دے سکوں اس نے مجھے کمزوری عطا کی تا کہ میں فرمانبرداری سیکھ سکوں۔ میں نے دولت مانگی تا کہ خوشی میسر ہو۔ اس نے غربت دی تا کہ قیامت کے دن مال کے حساب سے محفوظ رہوں۔

جمشید نواز، ملکوال

قلم کی دوستی

ایک لڑکے نے رسالے میں سندیسہ دیا کہ میں فلانے لڑکی کے ساتھ قلم دوستی کا خواہش مند ہوں۔
جب لڑکی نے دیکھا تو اپنے شوہر کے پاس دوڑتی ہوئی آئی شوہر نے جب دیکھا کہ اس کا چہرہ اترا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا بات ہے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ ہائے میں مر گئی۔
شوہر نے کہا وہ کیوں۔ لڑکی نے کہا اب لڑکوں نے دل کی جگہ قلم بھی لگا لئے کہ اس کی وجہ سے خواہش کا اظہار کرتا ہے اور اپنے شوہر کو گریبان سے پکڑا اور دل کی جگہ ناخن گاڑنے لگی نکال لاؤ میرے بیٹے کے لئے قلم۔
شوہر روتے ہوئے انداز میں بولا۔ خدا کی قسم یہاں دل ہے۔ کوئی قلم ولم نہیں۔

سراج اللہ خٹک۔ کرک

عینک

ایک دفعہ مولوی صاحب نے خطبے کے دوران کہا کہ دوسری بیگانوں کی عورتوں کو دیکھنے سے نظر کمزور ہو جاتی ہے۔
ایک بوڑھا شخص سن کر اٹھا اور کہا مولوی صاحب جب ہم پر عینک لگ گئے اب مسئلہ حل کریں۔

سراج اللہ خٹک۔ کرک

تین انعامات

ہمیں ایس ایم ایس کرو اور جیتو تین انعامات۔
بہت سا پیار، عمر بھر کی دوستی، بالکل فری سے میرے دل میں۔ یہ آفر صرف میرے اچھے موڈ تک ویلڈ ہے۔

سراج اللہ خٹک۔ کرک

دل سے

نہ زبان سے...... نہ مس کال سے...... نہ ایس ایم ایس سے...... نہ فون سے...... نہ پوسٹ سے...... نہ گریٹنگ سے...... نہ ای میل سے...... ڈائریکٹ دل سے...... آئی مس یو۔

سراج اللہ خٹک۔ کرک

آنسو

آنکھوں میں آنسو کو ابھرنے نہیں دیا
مٹی کے موتیوں کو بکھرنے نہیں دیا
جس راہ پے کسی کو گزرنے نہیں دیا
اس راہ پے کبا کو۔ گزرنے نہیں دیا

سراج اللہ خٹک۔ کرک

دوستی

دوستی ایک درخت کی طرح ہے جسے ناپا نہیں جاتا کہ کتنی لمبی ہے بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کی جڑیں کتنی مضبوط ہیں۔

سراج اللہ خٹک۔ کرک

اشعار

ثواب سمجھ کر وہ دل کے ٹکڑے کر دیتے ہیں فراز
گناہ سمجھ کر ہم نے کبھی گلہ نہیں کیا

سراج اللہ خٹک۔ کرک

یاروں کو آزما کر دیکھ لیا، پارٹی میں بلوا کر دیکھ لیا
موت بھی ہم سے دور بھاگتی ہے کار کے نیچے آ کر دیکھ لیا

جنید اینڈ اقبال۔ پنساری

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہوگی اور وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی تمام اولاد کو جمع کر کے اطاعت الٰہی کی وصیت کی۔ حضرت شیث علیہ السلام کو حضرت

آدم نے جو خصوصی وصیتیں کی ان میں پانچ باتیں یہ ہیں۔
1- دنیا سے دل نہ لگانا میں نے بہشت سے دل لگایا اس کا انجام جو کچھ ہوا ظاہر ہے۔
2- یہ کہ عورت کی بات پر عمل نہ کرنا میں حوا کی باتوں میں آ کر ہی تو اس مصیبت میں مبتلا ہوا۔
3- جب تم کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام پر نظر ڈال لیا کرو۔ میں اگر اپنے انجام پر نظر رکھتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔
4- جس کام کے متعلق تمہارے دل میں تردد ہو اس کے کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں کرنا۔ دیکھو کھانا کھاتے وقت میرے دل میں تردد تھا۔
5- ہر کام کے متعلق دوستو سے مشورہ کر لینا دیکھو اگر میں جنت کے فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو جنت سے نہ نکالا جاتا
محمد جاوید اشرف۔ چمن پور ٹوانہ ہموکہ

باتوں سے خوشبو آئے

عزت کے موتی پر اگر ذرا سا بھی میل آجائے تو سینکڑوں دریا مل کر بھی اسے نہیں دھو سکتے۔
کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ کسی کا دل دکھانا ہے۔
دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔
ایسی بات نہ کرو جو سامنے والی کی سمجھ میں نہ آئے۔
کلیم اللہ خان۔ مانجھی خیل کرک

زندگی کا سفر

زندگی کے حسین سفر میں بہت سے لوگ آپ کے ساتھ چلتے ہیں لیکن وقت اور حالات کی وجہ سے کچھ آپ سے بچھڑ جاتے ہیں مگر اچھے سچے دوست کبھی دل سے خارج نہیں ہوتے وہ آپ کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں ان کی خوشبو محبت اور پیار آپ کے دل میں مہکتے پھول کی طرح ترو تازہ رہتی ہے۔ یہ میری زندگی کا تجربہ ہے کہ جن کے ساتھ زیادہ چاہت کی جائے وہ ہم سے دور ہو جاتے ہیں۔
زلیخا۔ کھاریاں

افسانچہ

خوابوں میں آئیں گے ایس ایم ایس کی طرح، دل میں بس جائیں گے رنگ ٹون کی طرح، تم میری محبت پر شک کبھی بھی نہ کرنا، محبت کم نہ ہوگی بیلنس کی طرح، ہم کو صرف تم سے ہی محبت ہے اے، کہیں مصروف نہ ہو جانا تم نیٹ ورک کی طرح۔
احسان دانش۔ جوہر آباد

تیری مسکان پہ

تیری اک مسکان پر کھل جائیں سب پھول
تیری اک جھلک پہ دن رات جائیں بھول
تو آسمان کی پری ہے یا گلاب کا پھول
آخر ہم سے کیا خطا ہوئی جو ناراض ہو تم
تیری قسم اب نہ ہو گی خطا گفت کر لے قبول
احسان دانش۔ جوہر آباد

قطعہ

کہہ دو خدا سے ایسا قدر بنا جائے، ہم کو دیوانگی میں رہبر بنا جائے
ہم سے نہیں ہوتا یہ پل پل کا ٹوٹنا بس ایک غم جو سینہ پتھر بنا جائے
چودھری الطاف حسین دکھی، آزاد کشمیر

زندگی

زندگی سے وفا نہ مانگو کیونکہ یہ بے وفا ہے زندگی غم کا دریا ہے۔ زندگی کو خوبصورت بنانا ہے تو کسی سے پیار نہ کرو زندگی نام سمندر کا جو انسان کو ڈبو دیتا ہے زندگی ایک دھرا ہے۔ پیار کا ساز اور ارمانوں کا کھیل ہے۔
چودھری الطاف دکھی۔ بھمبر

مسکراؤ

شوہر اور بیوی میں بات چیت بند تھی دونوں ناراض تھے۔ شوہر کو صبح جلدی کام سے جانا تھا۔ شوہر نے ایک کاغذ پر لکھ کر تکیے کے نیچے رکھ دیا کہ مجھے صبح پانچ بجے اٹھانا۔ صبح جب اٹھا تو دس بج رہے تھے غصے میں تکیے کو دیکھا تو ایک اور کاغذ پڑا تھا کہ پانچ بج رہے ہیں اٹھ جاؤ۔
نذیر احمد ابڑو۔ ڈیرہ اللہ یار

ارشادات رسول کریم

جس شخص کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو گا وہ آگ سے نکالا جائے گا۔
انصاف کی گھڑی برسوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

آدمیوں میں بدترین فرد وہ ہے جو دو چہرے رکھتا ہے۔
بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔
جس کو مسلمان کا غم نہیں، وہ میری امت سے نہیں ہے۔
جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس پر میری شفاعت واجب ہو گی۔
اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی ہے اور اس اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے۔
عثمان لاڈلہ۔ تتلے عالی

اک خواب

اک خواب پیارا جس میں دیکھا ساتھ تمہارا
ہاتھوں میں ہاتھ تھے کتنا دلکش تھا نظارا
کبھی سمٹوں کبھی بکھروں تیری بانہوں میں
آنکھوں میں ہماری چاہتوں کا روشن تھا ستارا
تم کو سینے سے لگا کہ ساری دنیا کو بھلا کر
پا لیا میں نے پیار تیرا یہ کتنا مضبوط سہارا
کھولی جو آنکھ تو اپنے قریب نہ پا کر تم کو
مانگی دعا یارب دے دے میری کشتی کو کنارا
دیے میرے خواب کو حقیقت کا روپ
نہیں اب پیار کا پیار کے بغیر گزارا
عثمان لاڈلہ۔ تتلے عالی

عاشقوں کی اقسام

امیر عاشق، میں بھی خریدار ہوں میں بھی خریدوں گا پیار کہاں بکتا ہے۔ پتہ بتا دو۔
غریب عاشق۔ سونا نہ چاندی نہ کوئی محفل جان من تجھ کو میں دے سکوں گا۔
سچا عاشق، دل ہو گیا تیرا دیوانہ اب کوئی چچا نہیں، نادان ہے سمجھتا نہیں بن تیرے لگتا نہیں۔
جھوٹا عاشق۔ کل شب دیکھا میں نے چاند جھروکے میں اس کو کیا سلام تمہارے دھوکے میں۔
کامیاب عاشق، او کہندی اے ستیاں میں تیرا آں۔
ناکام عاشق۔ ان سے نین ملا کے دیکھو، دھوکے بھی کھا کے دیکھو۔
چالاک عاشق۔ بس بھئی بس زیادہ بات نہیں میم صاحب، آج کے بعد ملاقات نہیں میم صاحب
مجبور عاشق، اظہار بھی مشکل کچھ کہہ نہیں سکتے، مجبور ہیں اف اللہ کچھ کہہ نہیں سکتے۔
مستری مزمل ساگر۔ گوجرانوالہ

افسانچہ

میں روزانہ اسے دیکھتا، کبھی کبھی تو اس کے بہت قریب چلا جاتا مگر بدنامی کے ڈر سے اسے قابو نہ کر پاتا۔ ایک دن جب تمام گھر والے کہیں گئے ہوتے تھے۔ تب میرے خیالوں میں شیطانی شعلہ بھڑک اٹھا۔ ابھی انہی خیالوں میں مست تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دروازے سے اندر داخل ہوئی ہے اور صحن کی طرف آ رہی ہے۔ میں نے موقع سے زبردست فائدہ اٹھایا۔ فوراً دبے پاؤں لپکا اور دروازے کی کنڈی لگا دی۔ اب مجھے بدنامی کا کوئی ڈر نہ تھا۔ آج میں اس کا سارا غرور خاک میں ملا دوں گا۔ یہ سوچ کر میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ گھبرا گئی اور چیخ اٹھی لیکن آج میں اسے نہیں چھوڑوں گا میں اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ آگے بھاگی اور کمرے میں داخل ہو گئی۔ میں نے کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند کر لئے اور اسے ٹانگ سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔
وہ بھاگ بھاگ کر تھک چکی تھی لہٰذا جلد ہی ہار مان گئی میں اس کے قریب گیا اور میں نے پیار سے چوما اور اپنی قسمت پر ناز کیا اس کے بعد فوراً اپنی جیب سے چاقو نکالا اور اسے ذبح کر ڈالا۔
میرا ارمان پورا ہو چکا تھا اس واقعے کے چند دن بعد تک میرا پڑوسی مسلسل اپنی مرغی تلاش کرتا رہا لیکن وہ تو.....
مستری مزمل ساگر۔ گوجرانوالہ

محبت کے روپ

محبت وطن سے ہو تو ایمان کا حصہ بن جاتی ہے۔
محبت خود سے ہو تو بندگی بن جاتی ہے۔
محبت والدین سے ہو تو اطاعت بن جاتی ہے۔
محبت دوست سے ہو تو راحت بن جاتی ہے۔
محبت استاد سے ہو تو روشنی بن جاتی ہے۔
محبت بیوی سے ہو تو گھر جنت بن جاتا ہے۔
وقار ساحر۔ منکیرہ بھکر

باپ

باپ کا احترام۔ تا کہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔
باپ کی عزت کرو۔ تا کہ اس سے فیض یاب ہوسکو۔
باپ کا حکم مانو۔ تا کہ خوشحال ہوسکو۔
باپ کی سختی برداشت کرو۔ تا کہ باکمال ہوسکو۔
باپ کی بات غور سے سنو۔ تا کہ دوسروں کی نہ سننی پڑے۔
باپ کے سامنے اونچا نہ بولو، ورنہ رب تم کو نیچا دکھادے گا۔
باپ کے سامنے نظریں جھکا کر رکھو، تا کہ رب تم کو دنیا میں بلند کرے۔
باپ ایک کتاب ہے، جس پر تجربات تحریر ہوتے ہیں۔
باپ ایک مقدس محافظ ہے، جو سارے خاندان کی نگرانی کرتا ہے۔
باپ کے آنسو تمہارے دکھ سے نہ گریں، ورنہ رب تم کو جنت سے گرادے گا۔

محمد اسحاق انجم۔ کنگن پور

ایک پیار کی کہانی

ایک پرندہ سفید پھول سے پیار کر بیٹھا...... کافی دن کے بعد پرندے نے پھول کو پرپوز کیا، پھول نے کہا جب میں سفید سے لال ہوجاؤں گا تب تم سے پیار کروں گا۔
یہ سن کر پرندے نے اپنی چونچ سے اپنا پیٹ کاٹ دیا اور سارا خون پھول کے اوپر جاگرا.... پھول سفید سے لال ہو گیا اور پھول کو پرندے سے پیار ہوگیا۔ پر افسوس کہ پرندہ زندہ نہ رہا۔

لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل

قیمت

ایک عورت نے اخبار میں خبر پڑھی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک سائیکل کے عوض فروخت کردیا۔
اس نے اپنے شوہر کو یہ خبر سناتے ہوئے پوچھا۔
ڈارلنگ! کیا تم بھی ایسا ہی کروگے شوہر نے فوراً جواب دیا۔
نہیں بیگم! تم فکر نہ کرو میں تو کار سے کم بات کرنا گوارا بھی نہیں کروں گا۔

نیلم اقراء۔ واں بھچراں میانوالی

کار اور آواز

بے سری خاتون موسیقی سیکھنے کی شائق تھی اس نے ایک موسیقار کو اپنا گانا سنا کر پوچھا کہ کیا ان کی آواز اثر انگیز ہے۔
محترمہ آپ کی آواز نہ صرف اثر انگیز بلکہ کارآمد بھی ہے۔ یہ شہر پر ہوائی حملے کے وقت لوگوں کو خبردار کرنے کے کام آسکتی ہے۔

نیلم اقراء۔ واں بھچراں میانوالی

روپ

ایک مزاحیہ اداکار نے نجومی سے پوچھا۔
کیا میں اگلے جنم میں گدھا بن سکتا ہوں۔
نجومی نے جواب دیا۔ ایک ہی روپ بار بار نہیں ملتا۔

فیصل شہزاد۔ فتح جنگ

بیوی شوہر سے، منا اتنی دیر سے رو رہا ہے مگر تمہیں فرصت نہیں کہ اسے تھوڑی دیر کے لئے گود میں اٹھالو۔
آخر میں اسے جہیز میں تو نہیں لائی تھی۔
شوہر بھی غصے سے تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں اسے اپنا باراتی بنا کر لایا تھا۔

فیصل شہزاد۔ فتح جنگ

سسرالی رشتہ دار

ایک جوڑا لاہور سے پنڈی آرہا تھا لیکن کافی دیر تک انہوں نے آپس میں کوئی بات نہیں کی۔ جہلم کے قریب پہنچا تو وہاں وین نے بیس منٹ کے لئے قیام کیا۔ قریب ہی گھوڑے، بکریاں گدھے گھاس چر رہے تھے۔ خاوند نے بیوی سے کہا۔
تمہارے رشتہ دار ہاں کیوں نہیں میرے سسرالی بیوی نے جواب دیا۔

عالیہ فیصل۔ فتح جنگ

میں شیر تھا

شیر کی شادی ہورہی تھی جب بارات روانہ ہوئی تو ایک چوہا بارات کے آگے ناچنے لگے۔
شیر نے پوچھا! تم چوہے ہو شیر کی شادی سے تمہارا کیا تعلق؟
چوہے نے مسکرا کر جواب دیا۔
شادی سے پہلے میں بھی شیر تھا۔

نیلم سلطانہ۔ فتح جنگ

ستم بالائے ستم

بیوی نے شوہر سے کہا۔ اے کاش میں چڑیا ہوتی تو تم جہاں جاتے فوراً وہاں پہنچ جاتی۔
شوہر نے کہا، کاش! ایسا ہی ہوتا تو پھر میں غلیل ہی سے کام چلالیتا۔

فیصل شہزاد۔ فتح جنگ

دو پڑوسیوں کی مزاحیہ لڑائی

منظر، ایک تنگ سی گلی، آمنے سامنے دو مکانات کی کھڑکیوں سے دو پڑوسنیں ایک دوسرے سے مخاطب ہیں۔
پہلی پڑوسن، اے میری بہن حال ذرا اپنا سناؤ، آجاؤ میرے گھر میں ہنسو اور ہنساؤ، ہفتوں سے نظر آئی نہیں شکل تمہاری، ہوجائے ذرا آج ملاقات ہماری۔
دوسری پڑوسن، آپا مجھے افسوس ہے، ملتی نہیں فرصت میں خود ہی چلی آؤں گی مل جائے اگر وقت دن رات کئی کام ہیں، مجبور ہوں آپا، کاموں کے اسی بوجھ سے بگڑا ہے سراپا۔
پہلی پڑوسن، کاموں کا سدا تم نے کیا مجھ سے بہانا، سمجھا ہی نہیں تم نے کبھی مجھ کو یگانا، سو کام ملاقات میں ہوتے نہیں حائل، ہاں اچھی پڑوسن کے نہیں تم میں خصائل۔
دوسری پڑوسن، خنجر کی طرح تیز ہیں الفاظ تمہارے، طوفان نہ اٹھ جائے کوئی طیش کے مارے، انسان بنو اور زبان اپنی سنبھالو، کچھ کام کرو عقل سے، دیدہ نہ نکالو۔
پہلی پڑوسن، اوقات تیری کیا ہے ذرا بول سنبھل کر۔ کچھ مال نہیں اپس مگر یہ تیرے تیور۔ میں تجھ کو سمجھتی نہیں جوتی کے برابر۔ مجھ سے تیرا ٹکرانا جہالت ہے سراسر۔
دوسری پڑوسن۔ دل میں تیرے خناس ہے شیطان کی خالہ۔ ہم نے تو نہیں کھایا تیرے گھر کا نوالہ، مغرور نہیں تیری طرح کوئی جہاں میں، اللہ کرے کیڑے پڑیں تیری زبان میں۔
پہلی پڑوسن، چل دور ہو منحوس تیرے منہ میں پڑے خاک، تو خوار ہو، برباد ہو، کٹ جائے تیری ناک، کرتی بحث مجھ سے بڑی آئی کہیں کی، صورت تو ذرا دیکھ لے، ہے کیسی بری سی۔
دوسری پڑوسن، کم بخت تیرا ناس ہو، برباد رہے تو۔ خوشیوں کو ترستی رہے، ناشاد ہے تو، مغرور ہے کس چیز پر اتنا تو بتا دے، سر خاک میں مل جائے گا یہ بات سمجھ لے۔
پہلی پڑوسن۔ جوتی میری پڑ جائے اگر زور سے سر پر۔ ہوجائے گی بند ایک منٹ میں تیر ٹر ٹر۔ دل کہتا ہے میرا تجھے کچا چبالوں۔ پٹرول چھڑک کر تیرا گھر بار جلادوں۔
دوسری پڑوسن۔ تجھ جیسی محلے میں نہیں ایک بھی عیار۔ تو آگ لگانے کو سدا رہتی ہے تیار۔ لگتی ہے تیری بات مجھے سانپ کی پھنکار۔ پڑتی رہے چہرے پہ تیرے لعنت و پھنکار۔
پہلی پڑوسن۔ تیرے ہی مقدر میں ہو دن رات ہلاکت۔ ٹوٹے تیری اولاد پر ہر روز قیامت۔ شوہر تیرا صورت سے نظر آتا ہے گھوڑا۔ گینڈے کی طرح چال ہے اور ناک پکوڑا۔
دوسری پڑوسن۔ لائے ہیں قیمتی ساڑھی میرے شوہر۔ سوچا تھا تجھے دوں گی تیری سالگرہ پر۔ معلوم ہوئی آج مگر تیری خباثت۔ اک ذرا برابر بھی نہیں تجھ میں شرافت۔
پہلی پڑوسن۔ پھر کہنا ذرا بات وہ ساڑھی کی میری جان۔ اے پیاری بہن آپ پر سو جان ہیں قربان۔ معلوم ہوئی آپ کے اخلاق کی عظمت۔ ہے آپ کو ناچیز سے اس درجہ محبت۔ منہ سے کوئی غصے میں نکل جاتا ہے کلمہ۔ اس بات سے ہوتا ہے مجھے بعد میں صدمہ۔ اپنی تو بہر حال رفاقت ہے پرانی۔ گزرے ہوئے ایام کی یادیں ہیں سہانی۔

ایم اشفاق مغل۔ شاہ یوسف

ابھی تو نہ جاؤ جاناں

ابھی تو نہ جاؤ جاناں...... ابھی تو نہ جاؤں جاناں......
ابھی تو ندیا بہہ رہی ہے...... ابھی تو فضا جھوم رہی ہے...... ابھی تو موسم ٹھہرا ہے...... ابھی تو آنگن مہکا ہے...... کہ ابھی تو نہ جاؤ جاناں...... ابھی تو بلبل گا رہی ہے...... وہ دیکھو زندگی جا رہی ہے...... اور تم...... تم تو نہ جاؤ جاناں...... ابھی تو نہ جاؤ جاناں...... ابھی تو سپنا دیکھا ہے...... سپنے میں صرف تیرا چہرہ ہے...... ابھی تو رشتہ گہرا ہے...... ابھی تو گھپ اندھیرا ہے...... کھولی جب ہتھیلی اپنی...... اس میں نام تمہارا ہے...... مجھے مات دینے میں...... ہر کام تمہارا ہے...... اس دل کے میداں میں ہر طرف صحرا ہے...... ابھی تو نہ جاؤ جاناں...... کہ میرا دل تمہارا ہے...... کہ ابھی تو......

فوزیہ چوہان۔ اوکاڑہ کینٹ

مذاق

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی فورٹ روڈ گمینہ محل کے رہائشی پروفیسر ڈاکٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب کو مذاق کرنے کی

عادت تھی۔ ایک دن انہوں نے اپنے ایک دوست پروفیسر ڈاکٹر سید ساجد حسین نقوی صاحب کو بیرنگ خط لکھا کہ میں خیریت سے ہوں فکر مت کرنا۔

چند روز بعد پروفیسر اکٹر سید زاہد حسین نقوی کو جوابی پارسل ملا۔ جسے چھڑانے کے لئے کافی پیسے ادا کرنے پڑے۔ یہ پارسل اسی دوست پروفیسر ڈاکٹر سید ساجد حسین نقوی صاحب نے بھیجا تھا۔ کھولنے پر پارسل سے ایک بھارتی پتھر نکلا جس کے ساتھ لگی ہوئی ایک پرچی پر لکھا تھا تمہارے تندرست ہونے کی اطلاع سن کر میرے ذہن سے فکر کا اتنا بھاری بوجھ اتر گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ ملیر کالونی کراچی

دیانت کا صلہ

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا اعلیٰ تعلیم یافتہ ماہنامہ عندلیب اور پندرہ روز شگوفہ کا ایڈیٹر سید واجد حسین نقوی کراچی کے علاقے چاکیواڑہ کی آدم چائے فیکٹری میں بطور ڈائریکٹر دس ہزار روپے ماہوار پاتا تھا۔ واجد کی بیوی ناظم بیگم اور تین بچے رضوان، سیمینہ اور بھیتا تھے۔ زندگی ہنسی خوشی کے ساتھ خوشحال گزر رہی تھی۔ رہنے کے لئے ایک کرایہ کا بنگلہ نگینہ پیلس تھا جس کا کرایہ بھی پابندی سے ہر ماہ ادا کرنا پڑتا تھا۔

آدم چائے فیکٹری چاکیواڑہ کراچی میں اتوار کی چھٹی ہوتی تھی ایسے ہی ایک اتوار کو سید واجد حسین نقوی ڈرائنگ روم میں موقع پر لیٹا اپنے حالات درست کرنے کے لئے سوچوں میں گم تھا کہ واجد کی بیوی ناظم بیگم واجد کے پاس آئی اور سامنے کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ عید آرہی ہے۔ رضوان سمیتا اور بھیتا کے لئے ہم نے کپڑے بھی نہ بنا سکے۔ رضوان کہہ رہا تھا کہ ہمیں کھلونے بھی لے کر دو اب بتاؤ کہ میں انہیں کیا لے کر دوں؟

سید واجد حسین نقوی نے ایک سرد آہ کھینچی اور بولا۔

ہاں ہمیں کچھ کرنا چاہئے اگر عید پر بھی ہم اپنے بچوں کے لئے کھلونے اور کپڑے نہ بنا سکے تو ان کے معصوم دلوں پر نہ جانے کیا بیتے گی؟ میں نے ایک ترکیب سوچی ہے واجد کی بیوی ناظم بیگم بولی۔ وہ کیا؟ سید واجد حسین نقوی نے پوچھا۔ آپ اپنی آدم چائے فیکٹری چاکیواڑہ کراچی کے مالک سید زاہد حسین نقوی صاحب سے کچھ رقم ادھار لے لیں پھر ہم آہستہ آہستہ یہ قرضہ چکا دیں گے۔ واجد کی بیوی ناظم بیگم نے مشورہ دیا۔ سید واجد حسین نقوی چند لمحے سوچتا رہا پھر اپنی بیوی ناظم بیگم سے کہنے لگا آدم چائے فیکٹری کا مالک سید زاہد حسین نقوی بہت کنجوس آدمی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ ملیر کالونی کراچی

اسلامی صفحہ

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ والصلوٰۃ والسلام سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ! محمدؐ کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہے۔ عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمدؐ سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے۔ جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبین ہیں۔ تمہاری اولاد میں سے ہیں وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

لقمان حسین۔ ڈیرہ اسماعیل خان

عبرتناک

ایک عورت مر چکی تھی لیکن اس کی قبر سے آواز آتی تھی کہ میں ابھی زندہ ہوں مجھے باہر نکالو۔ مولوی صاحب کے کہنے پر قبر کھودی گئی تو اس میں سے آگ کے شعلے باہر آرہے تھے۔ آواز آئی کہ مجھے ایک بڑا کپڑا یعنی چادر دو لوگوں نے چادر قبر میں پھینک دی اور عورت قبر سے نکل کر گھر کی طرف دوڑ پڑی اور لوگ اس کے پیچھے گھر پہنچے تو اس نے کمرے میں سے کنڈی لگا دی لوگوں نے کہا کہ دروازہ کھولو تو اس عورت نے کہا کہ مجھے دیکھنے کیلئے کوئی بڑے دل والے اندر آسکتے ہیں کچھ بڑے دل والے آدمیوں نے اسے دیکھا تو کچھ تو بے ہوش ہو گئے وہ بہت ہی ڈراؤنی شکل تھی اسے پوچھا کہ تیرے بال کہاں گئے تو اس نے جواب دیا کہ میں سر پر دوپٹہ لئے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی اس لئے فرشتوں نے میرا ایک بال نوچ لیا پھر اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ناخن کہاں گئے تو اس نے کہا میں نیل پاش لگاتی تھی اس لئے میرے ناخن بھی نوچ لئے گئے پھر اس سے سوال کیا کہ تمہارے ہونٹ کہاں گئے تو کہا کہ میں سرخی لگا کر اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جاتی تھی اور میری جس جس عضو پر غیر محرم کی نظر پڑتی تھی میری ہر وہ چیز بڑی بے دردی سے نوچ لی

گئی اس کے بعد وہ عورت پھر مردہ ہو گئی اور اس کو غسل دے کر دوبارہ دفن کر دیا گیا تھا۔ لیکن میرے بھائیوں اور بہنوں آج ہم کہاں ہیں۔ ہم بازار میں دیکھیں تو کوئی عورت پر دوپٹہ نہیں لیتی، سر عام بازار میں گھوم رہی ہوتی ہے تو کیوں نہ ہمارے اوپر خدا کا زوال آئے۔ میری بہنوں اور میرے دوستو آج ہم ترقی کیوں نہیں کر رہے آج ہمارے حکمران ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں آج ہم اپنی ماں بہنیں اور بیٹی پر کوئی حکم نہیں چلا سکتے۔ میرے دوستو آؤ ہم بھی وہی چودہ سو سال پہلے والا ماحول پیدا کریں تا کہ ہمارا بھی مقدر سنور جائے۔ اس کے لئے ہمیں محنت کرنی ہو گی اپنے گھروں میں اسلام کے مطابق زندگی گزارنی ہو گی۔ میرے دوستو قبر میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہو گا میرے بھائیو اور بہنو آؤ آج سب مل کر خدا سے وعدہ کریں کہ اب ہم سب انشاء اللہ کوئی نماز ضائع نہیں کریں گے اور سب اپنے گھروں میں اور گلی محلے میں نماز کے لئے دعوت دیں گے اگر میرے اور آپ کے کہنے سے ایک آدمی نمازی ہو گیا تو یہ ہمارے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔

عثمان لاڈلہ۔ تلے عالی

ادنیٰ درجہ کا جنتی

فرمایا حضورؐ نے ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ شخص ہو گا کہ اس کے لئے اسی ہزار خدمت گزار ہوں اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے واسطے ایک خیمہ لگایا جائے گا جو موتی اور زبرجد اور یاقوت کا بنا ہوا ہو گا اور اس خیمہ کا طول و عرض یعنی لمبائی چوڑائی اتنی ہو گی جتنی جابیہ سے لیکر صنعا تک جابیہ ایک شہر ہے شام میں اور صنعا یمن ایک مقام ہے گویا نہ ادنیٰ درجے کا خیمہ لمبائی اور چوڑائی میں اتنا ہو گا جتنا یمن اور شام کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ترمذی شریف)

جنت والوں سے چار باتیں

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جب جنت میں جنتی لوگ پہنچ جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کو آواز دے گا۔ اے جنت والو تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے اور تم زندہ رہو گے اور تم پر کبھی موت نہ آئے گی اور تم لوگ ہمیشہ جوان رہو گے کسی وقت بوڑھے نہ ہو گے۔ تمہارے لئے فیصلہ ہے کہ تم ہمیشہ چین اور آرام میں رہو گے اور کبھی تکلیف اور مصیبت نہ دیکھو۔ (مسلم شریف)

حورعین کی ایک خاص دعا اور شوہروں سے ہمدردی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی پاکؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ رمضان کے شروع سال سے ختم سال تک جنت سجائی جاتی ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہو گا تو عرش کے نیچے حور عین پر جنت کے پتوں کی ہوا چلتی ہے جس سے متاثر ہو کر وہ یوں دعا کرتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے ایسے شوہر مقرر فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ دنیا میں جو کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو حور عین میں سے اس کی بیوی اسے کہتی ہے کہ تیرا برا ہو اسکو تکلیف نہ دے کیونکہ وہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پہنچ جائے گا۔ (ترمذی شریف)

محمد تیمور۔ راولپنڈی

غزل

کوئی تڑپا تو مرا دل ٹوٹا
مجھ سے دیکھا نہ گیا دل ٹوٹا
تجھے تیری جفاؤں کا صلہ
میرا انجام وفا، دل ٹوٹا
پھر روش ان کی نظر نے بدلی
پھر یہ محسوس ہوا دل ٹوٹا
آنکھ بھر آئی ترا خط پڑھ کے
ایک اک حرف میں تھا، دل ٹوٹا
چاند ہے زخم، ستارے آنسو
پھول بھی ہنستا ہوا دل ٹوٹا
مجھ سے کترا کے گزر موج صبا
میں ہوں اک پھول بڑا دل ٹوٹا
تم وہاں اور خوشی کی محفل
میں یہاں اور میرا دل ٹوٹا
نام پوچھا تھا کسی نے شیوہ
دل سے آئی ہے صدا ”دل ٹوٹا“

☆ شریف شیوہ۔ لاہور

آپ کے خطوط

......ماہ جولائی 2012ء کا خوفناک ڈائجسٹ 4رجولائی 2012 کو گوجر خان کے ایک بک سٹال سے طلب کیا۔ سرورق زبردست رہا۔ قسط وار کہانیوں میں پراسرار آدمی کی آخری قسط زبردست رہی۔ مکمل کہانیوں میں خوفناک قبر، مردہ جادوگر، بھیانک رات، تڑپتی روحیں، ویرانہ اور سناٹا اس ماہ کی سپرہٹ کہانیاں تھیں۔ عمران رشید بھائی آپ کی کمی بہت محسوس ہوئی۔ پہلے کی طرح جلد کوئی اچھی سی سٹوری لے کر حاضر ہوں۔ وارث آصف بھائی آپ کی تحریریں بھی لاجواب ہوتی ہیں۔ ایسے ہی اچھا لکھتے رہا کریں اور اپنا موبائل نمبر آن کریں۔ پھول اور کلیاں میں سبھی تحریریں بے مثال تھیں۔ غزلوں میں سب کا انتخاب لاجواب رہا۔ اشعار میں عدنان عاشق، بلقیس خان، نیلم شہزادی اور طاہر محمود طاہری نے اعلیٰ اشعار کا انتخاب کیا۔ بہترین شعروں میں سب نے بہت خوب لکھا۔ (محمد عمیر مظہر سنی۔ تبکیاں)

......خوفناک میں پہلی بار شرکت کر رہا ہوں حالانکہ خوفناک سے تعارف تو کافی عرصے سے ہے لیکن اس میں شریک ہونے کی جرأت پہلی بار کی ہے اور اس امید اور یقین کے ساتھ کہ مجھے بھی اس میں جگہ دی جائے گی اگر آپ نے میرے اس چھوٹے سے نامے کو ردی کی ٹوکری کی نذر کیا تو قسم سے میرا دل ٹوٹ جائے گا اور ہم مایوس ہو جائیں گے آپ سے مگر مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے مایوس ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔ خوفناک بہت ہی اچھا رسالہ ہے اور میں کئی برسوں سے اسے پڑھ رہا ہوں تو دل نے کہا کہ اس میں شمولیت بھی اختیار کرلوں تو بہت مضبوطی سے اس میں حصہ لیا۔ ماہ جولائی کے رسالے میں مردہ جادوگر، خوفناک قبر اور یاقوتی مالا کا پہلا حصہ بہت اچھا لگا۔ سب رائٹرز کو بہت اچھا لکھنے پر مبارک ہو اور ہماری دعا ہے کہ خوفناک اسی طرح لوگوں میں مشہور ہوتا رہے اور جنہوں نے اتنے پیارے خوفناک ڈائجسٹ کی بنیاد رکھی یعنی شہزادہ عالمگیر صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ (ایم زین خان۔ کوٹ ادو)

......ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ خونی حسینہ نمبر جون 2012ء کا شمارہ اس بار کافی لیٹ یکم جولائی کو سوہاوہ کے ایک بک سٹال سے خریدا شمارہ کافی لیٹ ملنے کی وجہ سے پورا نہ پڑھ سکا مگر پھر بھی جو کہانیاں وہ میں کنواری ہوں، بے رحم بدروح، جادو کے سات روپ، خوفناک غار پڑھی جو بہت مزے کی تھیں ان تمام رائٹرز نے بہت اچھا لکھا تھا اتنا اچھا لکھنے پر ان رائٹرز کو میری طرف سے مبارکباد۔ ان کے بعد خوفناک واقعات میں گڑیا، پریت، کھنڈر، پریت آتما، خوفناک شخص حتیٰ کہ تمام مختصر واقعات زبردست تھے غزلوں میں ظہیر عباس گجر، محمد احمد رضا، محمد افضل جواد، فاروق احمد شانی اور بچے کی فریاد، محمد ہارون قمر بہت پسند آئیں پھول اور کلیاں میں سب کچھ ہی زبردست تھا خطوط میں سارے خط ہی اچھے تھے شکر ہے کہ کوئی کسی پر تنقید نہیں کر رہا۔ (عدنان عاشق پریم۔ گوجر خان)

......پانچ جولائی کو ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ تڑپتی لاش نمبر گوجر خان کے ایک بک سٹال سے خریدا اسلامی صفحے کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے پلیز اسلامی صفحہ بھی شائع کیا کریں ناں اس کے بعد ڈائجسٹ میں خطوط کی محفل میں جس میں اپنے خط دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ محمد افسر شہزاد نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں گم ہوں تو میرے بھائی جان کیا ہوا کہ کہانیوں میں تھوڑا لیٹ ہوں مگر خطوط کی محفل میں تو میں آپ کا ساتھ دے رہا ہوں ناں پریشان نہ ہوں بہت جلد ایک کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں گا۔ سندیسوں میں اپنا سندیسہ اور شعروں میں اپنا شعر دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ کہانیوں میں اپنے فیورٹ رائٹر کی کہانی پراسرار آدمی کی قسط نمبر 7,8 ایک ساتھ پڑھی بہت مزہ آیا اس کے بعد مردہ جادوگر، روحوں سے شادی، خوفناک قبر، تڑپتی روحیں اور بھیانک رات زبردست کہانیاں تھیں۔ باقی کہانیاں بھی اچھی تھیں۔ خطوط میں سارے خط پسند آئے۔ (عدنان عاشق پریم۔ گوجر خان)

......ماہ جولائی کا شمارہ ہاتھ میں آتے ہی میں حیران و پریشان ہو گیا کیونکہ میری سٹوری مردہ جادوگر پر میرے نام کی بجائے نامعلوم لکھا ہوا تھا التمش انکل یہ کیا چکر ہے میں نے پورے ایک مہینے کی محنت سے مردہ جادوگر لکھی تھی آپ نے میری محنت کو ضائع

کر دیا۔ مجھے جہاں تک یاد ہے میں نے ہمیشہ کی طرح سٹوری کے اینڈ اور سٹارٹ میں دونوں جگہ اپنا نام لکھا تھا اس کے علاوہ میں نے اپنی سٹوری مظلوم جادوگر کا بھی حوالہ دیا تھا جو کہ فروری کے شمارے میں شائع ہوئی تھی اگر میں اپنا نام لکھنا بھول جاتا تو بھی آپ کو اس حوالے سے معلوم ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ فروری میں مردہ جادوگر میری ہی سٹوری تھی۔ انکل جی میں اپنے دکھ کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اپنی سٹوری پر نامعلوم لکھا دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے خیر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا پلیز دوبارہ کبھی ایسا نہ کیجئے گا۔ میری سٹوری آدم خور بدروحیں ابھی تک آپ نے شائع نہیں کی وہ تو میں نے مردہ جادوگر سے بہت پہلے بھیجی تھی پلیز اسے جلد از جلد شائع کر دیں۔ (کامران شکیل۔ واہ کینٹ)

......ماہ جولائی 2012ء کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے ٹائٹل کافی جاندار اور لرزہ دینے والا تھا ونڈرفل۔ ایک طویل غیر حاضری کے بعد خطوط کی محفل میں شامل ہو رہی ہوں اس دوران ہمارے پیارے شہزادہ انکل انتقال کر گئے دلی دکھ ہوا خدا ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور شہزادہ انکل کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ستمبر سے لے کر جولائی تک تمام شمارے پڑھے تو تھے مگر مصروفیت کے باعث کوئی تحریر یا خط ارسال نہ کر پائی سب رائٹرز نے اپنی اپنی جگہ اچھی کوشش کی تھی لیکن ریاض بھائی اور اقراء ہمیشہ کی طرح ٹاپ پر رہے اشعار، نظموں اور غزلوں میں بھی سب نے زبردست لکھا پھول اور کلیاں بھی زبردست تھا پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے خطوط کی محفل میں اپنی کہانیوں کجروی اور داستان عشق کی تعریف پڑھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی ان تمام بھائیوں کی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری کہانیوں کو پسند کیا لٹل شاہ رخ خان کی مرڈر تھری پڑھ کر علم ہوا کہ آپ کو وہ کہانی سمجھ میں آتی ہے جو سب کی سمجھ سے باہر ہو امید ہے سمجھ گئے ہوں گے اور خط میں آپ نے کیا لکھا مجھے سمجھ نہیں آیا معذرت۔ وارث آصف صاحب لگتا ہے بلاوجہ دوسروں کی ٹانگ کھینچنے میں آپ کو بہت مزہ آتا ہے آپ کے اور مس نامعلوم کے علاوہ کسی نے بھی میری کہانی کو نقل شدہ نہیں کہا۔ خدا گواہ ہے کہ میں اپنی کہانیاں اپنے نام سے شائع کروا کر شہرت حاصل کرنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ ایک طرف تو آپ میری کہانیوں کو نقل شدہ کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف مجھے ٹیلنٹ سے بھرپور رائٹر بھی کہہ رہے ہیں یعنی آگ لگا بھی رہے ہیں اور بجھا بھی رہے ہیں۔ (صائمہ جی۔ گوجر خان)

......خوفناک ڈائجسٹ ماہ مئی 2012ء میں کچھ مصروفیات کی وجہ سے خرید نہ سکا تھا جس میں میری کہانی ''بھیانک تعبیر'' شائع ہوئی تھی۔ مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے اس ڈائجسٹ کے لئے اور بے چینی بھی کہ وہ مجھ تک جلد از جلد پہنچ جائے یعنی آپ ارسال کر دیں میں آپ کو ڈائجسٹ کی قیمت اور ڈاک خرچ بھجوا دوں گا۔ (پرنس کریم۔ پشاور)

◆

غزل

ایسے ہی نہ در کو کھٹکایا کرو
آپ کا گھر ہے آیا جایا کرو
دور کیا بھاگنا فقیروں سے
بیٹھ کر نیکیاں کمایا کرو
راہی راہوں کو بھول جاتے ہیں
دھیرے دھیرے مسکرایا کرو
سب بلاؤں کو ٹال دیتا ہے
پیار کا گیت گنگنایا کرو
گھر میں آسیب آ نکلتا ہے
مجھ کو تنہا نہ چھوڑ جایا کرو
ملنا جلنا بہت ضروری ہے
ملنا جلنا نہ بھول جایا کرو
جس طرح پھول مسکراتا ہے
پھول کی طرح مسکرایا کرو
دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
یوں نہ ناصر کو یاد آیا کرو

ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد